

کتابخانه صفیہ سرکار عالی حیدر آباد دکن

۸۴۴۰

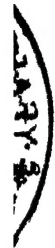
تہذیب الاخلاق جلد سوم
اخلاق

۲۴۴

نمبر مسلسل
تاریخ و نسخہ
نام کتاب
فن کتاب
نمبر کتاب و فن مذکور

5219
SIA

Ad d.
Guil
y n n



ماہیت سال تمام سنہ ۱۲۸۹

4219

سنة ۱۲۸۹ هجری مطابق سنة ۱۸۷۳ ع

اطلاع

بخدمت مہدیان و خریداران تہذیب الاخلاق

اُن صاحبوں کو جنکے پاس تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۸۹ ہجری جمع ہی مناسب ہی کہ اب اُسکو ایک جلد میں منجلد فرمالیں او بہہ دو ورقہ جس میں پہلا ورق بطور تیتل پہنچ کے ہی اور دوسرے ورق پر مہرست مضامین ہی اُس جلد کے اول لکادیں تاکہ وہ سب پرچے بصورت کتاب بن جاویں اور مہرست سے مضامین کا نکالنا جب چاہیں آسانی ہو جاوے *

دائرہ نمبر	۱
قرن	۳ کی
کتاب نمبر	

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۸۶	خط متعلق چندہ مدرسۃ العلوم		
۸۷	مسلمانان	منشی مشتاق حسین	۸۷
۸۷	ہماری قدم اگر چاہے تو کس طرح		
۸۸	تک ترقی کر سکتی ہی	حکیم مکھنہ حکیم اللہ	۸۸
۹۰	* فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۹۰
۸۸	چٹھیا گورنمنٹ نسبت مدرسہ		
۹۲	العلوم مسلمانان	سکرٹری گورنمنٹ	۹۲
۸۹	خط پنجم مولوی سید مہدی علی		
۹۵	دراب سرگوشہ آدم	سید احمد	۹۵
۹۸	* خط پنجم سید احمد متعلق قصہ آدم	مولوی عیید اللہ	۹۸
۹۰	اسپیج مولوی سید مہدی علی بمقام		
۹۹	عائنی اسکول مرزا پور	مولوی سید مہدی علی	۹۹
۱۰۲	علط نامہ رسالہ غلامی	سید احمد	۱۰۲
۹۲	عقاید مذہب اسلام عقیقہ اول نسبت		
۱۰۳	وحدت باہی	سید احمد	۱۰۳
۹۳	نصیحت کا صلہ	سید نجف علی	۱۰۶
۹۲	ایک مسلمان کے خیالات	حافظ کریم بخش	۱۰۷
۹۵	عقاید مذہب اسلام عقیقہ دوم نسبت		
۱۱۲	وحدانیت باہی	سید احمد	۱۱۲
۱۱۳	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۱۳
۹۷	چٹھیا گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم		
۱۱۲	مسلمانان	سکرٹری گورنمنٹ	۱۱۲
۹۸	روندان مدرسۃ العلوم مسلمانان منعقدہ		
۱۱۶	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع	سید احمد	۱۱۶
۹۹	مسلمانوں کی جمعیت	سید احمد	۱۲۰
۱۰۰	طریقہ تلمذ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۱
۱۰۱	خط متعلق بھٹ وحدت آسمان پنجم		
۱۲۷	ادیتر اخبار میو گرت	مکھنہ میو	۱۲۷
۱۰۲	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۷
۱۰۳	روندان کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۳۰
*	چٹھیا گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم		
۱۳۲	مسلمانان	سکرٹری گورنمنٹ	۱۳۲

فہرست مضامین تہذیب الاخلاق باب ۱۲۸۹

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۶۲	مقاصد پرچہ تہذیب الاخلاق	سید احمد	۴
۶۵	علوم معقول و منقول	مولوی سید مہدی علی	۶
۶۶	حرکتی پڑھنے نماز پڑھنے	سید احمد	۷
۶۷	نومی عرب	مولوی سید مہدی علی	۷
۶۸	تعلیم و تربیت	سید احمد	۱۰
۶۹	مجتہد	سید احمد	۱۰
۷۰	کاتلی	سید احمد	۱۱
۷۱	یونیورسٹی کیلیمزج	سید مکھنہ	۱۲
۷۲	شکرہ صحت و لیفہد	سید احمد	۱۶
۷۳	حواب خط حسین ہیکر لاہور		
۷۴	و کرسٹن لکھا تھا	مولوی سید مہدی علی	۱۸
۷۴	تصریف الاما علوم	مولوی سید مہدی علی	۲۱
۷۵	طریقہ دارل طعام	سید احمد	۲۲
۷۶	علم تفسیر	مولوی سید مہدی علی	۲۶
۷۸	آدم کی سرگوشہ	سید احمد	۳۰
۷۸	ہندوستان کی تعلیم	منشی محمد یار خاں	۳۵
۷۹	طریقہ تعلیم مسلمانان	سید احمد	۵۰
۸۰	حواب استغنا نسبت قرآن ازر ہونے		
۸۱	روایات احادیث کے بالمعنی	مولوی سید مہدی علی	۶۰
۸۱	استغنا بلا حواب نسبت بہص اقوال		
۷۶	علماء متقدمین	مولوی سید مہدی علی	۷۶
۸۲	خط پنجم مولوی سید مہدی علی		
۷۸	نسبت وحدت خارجی شیطان	سید احمد	۷۸
۸۳	روندان کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان منعقدہ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۷۴ ع		
۷۹	۱۸۷۴ ع	سید احمد	۷۹
۸۴	خواند کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۸۱
۸۴	تدبیر و امید	مولوی سید مہدی علی	۸۶

اشتمار

معاوضہ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معاوضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جو اخبار معاوضہ میں ہمارے پاس آ رہے اُن سے صرف مجھ کو فائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور ممبروں کو اُن سے کچھ فائدہ نہ پہنچے گا۔ لیکن اب اکثر ممبروں نے رائے دی ہے کہ معاوضہ کرنا چاہیئے اسلئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جو مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معاوضہ کرنا چاہیں گے تو ہم ہمیشہ خوشی اور شکریہ گزاری سے معاوضہ کر منظور کریں گے *

راتم

سید احمد

منیجر اور ممبر تہذیب الاخلاق

اطلاع

بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ معرہ قریب آ رہا ہے اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم ہونے کو ہے اسلئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہے کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق بابت سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی مرحومہ فرمائیں جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آجائے اُن کے نام پر یکم معہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ ہوگا *

راتم

سید احمد

اؤ بنارس

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۱۰۵	ایکھ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع متعلق		
۱۰۶	رجسٹری کمیٹی	کونسل قانونی	۱۳۵
۱۰۷	خط متعلق قصہ آدم و حوا خارجی		
۱۰۸	شیطان	مولوی عبید اللہ	۱۳۰
۱۰۹	معاذتہ نسبت طعام اہل کتاب	مولوی سید مہدی علی	۱۳۳
۱۱۰	اجماع	مولوی سید مہدی علی	۱۳۸
۱۱۱	آرٹیکل نسبت مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۵۱
۱۱۲	انڈین آرژور اور مسلمان	سید احمد	۱۵۶
۱۱۳	روزنامہ کمیٹی مدرسۃ العلوم	سید احمد	۱۵۷
۱۱۴	* رجسٹر نسبت مقام مدرسۃ العلوم		
۱۱۵	مسلمانان	سید احمد	۱۵۹
۱۱۶	فہرست چند مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۶۳
۱۱۷	سمجھہ یعنی تمیز جس سے بولائی		
۱۱۸	پرائی میں امتیاز کیا جانا ہے	اے قی سید احمد	۱۶۸
۱۱۹	عام صحبت	منشی مشتاق حسین	۱۶۹
۱۲۰	تعلیم	اے قی سید احمد	۱۷۳
۱۲۱	وحشیانہ نیکی	اے قی سید احمد	۱۷۶
۱۲۲	امید	اے قی سید احمد	۱۷۷
۱۲۳	اخلاق	اے قی سید احمد	۱۷۸
۱۲۴	ریا	اے قی سید احمد	۱۸۰
۱۲۵	مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ اسپیج سید معمود پر وقت جلسہ	اخبار پریشر	۱۸۳
۱۲۶	خط بنام مولوی سید مہدی علی نسبت		
۱۲۷	طیور، مختلفہ اہل کتاب	سید احمد	۱۹۰
۱۲۸	ہندوؤں میں ترقی تہذیب	سید احمد	۱۹۲
۱۲۹	مختلفہ	سید احمد	۱۹۴
۱۳۰	خرشامد	ایس۔ ٹی سید احمد	۱۹۵
۱۳۱	خط شکریہ	امجد اللہ	۱۹۳
۱۳۲	* تصدیقہ مدحیہ	مولوی عبدالودود	۱۹۳
۱۳۳	پرچہ تہذیب الاخلاق	سید غلام حیدر	۱۹۴
۱۳۴	تہذیب	خواجہ محمد یوسف	۱۹۸
۱۳۵	ہر وقت کی مصلحت	عبد اللہ اسماعیل	۲۰۰

حساب جمع خرچ پرچہ تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری *

سید احمد خان بہادر سی
ایس آئی جی شمال کار کورٹ بنارس
آمدنی سالانہ از خربداران اخبار

پادری ایم اے شیرنگ صاحب
ایم اے بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری
خواجہ احمد حسن صاحب انسپکٹر
پولس شاہجہانپور ابتدای ۱۶ ذیقعدہ
سنہ ۱۲۸۸ لغایت آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری
مولوی فدا علی صاحب از مقام
میوٹھہ بابت سنہ ۱۲۸۹ ...
شیخ فخرالدین احمد صاحب
ہیت ماسٹر ضلع اسکول نرسنگپور
بابت سنہ ۱۲۸۹ ...
مولوی عبداللہ صاحب پروفیسر
عربی و انگریزی ہوٹلی کالج بابت
سنہ ۱۲۸۹ ہجری ...
مولوی علی بخش خان صاحب
بہادر سب آرڈینٹ جج گورکھپور
ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت
آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری ...
محمد معصوم خان صاحب منصرم
عدالت ججی گورکھپور ابتدای شوال
سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ ہجری
صفدر حسین خان صاحب ناظر
عدالت دیوانی گورکھپور ابتدای
شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹
ہجری ...

باقیات سابق تحریر منیجر ..
آمدنی زر چندہ از ممبران *

مولوی محمد سمیع اللہ خان
صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد
مولوی سید زین العابدین صاحب
صدر امین بلند شہر ..
منشی الہی بخش صاحب سب
اسسٹنٹ انجینیر بہادر نہر گنگ
میر سید ظہور حسین صاحب
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ..
مرزا عابد علی بیگ صاحب
منصف ہائرس ضلع علیگڑہ ..
حافظ احمد حسن صاحب رئیس
بدایوں مقیم لندن سفیر نواب صاحب
سابق والی ٹونک ..
قاضی شہاب الدین صاحب وزیر
مہاراجہ کچھہ بالفعل وارد زنجبار
سید محمد احمد خان صاحب
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گرنڈہ متعلق
اودہ ...
میر تواب علی صاحب دہلی
کلکٹر میں پوری ..
مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب
رئیس بنارس وکیل عدالت ..
مولوی سید مہدی علی صاحب
رئیس اتارہ دہلی کلکٹر بہادر مرزاپور
مولوی محمد یوسف صاحب
رئیس علیگڑہ وکیل عدالت و انریری
ہجسٹریٹ ..

صم	جناب جي آرڙيٽ صاحب بهادر مهتم بندوبست اعظم گڏهه بابت سه ماهي سنه ۱۲۸۹ هجري ...
لام	شيخ الطاف حسين صاحب از لکهنو بابت سنه ۱۲۸۹ هجري ...
لحم	هنر هينس مهاراجه رجه نگر از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سيد عزت حسين صاحب وکیل عدالت بلند شهر ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	محمد حسين خان صاحب وکیل عدالت بلند شهر ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ ..
لحم	قاضي محمد جمال الدين صاحب وکیل عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹
لحم	منشي چني لال صاحب وکیل عدالت بلند شهر ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سيد امداد حسين صاحب مختار عام منشي گوپال رای صاحب بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	مولوي عبدالکي صاحب وکیل عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سيد عنايت علي صاحب محرد منشي چني لال صاحب وکیل بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹
لحم	لاله سدها شنکر صاحب وکیل عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سيد عنايت علي صاحب نایب بخشي سرکار پتمپاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري

لحم	حافظ محمد حسين صاحب از اجمير از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري ..
لحم	بابو کاشي ناتھ بسواس بهادر سب آرڙيٽ جج الهه آباد بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	مولوي منيرالدين صاحب مدعف چونپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	راجه جيکشن داس بهادر سي ايس آئي ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري ..
لحم	سيد مېر بادشاه صاحب منصف کانپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري ..
لحم	ڊاکٽر محمد شايق خان صاحب سب اسسٽنٽ سرچن گورکھپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	منشي بنواد علي صاحب منصرف عدالت صدر اميني گورکھپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
صم	منشي غلام حسين صاحب صوبه دار وجهت ۲۸ بابت سه ماهي سنه ۱۲۸۷ و سالتام سنه ۱۲۸۹ هجري ...
لحم	شيخ رعايت حسين صاحب وکیل عدالت هر دورتي بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	مولوي محمد اکرام الله خان صاحب اکسٽرا اسسٽنٽ کمشنر هر دورتي دامت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سکرٽري انجمن علمي دهلي بابت سنه ۱۲۸۹
لحم	پادري رجب علي صاحب از ابتدای ۱۵ صفر سنه ۱۲۸۹ لغایت ۱۵ صفر سنه ۱۲۹۰ هجري ..

لحم	محمّد سلطان خان صاحب قزّی مجتبیت نهر گنگ بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سید عطاءالله صاحب از ناگپور بابت سنه ۱۲۸۹
لحم	نواب محمد علي خان صاحب رئیس جهانگیر آباد بابت سنه ۱۲۸۹
لحم	شیخ عبدالقادر صاحب انسپکتر پولس پونا بابت سنه ۱۲۸۹
لحم	محمد رکن الدین احمد صاحب قزّی انسپکتر مدارس ضلع گورکھپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹
لحم	منشی سید ابراهیم صاحب حسینی بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	منشی تفضل حسین صاحب سرشته دار کاکتری ضلع بستی بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
صم	منشی دوکا پرشاد صاحب مترجم عدالت بنارس ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۸ هجري
لحم	راجہ شمشو نراین سنگه بهادر راجہ بنارس از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	مولوي سید فضل الرحمن صاحب رئیس پتنه ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	تھاکر گر پرشاد سنگه صاحب بهادر رئیس بیسوان ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	مولوي فخرالدین خان صاحب قزّی انسپکتر مدارس بدایون ...
لحم	بابت قیمت پرچه های متفرق ...
	۶/۲ پانی	

لحم	شیخ محمد قدرت الله صاحب سوداگر مقیم پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	جناب عالی خلیفه سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پتیاله از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سید محمد علي صاحب سرشته دار اجلاس خاص سریمحضر مهاراجه پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	شیخ فخرالدین صاحب سول جج پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سید کرامت علي صاحب وکیل سرکار پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	مرزا احمد بیگ صاحب تحصیلدار پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	نواب ثقی علي خان صاحب وکیل عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	شیخ ولایت علي صاحب رئیس کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سید عبدالحکیم صاحب وکیل عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سید محمد صاحب رئیس قصبه سرای کهتا از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سید وزیر حیدر صاحب بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سید علاء الدین صاحب تحصیلدار و قلام بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	منشی اوده بهاری لال صاحب پیشکار کلکتری بنارس بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	منشی رادھے کشن صاحب پیشکار بنارس بابت سنه ۱۲۸۹ هجري

پیشگی جو خریداروں سے وصول ہوا
بابت سال آئندہ

مولوی سید علاء الدین صاحب	
تکصیلدار و قلام از ابتدای محرم	
سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰	۸
منشی محمد سلطان خان صاحب	
قبطی محسوریت نہر گنگ از ابتدای	
محرم سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر	
سنہ ۱۲۹۰	۸
سید عطاء اللہ خان صاحب	
از ناگپور ابتدای محرم سنہ ۱۲۹۰	
لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰ ..	۸
تھاکو گر پرشاد سنگھ صاحب بہادر	
وٹیس بیسوان بابت سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
حکیم محمد امجد علی خان	
صاحب تکصیلدار مٹھرا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
مولوی سید فضل الرحمن صاحب	
وٹیس پٹنہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰ رسہ ماہی اول سنہ ۱۲۹۱	صہ
منشی الہی بخش صاحب	
اسستنت انجینیر نہر گنگ بابت	
سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
منشی غلام مرتضیٰ خان صاحب	
وکیل منصفی فتح آباد ضلع آگرہ	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
سید عنایت علی صاحب نایب	
بخشی سرکار پٹیالہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
شیخ قدرت اللہ صاحب سوداگر	
پٹیالہ بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
بابو مادھو داس مددہ سودن داس	
وٹیسان بنارس بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰	لاہ
لالہ انندی سہای صاحب	
تعلقہ دار فتح پور ہسوا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ

شیخ عبدالقادر صاحب انسپکٹر	
پولس پونا بابت سہ ماہی اول	
سنہ ۱۲۹۰	صہ
مولوی علی بخش خان صاحب	
سیار قینت جج بہادر گورکھپور	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
مولوی فخر الدین خان صاحب	
قبطی انسپکٹر مدارس بدایوں بابت	
سنہ ۱۲۹۰	لاہ
میزانکل الہی صاحب	
۱۳/۶ پانی	

اخراجات بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری

خرید کاغذ از کلکتہ و لندن معہ	
اخراجات	۱۱
آجرت چھپائی اخبار لغایت ۱۵	
ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۹ ..	صہ
آجرت چھاپہ حساب و تجویز	
طریقہ تعلیم مدرستہ العلوم مسلمانان	
جو میڈیکل ہال پریس بنارس	
میں چھپا	صہ
محصول خطوط و تقسیم پرچہ	
تہذیب الاخلاق معہ محصول آمدورفت	
صندوقهای پرچہ مذکور از علیگڑہ	
و بنارس	۱۲
بابت اخراجات ہند آون ..	۲
در عدد الماری واسطے رکھنے	
تہذیب الاخلاق کے	صہ
در صندوق واسطے آمد و رفت	
اخبار کی از علیگڑہ تا بنارس ..	۱۱
تذخہ مکرر بابت سال	
سنہ ۱۲۸۹ ہجری	صہ
سایر خرچ	۸
میزان کل الہی صاحب	
۱۳/۹ پانی	
باقی بنکویں منیجر لغایت	
آخر ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۹ ..	۱۱

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱]

یکم محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جائے فرسکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس قریٰ کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * ایہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ عامے مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ آٹھ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۶۳

تہذیب الاخلاق

ہمارے اس پرچہ نئی عمر سرا برس کی ہوئی اور تریستہ مضمون اس میں چھپی اب ہمکو سوچنا چاہیئے کہ ہم کو اس سے قومی تہذیب اور قومی ترقی حاصل ہونے کی کیا توقع ہے *

انسان ایک ایسی ہستی ہے کہ آئندہ کی چیز اُس کو نہیں ہوسکتی مگر گزشتہ زمانہ کے تجربہ سے آئندہ زمانہ کی امیدوں کو خیال کرسکتا ہے پس ہم کو اس پرچہ کی بابت آئندہ زمانہ کی پیشین گوئی کرنے کے لیئے پیچھے حالات اور واقعات پر نظر کرنی چاہیئے *

جب ہم کچھ اُپر پیچھے تیز سے سو برس کی دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ لندن میں بھی وہ زمانہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہندوستان میں ہے اور وہاں بھی اُس زمانہ میں اسی قسم کے پروجے جاری ہوئے تھے جن کے سبب ہم چیزوں میں تہذیب و شایستگی پیدا ہوئی تھی پس اول ہم اُن پروجوں کا کچھ حال بیان کرتے ہیں اور پھر اس پرچہ تہذیب الاخلاق کو اُن سے مقابلہ کریں گے اور پھر آئندہ کی حالت ہندوستان کا اُس پر تیس کرک اپنی قومی ترقی کی نسبت پیشین گوئی کریں گے *

جب کہ یورپ میں باہمی ملکی لڑائیوں کا زمانہ تھا تو یہاں سے برے بڑے شہروں میں اخبار کا چھپنا اور پھیلنا شروع ہو گیا تھا اور خاص لندن میں بھی اخبار چھپنے لگا تھا مگر اپنی قوم کی روز مرہ کی زندگی اور اُن کے مزاج اور عادت اور خصلت پر نکتہ چینی کرنے اور اُس میں سے برائیوں کے نکالنے اور عمدہ اور نیک خصلتوں کو ترقی دینے کا کسی کو کسی ملک میں خیال نہ تھا ہاں الپتہ فرنج لوگوں نے اس پر کچھ خیال کیا تھا اور سولہویں صدی میں مانٹین صاحب نے جو ایک مشہور فرنیچ عالم تھے خصلت و عادت پر کچھ مضمون چھپوائے تھے اُس کے بعد لاہورے صاحب نے جو ایک فرنیچ عالم تھے ایک کتاب چھاپی تھی جس میں چودہویں لوئی بادشاہ فرانس کے دربار کی بناؤں کو نہایت سلیقہ کی طعنے ظنی سے بیان کیا تھا لیکن کسی شخص کو یہ خیال نہ آیا تھا کہ کوئی ایسا پرچہ یا رسالہ نکالے جو جلد جلد ایک مناسب میعاد پر چھپا کرے اور قومی برائیوں کو جتایا کرے اور لوگوں کو قومی بھلائی کی ترقی پر رغبت دلاتا رہے مگر خدا نے یہ کام لندن کے پیغمبروں اور سولینیشن کے دیوتاؤں سرچرچ اسٹیل اور مسٹر اڈیسن کی قسمت میں لکھا تھا *

سرچرچ اسٹیل صاحب نے سنہ ۱۷۰۹ ع میں ایک پرچہ نکالا جس کا نام ٹینٹو تھا اس کے اصلی ایڈیٹر تو اسٹیل صاحب تھے مگر اڈیسن صاحب بھی کبھی کبھی مدد دیتے تھے یہ پرچہ ہفتہ میں تین دفعہ چھپتا تھا پہلا پرچہ اس کا بارہویں اپریل سنہ ۱۷۰۹ کو نکلا تھا *

سرچرچ اسٹیل صاحب نے خود کہا ہے کہ اُن کی غرض اس پرچہ کے نکالنے سے یہ تھی کہ انسان کی زندگی جو جھوٹی بناؤں سے عیب دار ہوتی ہے اُسے بے عیب کریں اور سکارتی اور جھوٹ، شیخی کو مٹاویں اور بناؤں پر شک کو اُتاریں اور اپنی قوم کی پوشاک اور گفتگو اور پرتاؤ میں عام سادہ پن پیدا کریں *

اس پرچہ کے صرف دو سو انتہر نمبر چھپی چنانچہ اخیر پرچہ اسکا دوسری جنوری سنہ ۱۷۱۱ ع کو چھپا اور پھر بند ہو گیا *

اس کے بعد سرچرچ اسٹیل اور مسٹر اڈیسن صاحب نے ملکہ ایک اُڑ پرچہ نکالا اور اُس کا نام ”سپیکٹیر“ رکھا یہ پرچہ ہر روز چھپتا تھا اور وہی دونوں صاحب اخیر تک اُس میں مضمون لکھتے کرتے تھے پہلا پرچہ اسکا یکم مارچ سنہ ۱۷۱۱ ع کو چھپا تو صرف تین سو پینتیس نمبر اس کے چھپی تھے *

یہ پرچہ اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا اور صرف ٹینٹو ہی اس نے نہیں پہلا دیا تھا بلکہ اُس زمانہ میں جس قدر کتابیں اس قسم کی تصنیف ہوئی تھیں اُن سب پر مضامین لکھتا تھا ۔ عمدہ اخلاق و ادب اس میں لکھے جاتے تھے خریدش و امارت کے سارک کرنے کے عمدہ قاعدے اُس میں بیان ہوتے تھے اس بات کا انسان اپنی اُس موت کو جس کا نام فوق ہے دس طرح دیدہ ہو اور سوچ بچار کر کس بات میں صرف کرے نہایت عمدگی سے ہوتا تھا اور ہر ایک مضمون نہایت خوبصورت اور ہر پارہ اور صفحہ ذہن مدق سے بھرا ہوتا تھا *

یہ پرچہ اس لیئے بھی بے انتہا تعریف کا مستحق ہے اس نے طرز تعمیر لوگوں کو سکھائی اور لوگوں کی گفتگو کو جو بد کلمات اور بد مہاررات اور ناپاک قسموں سے خراب ہو رہی تھی درست کر دیا *

ہر روز صبح کو یہ پرچہ نکلا کرتا تھا اور حاضری کھانے وقت تک لوگوں کے پاس آجاتا تھا اور حاضری ہی کی میز پر اس کو پڑھا کرتے تھے سنہ ۱۷۱۳ ع میں اس کا چھپنا مودہ ہو گیا *

اُس کے بعد سرچرچ اسٹیل نے مسٹر اڈیسن صاحب کی مدد سے ایک اور پرچہ نکالا جس کا نام گارڈین تھا یہ ہر

راتنا ہی کہلاتا چاہتا ہوں کہ میں نے فلسفہ کو مدرسوں اور مکتبوں کے کتب خانوں کی کڑھڑیوں میں سے نکالا اور جلسوں اور چار و تہرہ پینے کی مجلسوں تک میں پھیلا دیا اور ہر ایک دل میں پسایا *
اسٹیل اور اڈیسن کی ایسی عمدہ تحریریں ہوتی تھیں کہ اُن کا اثر صرف مجلسوں کی تہذیب و زبان و گفتگو کی شایستگی ہی پر نہیں ہوتا تھا بلکہ اُس زمانہ کے مصنفوں پر بھی اُس کا نہایت عمدہ اثر ہوا تھا *

ڈاکٹر دریک صاحب کا قول ہی کہ عام لوگوں کو علم ادب کا شوق اُسی وقت سے ہوا جب سے کہ ٹیٹلر چھپنا شروع ہوا اور اسپیکٹیشنر اور کارڈین نے اُس شوق کو اور زیادہ بھڑکا دیا — ان پرچوں کی تاثیر صرف لمحہ دو لمحہ کے لیئے نہ تھی بلکہ انگلستان میں ہر فرقہ کے لوگوں میں نہایت مضبوطی سے پھیل گئی تھی — ان پرچوں سے علم کو جو فائدہ ہوا وہ ہمیشہ یاد رکھنا — اُن پرچوں نے اول اول نہایت خوش اسلوبی سے گذشتہ و حال کے زمانہ کے عمدہ اور لائق مصنفوں کو بتلایا اور اُن کی خوبیوں کی قدر کرنے کا شوق دلایا مشہور ہی کہ ملٹن صاحب کی پاریدیزات لاسٹ کا جو نہایت عمدہ اور بے نظیر کتاب ہی انہی پرچوں کی بدولت فروغ ہوا — ان پرچوں کے مذاق تحریر اور خیالات کے رنگ ڈھنگ نے بڑی تحریروں کے اسباب کو پتا دیا اور جھوٹی عبارت اراٹھی اور لغو انشا پردازی کو جو کسبیوں کے ہناؤ سنگار کی مانند تھی اور راقیوں کے سے طعنے مٹنے یا لونگوں کی سی گالم گلاچ کو تحریروں میں سے بالکل دور کر دیا — اچھی و بڑی تحریروں میں تمیز کوفا اور سنجیدہ اور متین نکتہ چینی اور اور تحقیقات کا شوق پیدا کیا ذہان اور متانت دونوں کو ترقی دی اور تحریر میں مناسبت اور تہذیب کا خیال لوگوں کے دل میں پٹھا دیا ان باتوں سے ان پرچوں کے پڑنے والے لائق اور عالم مصنفوں کی تصنیفوں سے حظ اُٹھانے لگے اور تمیز کے ساتھ اُن کی قدر کرنے لگے *

اڈیسن صاحب کی تحریروں سے بالتخصیص طرز عبارت بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ صاف و شستہ و سلیس نہایت دلچسپ ہرگئی اور در حقیقت اڈیسن صاحب کی تحریر سے انگریزی زبان کے عالم انشاء میں ایک انقلاب عظیم واقع ہو گیا — پارچوریکہ زمانہ حال میں تحریروں کے عیب و ہنر کو لوگ خوب جانچتے ہیں اُس پر بھی اڈیسن صاحب کی تحریر پر بجز تعریف کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے *
ملاوہ ان باتوں کے اسپیکٹیشنر کے پرچوں میں انسان کے خیالات کے منظر اور اُن خیالات سے جو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں اُنکی تفریق نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے بتلائی گئی اور اُس سے نتیجہ یہ ہوا کہ شاعروں کے خیالات اور اُن کے اشعاروں کی خیال بندی

ہر روز چھپتا تھا اور صرف ایک سو پچھتر نمبر اُس کے نکلے تھے کہ بند ہو گیا *

اس کے بعد اٹھارویں صدی میں بہت سے پرچے اسی مقصد سے نکلے مگر اُن میں سے راملر اور ادونچرز اور ایڈار اور ورلٹ اور مرر اور لونچر نے کچھ شہرت پائی اور اُن کے سوا اور کسی کو کچھ فروغ نہوا *

ان پرچوں کے جاری ہونے سے انگریزوں کے اخلاق اور عادات اور ہندواری کو نہایت فائدہ پہنچا اور ہر ایک کے دل پر اُن کا اثر ہوا جس زمانہ میں کہ پہلے پہل ٹیٹلر نکلا ہی انگلستان کے لوگوں کی جہالت اور بد اخلاقی اور ناشایستگی نفرت کے قابل تھی و وضع دار لوگ کیا مرد و کیا عورت تحصیل علم سے نفرت رکھتے تھے اور علم پڑھنے کو خود فروشی و باد فروشی کہتے تھے اور کمینوں کا کام سمجھتے تھے علم جو اب عام لوگوں میں پھیلا ہوا ہی شاذ و نادر کہیں کہیں پایا جاتا تھا علم کا دعویٰ تو درکنار جہالت کی شرم بھی کسی کو نہ تھی عورت کا پڑھا لکھا ہونا اُس کی بدنامی کا باعث ہوتا تھا اشرافوں کے جلسوں میں اُمرورات سلطنت کی باتیں ہوتی تھیں اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی بدگئی کیا کوئی تھیں قسمیں نہانا اور خلاف تہذیب کے باتیں کرنا گویا ایک بڑی وضع داری گئی جاتی تھی قمار بازی اور شراب خواری اور خانہ جنگی کی کچھ حد نہ تھی چارلس دوم کے عہد میں جو خرابیاں تھیں وہ شریف شریف اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی گویا عادت ہرگئی تھی — بیبلوں اور ریچھوں کو کتوں سے پھڑانا لوگوں کو انعام دیکر کھانا اور خود ایسے تماثر کو دیکھ کر خوش ہونا گویا ہر ایک امیر کے شوق کی بات تھی *

ان تمام خرابیوں کی درستگی میں اسٹیل اور اڈیسن نہایت ہی سرگرم تھے اور جس سرگرمی سے وہ اُس میں مصروف ہوئے رسی ہی کامیابی بھی اُس میں اُن کو ہوئی *

اسپیکٹیشنر میں ایک دفعہ لکھا تھا کہ ”میں اخلاق میں خوش طبعی کی جاں ڈالونگا اور خوش طبعی کو اخلاق سے ملاؤنگا تاکہ جہاں تک ممکن ہو اُس کے پڑھنے والے دونوں باتوں میں نصیحت پاویں اور تادیبکہ لوگ ان تمام خرابیوں سے جو میں اُس زمانہ کے لوگ پڑے ہیں سنبھل نہ جاویں ہر روز اُن کو نصیحت کی باتیں یاد دلاتا رہونگا کیونکہ جو دل ایک دن بھی بیکار ہوتا رہتا ہی اُس میں بے شمار عیب چڑ پکڑ جاتے ہیں جسکے ریشے بہت ہی مشکل سے دور ہوتے ہیں — سقراط کی نسبت ایسا کہا گیا ہی کہ اُس نے فلسفہ کو آسمان سے اترایا اور انسانوں میں پسایا مگر میں اپنی نسبت صرف

کے پڑھنے سے ہو کر تہذیب نہیں ہو سکتی کہ حقیقت میں اس خط کا لکھنے والا ایسا ہی ہمارا دوست ہی جیسا کہ اسمیں لکھا ہی یا یہ صرف معمولی مضمون ہی جسکے لکھنے کا عموماً رواج پڑ گیا ہی پس ایسی طرز تحریر نے تحریر کا اثر ہمارے دلوں سے نھودیا ہی اور ہم کو جھوٹی اور پٹاوتی تحریر کا عادی کر دیا ہی *

نن شاعری جیسا ہمارے زمانہ میں خراب اور ناقص ہی اُس سے زیادہ کوئی چیز دہی نہ ہوگی مضمون تو بجز عاشقانہ کے اور کچھ نہیں ہی وہ بھی نیک جذبات انسانی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ اُن بد جذبات کی طرف اشارہ کرتا ہی جو ضد حقیقی تہذیب و اخلاق کے ہیں *

خیال ہندی کا طریقہ اور تشبیہ و استعارہ کا قاعدہ ایسا خراب و ناقص پڑ گیا ہی جس سے ایک تعجب تو طبیعت پر آتا ہی مگر اُسکا اثر مطاق دلیوں یا خصالت میں یا اُس انسانی جذبہ میں جس سے وہ متعلق ہی کچھ بھی نہیں ہوتا شاعروں کو یہ خیال ہی نہیں ہی کہ فطرتی جذبات اور اُنکی قدرتی تحریر اور اُنکی جہاں حاسنہ کسی پیرایہ یا کنایہ و اشارہ یا تشبیہ و استعارہ میں بیان کرنا کیا کچھ دل پر اثر کرتا ہی مگر ان کی پاریدر اساتذہ کچھ دیکھ کر نہیں ہی بجز اس کے کہ انسان کی طبیعت کی حالت ہی تھوڑی ہی جسکا ہر ہر شعر دل میں گھر کرتا جاتا ہی شکہ میں کچھ نہیں ہی بجز اس کے کہ اُس نے انسان کا نیکو رہنما قدرتی بناوٹ طبیعت کو بیان کیا ہی جو نہایت موثر انسان کی طبیعت پر ہی *

علم دین تو وہ خراب ہوا ہی جیسا خراب ہونے کا حق ہی اُس معصوم سیدھے سادے سچے اور نیک طبیعت والے بچہ پر ہے جو خدا تعالیٰ کے احکام بہت سداوت و صفائی دے تھے ان پر پورا ہادیہ نہیں عرب کی قوم کو بہر نچا تھے اُس میں وہ نکتہ چنبیاں پارکیاں گوسیز پ گئیں اور وہ مسائل و مسائل اور دلائل منطقہ ملائی گئیں کہ اُس میں اُس صفائی اور سداوت اور سادہ پن کا مطابق اثر نہیں رہا: مجبوری لوگوں کو اصلی احکام و جو قرآن و معتمد معتمد حدیثوں میں تھے چھوڑنا پڑا اور زہد و عہد کے بنائے ہوئے اصول کی پیروی دینی پڑی *

علم مجلس اور اخلاق اور برتر دوستی کا ایک ایسے طریقہ ہو پڑ گیا ہی جو نفاق سے بھی بدتر ہی اخلاق صرف منہ پر میٹھی میٹھی باتیں بنانے اور اوپری تباہ جتانے کا نام ہی اُس میں در شخص ایسی مہبت اور دل سوزی کی باتیں کرتے ہیں کہ دیکھنے سننے والے اُن دونوں کو یک مغز و دو پوست سمجھتے ہیں مگر جب انکے دل کو دیکھو تو یک پوست و دو مغز سے زیادہ بے میل ہیں صرف مکاری اور طاہر داری کا نام اخلاق رہ گیا ہی اور بے ایمانی اور دغا بازی کا نام ہوشیاری *

نہایت مدد اور درست ہو گئی اگر اور بے سرف مضمون اہلکار میں سے خارج ہو گئے اور اُن کی جگہ پر تاثیر مضمونوں نے جگہ پائی ہر ایک کو لائق اور قابل مصنفوں کی تحریروں کے جانچنے اور اُن کی قدر کرنے اور اُن سے مزا اُٹھانے کی لیاقت پیدا ہو گئی اور رفتہ رفتہ تمام قوم عالم اور محقق کے لقب کی مستحق تھ گئی اسپیکٹور کے پڑھنے والوں کو علم انشاء کی وہ خوبی جو اقدیس کے ذہن میں تھی معلوم ہوئی سب لوگ اُس کی تحریر کے لطف و صفائی کی تعریف کرنے لگے اور سب لوگوں کو ایسے شخصوں کی تحریروں کے جانچنے کی جو علم انشاء میں ناموری کے خواہاں ہوتے تھے لیاقت حاصل ہو گئی *

ان پچوں سے صرف علم ادب اور علم انشاء ہی میں ترقی نہیں ہوئی بلکہ اخلاق اور عادت اور خصالت کو بھی بہت کچھ ترقی ہوئی تیکی کے برتر میں جو خود انسان کی اپنی ذات سے اور اپنے خریش اور اقبا دوست آشنا یگانہ و بیگانہ سے علاقہ رکھتی ہی نہایت اعلیٰ درجہ کی تہذیب حاصل ہوئی اور خود تہذیب و شایستگی کو ایسی مدد عیقل ہوئی جس کی آج تک کوئی نظیر نہیں ملتی امرات کی بھت و مباحہ میں جو تیزی اور عداوت اور دشمنی پیدا ہوتی تھی وہ تھوڑے سے عرصہ میں نہایت کم ہو گئی اور جو لیاقت نہ صرف بھت و مباحہ میں صرف ہوتی تھی وہ خوشنوار پائی کی مانند خود مصورت نہروں میں بھنے لگی جنہوں نے اخلاق اور علم و ادب کو سیراب کرکے لوگوں کے دلوں کے برے اور خراب جوش کو پاک و صاف کر دیا *

ہندوستان میں ہماری قوم کا حال اُس زمانہ سے بھی زیادہ بدتر ہی اگر ہماری قوم میں صرف جہالت ہی ہوتی تو چندان مسئلہ نہ تھی مشکل تر یہ ہی کہ قوم کی قوم جہل مرکب میں مبتلا ہی علوم جنگا رواج ہماری قوم میں تھا یا ہی اور جسکے تکیو اور غور سے ہر ایک پھولا ہوا ہی دین و دنیا دونوں میں یکار آمد نہیں تھا اور بے اصل باتوں کی پیروی کرنا اور بے اصل اور اپنے آپ پیدا نہ ہونے خیالات کو امور واقعی اور حقیقی سمجھ لینا اور پھر اُن پر فرضی بحثیں پڑھانے جانا اور دوسری بات کو کو وہ کسی ہی سمجھ اور واقعی کیوں تھو نماننا لفظی بحثوں پر علم و نصیحت کا دار مدار ہونا اُنکا نتیجہ ہی *

علم ادب و انشاء کی خوبی صرف لفظوں کے جمع کرنے اور ہمزوں اور تو الٹالٹ کلموں کے تک ملانے اور دور از کار خیالات بیان کرنے اور میانہ آمیز باتوں کے لکھنے پر منحصر ہی یہاں تک کہ دوستانہ خط و کتابت اور چھوٹے چھوٹے روز مدہ کے رقعوں میں بھی یہ سب برائیاں ہوتی ہیں کوئی خط یا رقمہ ایسا نہ ہوگا جسمیں جھوٹ اور وہ بات جو حقیقت میں دلیوں میں ہی مندرج نہر خطوط رسمیت

نوراً جواب ملیگا کہ مذہباً ثواب ہی اور جس بات کو کہو کہ سیکھو اُس پر وقت کرنی ہو لیگا کہ مذہباً منع ہی پس ہم مجبور ہیں کہ تہذیب و شایستگی اور حسن معاشرت سکھانے میں ہمکو مذہبی بصحت کرنی پڑتی ہی *

مذہبی بصحت کا ایک عجیب سلسلہ ہی کہ ایک چھوٹی سی بات پر بصحت کرنے سے بڑے بڑے مسائل اور اصول مذہب بصحت میں آجاتے ہیں اور اس لیے لاجار کبھی ہمکو فقہ سے بصحت کرنی پڑتی ہی اور کبھی اصول فقہ سے اور کبھی حدیث سے بصحت کرنی پڑتی ہی اور کبھی اصول حدیث سے پس ہندوستان میں صرف اسٹیل اور اڈیسن ہی کی ضرورت نہیں ہی بلکہ مقدس لوگوں کی بھی بہت بڑی حاجت ہی * اسٹیل اور اڈیسن کی خوش قسمتی تھی کہ اُنکے زمانہ کے ارگ اُنکی تصریحوں کو پڑھتے تھے اور قدر کرتے تھے اور ہماری یہ بد نصیبی ہی کہ ہماری تصریحوں کو مذہب کے برخلاف کھاجاتا ہی اور اُنکا پڑھنا باعث عذاب سمجھا جاتا ہی اسٹیل اور اڈیسن اپنے ہر پرچہ کے مشہور ہونے کے بعد واہ واہ کی آواز سننے سے اپنی مصحت و مشقت نکرو خیال کی کلفت کو دور کرتے ہوئے اور ہم اپنی تصریحوں کے مشہور ہونے کے بعد بجز لعنت و ملامت سننے کے اور کسی بات کی ترقیع نہیں رکھتے ہیں اسٹیل و اڈیسن جن لوگوں کی بھلائی کرتے تھے اُن سے بھلا سننے تھے ہم جنکی بھلائی چاہتے ہیں اُن سے برائی ہاتے ہیں جن کے حق میں بھلا کہتے ہیں اُن سے برا سننے ہیں اسٹیل اور اڈیسن کو ہزاروں دل اپنی طرف کر لینے کچھ مشکل نہ تھے اور ہمکو ایک دل بھی اپنی طرف کرنا نہایت مشکل ہی اسٹیل اور اڈیسن کو بنے بنائے دل اپنی طرف جھکاتے تھے ہمکو یہ مشکل ہی کہ دل بھی ہم ہی کو پٹانا ہی اور ہم ہی کو اُس کا جھکاتا ہی *

لوگ ہمارے ان خیالات کو جنوں اور مایکھولیا بتاتے ہیں مگر دیرانہ پکار خود روشیار ہم غریب سمجھتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور اسی قلیل زمانہ میں ہم نے کیا کچھ کیا ہی اس لیے ہم آئندہ کی بہتری کی خدا سے توقع رکھتے ہیں اور اچھے دن آنے والوں کی پیشین گوئی کرتے ہیں گو اُنکے آنے کا زمانہ ہم نہیں جانتے مگر یقین کرتے ہیں کہ ضرور بے شک آنے والے ہیں *

ہم یہ نہ نہیں کہتے کہ ہم اس مسکین پرچہ کے ذریعہ سے ہندوستان میں وہ کچھ کرینگے جو اسٹیل اور اڈیسن نے انگلستان میں کیا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جہاں تک ہم سے ہر سکتا ہی ہم اپنا فرض پورا کرتے ہیں — اللہ دوسن قال الہمی منی والاعمام من اللہ تعالیٰ *

راۃ — م

سید احمد

گفتگو پر خیال کرو تو عصب ہی لطف دکھائی دیتا ہی اگرچہ کچھ لفظ تو نہیں ہوتے مگر ہزاروں اچھے مضامین زبان سے نکلتے ہیں نہایت مہذب اور معقول رتقہ نیک و دیندار آدمی بھی اپنی گفتگو میں تہذیب و شایستگی کا مطلق خیال نہیں کرتے دوسرے کی بات کو الجھوت کہہ دینا دوسرے کی نسبت جھوٹ کی نسبت کر دینا یہ تو ادنیٰ ادنیٰ روز مرہ کی بات ہی ایک نہایت نیک آدمی اپنے بڑے مقدس دوسرے کے بیٹے سے عین حالت تپاک اور خارش اخلاقی اور جوش مصحت کی باتوں میں کہہ رہا تھا کہ تمہارے باپ تو جھوٹوں کے پادشاہ ہیں وہ تو دن رات سینکڑوں نہیں ہانک دیتے ہیں اُنکی بات پر کیا اعتبار ہی پس انیسویں ہی ہمکو خود اپنے پر کہ ہمارے ایسے دوسرے ہیں *

اگر اشراف جوان دوستوں کی مصحف میں جاؤ تو سنو کہ وہ آپس میں کبھی کبھی گالچ اور فحش باتیں ایک دوسرے کی نسبت کرتے ہیں ایک نہایت معزز شریف خاندانی آدمی نے جو صاحب تصانیف تھے اور اُردو کے علم ادب میں مشہور ہیں تیس منٹ مچھ سے رستائے گفتگو کی اور میں نے خوب خیال کر کر لیا کہ اُنکے منہ سے جوتیس لفظ گالیوں کے نکلے جسمیں سے کچھ اپنی نسبت تو ہیں اور کچھ اُس کتاب اور اُسکے مصنف کی نسبت جسکا ذکر تھا اور کچھ یاد دہر اودھر بیٹھنے والوں اور سننے والوں کی نسبت *

امیروں کا حال دیکھو تو اُنکو دن رات بٹیر لڑانے اور مرغ لڑانے اور کبوتر اڑانے اور اور اسطرح تمام لغریات میں اپنی زندگی بسر کرنے کے سوا اور کچھ کام و دھندا نہیں *

نیک کی پر متوجہ ہوتے ہیں تو اُسکو اتنا گھونٹتے ہیں کہ بد مزہ ہو جاتی ہی اور جب بدی پر اُترتے ہیں پھر تو شیطان کے بھی کان بکرتے ہیں *

غرض کہ جو کچھ کہ اُس زمانہ میں فرنگستان میں تھا وہی کچھ بلکہ اُس سے بھی زیادہ اب ہندوستان میں موجود ہی اور نابلذ یہ ایک ٹیبلر اور اسپیکٹیر کی یہاں ضرورت تھی سو خدا کا ارشاد ہی کہ یہ پرچہ اُنھی کے قایم مقام مسلمانوں کے لیے ہندوستان میں جاری ہوا مگر انیسویں کہ یہاں کوئی اسٹیل اور اڈیسن نہیں ہی * اسٹیل اور اڈیسن کو اپنے زمانہ میں ایک بات کی بہت آسانی یہ تھی کہ اُنکی تصریح اور اُنکے خیالات جہاں تک کہ تھے تہذیب و شایستگی و حسن معاشرت پر محدود تھے مذہبی مسائل کی چھوڑ کے چھڑا اُنہیں کچھ نہیں تھی ہم بھی مذہبی خیالات سے بہت بچنا چاہتے ہیں مگر ہمارے ہاں تمام رسمیں اور عادات مذہب سے کڑی سی مل گئی ہیں کہ بغیر مذہبی بصحت کیئے ایک قدم بھی تہذیب و شایستگی کی راہ میں نہیں چل سکتے جس بات کو کہو کہ چھوڑو

نمبر ۶۵

علوم معقول و منقول

گو اگلے زمانہ میں ایسے لوگ گذرے ہوں جو منقول موجودہ اور معقول قدیم یونانیہ کے جامع ہوئے ہوں اور جامع معقول و منقول کہلائے ہوں مگر اس زمانہ میں منقول مروجہ اور معقول جدیدہ کا جامع ہونا غیر ممکن ہی اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ اب نئے معقولات پر لحاظ کر کے کسی آدمی کا جامع معقول و منقول ہونا غیر ممکن ہی *

ہماری اس بات پر یقینی لوگ تعجب کریں گے اور اس امر کو نہ مانیں گے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہمارا قول نہایت صحیح اور درست ہی کیونکہ ہماری مذہبی تعلیم آج کل کے علوم و فنون کی تعلیم کے بالکل خلاف ہی اور دونوں میں تناقض کی نسبت ہی جو ہمارے مذہبی عقاید ہیں انہیں آج کل کے تربیت یافتہ ارہام اور خیالات کہتے ہیں اور جو مسائل علوم و فنون جدیدہ کے ہیں انہیں ہمارے عالم ذریعہ الحاد جانتے ہیں پس جب دونوں میں باہم ایسی تقیض اور اختلاف ہی تو ایک دل میں دونوں قسموں کے خیالات کا آنا حقیقت میں تقیضیں کا جمع ہر جانا ہی فرض کرو کہ ایک طالب علم نے دونوں قسم کی تعلیم شروع کی جب وہ مدرسہ میں گیا اور اُس نے جغرافیہ میں پڑھا کہ زمین چلتی ہی اور آفتاب کے گرد گھومتی ہی پھر جب وہ اپنے ملاجی کے پاس آیا انہوں نے پڑھایا کہ زمین گالے کے سینک پر رکھی ہوئی ہی اور گالے مچھلی پر ہی اور سورج زمین کے گرد پھر رہا ہی اور یہ بھی مولوی جی نے کہ دیا ہی کہ یہ سچا عقیدہ دین کا ہی اسکا نہاننا کفر ہی پس سرچو کہ وہ طالب علم کیا کریگا ایسی تعلیم سے کچھ فائدہ پارہیگا یقیناً وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہرجاریگا اور اُسکی عقل جاتی رہیگی اور ضرور دونوں تعلیموں سے ایک کو چھوڑ بیٹھیکا *

اگر کوئی خیال کرے کہ یہی امر پرانے معقولات کی تعلیم میں یہی پیش آیا تھا پھر کیونکر ایک ہزار برس تک معقولات کے ساتھ اُسکا سلسلہ جاری رہا اُسکا جواب ہم یہہہ دینگے کہ حال کے معقولات کا قیاس پچھلے معقولات پر کرنا حقیقت میں قیاس مع الفارق ہی اور بڑی غلطی اور دھوکہ کی بات ہی دو سبب سے اول یونانیوں نے معقولات کا مدار فرضی اور وہمی دلیلوں پر تھا اور خود پڑھنے والے کا دل اُسکی حقیقت پر کامل یقین نہ کرتا تھا انٹر دلیلیں اُنکی مشدوش اور مجروح تھیں اور اُنپر یہہہ مغولہ بناؤ فاسد علی الفاسد کا صادق تھا اس لیے اُن مسائل عقلی سے جنکی دلائل و براہین مشدوش و مجروح تھیں مسائل شرعی پر کوئی نقصان صریح نہیں پہونچتا تھا اور اُن معقولی مسائل کے جاننے والوں کا دل اپنے مذہبی مسائل سے پور نہیں سکنا تھا بخلاف اُن تحقیقاتوں کے جو آج کل ہوئی ہیں اور اُن مسائل حکمیہ کے جنکی تعلیم اُن دنوں میں ہوتی ہی کہ اُس کے جاننے کے بعد اُن مسائل کی حقیقت سے وہی شخص انکار کر سکتا ہی جو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی کسی چیز سے انکار کرے یونانیوں کی حکمت کے عمدہ مسائل مثل ابطال جزو لایتجزی

اور اثبات ہیلے و صورت اور استحالة خلاف اور حرکت فلک عالم الاستدارة اور ابطال خرق و التیام الواحد لایصدر منه الا الواحد ا کرویت اجسام پیستہ کیا ایسے ہیں جنکے دلائل ایک فرضی و وہمی دلیل سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتے ہوں یا عناصر پیستہ اور اسطوانات اربعہ اور کائینات البحر کی تحقیقاتیں اُن کی اس قابل ہیں کہ عقلا دلیل یا تجربہ اور مشاہدہ سے اُس کا کامل ثبوت ہوتا ہو — حقیقت میں ایک دلیل یہی اُن کی ایسی قری اور مقبوض نہیں بخلاف اِس زمانہ کی تحقیقاتوں کے کہ کوئی دلیل فرضی اور وہمی نہیں ہو سب چیزوں کا ثبوت مشاہدہ اور تجربہ پر ہی جسکے سمجھنے کے بعد کسی شخص کو اُس کی حقیقت میں شبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا پس پرانی معقولات کی تعلیم معقولات کے ساتھ کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتی تھی اور پڑھنے والے کی طبیعت کو کامل ہریشانی نہیں ہوتی بخلاف حال کی معقولات کے کہ اُس کے سمجھنے کے بعد ہر تعلیم اُس کے مخالف ہوگی اُس کو کوئی قبول ہی نہ کریگا *

علاوہ اِس کے ہرانی معقولات کی تعلیم کا منقولات کے ساتھ جاری رہنے کا ایک دوسرا سبب تھا کہ ہمارے قدیم علموں نے خوب تحقیقات کر کے دونوں میں تطبیق دی اور جہاں تک ہوسکا ایک دوسرے سے ملادیا یا ایک کی غلطی کو ظاہر کر دیا اسیواسطے علم کلام و کتابیں یونانی مسائلوں سے بھری ہوئی ہیں اور اُن کی تطبیق یا تردید کی دلیلیں لکھی ہوئی ہیں بخلاف اِس زمانہ کے نہ اب تک یہہہ کہ کسی نے شروع ہی نہیں کیا اور حال کی معقولات کے کسی مسئلہ کو اپنے دینی کسی عقیدہ سے نہ تطبیق دیا نہ اُس کی تردید کی پس وہ ہرانا معقولات جسکے مسائل کو ہزار برس تک مختلف علم اپنے دینی مسائلوں سے مقابل کرتے آئے اور تطبیق یا تردید کرتے رہے کیونکہ اُس معقولات سے مقابل ہوسکتا ہی جسکے ایک مسئلہ کو یہہہ اب تک کسی نے اپنے دینی مسئلہ سے نہیں ملایا — غرض کہ اب نئے علوم کم تعلیم کے ساتھ مذہب قائم رکھنے کے لیے ضرور ہی کہ مذہبی عقاید اور مذہبی ارہام میں تفریق کی جارے اور تخیلات و توہمات مذہب کے سچے صحیح عقیدوں سے جدے کر دیئے جاوے اور بودوں کی فرضی اور وہمی باتیں جو دین میں داخل ہوگئی ہیں اور اصلی خدا کی بتلائی ہوئی باتوں سے خلط ملط ہوگئی ہیں دین سے نکال دی جاویں تب جو اصلی اور سچی باتیں ہیں وہ حال کے علوم سے مطابق کی جاویں اور نئی نئی تالیفات علم کلام میں کیچڑوں اور یہہہ بات کو یہ ظاہر نہایت ہی مسئل معلوم ہوتی ہی مگر حقیقت میں کچھ مشکل نہیں ہی اگر مسلمانوں کو مذہبی عقاید اور عقلی علوم دونوں کی تعلیم اپنی قوم میں جاری کرنی منظور ہی تو اُن کو ایسا کرنا ضروریات سے ہی روزہ دونوں میں سے ایک چھوڑ دینا چاہیئے *

راقہ
حیدر علی دہلوی علی ترقی کلکتہ

نمبر ۶۶

جوتی پہنے ہوئے نماز پڑھنی

ایک شخص نے انگریزی پرت پہنے ہوئے نماز پڑھی ایک نیک شخص نے اُس کو نہایت برا جانا اور کہا کہ مجھے عرف کے مارے پسینا آگیا پس ہم کہتے ہیں کہ یہی باتیں اوہام مذہبی ہیں اور رسوا میں داخل ہیں جوتا پہنکر نماز پڑھنی سنت ہی اور اُس پر نجس ہونے کا گمان کرنا رسوا میں داخل ہی صرف اتنا دیکھ لینا چاہیئے کہ کوئی نجاست ظاہری اُس میں لگی ہوئی نہ ہو اور اگر ہو تو اُس کو سخت چیز سے یا زمین سے رگو ڈالے اور پہن کر نماز پڑھے لے انگریزی جوتہ پہننے سے ہندوستانی جوتہ کے یا عرب کی تعلیم کے بہت زیادہ صاف رہتا ہی اس لیے کہ اُن جوتوں کا تمام کلا زمین پر لگتا ہی اور انگریزی پرت کی ایڑی بہت اونچھی ہوتی ہی اور اس سبب سے بہت کم زمین میں لگتا ہی *

اس امر کی نسبت شیخ امام ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر عرف ابن قیم نے اپنی کتاب اغانۃ اللہان فی مصاید الشیطان میں بہت بڑی بھٹک کی ہی اور اس کتاب کی تلخیص ہشام بن یحییٰ شامی نے کی ہی اور اُس کا نام تبعید الشیطان بہ تقریب اغانۃ اللہان رکھا ہی اُس میں بھی وہ تمام بھٹک نقل کی ہی یہ کتاب عربی زبان میں ہی اور اُس کا ترجمہ مولوی محمد احسن صاحب نے جو اس زمانہ کے مولویان نامی میں سے ہیں اُردو زبان میں کیا ہی اور یہ تہذیب الامان اُس کا نام رکھا ہی اور سنہ ۱۲۸۳ ہجری میں اعلیٰ صلیبی بریلی چھاپہ ہوا ہی چنانچہ ہم اُس مقام کو بچنے سے چکھتے نقل کرتے ہیں *

انہوں نے اپنی کتاب میں بہت رسوا میں جو انسان کو مذہبی اُنوں میں ہوتے ہیں ذکر کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ”منجملہ ان کے یہ ہے کہ موزے اور جوتے کے نیچے جب نجاست لگ جاتی ہی تو اُس کو زمین سے رگوڑنا مطلقاً کافی ہی اور اُس کو پہنکر نماز پڑھنا صحیح کی رو سے نماز درست ہی امام احمد نے اس کی ترمیم کی ہی اور اُن کے متحقق یاروں نے اس کو پسند فرمایا ہی چنانچہ ابوالبرکات کہتے ہیں کہ روایت مطلق رگو ڈالنے کی میرے سے نیک صحیح ہی اس لیے کہ حضرت ابو ہریرہ اُن حضرات صلح نام راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنکر روزانہ پو کو چلے تو مٹی اُس کے واسطے پاک کرنے والی ہی اور ایک کو بیٹ میں یہ ہے کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے مرزوں سے ناپاک روزناماں کرے تو مرزوں کو پاک کرنے والی مٹی ہی ان دونوں کے پتوں کو ابو داؤد نے بیان کیا ہی اور ابو سعید روایت کرتے ہیں بو رسول اللہ صلح نے نماز پڑھی پس اپنی جوتیاں نکالیں لوگوں نے پو اپنی جوتیاں اُتار دیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے لوگوں سے کہ چھا کہ تم نے کیوں اُتاریں انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو دیکھا جب جوتیاں اُتاریں ہم نے بھی اُتاریں آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی پیل نے آکر خیر دی کہ ان میں ناپاک ہی تو جب تم میں سے مسجد میں آدے تو چاہیئے کہ اپنی جوتیوں کو اولت کر دیکھے

اگر اُن میں کچھ خبث یعنی ناپاک ہی ہو تو اُس کو زمین سے رگو ڈالے پھر اُن سے نماز پڑھے اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہی اور اُس کے معنی جو یہ کہتے ہیں کہ ناپاک ہی سے فرض مکروہ چیزیں ہیں مثلاً ریخت وغیرہ پاک اشیاء کے تو یہ تاریل کئی رحبہ سے درست نہیں اول تو یہ کہ اس طرح کی چیزیں خبث نہیں کہلاتیں دوسرے یہ کہ نماز کے وقت ان اشیاء کے پونچھنے کا حکم نہیں کیونکہ اس سے نماز نہیں جاتی تیسرے یہ کہ اُن کے لیئے نماز میں جوتیاں نہیں اُتارنی چاہیئیں اس لیے کہ یہ کام بے ضرورت ہی ادنیٰ بات ہی کہ مکروہ ہوگا چوتھے یہ کہ روایت دار قطنی کی ابن عباس سے یہ ہے کہ رسول مقبول صلح نے یہ فرمایا کہ جبرئیل نے میرے پاس آکر خیر دی کہ اُن میں خوں حلقہ کا ہی جو بڑی قسم کی کٹلی ہوتی ہی اور اسوجہ سے کہ جوتی ایسی جگہ ہی کہ اکثر نجاست اُسکو بہت دھم پہنچتی ہی تو رفع ہرج کے لیئے سخت چیز سے اُسکا مل ڈالنا کافی ہوا “ *

بعد اس کے انہوں نے یہ بات لکھی ہی کہ ”جوتیاں پہنکر نماز پڑھنے سے رسوا میں کا دل خوش نہیں ہوتا حالانکہ یہ سنت رسول خدا صلح اور اُنکے اصحاب کی ہی فعل اور حکم دونوں کے اعتبار سے — اس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلح اپنی جوتیوں سے نماز پڑھتے تھے اور شداد ابن اوس کہتے ہیں کہ اب نے فرمایا کہ یہودیوں کے خلاف کرو کہ وہ اپنے مرزوں اور جوتوں سے نماز نہیں پڑھتے روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد نے “ *

اس تمام تحقیقات سے جو ابن قیم نے کی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ اُس زمانہ میں جوتی پہنے ہوئے مسجد میں جانا اور جوتی پہنے ہوئے نماز پڑھنا ایک عام عادت تھی مگر اس زمانہ میں اور بالخصوص ہندوستان میں مسلمانوں نے اس بات کو اپنی غلطی سے معیوب سمجھا ہی *

راۃ
سید احمد

نمبر ۶۷

قومی عزت

ہم اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ کسی اگلے زمانہ میں مسلمان علوم کے عالم اور فنون کے ماہر تھے اور تہذیب اور شایستگی اور انسانیت کو بذریعہ تعلیم و تعلم کے انہوں نے پھربھی حاصل کیا تھا لیکن اب اُنکو غرور کرتا چاہیئے کہ آیا فقط اس بات کا ثابت کر دینا ہماری عزت کے لیے کافی ہی یا ہمکو اسپر فخر و ناز کرنا زیبا ہی یا دوسری قوموں کی نظروں میں یہی امر ہماری عزت کے لیے بس ہی یا تہذیب و شایستگی پو ہمارے یہی ثبوت کافی ہی اگر ایسا ہو تو ہم اپنی عزت کے ثبوت میں موٹی موٹی کتابیں لکھ دیں اور تمام دنیا کی قوموں کے اچھے اچھے نامی آدمیوں کی سند سے اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر دیں لیکن حقیقت میں یہ کافی نہیں ہی بلکہ ہماری حالت موجودہ ہی ہماری عزت اور ذات کی پامی ہی اس لیے ہمکو اپنی حالت موجودہ پو نظر کرنی چاہیئے کہ آیا آج ہمارے ملک پر اور قومی عزت حاصل ہی یا نہیں چنانچہ اس اور یہ

قومیوں تو علوم و فنون میں اعلیٰ درجہ کی قوتی کرگئیں اور ہم ذاتی اور تکیہ کی حالت میں مبتلا ہو گئے پس اب ہم کو اپنی ذلت کی حالت پر رونا چاہیئے کہ اپنے بزرگوں کے ناموں پر مغرور ہونا * یہ ملک کی ذلت اگرچہ نہایت قابل افسوس کے ہی مگر جب سلسلہ کلام کا قومی ذات پر پہنچتا ہی اور خاص مسلمانوں کی تعلیم پر نظر کی جاتی ہی تو نہ زبان سے کچھ کہاجاتا ہی نہ قلم سے کچھ لکھا جاتا ہی کیونکہ اور قومیں ہمارے ملک کی کچھ کچھ خراب غفلت سے پیدار ہوتی جاتی ہیں اور تعلیم اور تربیت پر اپنی مستعدی ظاہر کرتی ہیں مگر انکو اپتک کچھ کامل قوتی نہیں ہوتی مگر بعض بعض قوموں کے آثار نیک نظر آتے ہیں اور انکی عزت اور بہتری کے سامان دکھلائی دیتے ہیں مگر مسلمانوں کے حال پر افسوس اور ہزار افسوس ہی کہ انکی آنکھوں میں غفلت کی نیند رسی ہی ہوئی ہوئی ہی اور ان کے چوتنے اور جاگنے کی کوئی نشانی اب تک دیکھنے میں نہیں آتی کیسے افسوس کی بات ہی کہ بچے اسکے کہ آپ کیمبرج یونیورسٹی کے مرافق مسلمانوں کا کوئی عربی مدرسہ علوم کا علم میں ہوتا یا مثلاً اسکفرڈ یونیورسٹی کے ہماری تربیت کے لیئے کوئی دارالعلم لکھنؤ میں ہوتا اور جو علوم و فنون ان یونیورسٹیوں میں انگریزی زبان کے ذریعہ سے سکھائے جاتے ہیں ہم مسلمانوں کے مدرسوں میں بھی بذریعہ عربی یا دیسی زبان کے تعلیم دیئے جاتے کوئی چھوٹا سا مکتب بھی تو نظر نہیں آتا جس میں کسی قسم کے علم و فن کی تعلیم ہوتی ہو اور کسی شہر میں ایک بھی مقام تو ایسا سنئے میں نہیں آتا جہاں کچھ بھی تہذیب و شایستگی کی باتیں سکھائی جاتی ہوں *

اگر ہم عربی یا دیسی زبان سے بھی قطع نظر کریں اور ان بھائیوں کو اس لائق بھی نہ جائیں لیکن اس غفلت کی کیا انتہا ہو کہ جو مدرسہ گورنمنٹ نے ہماری تعلیم کے لیئے جاری کیئے اور جنہی علوم اور فنون کی تعلیم ہمارے ملک کے فائدے کے لیئے شروع کی انہیں بھی ہماری قوم کے آدمیوں کی صورتیں نہ ہی دکھلائی دیتے ہیں اور مسلمان لڑکے تعلیم کے لیئے بہت ہی تھوڑے جاتے ہیں * ہمنے مانا کہ ہم مسلمانوں کو اب علوم و فنون کے ایجاب کی قوت اور کیمبرج اور اسکفرڈ یونیورسٹی کے مرافق علوم کے مدرسہ جاری کرنے کی قوت باقی نہیں رہی بلکہ کسی ادنیٰ درجہ کی تعلیم کے واسطے بھی ابتدائی مدارس کے مقرر کرنے کی ہمت نہیں ہی لیکہ وہ کون سی چیز ہی جو سرکاری کالجوں اور گورنمنٹ اسکولوں میں جانے کے لیئے مسلمانوں کے لڑکوں کے پاؤں کی زنجیر ہی اور وہ کرتے بات ہی جو انکو اس ابتدائی تعلیم کے حاصل کرنے کی مانع ہی اس سے بھی زیادہ تعجب اس بات پر ہی کہ سب کے سب آج پر بردہ غفلت کا قالے ہوئے اور منہ پر خاموشی کی مہر لگائے ہیں نہ کسی کے دل میں تعلیم کے مواقع کا خیال آتا ہی نہ کو زبان اپنی اس علمی تنزلات کے اسباب بیان کرنے کے نہ ہوتا ہی سب کے سب چاپ چاپ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں *

راۓ
سید مہدی علی

لیئے ہمیں اپنی ملکی اور قومی تعلیم پر لحاظ کرنا چاہیئے کیونکہ علم ہی عزت اور ذلت کی کسرتی ہی پس اگر ہماری تعلیم آج کل اور قوموں سے بہتر ہو اور دنیا کے اور ملکوں کے رہنے والے ہمارے علوم کی قدر و منزلت کرتے ہوں اور ہمارے ملک سے علوم و فنون کی تحصیل کرتے ہوں تو یہ شک ہم کو ملکی بضر اور قومی عزت حاصل ہی اور اگر ایسا نہ ہو تو ملکی بضر اور قومی عزت کا ہم کو نام لیفا بھی زیبا نہیں *

ہم کو اپنی قومی عزت ظاہر کرنے کے لیئے اتنی بات ثابت کر دینا ہی کافی نہیں ہی کہ جو علوم ہمارے بزرگوں نے نکالے یا اور قوموں سے لیکر اپنے ہاں جاری کیئے تھے وہ ہم میں جاری ہیں اور جن علوم و فنون کی ان کے زمانہ میں تعلیم ہوتی تھی وہی ہماری قوم میں رائج دیں کیونکہ عزت اور ذلت اور ترقی اور تنزل امور اضافی ہیں انکا اطلاق بہ لحاظ حالات زمانہ کے ہوتا ہی پس ہمارے بزرگوں کو علوم و فنون کے سبب سے جو عزت تھی وہ اس زمانہ کے مرافق تھی کیونکہ جو علوم و فنون اُس وقت اور قوموں میں جاری تھے ان سب کو انہوں نے سیکھا اور علم و ہنر کے خزانے جو اور ملکوں میں گزرے ہوئے تھے انہیں رسائی حاصل کی اور جو پورائے جواہر تھے انکی جلا کاری کی اور انکو تراش خراش سے جگمگا کر خوبصورت بنایا اور دسو بہت سے بیش قیمت علم کے لئے جواہر خود تلاش کیئے آخر انکا خزانہ علوم و فنون کا ایسے شاہوار مرتبوں اور نایاب جواہر سے بزرگیا حق سے اور قوموں کے خزانے خالی تھے لیکن چونکہ اب ہمارے زمانہ میں علم و ہنر کو اور قوموں نے نہایت قوتی پر پہنچایا اور علوم و فنون کے نورانی چہرہ سے پردہ اور حجاب اٹھادیا ہی اور اس نریچے ٹاپیدا کنار میں سے اور بہت سے نئے نئے اور عمدہ عمدہ مرتب و جواہر تھوڑے کر نکالے ہیں پس اگر ہمارے علوم و فنون ان سے بڑھکر ہوں اور ہمارے ملک اور قوم کے لوگ علوم و فنون میں اور قوموں پر فائق ہوں تو بیشک آج ہم کو ملکی بضر اور قومی عزت حاصل ہی لیکن چونکہ یقینی معلوم ہی کہ بمقابلہ یورپ کے یہ بضر و عزت ہمارے ملک کو حاصل نہیں ہی اس لیئے اب ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ آیا مل انکے علوم و فنون میں ہم کو دستگاہ بھی ہی یا نہیں اور جو صورت تعلیم کی اس ملک میں ہی وہ ہمارے ملک میں بھی ہی یا نہیں اگر ایسا ہو تب بھی براہری کا دعویٰ ہم کوسکتے ہیں لیکن جب ہم اپنی ملکی تعلیم پر لحاظ کرتے ہیں اور اپنے ہاں کے علوم و فنون پر نظر کرتے ہیں تو ملکی بضر و عزت کا دعویٰ کرنا کیسا اپنی جہالت اور نادانی کے خیال سے اور اپنی بے تہذیبی کے لحاظ سے ایسی ہرمندگی ہوتی ہی کہ طبیعت بے اختیار چاہتی ہی کہ کاش ہم اس ملک سے منسوب نہوں اور ہم کو کوئی اس قوم سے نسبت نہکرے کیونکہ ہم بچے اسکے کہ کچھ پیدا کرتے اپنے بزرگوں کی کماٹی ہوئی دولت کو کھو بیٹھے اور علم کی دولت میں قوتی کرنے کے بدلے بزرگوں کے پیدا کیئے ہوئے سرمایہ کو بھی ہمنے ضائع کر دیا ایسی غفالت کی نیند میں سرئے کہ ہمارے بزرگوں کے سرمایہ کو اور لوگ تو لے گئے اور ہم خالی ہاتھ وہ گئے اور دنیا کی اور اقبالند

بمقام علیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور باہتمام

حافظ محمد عبدالرزاق کے شایع ہوا

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے جواز و ترقی میں صرف کیا جائیگا *

مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا *

یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ اقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ ہاق نہ ہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ بار آٹھ روپیہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا ہی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۶۸

تعلیم و تربیت

ایک مصنف کی ایک بات کو ہم اپنی طرف سے اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہیں *

تعلیم اور تربیت کو ہم معنی سمجھنا پڑی غلطی ہی بلکہ وہ جدا جدا دو چیزیں ہیں — جو کچھ کہ انسان میں ہی اُسکو باہر نکالنا انسان کو تعلیم دینا ہے — اور اُسکو کسی کام کے لائق کرنا اُسکا تربیت کرنا ہی مثلاً جو قرآنی کہ خدا تعالیٰ نے انسان میں رکھی ہیں اُنکو تھریک دینا اور شگفتہ و شاداب کرنا انسان کی تعلیم ہی اور اُسکو کسی بات کا مستحسن اور صحیح بنانا اُسکی تربیت ہی *

انسان کو تعلیم دینا درحقیقت کسی چیز کا باہر سے اُس میں ڈالنا نہیں ہے بلکہ اُسکے دل کی سرتوں کا کھولنا اور اندر کے سرجی چشمہ کے پانی کو باہر نکالنا ہی جو صرف اندرونی قوی کو حرکت میں لانے اور شگفتہ و شاداب کرنے سے نکلتا ہے — اور انسان کو تربیت کرنا اُسکے لیٹے سامان کا مہیا کرنا اور اُس سے کام کا لینا ہی جیسے جہاز طیار ہونے کے بعد اُسپر بوجھ لادنا اور حوض پنانے کے بعد اُس میں پانی کا پھونا پس تربیت پانے سے تعلیم کا بھی پانا ضرور نہیں ہے تربیت جتنی چاہر کرو اور اُس کے دلکو تربیت کرتے کرتے منہ نک پھردو مگر اُس سے دلکی سرجی سوتیں نہیں کھلتیں بلکہ بالکل بند ہو جاتی ہیں اندرونی قوی کو حرکت دینے بغیر تربیت تو ہو جاتی ہی مگر تعلیم کبھی نہیں ہوتی اسلیئے ممکن ہے کہ ایک شخص کی تربیت تو بہت اچھی ہو اور تعلیم بہت بڑی یہی ٹھیک ٹھیک حال ہم مسلمانوں کے عالموں اور تربیت یافتہ لوگوں کا ہے کہ تربیت تو نہایت اچھی ہی اور تعلیم کچھ نہیں ظاہر میں دیکھو تو طمطراق بہت کچھ مگر جب اصلیت ڈھونڈو تو کچھ نہیں — بھاری بھرکم تو عمامہ و دستار جبہ اور کرتہ سے بھٹ کچھ مگر دلکی اور اندرونی قوی کی شکفتگی دیکھو تو کچھ بھی نہیں نہایت عمدہ قول ہی کہ کتابوں کا پڑھا دینا تو تعلیم کا نہایت ادنیٰ اور سب سے زیادہ حقیر جزر ہی بلکہ اس قسم کے بہت سے پڑھنے سے جس میں اندرونی قوی کی تھریک اور شکفتگی نہو جسقدر دلکے قوی کم زور اور ناکارہ ہو جاتے ہیں ایسے اور کسی چیز سے نہیں ہوتے ہم اپنے ہاں کے عالموں کا حال بالکل یہی دیکھتے ہیں کہ اُنکے روحانی قوی بالکل نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور صرف زبانی بک بک یا تکبر و غرور اور اپنے آپ کو بے مثل و نظیر قابل ادب سمجھنے کے اور کچھ باقی نہیں رہتا زندہ ہوتے ہیں مگر دلی اور روحانی قوی کی شکفتگی کے اعتبار سے بالکل مردار ہوتے ہیں کتابیں

پڑھتے ہیں اور جسقدر عمدہ کتابیں انعام سے ہم پڑھیں اُنکو اور زیادہ پڑھتے ہیں اور اُن سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور ایسے بیل کی مانند ہو جاتے ہیں جو برابر چرتا ہی اور بھر بھری چراگاہ ہی میں رہنے کی خواہش کرتا ہی پس کتابیں پڑا لیٹے سے انسانیت نہیں آ جاتی بلکہ وہ کتابی علم خود اُنپر بوجھ ہوتا ہی *

اس تقریر سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمام خرابیوں کی جڑ جو ہم پر نازل ہیں یہی ہے کہ ہم نے اپنے دلکو اور اپنے اندرونی قوی کو بالکل خراب کر دیا ہے علم جو حاصل کرتے ہیں وہ بھی بے مروت اس کے کہ روحانی قوی کو شگفتہ و شاداب کرے اُنکو پرمردہ بلکہ مردہ کر دیتا ہے اور ہمارے قوی کو جو درحقیقت سرجی چشمہ تمام نیکیوں کے پیر بالکل کمزور اور ناکارہ کر دیتا ہے اور ہماری حالت تمام معاملات میں کیا دین کے اور کیا دنیا کے خراب ہوتی چلی جاتی ہی پس ہم کو اپنے پر رحم کرنا چاہیئے اور ایسی تعلیم کو اختیار کرنا چاہیئے جو اندرونی قوی کو شگفتہ و شاداب کرے اور دلکی سوتوں کو کھول کر سرجی چشمہ سے پانی باہر نکالے جس سے ہماری زندگی سوسبز و شاداب ہو *

واقعہ

سید احمد

نمبر ۶۹

مجتہد

مذہب شیعہ امامیہ کا نہایت صحیح اور سچا مسئلہ ہی ہے ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضرور ہی کوئی زمانہ مجتہد العصر خالی نہیں ہوتا البتہ اُن کا یہ مسئلہ کہ مات المقتدی مات الفتور صحیح نہیں ہو سکتا مگر متاخرین اہل سنت و جماعت نے عجیب غلط مسئلہ بنایا ہے کہ اجتہاد ختم ہو گیا اور اب کوئی مجتہد نہیں ہو سکتا مگر اب تک اُن کو اس میں شبہ ہی کہ نعوذ باللہ منہا مثل خاتم النبیین کے خاتم المجتہدین کون ہی کسی نے زید کو کسی نے عمرو کو بتلایا ہی *

مگر ہم کو بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہی کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہی کہ ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضرور ہی اور کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں ہوتا شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ”مسئہ بانتبلا فی سلاسل اولیاء اللہ و اسانید وارثی رسول اللہ“ کی ص ۱۰۰ میں ارقام فرماتے ہیں کہ ”بغری در تہذیب و امام الحرمین در رافعہ شرح وحید و اعزالدین عبدالسلام در غایت و فی دورہ دہ و ابو عمر بن صلاح در کتاب ادب الفتا و پدرالدین“ کی در کتاب بصر تصریح کردہ اند کہ علم در قسم است فرض علی الاعیان و فرض



معتمد مزدوری کرتے والے لوگ اور وہ جو کہ اپنی روزانہ معتمد سے اپنی بسر اوقات کا سامان مہیا کرتے ہیں بہت کم کاہل ہوتے ہیں معتمد کرنا اور سخت سخت کاموں میں ہر روز لگے رہنا گویا اُنکی طبیعت ثانی ہوجاتی ہے مگر جن لوگوں کو ان باتوں کی حاجت نہیں ہے وہ اپنے دلی قوی کو بیکار چھوڑ کر بڑے کاہل اور بالکل حیوان صفت ہوجاتے ہیں *

یہ سچ ہے کہ لوگ پڑھتے ہیں اور پڑھتے ہیں میں ترقی بھی کرتے ہیں اور ہزار پڑھ لکھوں میں سے شاید ایک کو ایسا موقع ملتا ہوگا کہ اپنی تعلیم کو اور اپنی عقل کو ضرورتاً کام میں لارے لیکن اگر انسان اُن عارضی ضرورتوں کا منتظر رہے اور اپنے دلی قوی کو بیکار ڈال دے تو وہ نہایت سخت کاہل اور وحشی ہوجاتا ہے انسان بھی مثلاً اور حیوانوں کے ایک حیوان ہے اور جبکہ اُسکے دلی قوی کی تحریک سخت ہوجاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی تو وہ اپنی حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہے اور جسمانی باتوں میں مشغول ہوجاتا ہے اور انسانی صفت کو بھوک پرور حیوان بن جاتا ہے پس ہر ایک انسان پر لازم ہے کہ اپنے اندرونی قوی کو زندہ رکھنے کی کوشش میں رہے اور اُنکو بیکار نہ چھوڑے *

ایک ایسے شخص کی حالت کو خیال کر جسکی آمدنی اُسکے اخراجات کو مناسب ہو اور اُسکے حاصل کرنے میں اُسکو چنداں معتمد و مشقت کرنی نہ پڑے جیسیکہ ہمارے ہندوستان میں ملکبوں اور لاخراج داروں کا حال تھا اور وہ اپنے دلی قوی کو بھی بیکار ڈال دے تو اُس کا حال کیا ہوگا — یہی ہوگا کہ اُسکے عام شوق و حشیانہ باتوں کی طرف مائل ہوتے جاوینگے شراب پینا اور مزیدار کھانا اُسکو پسند ہوگا تمار بازی اور تماش بینی کا عادی ہوگا اور یہی سب باتیں اُسکے وحشی بہانیوں میں بھی ہوتی ہیں البتہ اتنا فرق ہوتا ہے کہ وہ پہواز بد سلوئے وحشی ہوتے ہیں اور یہہ ایک رضمدر وحشی ہوتا ہے شراب کی پلانک پر پڑے رہنا اور پیچوان کے دھوئیں اور آنا اُسکو پسند ہوتا ہے اور جنگل کے ریت پر پڑے رہنا اور ناریل میں تمارو کے دھوئیں اور آنا اُس کو پسند ہوتا ہے پس پیچوان اور ناریل اور بچھوئے اور ریت کے فرق سے کچھ مشابہت میں جو ان دونوں میں ہے کمی نہیں ہوتی *

ہم قبول کرتے ہیں کہ ہندوستان میں ہندوستانیوں کے لیئے ایسے کام بہت کم ہیں جن میں اُنکو قرارے دلی اور قوت عقلی کو کام میں لانیکا موقع ملے اور برخلاف اسکے اور ولایتوں میں اور خصوصاً انگلستان میں وہاں کے لوگوں کے لیئے ایسے موقع بہت ہیں اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اگر انگریزوں کو یہی کوشش اور معتمد کی

علی سبیل الکفایۃ و فرض کفایۃ آنست کہ کسی پرتبہ اجتماع دہوسد و از اعداد مقلدین پر آید پس اگر در ہر ناحیہ یکے یا دو ہاں معنی قائم ہوںند فرض ساقط والا ہما عاصی شوند *** و حنا بلہ یا مرہم ہاں رفتہ ند کہ جائز نیست خلو زمان از مجتہد نقولہ صلی اللہ علیہ وسلم — لایزال ملائکہ من امتی ظاہرین علی الحق حتی یاتی امراللہ و زر کشی گفتہ است کہ این قول مختصر بہ حنا بلہ نیست بلکہ جماعہ از اصحاب یعنی شافعیہ ہاں تصریح کردہ اند *** و ابن عربہ از علماء مالکیہ گفتہ اقال شیخنا ابن عبدالسلام لا یظہر الزمان عن مجتہد — و امام الحرمین گفتہ کہ اختلاف کردہ اند اولین در آنکہ عصرے از اعصار مدد مجتہدین از مبلغ تواثر کم میشرد یا نہ جمعی منع کردہ و جمعی جائز داشتہ *

پس ان تمام اقوال سے ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے پس کیسی بڑی غلطی اہل سنت و جماعت کی ہے کہ مجتہد کو ختم اور مجتہد کو معدوم مانتے ہیں *

اس غلطی اعتقاد نے ہم مسلمانوں کے دین و دنیا میں نہایت نقصان پہنچایا ہے اس لیئے ہمکو ضرور ہے کہ ہم اس خیال کو چھوڑیں اور ہر بات کی تحقیق پر مستعد ہوں خواہ وہ بات دین کی ہو یا دنیا کی غور کرنا چاہیئے کہ ہر گاہ زمانہ حادث ہے اور نئے ہئے اور اور نئی نئی حاجتیں ہمکو پیش آتی ہیں پس اگر ہمارے پاس زندہ مجتہد موجود نہ ہونگے تو ہم مودہ مجتہدوں سے نئی بات کا مسئلہ جو اُن کے زمانہ میں حادث بھی نہیں ہوئی تھی بیکار کر چھوڑیں گے پس ہمارے لیئے بھی مجتہد العصر و الزمان کا ہونا ضرور ہے *

راۃ — م
سید احمد

نمبر ۱۰

کاہلی

یہہ ایک ایسا لفظ ہے جسکے معنی سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں اگر یہہ سمجھتے ہیں کہ ذاتہہ پاؤں سے معتمد نہ کرنا کام کج معتمد مزدوری میں چستی نہ کرنا اُٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے میں مستی کرنا کانٹلی ہے مگر یہہ خیال نہیں کرتے کہ دلی قوی کو بیکار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے *

ذاتہہ پاؤں کی معتمد اوقات بسر کرنے اور ررتی کھانے کے لیئے نہایت ضروری ہے اور ررتی پیدا کرنا اور پیت پھونا ایک ایسی چیز ہے کہ بمجہوری اُس کے لیئے معتمد کی جاتی ہے اور ذاتہہ پاؤں کی کاہلی چھوڑی جاتی ہے اور اسی لیئے ہم دیکھتے ہیں کہ

قریب ہزار روپیہ ماعواری کے اور ایک عمدہ مکان جو کہ کالج سے متعلق ہوتا ہی بلا تریخہ رہنے کو ملتا ہی — یہ شخص سب سے بڑا عہددار ہی اور اپنے مرنے تک اُس عہدہ پر مامور رہتا ہی *

پھر کالج کے فیلو ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کہ امتحان میں نہایت عمدہ دھتے ہیں اور ہر شخص قریب تین ہزار روپیہ سال کے وظیفہ پاتا ہی — ان لوگوں کو رہنے کے لیئے کالج میں مکان ملتے ہیں اور اگر چاہیں تو پڑھاریں ورنہ بلا کسی خاص کام کے اُنکو سالانہ تنخواہ ملے جاتی ہی مگر جب شادی کرتے ہیں تو بند ہو جاتی ہی اور وہ نیار نہیں دھتے — یہ لوگ ہمیشہ نہایت عالم ہوتے ہیں اور اُن کو بلا کسی خاص کام کے تنخواہ دینے سے یہ غرض ہی کہ وہ عام کی ترقی کریں اور عمدہ کتابیں عام فائدہ کے لیئے لکھیں — مگر اصل سبب یہ ہی کہ اُن کو تنخواہ اس لیئے دی جاتی ہی کہ یہ سب جوان شخص نیار ہونے کے لیئے کوشش کریں اور علم تحصیل کریں — مثلاً جو امتحان کہ فلوشپ حاصل کرنے کے لیئے ہی وہ نہایت مشکل ہی بلکہ شاید دنیا میں اُس سے زیادہ مشکل امتحان علوم میں نہیں ہی ہر سال کے شروع میں مدرسوں میں طالب علم داخل ہوتے ہیں اور تین برس کے بعد ڈگری حاصل کرتے ہیں — ڈگری کے امتحان میں جو طالب علم کہ عمدہ دھتے اُن کو نیار بنایا جاتا ہی — مگر ابھی تک فلوشپ (یعنی عمدہ فیلو) صرف اُن لوگوں کو دیا جاتا ہی جو کہ زبان لیٹن اور گریک میں یا علوم ہندسہ اور ریاضی میں عمدہ امتحان دیں — اس بات کی بعض ہی کہ اُز علوم میں اچھا امتحان دینے والوں کو بھی ملے اور یقین ہی کہ چند سال میں اور علوم کی تحصیل کرنے والوں کو بھی نیار بنایا جاویگا *

ہر کالج میں مختلف تعداد فیلو کی ہی — مگر اوسط قریب پندرہ فلو فی مدرسہ میں ہیں — ان سب کا کام ملکر ہندویست کالج کو دینا ہی — ان کی ایک کونسل ہوتی ہی جس کا پریزیڈنٹ کا کا ماسٹر ہوتا ہی — اور ہو امر کا تصفیہ کثرت رائے پر منحصر رہتا ہی *

فیلو ہر مدرسہ کی مختلف جماعتوں کو پڑھاتے ہیں مگر اس کی تنخواہ اُن کو الگ ملتی ہی — جو فیلو کہ طالب علموں کو درس دیتے ہیں وہ اکثر سب سے زیادہ عالم ہوتے ہیں اور اُن کو ڈیوٹی یعنی استاد کہتے ہیں *

جب کہ کالج کا ماسٹر مرتا ہی تو ان فیلوں میں سے ایک شخص آپس کی رائے سے چنا جاتا ہی اور وہ ماسٹر بنادیا جاتا ہی اور اپنے مرتے دم تک اُس عہدہ پر رہتا ہی فرض کہ ہو امر متعلق مدرسہ فیلوں کی رائے سے قرار پاتا ہی *

ضرورت اور اُس کا شوق نرہ جیسا کہ اب ہی تو وہ بھی بہت جلد وحشہ پنے کی حالت کو پھرنچ جاوینگے مگر ہم اپنے ہوموٹوں سے پہلے کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جو ہمکو اپنے قوائے دلی اور قوت عقلی کو کام میں لانیکا موقع نہیں رہا ہی اسکا یہی سبب یہی ہی کہ ہمنے کاہلی اختیار کی ہی یعنی اپنے دلی قوی کو بیکار چھوڑ دیا ہی اگر ہمکو قوائے قلبی اور قوت عقلی کے کام میں لانیکا موقع نہیں ہی تو ہمکو اسیکی فکر اور کوشش چاہیئے کہ وہ موقع کیونکر حاصل ہو اگر اُس کے حاصل کرنے میں ہمارا کچھ قصور ہی تو اسیکی نکر اور کوشش چاہیئے کہ وہ قصور کیونکر رفع ہو فرض کہ کسی شخص کے دنگو بیکار پڑا رہنا نچاھئیئے کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا لازم ہی تاکہ ہمکو اپنی تمام ضروریات کے انجام کو نیکی فکر اور مستعد رہے اور جب تک کہ ہماری قوم سے کاہلی یعنی دنگو بیکار پڑا رکھنا نچھوڑیگا اُس وقت تک ہمکو اپنی قوم کی بہتری کی توقع کچھ نہیں ہی نہایت حکیمانہ قول ہی کہ —

بیکار مباحش کچھ کیا کر * گر کونکے تو کچھ کہا کر

راقہ — م

سید احمد

نمبر ۷۱

یونیورسٹی کیمبرج

کیمبرج ایک قدیم چھوٹا سا قصبہ قریب ساٹھ میل کے لندن سے واقع ہی — چھ سو برس سے زیادہ گزرے کہ ایک امیر پادری نے ایک مدرسہ قائم کیا اور اپنی جائداد اُسکو دیدی جس کی آمدنی سے خرچ چلتا تھا اور اُس آمدنی سے معلموں کی تنخواہ اور قریب طلباء کو وظیفہ ملتے تھے — رفتہ رفتہ اس مدرسہ کی جائداد کی قیمت بڑھتی گئی اور امیر لوگ بھی اپنی اولاد کو تعلیم کے لیئے بھیجنے لگے — پھر اور مدرسے بھی قائم ہوئے اور اب وہاں سو کہ کالج ہیں جن سے قریب تین ہزار آدمی کے تعلق رکھتے ہیں مدرسہ کی بنیاد اسطرح پر پڑی ہی کہ کسی شخص نے اپنی جائداد ایک مدرسہ کی بنام کے لیئے دی — اُس کی آمدنی سے ایک مکان بنا جس میں کہ طالب علموں اور معلموں وغیرہ کے رہنے کی جگہ ہو اور پھر اُس آمدنی میں سے اُس مدرسہ کا خرچ چلتا ہی — اُس ہی آمدنی میں سے سالانہ انعام اور طلباء کے وظیفہ دینے جاتے ہیں ہر مدرسہ کے انتظام کی صورت یہ ہی کہ ایک عمدہ دار جسکو کالج کا ماسٹر کہتے ہیں تنخواہ پاتا ہی اس عہدہ دار کا کام پڑھانا نہیں ہی بلکہ مدرسہ کے انتظام کا اور اُسکی جائداد وغیرہ کی آمدنی کا نگران حال رہتا ہی اس عہدہ دار کو

خلک نہ ہو — صبح کا کھانا اور درپہر کی چائے وغیرہ طالب علم اپنے کمرہ میں کھاتے پیتے ہیں — لیکن شام کا کھانا ہال میں کھانا ضرور ہی — یہ طریقہ پردہ و باض کا ہی — اب میں مختصر مارز پر طریقہ تعلیم بیان کرتا ہوں *

جب کوئی طالب علم کالج میں داخل ہوتا ہے تو اُس سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ کس علم کو تحصیل کرنا چاہتا ہے — اکثر طالب علم جو کہ زبان لیٹن و گریک یا علوم ہندسہ و ریاض یا اور کوئی علم پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے بھی کچھ پڑھ چکے ہوتے ہیں — کیونکہ زبان لیٹن و گریک اس ملک میں اسی طرح پڑھنے میں بڑھائی جاتی ہے جیسے کہ ہمارے ہاں فارسی اور عربی پڑھائی جاتی ہے — غرض کہ ہر طالب علم یہ بات بیان کرتا ہے کہ میں فلاں علم تحصیل کرنا چاہتا ہوں — اُسکو پھر اپنی پسند کے موافق کمرے مل جاتے ہیں اور اُن میں وہ خود اسباب خرید کر رکھ لیتا ہے + کالج میں ہر صبح کو اول اُسکو گرجہ جانا ہوتا ہے ‡ — پھر بعد صبح کے کھانے کے کالج میں تعلیم کے مختلف کمروں میں درس ہوتا ہے — دو سبق روز ہوتے ہیں اور اُن کے یاد کرنے میں دن اور شام صرف ہوتی ہے *

لیکن اول ہر طالب علم کو غراہ کوئی علم وہ اختیار کرے ایک امتحان دینا ہوتا ہے جس میں کہ اُس کو اول کامیاب ہونا شرط ہے — اس امتحان کے نام میں کچھ بہت مشکل نہیں ہیں مگر اُسے عام ہیں کہ ہر تعلیم یافتہ شخص کو اُن سے واقف ہونی چاہیئے مضامین یہ ہیں *

- ۱ زبان لیٹن جس میں ایک کتاب چرکہ مقرر کر دی جاتی ہے *
- ۲ زبان گریک اسی میں بھی ایک کتاب پہلے سے مقرر کی جاتی ہے *
- ۳ قواعد زبان لیٹن و گریک *
- ۴ اناجیل اربع میں سے ایک انجیل اپنی اصلی زبان گریک میں *
- ۵ ایک کتاب جسمیں کہ عیسائی مذہب کے دلائل بیان ہیں *
- ۶ حساب جبر و مقابلہ تحریر اقلیدس وغیرہ مضامین مذکورہ بالا کچھ چنداں مشکل نہیں ہیں اور ان میں امتحان باسانی ہو جاتا ہے مگر بعد اس امتحان کے مضامین مذکورہ ذیل میں سے طالب علم ایک عام تحصیل کرتا ہے *

مضمون اول

علوم میتھس جسمیں داخل ہیں قریب ۳۶ مختلف شاخیں علم کی مثلاً علم ہیئت گردش سیاروں کی علم آب و ہوا عام متعلق بہ گردش زمین وغیرہ *

+ ہر کالج کے متعلق ایک اسباب والے کی دوکان ہوتی ہے جہاں سے کہ اسباب خرید کیا جاتا ہے — طالب علم کو مدرسہ چھوڑتے وقت در تہائی قیمت اُس کے اسباب کی ملتی ہے اور وہ اسباب وہی دوکان دار خرید لیتا ہے *

‡ جو لوگ کہ عیسائی نہیں ہیں مثلاً یہودی یا مسلمان اُنکو گرجہ میں جانا نہیں پڑتا —

جب کوئی نیا شادی کرتا ہے تو اُس کو اپنی نیا شادی چھوڑتی رہتی ہے اور اُس کی جگہ پھر اور کوئی شخص جس نے کہ نہایت علی امتحان دیا ہو فیلوں کی راے سے مقرر ہو جاتا ہے — ہر سال ریب ایک یا ہر فیلر شپ کے خالی ہوتے ہیں اور اُنکی جگہ جو طالب علم ۶ اُس سال میں عمدہ امتحان دیتے ہیں مقرر ہر جاتے ہیں *

اکثر یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص علم دوسرا در یا تین اوزار پڑھنے کالج کو اس غرض سے دیتا ہے کہ اُس کی سالانہ آمدنی سے اُس طالب علم کو جو کہ مضمون خاص میں سب سے عمدہ امتحان دے انعام ملے — اکثر یہ انعام کتابوں کا ہوتا ہے — ایسے انعام کا نام انٹر اُس کے مقرر کرنے والے کے نام پر رکھا جاتا ہے *

ہر کالج کے ساتھ ایک کتب خانہ متعلق ہے جس میں سے طالب علم کتابیں مستعار لے سکتے ہیں — اس کتب خانہ کا ایک ناروغہ ہوتا ہے جو کالج سے تنخواہ پاتا ہے *

ہر کالج میں ایک ہال یعنی پرا کمرہ ہوتا ہے جس میں کہ شام کا کھانا سب طالب علم اور فیلر ساتھ کھاتے ہیں — اسی کمرہ میں سالانہ امتحان وغیرہ ہوتے ہیں *

ایک اور کمرہ واسطے کونسل فیلوں کے ہوتا ہے اور مہینہ میں ایک یا دو دفعہ سب فیلر جمع ہو کر اُس مدرسہ کی بحث کرتے ہوں *

ہر مدرسہ سے ایک چھوٹا سا گرجہ متعلق ہوتا ہے جس میں سب طالب علم جو کہ عیسائی مذہب رکھتے ہیں صبح اور شام عبادت کرتے ہیں — فیلوں میں سے ایک شخص جو کہ پادری ہر عبادت کرتا ہے اور گرجہ کا انتظام رکھتا ہے *

کالج کا ایک پھاٹک ہوتا ہے اور ایک دربان مقرر ہوتا ہے جو کہ وقت معمولی پر شام کو دروازہ بند کر دیتا ہے — انٹر قریب دو بجے شام کے پھاٹک بند ہو جاتا ہے بعد اس کے کالج میں کوئی شخص نہیں آ سکتا *

ہر طالب علم پاس دو کمرہ ہوتے ہیں — ان کمروں کا مختلف کرایہ ہے اور طالب علم موافق اپنی حیثیت کے کمرے لیتے ہیں ان دو کمروں میں سے ایک میں پلنگ اور موہنے دھونے کی میز اور کپڑوں کی الماری وغیرہ ہوتی ہے — اور دوسرے میں میز اور کتابوں کی الماری اور کرسیاں اور انٹر ایک کوچ ہوتی ہے — یہ کمرہ پڑھنے لکھنے اور دوستوں سے ملنے کے لیئے ہوتا ہے — اس کمرہ کے دروازے کے دو کڑاڑ ہوتے ہیں — ایک باہر کی طرف اور ایک اندر کی طرف — جب طالب علم اپنے کمرہ میں نہیں ہوتا تو باہر کے کڑاڑ کو بند کر جاتا ہے — یا یہ کہ اگر اُس کو یہ منظر ہے کہ کوئی شخص اُس کے پڑھنے میں ہرج نہ قالے تب بھی وہ باہر کا کڑاڑ بند کر کے اندر تحصیل کرتا ہے — یونیورسٹی کا دستور یہ ہے کہ اگر باہر کا کڑاڑ بند ہو تو + کھٹ کھٹاتے نہیں کیونکہ اگر طالب علم کچھ یاد کر رہا ہو تو اُس کی تحصیل میں + یہ دستور ہے کہ جب کوئی شخص کمرہ میں آنا چاہتا ہے تو پہلے ہاتھ سے کڑاڑ پر کھٹ کھٹ کرتا ہے

مضمون دوم

زبان لیٹن و گریک معہ تاریخ یونان و روم کبیر اور حالات مختلف مصنفوں کے جو کہ اگلے زمانہ میں عمدہ عمدہ کتابیں لکھ گئے ہیں مثلاً سکراما اور ارسطو وغیرہ *

مضمون سوم

علم مارل سائنسز جسمیں شامل ہیں فلسفہ (معہ اصول حکومت) اور منطق اور پولیٹیکل اکنومی یعنی علم انتظام مدن وغیرہ *

مضمون چہارم

نیچرول سائنسز یعنی علوم قدرت جسمیں داخل ہیں —

علم کیمسٹری یعنی کیمیا *

ایضاً منرالوجی یعنی علم معدنیات *

ایضاً جیالوجی یعنی علم جمادات *

ایضاً ہتھینی یعنی علم نباتات *

ایضاً زوالوجی یعنی علم حیوانات (معہ اندرونی تشویش انکے جسموں کے) *

مگر مذکورہ بالا میں سے اکثر صرف دو یا تین ایک شخص اختیار کرتا ہے *

مضمون پنجم

علم الہیات یعنی علم متعلق بہ مذہب عیسائی اس امتحان کو وہ لوگ دیتے ہیں جو کہ پادری ہونا چاہتے ہیں — اس میں زبان عبری اور یونانی کی شرط ہے تاکہ تورات و انجیل کو اصلی زبانوں میں پڑھا سکے — سوائے سیسٹیمز کے اور کوئی اس امتحان کو نہیں دے سکتا *

مضمون ششم

اصول قوانین اور تاربخ — اس مضمون میں داخل ہیں پرانے قوانین جو کہ روم کبیر میں جاری تھے اور جن پر قوانین اقوام یورپ مبنی ہیں اور وہ قافروں جس سے مختلف قوموں کے تنازع فیصلہ ہونے ہیں اور انٹرنیشنل کھلایا جاتا ہے — اس مضمون میں تاریخ قانون بھی داخل ہے *

مضمون ہفتم

علوم طب و تشریح وغیرہ اسکی مختلف شاخیں اور مضامین ہیں مگر انکا بیان کرنا ضرور نہیں *

مذکورہ بالا سات مضامین سے طالب علم ایک یا اپنی پوری توجہ دیتا ہے اور کالج میں داخل ہونے کے قریب تین سال کے بعد مکان سینٹ ہوس میں (یعنی اُس عالی شان مکان میں جہاں یونیورسٹی کے امتحان ہوتے ہیں اور جسمیں کہ ڈگری عطا کرنے کی رسم پوری کی جاتی ہے) امتحان دیتا ہے اور بھالت کامیابی ڈگری عطا ہوتی ہے اور ایک گون یعنی چھا اور ایک ڈگری بطور سند عطا ہوتی ہے جنکے پھن نے کا وہ مستحق ہوتا ہے اور نئے جلسوں میں اُسکو پہنتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دلائل یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کی ہے — بعد حصول ڈگری وہ شخص اپنی عمر بھر کے لئے یونیورسٹی کا ممبر گنا جاتا ہے اور اُسکو سب حقوق حاصل رہتے ہیں *

اب مختصر حال بیان کرتا ہوں اُن مختلف باتوں کا جو طالب علموں نے خود قایم کی ہیں — اس غرض سے کہ جلسوں میں اسپیش یعنی گفتگو کرنا آوے ایک سرسٹینٹ قایم کی ہے جسمیں مختلف مضامین پر بحث ہوتی ہے — یہ سرسٹینٹ بالکل پارلیمنٹ کے نمونہ پر ہے اور ہر ممبر کو استحقاق گفتگو کا ہے — اکثر وہ لوگ جو کہ پارلیمنٹ کے ممبر ہونے کی تمنا رکھتے ہیں یا پیرسٹر ہونے کو چاہتے ہیں اس سرسٹینٹ میں گفتگو کی مشق کرتے ہیں — مسٹر گلیڈاسٹون وزیر اعظم حال ایک ایسی ہی سرسٹینٹ میں جو کہ اکسفورڈ یونیورسٹی میں ہے اپنے زمانہ طالب علمی میں گفتگو کی مشق کیا کرتے تھے اور لارڈ مکالی ہمارے ہاں کی یونیورسٹی میں کے زمانہ طالب علمی میں ایک نامی ممبر تھے اور پریسیڈنٹ مقرر ہوئے تھے — یہ عمدہ ممبروں کے درجوں سے ہوتا ہے مگر اکثر سب سے بڑے بولنے والے کو ملتا ہے *

اسی طرح ہر جسمانی مشق کے لئے کلب ہیں اور طالب علم اکثر اپنی فرصت کے گھنٹوں میں دریائے کیم پر (جسپر کیمبرج واقع ہے) کشنی کھیلتے ہیں *

مذکورہ بالا مختصر حال طرز تعلیم یونیورسٹی کیمبرج کا ہوا اب میں چند سطریں اپنی رائے کے بیان کرنے میں لکھتا ہوں کہ ہم ہندوستان کے مسلمان کیونکر اپنی تعلیم کرسکتے ہیں *

تجویز

اس بات کے ثابت ہونے میں اب کچھ شک نہیں رہا کہ جو علوم کہ زبان یونانی سے اگلے زمانہ میں عربی میں ترجمہ کئے گئے تھے اُن میں سے اب بہت سے تو غلط ثابت ہو گئے ہیں اور باقی کی اب اقوام یورپ نے اس قدر ترقی کر لی ہے اور تکمیل کو پہنچایا ہے کہ پرانے علوم پر پڑھی مورت کی سی باتیں معارم ہوتے ہیں — اس بات کو خیال کرنا چاہیئے کہ ہمارے علم کی کتابوں میں صرف وہ باتیں ہیں جو کہ حکماء یونان نے اپنے خیال و قیاس سے نکالی تھیں — ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ عربی حکماء اور فلسفہ نے اُن کی بہت ترقی کی مگر وہ بھی قریب ہزار برس سے بند ہو گئی اور جو کتابیں کہ اب عربی درس میں ہیں وہ سب نہایت پرانی تصنیفات پر مبنی ہیں — مثلاً علم جغرافیہ ہمارے ہاں نہایت غیر مکمل حالت میں ہے اور عربی کتابوں میں اُسی حالت میں ہے جو کہ تین ہزار برس ہوئے یونان میں تھا جب کہ امربکا کا کچھ حال معلوم نہ تھا اور آسٹریلیا کا کچھ گمان بھی نہ تھا — یورپ کی ترقی اور تربیت سے نام نہاد پر سفر کیئے گئے اور جزائر وغیرہ دریافت کیئے گئے — جس قدر کہ متقدمین کو زمین معلوم تھی اُس سے اب قریب چوگنی کے معلوم ہے مگر غیات اللغات میں زمین کے نقشہ کو انگریزی نقشوں سے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم جغرافیہ میں کس قدر ترقی ہوئی ہے — غرضکہ سب علوم جو کہ ہمارے ہاں موجود ہیں وہ سب نہایت پرانی حالت زنگ آلودہ میں ہیں اُس سے زیادہ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ اُن

+ میں علم دین کی نسبت کچھ بحث نہیں کرتا اور نہ اُنکو شامل کرتا ہوں —

زبان اُردو میں علوم کیوں نہیں پڑھاتے بلاشبہ بڑا اعتراض ہی اور گورنمنٹ خود اسباب پر اب توجہ دینگی *

ہماری فرض یہ ہے کہ مسلمان اپنی تعلیم خود سب سے بہتر کر سکتے ہیں اور اگر کوشش و سعی کریں تو نہایت آسانی سے وہ کام کر سکتے ہیں جو کہ گورنمنٹ مشکل سے بھی نہیں کر سکتی *

اس ملک کو دیکھو کہ جتنے بڑے مدرسے اور دارالعلوم ہیں اُنکو گورنمنٹ سے لگا کر نہیں اور یہاں کے لوگ اپنی تعلیم خود کرتے ہیں اسی یونیورسٹی میں گورنمنٹ ایک حیثیت نہیں دیتی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ دنیا میں سب سے بڑا دارالعلوم ہی *

پس اب میں کمیٹی ترقی تعلیم مسلمانان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنی عالی ہمتی اور حب وطن کو اسباب کی کوشش میں کام میں لائیں کہ مسلمان اپنی خراب حالت پر غور کریں اور اُسکا علاج اس بات میں سمجھیں کہ ہم میں تعلیم پھیلے — ہم خود مدرسے قائم کریں اور اپنی اولاد کی تعلیم کریں *

مگر سب سے مقدم بات یہ ہے کہ ایک بڑا مدرسہ کسی صمدہ شہر میں قائم کیا جاوے جس میں کے طالب علم اس اصول پر تعلیم پادیں جیسا کہ اس یونیورسٹی میں یعنی یہ کہ مدرسہ میں رہنا ہو اور سب ساتھ کھانا کھاویں اور ہر طالب علم الگ الگ دو دو کمرہ لیکو رہے — اور یہ کہ علوم سب زبان اُردو میں پڑھائے جاویں اور انگریزی صرف بطور ایک زبان غیر کے پڑھائی جاوے بلکہ یہ کہ جسکا دل چاہے پڑھے اور جسکا دل چاہے نہ پڑھے اور جسکا دل چاہے عربی و فارسی میں تکمیل کرے جسکا دل چاہے دین کے علوم تحصیل کرے — فرض یہ ہے کہ ایک ایسا مدرسہ ہو جہاں کہ صرف مسلمان اپنی حسب خواہش تعلیم پاسکیں اور اپنے دین کی تعلیم بھی شامل رکھیں *

فرض کیجئے کہ علیگڑہ میں یہ مدرسہ قائم ہو تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہاں ہندوستان کے سب طرف سے مسلمان پڑاسانی آسکتے ہیں پنجاب اور اودہ و بہار سب سے ریل علیگڑہ کو جاتی ہی اور سفر کی کچھ دسواہی نہیں *

یہ بات کہنا کہ مسلمانوں کو مقدور نہیں بالکل غلط ہی کیونکہ ہر محرم میں ہندوستان کے مسلمان فضول باتوں میں لاکھوں روپیہ صرف کر دیتے ہیں اور جو کچھ کہ فضول خرچیاں شادیوں میں ہوتی ہیں اُنکا دسواہ حصہ بھی نہایت عالیشان دارالعلوم قائم ہونے کے لیے کافی ہی اصل یہ ہے کہ سب سے زیادہ دل کی سعی چاہئے مسلمان کس قدر شوق سے مسجدیں بناتے ہیں مگر اسباب کا خیال نہیں کرتے کہ جب علم دن بدن گھٹتا جاتا ہی تو مدرسہ بنانے سے دس گنا زیادہ ثواب ہوتا ہی — اگر مسلمانوں کا علم دین خدا نخواستہ جاتا رہا تو مسجدیں کس کام آویں گی اور کیا دائدہ ہوگا *

جیسے مدرسے یہاں سولہ ہیں اگر ایسا ایک بھی مدرسہ مسلمان قائم کر لیں تو کل قوم کی ترقی ہو اور دنیا و دین کے مصائب سے نجات پانے کی صورت نکلیے *

راقہ — م

محمد محمود عفی عنہ

از کرسٹ کالج کیمبرج

یکم نوروزی سنہ ۱۸۷۲ ع

کو بھی اب مسلمانوں نے تحصیل کرنا چھوڑ دیا اور دن بدن دین پر بھی زوال ہی یہ کہ تو مسلمانوں کے علم کا حال ہی — کی معاش کا حال اور بھی بدتر ہی اور دن بدن بدتر ہوتا جاتا ایک نہایت بڑا حصہ مسلمان شرفاء کا وہ ہی جو نہ اپنی جائداد آمدنی پر گذر کرتے ہیں — بلکہ شاید سب سے دولت مند مسلمان سب جائداد ہیں اس بات کو خیال کرنا چاہئے کہ ان میں سے یہ بھی اپنی اولاد کی تعلیم فرار واقعی نہیں کرتا — یہ بے شک اصل ل ہی — اب اس بات پر خیال کرنا چاہئے کہ موافق شرع شریف مسلمان کی جائداد بعد انتقال کے اولاد میں تقسیم ہو جاتی ہی — اس سے یہ نتیجہ صاف ہی کہ امیر سے امیر مسلمان کی اولاد یا تین پشت میں غریب ہو جاوے گی اور ملکی لوگوں کی کالہی پھوڑ ہی — میں ایسی حالت تنزل سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ ناس برس کے عرصہ میں مسلمان نہایت بے تربیت یافتہ اور ذلیل خوار اور مفلس ہو جاویں گے اور خدا نخواستہ یہ بات بھی ممکن ہے کہ چھوڑے اور زمانہ میں اُن کا ہندوستان میں وہ حال ہو جاوے گا کہ ذلیل ترین اقوام ہندوستان کا اب ہی — میں اپنی اس سے کہ اس بات سے سہارا دیتا ہوں کہ محمد تغلق کی اولاد اب دہلی قریب پرانے قلعہ میں (جس کا نام تغلق آباد ہی) پستی ہی اُن میں سے کسی کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا اور وہ گھاس کھود کر نی رہے کھاتے ہیں اور یہ بھی کہ شاہزادگان خاندان تیکہ دوریہ — ذلیل طرز پر دہلی میں روٹھے کھاتے ہیں اور کسی کو کسی سے نہ کہ ہم نہیں *

مگر کہ ہم اسباب کو خیال میں رکھیں کہ کوئی مسلمان خاندان وجودہ کسی قسم کی ترقی نہیں کرتا اور یہ بھی کہ کوئی نیا خاندان اگر جائداد نہیں پاتا (جیسا کہ مغلیہ بادشاہوں کے وقت میں وقت تھا) اور یہ کہ مسلمان دن بدن گورنمنٹ کے معزز عہدوں پر سے ہوتے جاتے ہیں تو میری رنج آمیز رائے ہرگز نادرست نہیں معلوم لگی *

اس بات کے ماننے حائے کے بعد سوال یہ ہے کہ کیا علاج ؟ اسکا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ ”تعلیم“ مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ جو مارز تعلیم کہ گورنمنٹ نے اختیار کیا ہی وہ ہرگز ہماری حاجات اور ضروریات کے موافق نہیں — گورنمنٹ کالجوں میں تعلیم صرف انگریزی اچھی ہوتی ہی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عربی و فارسی کی نہایت خراب تعلیم ہوتی ہی — مسلمان نوجوان گورنمنٹ کالجوں میں اپنے مذہب کی تعلیم نہیں داسکتے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سب علوم انگریزی میں پڑھائے جاتے ہیں جس سے ان علوم کی مشکلات دو چند ہو جاتی ہیں یہ سچ ہی کہ یہ سب سے اچھے علوم ہیں کہ جنکی کتابیں ہماری زبان اُردو میں موجود نہیں مگر اس کا جواب یہ ہے کہ اگر چاہو تو نہایت کم عرصہ میں بہت سی کتابیں ترجمہ ہو سکتی ہیں — اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ بات کہ گورنمنٹ اپنے مدارس میں مذہبی تعلیم نہیں دیتی ہرگز گورنمنٹ پر اعتراض نہیں ہی بلکہ ہر تربیت یافتہ اور دانا گورنمنٹ کو ضرور ہی کہ مذہب کے لگاؤ سے بچے — مگر یہ بات کہ

شکریہ صحت

الہی ہمارا دل اور ہماری جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین پر ندا ہو جنکو توبہ ہماری ہدایت کے لیئے بھیجا اور جنکی ہدایت سے ہم نے تجھکو سنا بس تجھ سے ہم نے رسول اللہ کو پایا اور محمد رسول اللہ سے تجھکو —

محمد از تو میفرواہم خدا را * خدایا از تو خواہم مصطفیٰ را پس اے خدا تو ہمیشہ ہمکو اُنکی راہ پر رکھ اور اُتبر اور اُنکی آل و اصحاب پر اپنی رحمت نازل کر اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید *

اے مسلمانوں جان لو کہ ہمارا دین اسلام بالکل سچائی اور بالکل نیکی ہی ہمدردی اور محسن کی احسانمندی اور تمام خلائق کی حیرت انگیزی بہت بڑا رن اسلام کا ہی جس طرح ہمکو اپنے خدائے پاک کا شکر کرنا ہی اُس طرح ہمکو اُس انسان کا بھی شکر کرنا ہی جسکا احسان ہم پر ہی بادشاہ عادل کا احسان اپنی رعیت پر جسقدر کہ ہوتا ہی اُتنا احسان کسی انسان کا کسی انسان پر نہیں ہو سکتا پس ہمارا سچا مذہب اور ہمارا روشن ایمان ہمکو یہ تعلیم کرتا ہی کہ ہم دل سے بادشاہ عادل کے شکر گزار ہوں نوشیرواں جو ایک آتش پرست بادشاہ تھا مگر عادل اُس کے عہد میں ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی حوشتی و خوشنودی طائر فرمائی ہی پس بادشاہ عادل کا کسی رعیت پر مستولی ہونا در حقیقت خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہی اور بلا شبہ تمام رعیت اُس عادل بادشاہ کی احسانمندی ہی پس ہم دعا دے ہندوستان جو ملکہ معظمہ و شہزادہ دام سلطنت ملکہ ہند و انگلنڈ کی رعیت ہیں اور جو ہم پر عدل و انصاف اور بغیر قومی یا مذہبی طرداری کے حکومت کرتی ہی سر تا پا احسانمند ہیں اور ہم پر ہمارے پاک اور روشن مذہب کی تعلیم سے ہم کو اُس احسانمندی کا ماننا اور اُس کا شکر بجا لانا واجب ہی رعایا کی بادشاہ عادل کے ساتھ ہمدردی یا احسانمندی صرف اُس کے رنج و راحت میں شریک ہونا ہی شکر خدا کا کہ رنج کے دن گئے اور خوشی میں شریک ہونے کے دن آئے یعنی ہماری ملکہ معظمہ کے فرزند ارجمند ولیعہد ہند و انگلنڈ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز جو نہایت بیمار ہو گئے تھے اُنہوں نے صحت پائی اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُنکو شفاء کامل عطا فرمائی جسکا شکراۃ پدگاہ شانی حقیقی ادا کرنے کو آج کا دن مقرر ہوا ہی پس ہم خدا تعالیٰ کی اس مرحمت عظمیٰ کا دل سے شکر ادا کرتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ تمام بلاؤں کا ٹالنے والا اور بیماری سے بیماروں کا شفا دینے والا صرف وہی ایک خدا ہی جسکا کوئی شریک نہیں اور ہم خدا تعالیٰ کی تمام نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں و قد قال اللہ تبارک و تعالیٰ انہو من بایتنا الذین اذا ذکرناہا خروا سجداً و سبحوا بحمد ربہم و ہم لا یتکبرون *

واہ —

سید احمد

شکریہ صحت

۲۷ فروری سنہ ۱۸۷۲ء روز سہ شنبہ کو ساڑھے نو بجے مسلمانان بنارس نے سجدہ شکر صحت ہزاریل ہائینس پرنس آف ویلز کا پدگاہ خداوند کریم ادا کیا اور عربی خطبہ کے بعد جو مناجات اور شکریہ اُردو میں پڑھا گیا اور جس کے خاتمہ پر سجدہ شکر ہوا وہ بہت ہی *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای خدا ای خدا بے شک خدا تو ہی ہی تیرے سوا کوئی نہیں ای خدا ای خدا بے شک تو ہی ازل ہی اور تو ہی ابھی ہی تیرے سوا کوئی نہیں تو ہی ہمارا خالق ہی اور تو ہی ہمارا مالک تو ہی ہمارا معبود ہی اور تو ہی ہمارا مسجود تو ہی ہماری دعا ہی اور تو ہی ہمارا مدد تو ہی ہمارا مقصد ہی اور تو ہی ہمارا مقصود الہی ہم تجھی کو چاہتے ہیں اور تجھی سے چاہتے ہیں الہی ہم تجھی کو مانگتے ہیں اور تجھی سے مانگتے ہیں ای میرے پیارے اللہ ہمارا دل ہماری جان ہماری روح تیری ہی ہی اور تیرے ہی لیئے ہی ای قادر مطلق خدا یہ تمام قری جو ہم میں ہیں تجھی سے ہیں اور تیرے ہی لیئے ہیں پس اپنی چیز کو اپنی ہی مرضی کے تابع رکھ *

الہی ہم اپنے گناہوں سے اقرار کرتے ہیں ہماری شامت اعمال نے ہمکو گناہوں کے کالے دریا میں ڈبو دیا ہی الہی ہم نے تیری قصص کی ہی اور تیری امانت میں خیانت کی ہی جو چیزیں تونے ہمکو جن کاموں کے لیئے دی تھیں اُنسے ہم نے وہ کام نہیں لیا الہی ہمارے نفس امارہ نے ہمکو بہکایا اور گناہ میں ڈالا الہی ہم نے تیری نافرمانی کی اور تجھ سے پکتا خدا کی حکم مدد کی ہی ہم پال پال گنہگار ہیں گناہوں کے کالے دریا میں غرق ہیں مگر تیرے ہی سہارے کی امید ہی پس اے ہمارے غفور الرحیم خدا ہماری دستگیری کر اور ہمکو گناہوں سے نکال اور آپ رحمت سے ہمارے گناہوں کو دھو اور ہمارے دل کو برف سے زیادہ سفید اور اپنی ذات کے نور سے سراج سے بھی زیادہ چمکیلا کر *

اے خدا تو بے شک بے نیاز ہی تیری بے نیازی ہمکو تسلیم ہی مگر یا تو ہم سے بھی بے نیاز ہی کیمر کہ غمت نیست غم ماہم نیست ہیں نہیں حاشا و علا تو ہمارے ما پاپ سے بھی زیادہ ہمارا غمخوار ہی جیسے کہ ہم تجھ سے بے نیاز نہیں ہیں ویسا ہی تو بھی ہم سے بے نیاز نہیں اے خدا اے خدا ہمارا اور تیرا یہ رشتہ کہ تو ہمارا ندا ہی اور ہم تیرے بندے اور تو ہمارا خالق ہی اور ہم تیری شائق کبھی غرت نہیں سکتا اے ہمارے عظیم الشان خدا اگر تجھکو دے ذرا الجلال وحدۃ لا شریک ہرنے کی عزت و جلال ہی تو ہمکو بھی دے بندے ہونے پر بہت ہی کچھہ نظر ہی پس اپنے جلال کو دیکھہ اپنے بندوں کی دستگیری کر *

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور باہتمام

حافظ محمد عبدالرزاق کے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۳]

۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرینہ کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پناوس بھیجا جارے فرضاً تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہا اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ منہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۳

خط معہ جواب

ادھر من سید مہدیعلی صاحب زاد اطفہ

مد سلام مسنون کے مدعا یہ ہے کہ آپ میرے پوائے یار ہیں
وے عزیز اور بھائی ہیں اس لیے مجھے اُمید ہے کہ آپ میری
ر سے جو صرف براہِ معصیت کرتا ہوں ناراض نہ ہونگے بھائی میرے
نہایت افسوس ہے کہ تم سید احمد خاں کی معصیت میں
غپ ہو گئے اور اُسکا تصور تم میں بھی آگیا اور اُسکے خلیفہ مشہور
بہ وہ وظ کا ٹھٹھا اور مجلس میلاد میں ذکرِ خیر کرنا اور علماء کی
کرنا اور اسلام کی وضع کا لحاظ رکھنا سب تم نے چھوڑ دیا اور اُسے
مقام کی طرح تم مضامین لکھنے کے تقلید کے قارک ہو گئے علماء سے
مخالفت کرنے کے لیے وضع اپنی لباس و خرواک میں بدل ڈالی سو بھائی
پ بھی کچھ نہیں پگرا تم اُسکی معصیت چھوڑو اور اپنے آپ کو بدنام
کو آئندہ اختیار ہی والسلام علی من اتبع الهدی *

جواب خط

جناب بھائی صاحب آپ کا نصیحت نامہ جسکے لفظ لفظ سے معصیت
ی ہو آتی تھی اور جسکی ہر سطر سے درد اور دلسوزی ظاہر ہوتی
ہے میں نے پایا میں دل و جان سے اُسکا شکر کرتا ہوں اور نہایت ادب
اُسکا جواب لکھتا ہوں *

بھائی صاحب جیتک میں نے سید احمد خاں کو نہ دیکھا تھا اور اُنکے
حالی حالات اور مذہبی خیالات سے مجھے ناواقفیت تھی میں سب سے
مکر اُنکا دشمن تھا بلکہ اُنکے انصاف اور ارتداد اور تنصیر کا قائل تھا
جب سے میں اُن سے ملا ہوں اور اُنکے حالات اور خیالات مجھے
رم ہوئے ہیں تب سے مجھے اُنکی سچائی اور ایمان اور اُنکے مفاد
خوبی اور اُنکے مذہبی خیالات کی صفائی کا ایسا یقین ہو گیا ہے کہ
شف الغطاء مازددت یقیناً *

میں اُنکے مذہبی خیالات کی خوبی اور صفائی کا صرف اقرار ہی نہیں
بلکہ اس پر حیرت بھی کرتا ہوں کہ ایسے زمانہ میں جبکہ اکثر
کے دلوں سے سچائی اور حق کی تحقیق کا نور جاتا رہا تھا اور
رداء کی پابندی اور ہندوؤں کی تقلید اور مرام کی نگاہوں میں
وقت پیدا کرنے کی آرزو اور ریائی اتفا اور تورع کی شہرت کے
باعلائے تصنیفات میں لوگوں کو مبتلا کر رکھا تھا اور تقلید نے
اشیاء کے ادراک کی قوت کو جو ہر انسان کی صورت میں خدا
ہی معطل اور بیکار کر دیا تھا اور خدا و رسول کی اصلی ہدایتوں
س حکموں سے چشم پوشی کر کے لوگوں نے زید و عمرو کی روایات
و قصص و حکایات پر دین و مذہب کا مداو ٹھہرا رکھا تھا

اور مذہبی احکام کے ملک اور اغراض اور اسرار کی تحقیق کا شوق
ہلوں سے جاتا رہا تھا اور ہوادری کی شرم اور جمہور کی مخالفت نے
خوف اور کفر کے فتویٰ کے قدر نے حق و باطل میں تمیز کرنے کی راہ
بند کر دی تھی کیونکہ ہماری ہی قوم میں سے ایک شخص کو حق کی
تحقیق کا خیال آیا اور کس طرح حقائق اشیاء کے ادراک پر متوجہ ہوا
اور کیونکہ اسلام کی معصیت نے اُسکے دل کو ایسا قوی کر دیا کہ حق کے
ظاہر کرنے اور سچی راہ پر چلنے اور تقلید کے چھوڑنے میں نہ ہوادری
کا خیال کیا نہ جمہور کی مخالفت سے قرا نہ کفر کے فتویٰ سے حابف
ہوا قللہ درہ و علی اللہ اجرہ *

پس بھائی صاحب جب میرے دل میں اُس شخص کی نسبت اسلام
کی معصیت کا یہ خیال ہو تو میں کیونکر اُسکی معصیت چھوڑوں اور
کس طرح اُسکو برا سمجھوں سچ یہ ہے کہ جس طرح آپ اور اُنکو ناراض
لرگ صرف اسلام کی وجہ سے اُن سے عداوت رکھتے ہیں ویسا ہی میں
فقط اُنکے سچے ایمان کے سبب سے اُن سے معصیت رکھتا ہوں و اللہ اعلم
بیمات یسعون مذاہب *

حضرت مولوی ہونا تقیہ پنجابا عربی مامہ سر پر باندہ لینا ہوا۔
دانہ کی تسبیح زقترن کی زینب گلو فرمالینا قیام نورانی سے بدن کو
مزین کر لینا مقدس و اہرار اور شیخ وقتہ ہو جانا مجلس وعظ میں
نکات و اسرار بیان کر کے سامعین کو ہلا دینا خانقاہ میں ببتہ کر تصوف
کے دقائق اور توحید کے نکات ارشاد فرما کر سننے والوں کو وجد میں لے آئے
یا کسی مزار و درگاہ میں جا کر موبدان یا صدق و صفا کر حلقہ ترجمہ
میں بیٹھا کر عرض کی زیارت کر دینا آسان ہے اور نہایت آسان ہے
مگر مشکل اور سب سے زیادہ مشکل ہے مسلمان ہونا اور خدا سے
یکرنگی اور یکدلگی کے ساتھ معاملہ رکھنا اور ریا اور مکر اور نفاق
سے بچنا *

شواب پیکر مردار کھا کر ملائیت سب کے سامنے اقرار کر دینا اور مہمو
پر چڑھ کر اپنے اصلی حالات اور اپنے دلی خیالات کا خطبہ پڑھ دینا اسلام
کی سچائی ہی ہے کہ نورانی کرتہ پہنکر اپنے دافعوں کو چھپانا اور
عربی مامہ باندہ کر اپنے تئیں مقدس جتانا اور میٹھی میٹھی باتیں
کر کے اپنے آپکو حضرت اور شیخ بنانا اور قرآن کے دام میں موٹی موٹی
چوڑوں کا شعار کھیلنا اور روئے سرہی صورت بنا کر لقمہ تر نوشی
فرمانا اسلام سے اور اُن مکاریوں سے کیا نسبت —
مرد این رہ را نشانے دیگر است

بھائی صاحب افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے سید احمد خاں کی حقیقت
اب تک نہیں جانی اور تعصب اور تقلید یا بغض اور حسد نے اُن کی
خوبیوں کو آپ کی نظروں سے چھپا دیا ورنہ آپ لوگوں کی دینی اور

دنیا پر بھلائی کے لیئے جو کچھ انہوں نے کیا ہی اور کر رہے ہیں اُسکا شکر آپ لوگوں سے ادا نہوتا اور جو کچھ اُنکے مسامی جمیلہ سے فائدہ ہوا اُس سے آپ محروم نہ رہتے مگر اُمید ہی کہ آئندہ آنیوالی نسل اُنکے برے ہوئے بیج کا پھل پاوے اور آپ لوگوں کی اولاد اُن کے ہمسع و بازو کا شکر ادا کرے ان اللہ لایضیع اجرالمحسنین *

امام کی مخالفت کا الزام اُن کی نسبت کرنے سے مجھے کچھ تعجب نہیں ہوتا کیونکہ اگر اس مہلک بیماری میں آپ لوگ مبتلا نہ ہوتے اور تقلید نے اسلام کو مجہومہ قصص و حکایات نہ پنا دیا ہوتا اور زہد و عمرو کے اقوال اور پیمان و نثار کی رائیں مثل وحی کے واجب الاتباع نہ سمجھی جاتیں تو اُن کو مخالفت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور تصنیق کے جھنڈے کا پرچم کھولنے پر اُن کا ہاتھ ہی نہ اُٹھتا آپ کی تقلید اور اتباع اقوال قدمائی عالمگیر مصیبت ہی نے اُن کو اس طرف متوجہ کیا اور اُسی توجہ نے یہ شور و شغب ہندوستان میں مچا دیا ہی مگر سچ یہ ہے کہ اگر چند ہندوستان کے مسلمان اسی نیند میں سوتے رہتے اور حضرات علماء قصے کہانیاں کہہ کہہ کر آئندہ آنے والی نسل کو بھی خراب خرگوش میں سلا یا کرتے اور کوئی اُن کا چونکانے والا اور تازیانہ لیکر جگانے والا نہ ہوتا اور لوگ اسی طرح تقلید کے پابند رہتے اور مخالفت جمہور کے خیال سے تصدیق کا شوق نہ کرتے بلکہ ہر بات کی صحت و غلطی کے ادراک کے لیئے اپنے پرانے نسخوں اور لعل کتابوں ہی کے کھولنے کی بد عادت میں مبتلا رہتے اور خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر پرانے لوگوں کے قولوں ہی پر تحقیق کو منحصر سمجھتے اور حضرات علماء رحمۃ اللہ علیہم نمصب کے سب سے یا اپنے خیالات کی غلطی کی وجہ سے یا اپنے تفسیر اور ترویج کی اشاعت کی نظر سے نگر کے فتوؤں سے درایا کرتے اور ہم لوگ بھی جنس و زوج کی کنجیاں اُنہیں کے اختیار میں اور رضوان خازن جنس اور مالک داروغہ جہنم کو اُنہیں کا نوکر سمجھ کر اُن کی تصریح ہی پر اپنے آپ کو قطعی جنتی اور یقینی دروزخی سمجھا دیتے اور اُن کے کفر کے فتوؤں کے در سے نہ تحقیق حق کا قصد کرتے اور نہ جس کیسے اور دل دل میں پھنسے ہوئے تھے اُس سے نکلنے پر کمر ہمت پاندھتے تو بلاشبہ دین و مذہب کو مرنید پڑھتے اور اسلام اور ایمان پر نوحہ کرنے اور سچائی اور صفائی پر ماتم کرنے کا وقت آگیا تھا لان العلماء ہم ادنا الطریق و قد شغل عنہم الزمان ولم یبق الا المنہم و قد استحوذ علی انہم الشیطان و استغرام الطغیان و اصبح کل واحد منہم یعاجل حلقہ مسعوراً بصری الہ مروراً منکراً والمفکر معروراً *

بھائی صاحب میرے اوپر بھی ایک ایسا زمانہ گذرا ہی کہ میں علماء کی مخالفت کو ارتداد اور الہاد کہتا تھا بلکہ عربی مہارت میں

جو کتاب لکھی ہوتی تھی اُس کے ایک فقرہ سے انکار کرنے کے بد اعتقادی جانتا تھا اور آپ کی طرح ہر عالم اور ہر مولوی کی کو کالوہی المنزل میں السماء سمجھ کر اُس پر یقین کرنے کو ا کا نتیجہ سمجھتا تھا مگر ایک روز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کی چند سطروں کو دیکھ کر میں بد اعتقاد ہو گیا اور حضرات علماء کے اقوال اور راویوں کے اتباع کرنے اور اُن کی ہر بات کو سچ جاننے اور اُن کے ہر امر میں تقلید کرنے کو ضعف اسلام کا ثمرہ سمجھنے لگا اور مخالفت جمہور کا جو خوف میرے دل میں تھا وہ بالکل جاتا رہا امام صاحب ارل تو حضرات علماء کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”اُنہوں نے علم کی حقیقت کو لفظوں پر منحصر کر دیا ہی اور تبدیل الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیا ہی نفقہ اور حکمت اور تصرف اور کلام کو حرام سال پیدا کرنے کا دام بٹا رکھا ہی اور جو مراد خدا اور رسول کی ان لفظوں سے تھی اُسے بدل دیا ہی اور اپنی وسط کوئی اور قصہ خرائی اور فصاحت و بلاغت اور اصطلاحات جدیدہ اور عبارات مزخرفہ پر علم دین کا مدار ٹھہرا رکھا ہی“ اور پھر امام صاحب مخالفت جمہور کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”بڑا مانع تحقیق حق کا مخالفت جمہور کا خیال ہی کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سب لوگ ہم کو معجزوں و دیوانہ بتا رہے ہیں اور ہم سے مستفزی اور ٹھٹھہ کر رہے ہیں اگر ہم باطل پر ہیں تو غیر کیا مضائقہ ہی جو سب کا حال ہوگا وہی ہمارا ہوگا مرگ ابدہ جتنے داود مگر ایسے خیال کرنے والے کو سرچنا چاہیئے کہ اگر اُس کے ساتھی ڈوبنے لگیں مگر وہ ایک کشتی پالے اور اُس پر سرار ہو کر بچنے پر یقین کرے اور اُن کے چھوڑنے پر اپنی نجات سمجھے تو کیا اُس وقت لوگوں کا ساتھ دیکھا اور اپنی نجات کے فریضہ کو چھوڑ دیکھا کرئی نادان بھی ایسی رفاقت کو پسند نہ کریگا ولم یہاک انکار الامراۃ اہل زمانہم حیث قالوا انا وجدنا اباہنا علی امة و انا اثارہم مقتدون“ *

حضرت من بلا شبہ تحقیق حق کا بڑا مزاحم یہی خیال مخالفت جمہور کا ہی اور جاہلانہ خوش اعتقادی ہی راہ راست کے ڈھرنڈنے کی بڑی مانع ہے اچھے پڑھے لکھے یہی خیال کر کے کہ اکثر نے کوئی بات نہیں چھوڑی اور سارے اُسور کی تحقیق کوئی ہی قصد ہی نہیں کرتے کہ اصلیت اور حقیقت کو کماہی ہی دریافت کریں مگر وہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ سب اگلے اور سارے بزرگ یہی کرتے آئے ہیں اور تحقیق ہی کے سبب سے وہ بزرگ اور مصنف کہلاتے ہیں اگر ائمہ دین اور مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجماع میں یہ خیال کرتے کہ اگلے سب کچھ کر گئے ہیں تو اصول فقہ اور فقہ کی تدبیریں کا کب قصد کرتے اور پھر آئندہ علماء اسلام علم کلام کے اصول و فروع کی تمہید کا کیوں ارادہ کرتے

کی تشریح کرتے ہوئے اور کمال خوبی سے بڑھان ترویج اور بڑھان سلمی کو ثابت کرتے ہوئے اور صدرا کی مثلاً بالکیر کے عقدے حل کرنے پر ملک العلماء اور پھر العلوم کے حاشیہ کھولے ہوئے اور میر زاہد شرح مراقب کے منہی نہایت خوش تقریری سے طالب علم کو سمجھاتے ہوئے حالانکہ اگر وہی حضرت علامہ نہامی اُن مسائل حکمیہ کو مسائل جدیدہ سے مقابلہ کریں اور اُس طرز تعلیم کو جو اب جاری ہی دیکھیں تو وہ خود اقرار کریں گے کہ ہم جہل مرکب میں گرفتار ہیں اور اپنی اور اپنی قوم کے لوگوں کی مضر ضرورتیں اور عیب باتوں میں ضایع کرتے ہیں اور پوچھ بچھ بیہودہ باتوں کو علم اور حکمت سمجھتے ہیں *

مگر غزوات علم اور شہوت فضیلت اور غیرت زہد و تقویٰ حضرت مولانا کی ایسی بلا جان ہی کہ وہ کب اُس تقلید سے نکلنے اور علوم و فنون جدیدہ کے دریافت کرنے اور موافق حال اور ضرورت وقت کے علوم مفیدہ کی تعلیم کرنے کا ارادہ کر سکتے ہیں *

اگر علوم و فنون سے بھی قلع نظر کی جاوے اور دین و مذہب پر خیال کیا جاوے تو اُسی تقلید کے سبب سے اُس کا بھی حال ابتر ہی اول تو تقلید ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی ایمان کی نشانی سمجھی جاتی تھی اب ہر خاندان میں اُس خاندان کے بزرگوں کی چال و چلن کی تقلید نشانی اسلام کی خیال کی جاتی ہی اور ہر رسم کی ٹھیک ٹھیک پابندی پڑھیزگاری اور دینداری سے تعبیر کی جاتی ہی اگر کسی کو شک ہو تو وہ حضرات صوفیہ کرام کی خانقاہوں اور مشائخ عظام کی درگاہوں اور حضرات علماء کے وعظ کی مجلسوں اور عاشقان اہلبیت کے امام بازار میں ذرا قدم رنجہ فرماوے اور خدا کی کتاب کو ہاتھ میں لیکر اُن کے عقاید و اعمال کو اُس سے ملاوے اور انصاف کرے کہ اُس میں اسلام کتنا ہی اور کفر اور شرک اور بدعت کس قدر *

امروز دنیاوی پر اگر خیال کیا جاوے تو بھی بلا تقلید ذات و اہوار کے نتیجے دکھا رہی ہی معاشرت کے طریقے زندگی بسر کرنے کے قاعدے معاش حاصل کرنے کی تدبیریں مصلحت اور مجالس کے طور شادی اور سعی کی رسمیں جو کچھ ہیں وہ سب تقلیدی ہیں اور گو خود ہمارے بھائی بعض یا انٹر باتوں کی پرائی کے مقرر ہوں اور اُس کی پابندی کو ذریعہ دلت اور رسوائی اور افلاس اور قلابی کا سمجھتے ہوں مگر وہی ترک تقلید اور مخالفت جہود کو خوف کچھہ کرنے نہیں دیتا اور کسی کو اُس پابندی سے نکلنے کی جرأت نہیں ہوتی *

پس بھائی صاحب ایسی حالت میں جب کہ تقلید اور پابندی رسم کی سیما ہی نے دلوں کو تاریک کر دیا ہو اور وہ نور جسے عقل کہتے ہیں چھپ گیا ہو اور سارے عقیدے اور اعمال تقلیدی ہو گئے ہوں اور غیر قومیں ہمارے تعصب و جہالت پر خندہ زن اشارے کرتی ہوں اور شب و روز کتابیں اور اخبار ہماری دلت کی باتوں سے سیما کیٹے جاتے ہوں اگر خدا

نے علوم معقولات کی اشاعت پر حضرات علماء کب ترجیح و جو ترقیاں علمی اسلام میں ہوئیں وہ کیونکر ہوتیں اگر لمباؤں کی طرح وہ حضرات بھی خوش اعتقاد ہوتے اور اُن کے خیال سے تحقیق کسی چیز کی نہ کرتے اور جن علوم اور حاجت ہوتی گئی اُس کی تدوین نہ فرماتے اور تقلید میں پھنسے رہتے تو اسلام میں آج تک نہ کوئی عالم ہوتا نہ کوئی مستفید نہ کوئی محقق پس ہم لوگوں کی جہالت اور بد نصیبی ہی جو ہم تحقیق کو مخالفت علماء چھتے ہیں اور اجتہاد اور حقیقت اشیاء کے ادراک کو غافل جانتے ہیں اور ساری تحقیقات اور تمام اشیاء کی باتوں کے درمیان کو اپنے اگلوں پر منحصر اور ختم سمجھتے ہیں ہم اللہ اول الفائل الماہر کم ترک الاول للآخر وهذا هو قول الذی علیہ یؤید من ذہب الی غیرہ لم یبتد الی سوام السبیل فان فضائل لیسست محصورة فی قوم ولا مستفصدة یہرم دون یرم *

بھائی صاحب اس تقلید اور پابندی مراسم نے جیسے بد نتیجے اسلام سلمانوں کے حق میں پیدا کیئے ہیں اُس پر اُس شخص کو روٹا آتا جو ان باتوں پر غور کرتا ہی اور جو مسلمانوں کے علوم و فنون اور بد و اعمال کو نظر غور سے دیکھتا ہی مگر حضرات علماء اور اہلار ماری قوم کے وہ آنکھ ہی نہیں رکھتے جس سے ان خرابیوں کو دیکھیں وہ دل ہی نہیں رکھتے جس سے اپنی قوم کے تنزلات روز افزوں کو میں بلکہ وہ تو ایمان اور اسلام اور روح اور تقویٰ اور تہذیب اور مداری کو اسی پر منحصر سمجھتے ہیں کہ تیلی کے پیل کی طرح آنکھ چٹی پاندھکر رات دن ایک محدود تنگ دائرہ کے اندر گھوما کریں اُن وسیع میدانوں کو جو تختہ جنت کی طرح ہر قسم کے گل سے آراستہ ہیں آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں *

اسی تقلید کا سبب ہی کہ مسلمانوں کے علوم گھٹ گئے اُنکے عقاید کی بگڑ گئے اُن کے اعمال ہندوانہ ہو گئے اُن کی دنیاوی ترقیاں رک اُن کی عزت اور منزلت جاتی رہی غیر قوموں کی نظروں میں ہو گئے تریب پادشہ لوگ جاہل سمجھنے لگے اگر کسی کو شک ہو متھان کر لے اور اپنی آنکھ سے دیکھ لے *

کسی ایسے بڑے سے بڑے نامی مدرسہ میں جاکر تعلیم کی کیفیت جس کے مدرس کوئی بڑی مشہور منطقی اور نامی فلسفی اور معقول و منقول حاری ذریعہ و اصول ہوں کہ وہاں بھی جاوے چہکتا اور پابندی رسم کا نور چھلکتا ہوگا حضرت استاد زمان نہایت خوبی اور کمال قابلیت سے اسطفاست اربعہ کی کیفیت مانتے ہوئے اور نہایت فصاحت و بلاغت سے طبیعات کے مسائل

میں ایک جگہ جمع کر کے بہ طرز مناسب صرف کیا جارے تو خود مسلمان دیکھیں کہ اُنکو کیسی ترقی ہوتی ہی اور اُنکی اولاد کیا منزل حاصل کرتی ہی *

فرحانہ اس زمانہ میں پھلا کام مسلمان کا یہ ہے کہ وہ ہر کم طرح تقلید اور رسم کی پابندی چھوڑے اور اپنی گردن کو اس پھانسی کے پھندے سے نکالے اور فکر کے قوی اور برادری کے طعن سے نہ ڈرے اور جب تک مسلمان یہ نہ کریں گے تب تک ہمارے نزدیک کوئی اُمید اُنکی ترقی کی نہیں ہی الا ان رشاد اللہ پس بھائی صاحب وہ شخص جس نے پھلا یہ کام ہندوستان میں کیا ہی اور جس نے فقط اسلام اور مسلمانوں کے پیچھے اپنا وقت اور مال بلکہ اپنی جان کو قربان کیا ہی وہی ہی جسے لوگ سید احمد کہتے ہیں اور جس پر ہزاروں ملعون کفر اور ارتداد کے ہوتے ہیں اگر مہذب قومی کی کچھ حقیقت آپ کو دریافت کرنی ہو تو ذرا اُس کے پاس آئیے اور اُس درہ کو اُسکے دل سے پوچھیے اور اس جانسوز مصیبت کا افسانہ اُسی مہذب کی زبان سے سنئیے *

بشراں سوے کلہ احزان او شی
تا بنگری کہ عشق تو با ارچہ میکند

راۓ

مہدی علی قہنی دکن مرزا پور

نمبر ۷۳

تحریف الفاظ علوم

اُس زمانہ میں جو علوم شرعی علوم سمجھے جاتے ہیں اور حر باتیں ہوتی دینداری اور ایمان کی خیال کی جاتی ہیں جب اُسکی حقیقت پر غور کیا جاتا ہی اور خدا و رسول کے کلام سے اُسکی تطبیق دیجاتی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ نہ وہ علوم حقیقت میں شرعی علوم ہیں اور نہ وہ باتیں فی نفسہ دینداری اور ایمان کی ہیں بلکہ دنیا طلبی اور نفس پروری اور غرور و حب جا کے سبب سے لوگوں نے تہذیب کر کے شارع کے مقصود کے برخلاف اُن علموں کی حقیقت کو چھپا کر اور اپنی بنائی ہوئی باتوں پر اطلاق دینداری اور ایمان کا کر کے لفظوں کے التماس سے لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈال دیا تاکہ اُس فریعہ سے وہ لوگ علماء ربانی سمجھے جاویں اور نائب رسول اور جانشین نبی ٹھہریں *

بلاشبہ وہ علوم اور وہ باتیں فی نفسہ سلف صالح اور قرن صحابہ میں شرعی علوم اور دین کی باتیں تھیں اور اُنکے جاننے والے پڑے دیندار بلکہ نائب رسول تھے مگر اب اُس میں ایسی تہذیب اور تبدیل و تغیر ہو گئی ہی کہ سوائے لفظوں کے اُن کے معنی ہی باقی نہیں رہے اور جو مراد اُن علموں سے اُسوقت لیجاتی تھی وہ بالکل فوت ہو گئی پس اب اُن علوم کے جاننے والوں کا اپنے آپ کو محقق اور مدقق

کسی کی آنکھ کھولے تو وہ کیا کرے یا کہ چہرہ کی موافقت کر کے جاہلانہ تقلید کی دلدل میں پھنسا رہے یا اسلام کی مہذب اور اپنی قوم کی ہمدردی کے جوش میں آکر خود اپنا پاؤں اُس کیچڑ سے نکالے اور اپنے بھائیوں کے نکلنے کی خواہش کرے *

بھائی میرے بڑا مائدہ کی بات نہیں ہی لیکن آپ لوگ ہمدردی و مہذب قومی اور ملکی ترقی اور اسلام کی روشنی پھیلانے کی حقیقت ہی سے ناواقف ہیں اور اُس کے اصول ہی سے بیخبر ہیں سچ یہ ہے کہ یہ الفاظ آپ کے نزدیک مہمل اور بے معنی ہیں ورنہ کیا اب تک مسلمانوں کی یہی حالت رہتی اور آئندہ کو سوائے تنزلات روز انزوں کے کوئی بھی صورت ترقی کی نہ دکھائی دیتی میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے بھائی سخاوت نہیں کرتے نیاضی ظاہر نہیں فرماتے اب تک خدا کے فضل سے ایسے بلند حوصلہ عالی ہمت صاحب جو ر سقا موجود ہیں کہ لاکھوں روپیہ ایک دم میں صرف کر دیتے ہیں لیکن چاہیئے کہ پنے بھائیوں کی بھلائی میں کچھ خرچ کریں اس کا کیا ذکر ہی *

اُن پدمعاشوں نالایفوں کا کچھ ذکر نہیں جو فواحش اور اور مصیبت کے کاموں میں اسراف کرتے ہیں بلکہ ہم اُن بلند سمتوں کا ذکر کرتے ہیں جو اپنی شہرت اور عزت اور دین کے لیئے ہر کچھ صرف کرتے ہیں جب اُن کے اصراف پر نظر کی جارے تو معلوم ہوگا کہ وہی تقلید اور پابندی رسم کی اُن کے روپیہ کو برباد کرتی ہی اور چھوٹی شہرت اور بے اصل عزت کے حاصل ہونے کی تمنا ان کا روپیہ لڑاتی ہی *

کیا کسی نے سنا ہی کہ سوائے شادی بیاہ میں ہزار ہا روپیہ لگانے یا بھائیوں کو تر وہ ہندی کھانا تقسیم کرنے یا بڑی بڑی عالی شان عمارتیں بنانے یا حاکموں کی خوشامد سے غیر مفید کاموں میں روپیہ لگانے یا جھوٹی دینداری اور جاہلانہ تعصب سے عناقہوں اور مزاروں اور امام یازوں میں شریک اور پدمس کے کاموں میں دروس پرواد کرنے کے کسی نے اب تک کوئی زر خطیر یا رقم نثار بلکہ کچھ حصہ بھی اپنی کمائی کا اپنی قوم کی بھلائی کے کاموں میں دیا ہو یا لگانے پر رغبت کرتے ہوں پس کیا سبب اسکا صرف پسند امتی اور بھل ہی ہو کر نہیں بلکہ سبب اسکا یہ ہے کہ تقلید اور ہندی رسم کے سبب سے ہم کو اُس بات کے کرنے کی جرأت ہی نہیں دیتی جو اب تک ہمنے نہ کی ہو اور اگر جرات بھی ہو تو بوجہ نہونے کدت کے اُس طرف رغبت ہی نہیں ہوتی اور اُس کام کو کچھ مفید یا باعث ثواب یا موجب عزت ہی نہیں سمجھتے ورنہ اگر وہ روپیہ جو انعام اور عرس میں بیٹیوں کے چلانے اور چراغاں کرنے اور ہرل بچانے میں صرف کیا جاتا ہی مسلمانوں کی تربیت اور تعلیم

کودیا ہی فروعات کے جائزے اور احکام کی علتوں کے دقائق دریافت کرے اور مشکل اور عجیب مسئلوں کے یاد رکھنے اور مصطلحات اور معارف اور مختصر کے الفاظ کے حفظ کرنے پر * * * اسی واسطے جو شخص اُردو فروعات سے خوب واقف ہو اور جسے اُن اصطلاحوں اور اقوال سے زیادہ آگاہی ہو اور جو دقیق اور باریک مسئلوں کو مثلاً معمولی اور پہیلی کے خوب حل کرتا ہو وہی بڑا فقیہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ زمانہ میں صحابہ کے اس لفظ کا اطلاق طریق آخرت کے جاننے والے اور آفاقی نفوس کی باریکیوں کے پہچاننے اور دنیا کی بے ثباتی پر یقین کر کے نعمت کی خواہش کرنے پر کیا جاتا تھا اور اسی واسطے جو شخص خدا سے خائف اور دنیا سے متنفر اور آخرت کا طالب ہوتا تھا اُسکو فقیہ کہتے تھے اور یہی مراد خدا کے کلام میں اس لفظ سے ہی حیدر قائم

تبارک و تعالیٰ لینفقہوا فی الدین ولینفروا قومہم افا رجعوا الیہم تاء فقیہ ہوں دین میں اور قراویں اپنی قوم کو جب کہ لوٹیں اُن میں اور ظاہر ہے کہ یہ گدانا اور لوگوں کو خدا کا خوف دلانا اُسی فہم سے ہو سکتا ہے جو قرن صحابہ میں جاری تھی نہ اُس فقہ سے جواب بنام فقہ کے مشہور ہے کیا کوئی شخص طلاق اور عتاق اور لعان اور اور سلم اور اجارہ کے مسائل سے کسی کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت و نعمتوں کا یقین یا اُن فرعی مسائل سے خدا کا خوف دلا سکتا ہے بلکہ فقط اسی میں مبتلا رہنا اور انہیں باتوں کو فقہ سمجھنا آدمی قسوی القلب اور تقدر کودیتا ہے اور خدا کا خوف ایسے فقیہ کے دل میں جاتا رہتا ہے جیسا کہ ہم اپنے زمانہ کے فقیہوں کا حال دیکھتے ہیں جانکے حق میں خدا کا یہ قول صادق ہے لہم قابو لبغفہم ہ

اسی واسطے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے جبکہ اُس نے کوئی مسئلہ اُن سے پوچھا اور اُنہوں نے کچھ جواب دیا اور اُس پوچھنے والے نے کہا کہ یہ فقہ کے مخالف ہے فرمایا کہ ہلراہب فقیہا بیعیک انما الفقیہ الزاہد فی الدنیا الراغب فی الآخرۃ البصیر بدینا المدارم علی عہدۃ ریحہ الریح الکاف نفسه عن امراض المسلمین العفیۃ عن امراضہم انما صح لجماعتہم کہ آیا تو نے کسی فقیہ کو آنکھ سے پتھر دیکھا ہے فقیہ وہی ہے جو کہ دنیا کا تارک ہو آخرت پر راغب ہ اپنے دین کو جانتا ہو اپنے پروردگار کی عبادت پر مداومت کرنا ہ پرهیزگار ہو اپنے نفس کو مسلمانوں کی آبرو اور اُن کے مالوں سے بچا رہتا ہو اور اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا رہتا ہو *

یہ سب صفات فقیہ کی حضرت حسن بصری نے بیان کیں مگر ایک لفظ بھی ایسا نہ فرمایا جس سے معلوم ہوتا کہ فقیہ وہ جو مسائل فروعات کو خوب جانتا ہو *

سمجھنا اور جو شخص اُنکی اصطلاحات اور معارف کے لفظوں کو زبان پر نہ لاتا ہو اور اُنکی بنائی ہوئی بولیاں نہ جانتا ہو اُسکو جاہل اور دین کی باتوں سے بے خبر کہنا اور جو کوئی اُن علوم کی مذمت کرے یا اُنکو شرمی علوم نہ جانے اُسے مرتد اور بد دین ہلانا حقیقت میں اُسی تعریف کا نتیجہ ہے پس جب تک کہ اُن لفظوں کی اصلی حقیقت بیان نہ کی جاوے اور جو معنی اُسکے ساف صالح اور صحابہ سمجھتے تھے ظاہر نہ کیئے جاویں اور جو کچھ تعریف اُسوں کی گئی ہے وہ ثابت نہ کی جاوے تب تک یہ مغالطہ اور دھوکہ رفع ہو ہی نہیں سکتا *

منجملہ اُن لفظوں کے چند لفظوں کا ہم بیان کرتے ہیں — اول لفظ علم دوسرے لفظ فقہ تیسرے لفظ حکم چوتھے لفظ وعظ و تذکر * اول لفظ علم

لفظ علم کا اطلاق خدا اور اُسکے رسول کے کلام میں اُن چیزوں کے جائزے پر ہے جو متعلق ذات اور صفات اور ایات اور افعال خداے مزوجہ کے ہوں اور جس سے اُسکی قدرت اور عظمت اور جلال کی تاثیر دل پر ہووے مگر اس لفظ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ لوگوں نے اُسے مخصوص اپنے مصطلحات اور معارف پر کودیا ہے اور جن باتوں کا کچھ ذکر پہلے قرن اول میں نہ تھا اُنکو اصل علم قرار دیا ہے اسی واسطے جو شخص علم کلام خوب جانتا ہو اور مسائل فقیہ میں خوب مناظرہ اور مباحثہ کرتا ہو اور لوگوں کے گھڑے ہوئے اصول سے بخوبی واقف ہو اور کتابی لفظوں کو اچھی طرح یاد رکھتا ہو وہی بڑا عالم اور علامہ سمجھا جاتا ہے اور جو فضائل علماء کے شارع نے بیان کیئے ہیں اُن کا مستحق ٹھرایا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ فضیلتیں اُن علماء کی نسبت بیان کی گئی ہیں جو کہ اللہ جل شانہ کی ذات و صفات اور قدرت اور جلال کے جاننے والے ہیں *

دوسرا لفظ فقہ

اس لفظ میں تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ اُسے مخصوص

† الفقہ فقد تصرفوا فیہ بالتخصیص لا بالبدل والتحریر اذ خصصوا معرفۃ الفروع الغریبۃ فی الفتاوی والوقوف علی دقائق علمہا واستکثار کلامہا وحفظ الاموال المتعلقۃ بہا فمن کان احدث تعقبا فیہا واتخذ استیلا بہا یقال ہوا الفقہ ولقد کان اسم الفقہ فی المصرا الاول مطلقا علی علم طریق الاحیاء و معرفۃ دقائق آفات النفوس و مفاسدات الاعمال و قرۃ الاحاطۃ بمعارف الدنیا و شدۃ التطلع الی زعمیم الآخرۃ و استیلاء بطرف علی الغلب و یدلک علیہ قولہ عز و جل لیتفقہوا فی الدین ولینفروا قومہم اذا رجعوا الیہم وما یحصل بہ الانذار والتعریف ہو ہذا الفقہ دون تقریرات الطلاق والعتاق واللعان والسلم والاجارۃ نذالک لایحصل بہ انذار والتعریف بل التجرد لہ علی الدوام یشی القلب و ینزع الششیۃ منہ کما نشاہد الان من المتجردین لہ و لہ تعالیٰ لہم القلوب لایفقہون بہا و ارادہ معانی الایمان ہون القنوی (احیاء العلوم)

تیسرا لفظ حکمت

حکمت کا لفظ اکثر قرآن مجید میں اور احادیث میں واقع ہوا ہے اور جس شخص کو خدا نے حکمت دی ہے اس کی حمد خدا نے بڑی صفت کی ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے من یرت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا مگر جو مراد خدا کی اس حکمت سے ہے وہ صرف معرفت ذات و صفات باری تعالیٰ ہی مگر اب یہ لفظ اس علم پر اطلاق کیا جاتا ہے جس سے انسان اُور گمراہ ہوتا ہے اور دھمی اور خیالی باتوں میں پھنس جاتا ہے اور حکماء یرنان کے خیالی مسلمانوں کا جاننے والا ہے حکیم سمجھا جاتا ہے پس جو شخص اس کے قولوں کو جانتا ہو اور اُن کی بیان کی ہوئی باتوں سے واقفیت رکھتا ہو اور جو لوگوں نے اُن باتوں کو مشکل مشکل لفظوں اور دقیق دقیق عبارتوں میں اپنی زبان میں کر لیا ہے اُسے پتھر پی یاد رکھتا ہو وہ اُس صفت سے مرصوف تصور کیا جاتا ہے جو خدا نے حکمت کی ہے حالانکہ یہ بڑا دھوکہ ہے *

چوتھا لفظ وعظ و تذکر

وعظ و تذکر کی بڑی صفت اللہ جل شانہ نے کی ہے اور اُس کی قضیات میں خدا نے فرمایا ہے و ذکران الذکر تفتح المؤمنین اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰات والتہیات نے بھی مجالس ذکر کی بڑی بزرگی بیان فرمائی ہے لیکن اب اس زمانہ میں جس بات پر اطلاق وعظ و تذکر کا ہوتا ہے وہ حقیقت میں تکریف ہی یعنی اس زمانہ کے واعظ اپنے وعظ میں قصے کہتے ہیں چھوٹی کہانیاں بیان کرتے ہیں شہرت انگیز شعریں بڑھتے ہیں چھوٹا مذہبی جوش دلانے والی روایتیں جنکی دیکھ بھی اصلیت نہیں نہایت خرس تقریری سے ایک عمدہ قصہ خواں کی طرح نقل کرتے ہیں اور انبیاء اور بزرگان دین کی نسبت بے اصل باتیں منسوب کر کے اُسے بڑی دینداری بلکہ ذریعہ نجات سمجھتے ہیں

† فصل ہالک الی ماتری اکثر الاعراض فی هذا الزمان یرواظرون علیہ و ہوالقصص والاشعار والسطح والامامات اماالقصص نبی بدعتہ وقد لود نبی السلف من الجلوس الی القصاص وقالوا لم یکن ذاک فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن ابی بکر ولا عمر رضي اللہ عنہما حتی ظہرت الفتنة وظہر القصاص و روی ان ابن عمر رضي اللہ عنہما خرج من المسجد فدل ما اخرجني الا القصاص والاله اما خرجت احیاء ثم ومن الناس من يستجیز رضع الحکایات المرغبة فی اطاعات ویزعم ان قصده فیہا دعوة الی الحق و هذا من توغات الشیطان فان فی الصدق مندوحة عن الکذب و فیما ذکر اللہ تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبة عن الاختراع فی الرعظ کیف و تذکرہ تکلف السجع وعد ذلک من التصنع احیاء

واما الاشعار فیکثیرھا فی المواعظ مذموم قال اللہ تعالیٰ والاشعرار یقیمہم انغادون التمر انہم فی کل راہ یجھمون وقال تعالیٰ وما علمہ الا لشعر وما ینبغی لہ و اخترا ما عتادہ الاعراض من الاشعار ما یتعلق بالترصاف فی العشق و جمال المشوق و روح الوصال و المافراق والمجلس لا یحدر الا اجلاف العوام و بواطنہم مشہرنة بالمشہورات و قلوبہم غیر منفقة عن الالتفات لی الصور الملیحة فلا تترك الاشعار من قلوبہم الا ما ہو مستحسن فیہا فتشتمل فیہا فیضان الشہوات فیہم عقرون و یتواجدون و اکثر ذلک ارکلة یرجح الی نوع نساہ

اور لوگوں کے دلوں میں اُن بے اصل باتوں کا ایسا یقین دلاتے ہیں کہ سننے والے اُسے خدا و رسول کے قول کی ہر اہر جانتے ہیں حالانکہ قصص اور حکایات کا وعظ میں بیان کرنا بدعت ہی اور اُسکا سنا سلف صالح نے نہایت برا جانا ہے اور قصہ گوئیوں کے پاس بیٹھنے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد سے نکل گئے اور کہنے لگے کہ ان قصہ گوئیوں نے مجھ سے مسجد چھڑائی اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے سوائے حضرت حسن پھری کے سب واعظوں کو مسجد سے نکال دیا *

جو شخص اس زمانہ کے واعظوں کی باتیں سنے وہ خود اس امر پر یقین کر سکتا ہے کہ اُنکا وعظ قصوں کہانیوں سے پورا ہوا ہوتا ہے اور چھوٹی روایتوں اور بے اصل حکایتوں اور لغو اور خرافات باتوں سے مملو ہوتا ہے اور حضرات واعظین اُسے ہدایت کا ذریعہ سمجھتے ہیں بلکہ غیر صحیح روایتوں کا بیان کرنا وعظ و تذکر کے لیئے جایز جانتے ہیں اور اُسکو راہ حق پر پھرنے والے اور دل میں سوز و گداز پیدا کرنے کا وسیلہ کہتے ہیں حالانکہ یہ وسوسہ شیطان کا ہے کیونکہ نبی حق چھوڑنے سے حاصل نہیں ہوتا اور بیدار چلنے سے کوئی دین کی منزل پر نہیں پہنچ سکتا اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلف اور سجع اور تصنع سے اپنی امت کو منع فرمایا ہے حالانکہ اب مدار وعظ کی خوبی کا اسی پر ہے سب سے زیادہ خرابی اور پرہیزی دین کی اُن واعظوں کے وعظ سے ہے جو شعریں پڑھتے ہیں اور شہوت انگیز اشعار بڑے پڑے کر لوگوں کو وجد میں لاتے ہیں اور وصال و فراق کے مضمون بیان کر کے اس شہوت کو تیز کرتے ہیں اور اُسے عشق حقیقی کا ذریعہ کہتے ہیں *

اور اُس سے بھی زیادہ برا ہے اُن لوگوں کے بیان سے پیدا ہوتی ہے جو کہ بڑے لذی چورے دعویٰ خدا کے عشق و مصیبت کے کرتے ہیں اور وصال اور اتحاد کی حقیقت بیان کر کے اپنے نزدیک لوگوں کو خدا سے مل دینے کی راہ دکھاتے ہیں اور اُسکی خوبی بعض بزرگوں کے حالات اور حکایات کی نقل کرنے سے لوگوں کے دلوں میں کالقبش فی العجب پیتھا دیتے ہیں اسیواسطے اکثر جاہل احمق نادان آدمی ان باتوں سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور منصور کی طرح اذالعلق کہنے لگتے ہیں اور آخر کار دنیا اور دین دونوں سے بے نصیب ہر جاتے ہیں *

علامہ اس کے اکثر حضرات واعظین خدا کے کلام میں تکریف کرتے ہیں اور جو مراد خدا کی اور اُسکے رسول کی ہے اُسکو چھوڑ کر اپنے علم و فضل ظاہر کرنے اور لوگوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیئے غلط معنی بیان کرتے ہیں اور اُسکو نکتہ اور ہارہ کی کہتے ہیں اور الفاظ ظاہری کو اپنے ظاہر معنی سے پھیر کر اُسکی بیجا تاویل کرتے ہیں اور غلط تفسیروں کر کے اپنے تئیں فصیح و بلیغ اور علامہ مشہور کراتے ہیں جیسا کہ بعضوں نے بیان کیا ہے بلکہ تفسیروں میں بھی لکھ دیا ہے کہ القصی سے مراد رخسارے اور والیل سے مراد زلفیں ہیں یا آہ اذعہب الی فرمون اذہ طغی میں مراد نرعموں سے دل ہی یا صبر بکم عمی فہم لایرجعون سے اہل تصوف اور عاشقان خدا ہیں کہ ایسے معنی بیان کرنے والے اپنی بڑی قابلیت اور علمیت ان معنوں سے ظاہر کرتے ہیں اور سننے والے بھی اُسے سنکر وجد میں آجاتے ہیں مگر حقیقت میں

طریقہ تناول طعام

طریقہ تناول طعام

ہاتھ منہ دھونے والوں کو خیل ہی کہ ہم کھانا کھانے والوں کے فرقہ کیسی حرکات ناشایستہ کرتے ہیں اور نہ کھانا کھانے والوں کو اُن لوگو کی کریمہ آوار سننے اور زرد رد ہلکے ۷ ملے ہوئے رنگ کا لباس نکل اور بلغم کے اوتھوڑے تھوڑے کرکر چلمپٹی یا تاش میں تھوک دینے اور بتائے کی طرح اُس کے پانی پر تیرتے پھرنے کی ہر رازہ ہی نفوذ بالہ منہ انگریز جس طرح کھانا کھاتے ہیں وہ سب پر روشن ہی اور اُسکا پیار بھی کچھہ صبر نہیں ہی کیونکہ ہمارے نیک متبع سنت ہم وطن اُس پر تو حدیث میں تہہ ہر مہم کا چھرا مارینگے *

عرب میں کھانا کھانے کا یہ دستور ہی نہ ایک چوکی پر چھوٹا خون پچھایا جاتا ہی اور ایک برتن میں ایک قسم کا کھانا آتا ہی اور جو لوگ چوکی کے گرد بیٹھتے ہیں وہ سب اُس میں کھانا شروع کرتے ہیں چند لقمہ کھانے پر وہ برتن اُٹھ جاتا ہی اور دوسری قسم کا کھانا دوسرے میں آتا ہی اور چند لقمہ کے بعد وہ پھر اُٹھ جاتا ہی اور اس طرح آتا جاتا رہتا ہی اس طرح پر کھانے میں یہ فائدہ ہے کہ چھوٹے برتن اور چھوٹا کھانا سامنے نہیں رہتا *

مگر جو غچلی پن ہندوستان کے مسلمانوں میں کھانے کی مجلس میں ہوتا ہی نفوذ بالہ منہ کسی ملک کے کھانے کی مجلس میں نہیں ہوتا پس نہایت شرم اور افسوس کی بات ہی کہ ہم اپنی ضد و نفسانیت سے اس غچلے پن میں پڑے رہیں اور اُس کی درستی و تہذیب پر متوجہ نہ ہوں *

ہمارا یہ مطلب نہیں ہی کہ خرافہ نظریہ میز کوسی پر بیٹھنے کو چھوڑی کاتے سے کھانا کھاؤ یا عرب کی طرح چھوٹی چوکی پر ایک خزان بچھاؤ لکھ شوق سے بسم اللہ دستور خوان پر کھانا تناول درماؤ اور کو بہت سی سنن ہدی کے ادا کی فکر نہو زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے ہی کی سنن عادی کی پیروی کرو مگر ہرے خدا یہ غچلی پن چھوڑو اور سب طرح وضع پر کھانا کھانے میں جہاں تک اصلاح و صفائی ہو سکے اُس کو اختیار کرو صفائی و پاکیزگی اختیار کرنا تو شریعت میں ممنوع نہیں ہی *

مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جب تک کسی کام کے لئے کوئی قاعدہ اور طریقہ مقرر نہیں ہوتا اور بطوری ارسکی پابندی نہیں کی جاتی اُس وقت تک وہ چلنا نہیں اور حبو قاعدہ عمدہ ہوتا ہے تدریجہ رفتہ از خود اوسکا رواج ہو جاتا ہے اور سب لوگ اُسکو کرنے لگتے ہیں اور چند عرصہ بعد اسیکی ایسی عادت ہو جاتی ہی کہ طبیعت فانی گنی جاتی ہی *

پس ہمارا مقصد یہ ہے کہ طریقہ تناول طعام کے کچھ قواعد سوچتی جارہیں اور یہی طریقہ جو دستور خوان پر بیٹھ کر کھانا کھانیکا ہی اسی میں ایسی اصلاح کی جاوے جسکو لوگ مورد طعن من تنبیہ ہر وقت بھی نکریں اور اس غچلی پن سے نجات پانیں چنانچہ ہم نے اسباب میں کچھ قواعد تجریز کیئے ہیں اور ہم اُنکو آئندہ کسی پوجہ میں لکھینگے *

راۃ

سید احمد

ایسا دھ پالک حرام ہی اور نہ ہی والا اُسکا دشمن اسلام کا ہی بلکہ تہمت کرنے والا پیغمبر کا ہی صلی اللہ علیہ وسلم نقد عورت نیف صرف الشیطان دوامی انظر من العلوم المعصودة الی المذمومة نکل ذلک من کلہیس علماء السوء بتبذیل الاسامی *

راۃ
مہدی علی

نمبر ۷۵

طریقہ تناول طعام

ضد اور نفسانیت انسان کے بہت بڑے دشمن ہیں کسی اچھی بات کو ضد سے نمائنا اور اُسکی نیک و بد پر غور نہ کرنا درحقیقت انسان کا کام نہیں ہی *

اس وقت ہم کو نہ انگریزوں کی طرح چھوڑی کاتے سے میز کوسی لگا کر کھانے پر بیٹھ ہی اور نہ ہم کو ترکوں کی تقلید کی ہو س ہے بلکہ ہم کو نہایت سیدھی طرح سے کھانے کے طریق پر غور کرنی ہی اور بتبذیل وضع جس قدر کہ اوسکی نقصان دفع ہو سکتے ہیں اوسی پر بحث کرنے سے فرض ہی *

ہندو چوکہ میں چھوٹی چھوٹی پیالیوں یا تشتروں یا پتلوں میں تھوڑا تھوڑا سب قسم کا کھانا چن کر آگے رکھ لیتے ہیں اور ہر ایک میں سے کچھ کچھ کھاتے جاتے ہیں اور جو بچتا ہی وہ اُسی بوتل میں دھوا رہتا ہی جس میں اُنہوں نے کھایا تھا اور اس سبب سے کھانے کے وقت اُنکے سامنے چھوٹے برتن اور نیم خوردہ کھانا سب دھوا رہتا ہی اور کھاچنے کے بعد وہ سب اُٹھ جاتا ہی *

ہندوستان میں مسلمانوں کے کھانا کھانے کا بھی یہی طریق ہی جو ہندوؤں کا ہی صرف اتنا فرق ہی کہ ہندو چوکہ میں بیٹھتے ہیں مسلمان دستور خوان بچھا کر بیٹھتے ہیں جس طرح ہندو سب طرح کا کھانا ایک ساتھ اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی قابوں اور رکابیوں اور غوریوں اور تشتروں اور پیالوں میں سب طرح کا کھانا اور سب قسم کی روٹی اور ہر طرح کے کباب اور نیرنی کے خوانچے اور پورانی کے پیالے اور اجار مربیہ کی پیالیاں سیٹلے کے پوجانے کی طرح سب اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اور اُس ایک دستور خوان پر کوئی تو فیرونی کلمہ شہادت کی انگلی سے اور کوئی دس پتھر چاروں انگلیوں سے چاٹ رہا ہی کوئی پلار میں اردی کا سالن ملا کر کھا رہا ہی کسی نے سالن ملا ہوا پلار کھا کر نان اچھی سے لٹھرا ہوا پنچہ مبارک پونچھ کر روٹی کو سالن میں ڈبو ڈبو کر کھانا شروع کیا ہی کسی نے پورانی کے پیالے کو مہنے سے لگا سڑپا ہڑ اور یہ کہہ کر واللہ بڑی تیز ہی اُڑا اُڑا کرنا شروع کیا ہی تمام چھوٹی برتن اور نیم خوردہ کھانا اور چھوڑی ہوئی ہڈیاں اور روٹی کے نکتے اور سالن میں کی نکالی ہوئی مکھیاں سب اُنکے دیکھی ہوئی ہیں اس عرصہ میں جوشخص پہلے کھا چکا ہی اوسنی ہاتھ دھونا کھنکار کھنکار کر گلا صاف کرنا اور بیسن سے دانت رگڑنے اور زبان پر دو انگلیاں رگڑ کر زبان صاف کرنا شروع کیا ہی اور اور بے تکلف بیٹھ کھانا نوش فرماتے ہیں نہ اُن

بمقام علیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شائع ہوا

میں وفات پائی) منقطع ہی کیونکہ ضحاک حضرت عبداللہ بن عباس سے نہیں ملا اور اگر اس میں روایت بشیر بن عمارہ کی ملائی جارے تو اُو بھی زیادہ ضعیف ہی اور اگر روایت جریر کی ضحاک سے ہی تو بھی زیادہ غیر قابل اعتبار ہے ہی *

دوسرا طبقہ — مفسرین کا طبقہ تابعین ہی جس میں مجاہد بن حرمکی + اور سعید بن جبیر اور عکرمہ اور طاہر بن یزید اور عطاف بن ابی ریح مکی ہی حر اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہلائے جاتے ہیں اور علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید اور ابراہیم نخعی اور شعبہ ہیوں جو کہ یاران ابن مسعود ہیں اور عبدالرحمن بن زید اور مالک بن انس اور حسن بصری اور عطاء ابن ابی سلمہ اور محمد بن کعب اور ابوہریرہ اور ربیع بن امرام + اور عطیہ بن سعید اور قتادہ بن دعامہ کی اور ربیع بن انس ہیں مگر ان میں سے کسی نے کوئی کتاب تفسیر کی تالیف نہیں کی *

تیسرا طبقہ — مفسرین کا وہ ہی جنہوں نے کتابیں تفسیر کی تالیف کیں اور اقوال صحابہ اور تابعین کو جمع کیا اُنکے نام یہ ہیں سعید بن عیینہ وکیع بن جراح شعبہ بن حباج یزید بن ہارون عبدالرزاق علی بن ابی طلحہ ابن جریر ابن ابی حاتم ابن ماجہ — اکم ابن مرددہ ابن حبان ابن منہ *

چوتھا طبقہ — اُن مفسرین کا ہی جنہوں نے تفسیریں تالیف کیں مگر سلسلہ سند کو اڑا دیا مثلاً ابواسحاق زجاج اور ابوہریرہ ناری اور ابوبکر نقاش || اور ابوجعفر نکاس اور مکی بن ابی طالب اور ابوالعباس مہدوی *

+ قال ابوہریرہ ان العیاش فاضل العیش ماہل تفسیر مجاہد قال اذہما من اهل الکتاب — میزان الاعتدال ذہبی + قال یحییٰ بن سعید الضحاکی ضعیف وندنا و اما روایاتہ عن ابن عباس وانی ہریرہ و حمیع من روی عنہ نفی ذاک کله نظر (میزان دہبی) ضحاک ضعیف ولم یسمع من ابن عباس — لا ی مصنوعہ فی الاحادیث لوضوئہ المہرطی فی قال جریر ابن عبدالحمید عن مغیرہ عن الشعمی قبلہ ہل راہی قد دے قل نعم راہیہ کھاطب لیل وقال سفیان ابن عیینہ قال الشعمی قتادہ حاطب لیل — مقتصر تہذیب الکمال ذہبی || کان یکنز فی الحدیث والغالب علیہ القصص وسئل ابوبکر ابوقرانی عن الدعا فی قال تل حدیثہ منکر و تل البرقانی و ذکر تفسیر الدعا فی قال لیس فیہ حدیث صحیح — انساب سہماتی کان النقا یکنز فی الحدیث والغالب علیہ القصص — میزان ذہبی الدعا صاحب التفسیر فادہ کتاب اہو احد من الدجاجیل لسان المیزان ذہبی فی حدیثہ مناکیر باسانید مشہورہ و ذکر النقاش عن محمد ابن جعفر قل کان یکنز فی الحدیث والغالب البقرانی لیس فی تفسیرہ حدیث صحیح — وقیات لا

رحی کا آیات سے اور مطابقت دینا ان ظ کلام الہی کا حقایق موجودہ نہ سے اور تفصیل کرنا اُن نکات و اسرار کا جو اُن لفظوں سے احمالاً ہوں اور رفع کرنا اُن شکر و شہادت کا جو آیات سے پیدا ہوتے ہوں اور جن سے ملاحذین و منکرین کو اُس کلام پر علانہ کرنے کا موقع ملتا ہو نہ صرف جائز ہی بلکہ بدھ میں ضروری اور راجح ہی *

دی بحث طبقات مفسرین کے بیان میں

پہلا طبقہ — مفسرین کا طبقہ صحابہ ہی جس میں خلفاء اربعہ اور رت ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور ابو موسیٰ اشعری اور عبداللہ بن زبیر اور انس بن مالک ابوہریرہ اور جابر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر منجہاد اُنکے لڑے مفسر حضرت عبداللہ بن عباس ہیں مگر ترجمان قرآن کہتے ہیں *

حضرت عبداللہ بن عباس سے جو تفسیر + منقول ہی اُس کے سے سائلے ہوں جنہیں سے بعض صحیح بعض مشتبہ اور بعض غلط اور چھوٹے ہیں صحیح سلسلہ انکا وہ ہی جو ابی بن ابی ہاشم سے (جنہوں نے سنہ ۱۲۳ ہجری میں وفات پائی) قول ہی اور جنہ بھاری نے اعتبار کیا ہی اور سلسلہ قیس بن مسام ی کا (جس نے سنہ ۱۲۰ ہجری میں وفات پائی) عطاء بن سائب روایت سے بھی صحیح ہی لیکن راہی سلسلوں میں سے اُنکی تفسیر وہ سلسلہ ہی جو ابوبکر محمد بن سائب کلبی (جس نے سنہ ۱۱۱ ہجری میں وفات پائی) نے ابو صالح کی روایت سے بیان کیا ہی اگر اس میں روایت محمد بن مردان سدھی صغیر کی (جس نے ۱۸۶ ہجری میں وفات پائی) ملی ہی وہ سلسلہ بالکل ہی غلط چھوٹا ہی اور اسی طرح پر مقالہ کی بن سلمان بن بشیر اردی کا جس نے سنہ ۱۵۰ ہجری میں وفات پائی) مردوع اور چھوٹا ہی سلسلہ ضحاک بن مزاحم کربی کا (جس نے سنہ ۱۰۴ ہجری

+ یاہ رکھا چاہیئے کہ عبداللہ ابن عباس نے انحضرت صلی علیہ وسلم سے صرف چار حدیثیں سنیں ہیں کیونکہ وہ بہت چھوٹے ہوں میں مگر اُن کی مرسل روایتوں کو قبول کرنے پر بھی اجماع — شرح اصول بڑدوی

+ قل قوم لم یسمع ابن ابی طلحہ من ابن عباس التفسیر و انما من مجاہد او سعید بن جبیر — ارفان

یہ قریب بن سفیان ضعیف الحدیث یعنی علی ابن ابی — میزان ذہبی

قل وکیع ان مقاتل ابن سلیمہ کان کذابا و قل ابن حبان کان یکنز بالحدیث — میزان ذہبی

پانچواں طبقہ — اُن لوگوں کا ہے جنہوں نے بے سند قولوں کو نقل کیا اور ہر قسم کی روایات صحیح اور غلط اور ضعیف اور موضوع کو بیان کیا اور بلا تصحیح و تمیز کے ہر قسم کی روایتوں سے اپنی تفسیروں کو بھر دیا یا جن علماء سے وہ واقف ہوئے یا جن باتوں پر اُنکا میلان ملے ہوا اُسی پر آیات قرآنی کو مائل کیا اور اُنہیں علماء اور اُنہیں باتوں سے روق کے روق تفسیروں کے سیارہ کیسے مثل ثعلبی اور کلبیؒ اور واقفی اور امام رازی اور معصوم بن حمزہ کرمانی وغیرہ کے *

تیسری بحث کتب تفسیر کی حقیقت میں

چوتھی تفسیریں آج کل مشہور ہیں اُن میں کوئی ایک بھی تفسیر کی کتاب ایسی نہیں ہے جس پر بجمیع الوجہ صحت کا یقین کیا جاوے اور جسکی ساری روایتیں اور ساری اقوال مانے جاویں اور جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو کیونکہ کوئی تفسیر نہیں ہے جو صرف احادیث صحیحہ اور اقوال صحیحہ صادق علیہ السلام ہی کی جامع ہو اور لوگوں کی رائیں اور اُنکے قول نہ ملے ہوں اور کوئی تفسیر ایسی بھی نہیں ہے جو صرف اقوال صحابہ کی جامع ہو ہاں ایک تفسیر ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے مگر ہم اوپر طبقات کی بحث میں لکھ آئے ہیں کہ وہ تفسیر جو منسوب ہے حضرت عبداللہؓ پر عباس ہی اُسکے کئی سلسلے ہیں اور اندر چوتھے اور پچھلے ہیں سب سے اُن کی تفسیر کا جو ہے وہ یہ ہے ہی توہرآ ہی اور اُسے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

† علامہ سیرطی اس طبقہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ ثم الف فی التفسیر طائفة من المتأخرین فانتمروا الاسانید ونقلوا الاقوال تبرأ فذل من ههنا الدخيل والتبس الصحيح بالعليل ثم صار كل من صنع له قول يورده و من خطا بهالة من يمتددة ثم ياتل من ذلك خلف عن سلف طائفا ان له اصلا فيز ماخضت الى تحوير ماورد عن السلف الصالح

‡ حدودی ذکر میں تفسیر طبری کے لکھتے ہیں کہ ولم يتعرض الى الطبری لتفسير غير موثق به فانه لم يدخل في كتابه شيئا من كتاب محمد بن السائب الكلبي ولا مقاتل ابن سليمان ولا محمد بن عمر الرازي لانهم عدده اطناف

الكلبي فهو معروف بالتفسير ولا لاحد تفسير اطول منه ولا اشبع بعده مقاتل ابن سليمان الا ان الكلبي يفضل لما في مقاتل من المذاهب الردية — افاق

ار قال احمد بن زهير لاحد بن حنبل يصل النظر في تفسير الكلبي قال هوئي للصبر جاني وغيره انه كذاب وقال الدار قطني متروك وقال ابن جهمي كذا في ذهابه في الدين ووضح الكذب فيه اظهر من ان يفتحا الى بيسن من دافعة — ميزان ذہبی
کرماء شروع کیا ہے فی تفسیر الکلبی من اولہ الی آخرہ کذب لایصل

اپنی کتاب فز الکلبی کے آخری حصہ میں لکھ دیا ہے جو چاہے وہ دیکھے اس میں یا الفاظ غریب قرآن مجید کے معنی ہیں یا مختصر تفسیر بعض آیات کی ہے مگر وہ لمبی چرتے قصے اور کہانیاں جو اُسے طرف منسوب کی گئی ہیں اُن کا نام و نشان بھی نہیں دیتے اور فرض کہ جب ان طولانی تفسیروں میں کوئی ایک بھی بیان نہیں ہے کہ جو صرف جامع احادیث نبوی اور اقوال صحابہؓ سے ہو تو اب ہر تفسیر کے اوپر اعتبار کر لینا اور بغیر تحقیق کے جو کسی عالم کے قلم سے نکل گیا اُس کا مان لینا اور مثلاً آیات قرآن مجید کے اُس کے انکار کو کفر جاننا حقیقت میں اسلام کا نتیجہ نہیں بلکہ تقلید کا ثمرہ *

اگرچہ ہم اُن مفسرین کی نہایت تعظیم کرتے ہیں اور انٹر اُن میں سے اپنا پیشوا اور امام اور مقتدا جانتے ہیں اور جو کچھ اُنہوں نے اپنی نیک نیتی اور صفات طینت سے نیک کوششیں کیں اُسے شکر کرتے ہیں اور اپنے اوپر اُن کے علم اور تحقیقات اور کالیفات بڑا احسان سمجھتے ہیں اور اُن کی کتابوں اور تفسیروں سے بہت بڑا مدد پاتے ہیں اور ہم کو بہت سے عمدہ اور اعلیٰ مباحث میں اُن دُررہ پورنچتا ہے مگر بالاین ہم اُن کو معصوم اور محفوظ نہیں جانتے اور اُن کی رائے اور سمجھ اور بیان اور تالیف کو غلطی سے مبرا نہیں سمجھتے اور مثلاً اپنے پیغمبر صلعم کے اُن کی ہر بات پر آمنا و صدقنا نہیں کہتے کیونکہ ہم یہ حق صرف اُسی ایک جانتے ہیں جسکی سان میں ہمارے خدا نے فرمایا ہے وما یطوق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی پس اگر دوسرے کی نسبت بھی ہر ایسا ہی اعتقاد رکھیں تو حقیقت میں ہم مشرک فی صفۃ النبیر ہیں *

یہ عقیدہ یا بھہ قول ہمارا ہی نہیں ہے تمام متقدمین اہل سارے اگلے محدثین اور مجتہدین کا یہی عقیدہ اور یہی قول تھا بلکہ وہ اصحاب نبوی کی نسبت یہی کہتے تھے کہ اُن کی روایت معصوم ہے مگر اُن کی رائے معصوم نہیں ہے اور سوائے اُن کے اوروں کی نسبت نہ صاف کہتے تھے کہ کاترا رجالاً ونحن رجال والامر بیننا و بینکم بھال * پس جب کسی کی رائے اور کسی کا قول ہر طرح پر تسلیم کر دے اور اُس کو گر کیسی ہی کھلی غلطی پائی جاوے مان لینا ضروری نہ ہوا تو ہر شخص کو تحقیق کرنے اور اُس کے صالحہ مصلحت کے سرچنے کی عقل اور نقلاً اجازت ہوئی پس کسی مسلمان پر بھتہ اس کے کسی تفسیر کی کتاب کا بجمیع الوجہ ماننا نہ ضروری ہے چاہے بلکہ ہر مسلمان پر خالصاً اُس پر جو اپنی ہر بات اور اپنے کسی عقیدہ کا جواب دینا خدا کے رب پر یقینی جاننا ہو ضرور ہے کہ !

تحقیق کر جانچ کر پڑھ کر

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

۱۵ صفر سنہ ۱۲۸۹ ہجری [نمبر ۳]

دوامی قلم کار کا نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپے بطور قرضیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجنا جاریہ غرض کے تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر ان کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب ان کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اس قریٰ کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

و اس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت واحد ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے ان و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپے سالانہ پیشگی بطور امانت دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * و منظر ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ ان کے مضامین ہوگا چھپا کر ان کے خریداروں کو چار روپے سالانہ فی ممبرانہ تصدیقی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے ان کو کچھ ان کا انعام

ہذا النوع ای تدلیس قریٰ خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اس کو فی پرچہ دینا مجتہد من انگی پرچہ دینا ہوگا * العبد علی کتابہ الذی شرح بذلک چہ پرچہ ملیکا اور ان کو اس کے تقسیم کا ہدف انہم و لو بالبراطیل و هذا تمیخیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۶

علم تفسیر

چند روز ہوئے کہ ہم نے ایک مختصر مضمون تفسیر بالرائے کی تعریف میں لکھا تھا اُس پر لوگوں نے بہت کچھ اعتراض کیا اور ہم کو متکبر تفاسیر اور مخالف علما ٹھہرایا اس لئے اب ہم تفسیر کی حقیقت اور مفسرین کے طبقات اور تفاسیر کی کیفیات اور نئی تحقیقات کی ضرورت بیان کرتے ہیں تاکہ سمجھدار لوگ انصاف کریں کہ ہمارا قول اگلے عالموں کے موافق ہی یا اُنکے مخالف اور جس ضرورت سے ہم تحقیق کی آرزو کرتے ہیں وہ یہی نہیں *

ہمارے ہائیوں کا یہ حال ہی کہ جہاں اُن کے کان تک وہ آواز پہنچتی جسے اُنہوں نے پہلے نہ سنا ہو چو تک اُٹھتے ہیں اور ماسمعنا بہذا فی آبائنا الزین کہہ کر کہنے والے کو مرتد اور کافر بتاتے ہیں کہ یہ سوچتے ہیں کہ یہ کہنے والا اسی بات کو کہہ رہا ہے جسے ہزار برس پہلے ہمارے دین کے پیشوا اور امام کہتے تھے نہ امپر غور کرتے ہیں کہ یہ باتیں وہی ہیں جسکو ہمارے مذہب کے محقق اور عالم لکھ گئے ہیں نہ اُسکی حقیقت اور اصلیت کو دیکھتے ہیں نہ اُسکے ماخذ اور مبداء پر نظر فرماتے ہیں بلکہ عامیانہ طور سے کہنے والے کی طرف انحاء و ارتداد کی نسبت کرتے ہیں اور قد فر قد فر کا شور آسمان تک پہنچاتے ہیں حالانکہ یہ بات بڑی نادانی کی ہی عاقل کا کام ہی کہ وہ کہنے والے کی بات کو غور سے سنے اور گہرے سمجھ سکے کہ اُس نے پہلے اُسے نہ سنا ہو اُس پر متعجب ہووے مگر تحقیق سے تساہل نہ کرے اُس کی حقیقت کو سوچے اگر کہنے والے کا قول حق اور صحیح ہو مانے روئے کالائے بد پوش خاوند اُسکو کہنے والے کے سر پر مارے *

اب میں اصل مطلب کو لکھتا ہوں اور اس مضمون کو چند بحثوں پر تقسیم کرتا ہوں پہلی بحث علم تفسیر کی تعریف میں — دوسری بحث مفسرین کے طبقات کے بیان میں — تیسری بحث کتب تفاسیر کی حقیقت میں *

پہلی بحث علم تفسیر کی تعریف میں

ہمارے متقدمین علماء علم تفسیر کی تعریف میں مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ علم تفسیر وہ علم ہی جس میں بحث کی جاتی ہے نظم قرآن سے بقدر طاقت بشری کے موافق قواعد ربی کے

+ و ہو علم باحث عن معنی نظم القرآن بحسب الطاقة البشرية وبحسب ما تقتضيه امر اعداء العربیة و نائذته حصول القدرة على استنباط الاحكام الشرعیة ملی وجہ الصعۃ — هذا ما ذكره ابو الخیر و ابن صدر الدین

واصله استنباط کرنے احکام شرعی کے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ تفسیر وہ علم ہی جس میں بحث کی جاتی ہے اللہ جل شانہ کی اور مقصود سے جو قرآن مجید میں ہی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ علم ہی جس میں بحث کی جاتی ہے الفاظ کلام اللہ سے دلالت کرے مراد پر اللہ جل شانہ کی — ہمارے مذہب کے ایک بڑے محد نے ان تعریفوں کو جامع مانع نہیں جانا اور یہ لکھا کہ اللہ جل شانہ کی مراد سے بحث کرنا علم تفسیر نہیں ہی کیونکہ تفسیر دو ہی ہوتی ہے یا روایتاً یا درایتاً چونکہ اکثر روایتیں تفسیر کی ہیں اس لئے وہ مفید یقین نہیں ہو سکتیں پس از روئے روایت مراد خدا کی یقیناً معلوم نہیں ہو سکتی باقی رہا از روئے درایت کے یہ موافق اپنی سمجھ کے معنی سمجھنا یہ امر بھی ظنی ہی اسی واسطے تفسیر و تفسیر ایک دوسرے اختلاف ہی پس کیونکہ اُسپر یقین کیا جا کہ یہی مراد و مقصود خدا ہی پس اصل تعریف جامع مانع علم تفسیر کی یہ ہی ہے کہ تفسیر وہ علم ہی جس سے کیفیت خدا کے نظام من حیث القرانیۃ اس طرح دریافت کی جاوے کہ جس سے علم خدا جل شانہ کی مراد اور مقصود کا بقدر طاقت بشری کے حاصل ہو *

پس علم تفسیر کی تعریف میں جو باہم علماء کے اختلاف ہی جو تعریف جامع مانع اُس عالم کی بعض محققین نے بیان کی یہ اختلاف اور یہ تعریف ہی اس بات پر اشارہ کرتی ہے کہ تعریف جو کچھ اگلے لوگوں نے کی ہے وہ نہ سب راجح الیقین ہی اور نہ معانی جو بیان کیئے گئے ہیں سب منقول مشہور صادق علیہ السلام ہیں بلکہ جو کچھ مفسرین نے معانی اور مطالب بیان کیئے ہیں سب کا منقول ہونا صحابہ یا تابعین سے بھی نہیں پایا جاتا پس معانی جو باخبر مشہور یا پر روایات صحیحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہیں صرف ظنی ہیں اور اگر اُنہیں سے کسی غلطی ظاہر ہو جاوے تو اُس کا ماننا کچھ لازم نہیں *

البتہ تفسیر میں ایک قسم خاص ہی جس میں سوائے یہ طر سمع اور نقل کے تفسیر کرنا ناجائز ہی یعنی بیان کرنا اسباب نزول نسخ و منسوخ کا (جن کے نزدیک نسخ جائز ہی) اور قراءات اور قصص اور اخبار کا مگر سوائے اِس کے استنباط کرنا جائز نہیں

+ و ما یبھک فیہ عن مواد اللہ سبحانہ و ضرورۃ المعجید — مولانا قطب الدین الرازی فی شرحہ للکشاف ماعلیہ کے شارح تفتازانی —

ی فالاولی ان یقال عام التفسیر معرفۃ و یبھک + و تعالیٰ من حیث القرانیۃ و من حیث ضروری ہی مراد اللہ سبحانہ و تعالیٰ بقدر الطاقة البشريہ و ہو ضرور ہی کہ

علاوہ موضوع حدیثوں کے ضعیف اور منکر حدیثوں کا ہونا تو تفاسیر میں بعض کے نزدیک موجب قبح نہیں ہی کیونکہ بڑے بڑے اماموں اور محدثین نے فرمایا ہی کہ سوائے اُن احادیث کے جن سے استخراج احکام ہوتا ہی اُور حدیثوں کی تفسیر میں ہم نے خود تساہل کیا ہی + اور بعض فرقوں نے تو حدیث کا وضع کر لینا ترغیب و ترہیب کے لئے جائز تصور کیا ہی جیسا کہ خلاصۃ الخلاصہ میں لکھا ہی فذهب الکرامیۃ والطائفة المبتدعة لبعض الصوفیۃ الی جواز وضع الحدیث فی الترغیب والترہیب *

اور تفاسیر وغیرہ میں غیر صحیح حدیثوں کو عالموں نے کچھ جان بوجھ کر ہی نہیں لکھا بلکہ انہوں نے کچھ تحقیق کرنے پر زیادہ توجہ نہیں کی اور سوائے احکام کے اور احادیث کی صحت کو کچھ بہت ضروری نہیں جانا اور دوسروں کے لکھے ہوئے اور کہے ہوئے پر اعتبار کر لیا اور یہ غلطی کچھ کم علم آدمیوں سے نہیں ہوئی بلکہ بڑے بڑے نامی مشہور محدثین سے بھی یہ سہو ہو گیا جیسا کہ +

+ الرابع انہم قد یزورون عنہم احادیث فی الترغیب والترہیب و فضائل الاعمال و القصص و احادیث الزہد و معارف الاخلاق و نحو ذلک مما لا یتعلق بالکمال و العظام و سائر الاحکام و هذا الضرب من الحدیث یجوز عند اهل الحدیث و غیرہم التساهل فیہ و رواية ماسوی الموضوع دیمہ و العمل بہ لان اصول ذلک صحیحۃ مقررة فی الشروع معروفة عند اہلہ و علی کل حال فان الائمة لا یزورون عن الضعفاء شیئاً یحتججون بہ علی انفرادہ فی الاحکام هذا شیئاً لا یعدلہ امام من ائمة المحدثین ولا یحقق من غیرہم من العلماء و اما فذلک یثیر من الفقہاء و اثر ہم ذلک و امتداد ہم فلیس بضراب بل یتبع جداً — خلاصۃ الخلاصہ

+ عبد الرؤوف فتاری فیض القدیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں اجتہاد فی تہذیب الاحادیث الی مخرجہا من ائمة الصحیح من الجوامع والسنن والسننید فلا اعز الی شیئ منہا الا بعد التفتیش من حالہ و حال مخرجہ ولا انتفی بعزۃ الی من لیس من اہلہ کہ نظام المفسرین قال ابن الکیال کتب التفسیر مشعونة بالحالیۃ المرصعة و کا کبر الفقہاء فان المصدر الاول من اشیاء المجتہدین لم یعتبرا الی ضبط التخریج و تمییز الصحیح من غیرہ فزوروا فی الجزم بنسبۃ احادیث تنییرۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فرعوا علیہا کثیراً من الاحکام مع صغیر بل ربما دخل علیہم الموضوع و معن عدت علیہ فی هذا الباب فقرات و حفظ علیہ غلطیات الاسد بن الاسد التکرار الغیر الفوار الذی رجح علی جلالتہ الموافق والموافق والمعافی والمخالف وطراویۃ فی المشوہین والمخبرین الاسناد الاعظم امام الحرمین و تبعہ علیہا معمار الفوائد دہقان المعاند ائمة قل والمعاند الفی اعترف بامامۃ النفاص والعام مولانا حبیب الاسلام فی تئیر من عظام المذہب الاربعۃ و هذا لا یقدح فی جلالہم بل لانی اجتہاد المجتہدین اذیاس فی شرط المجتہد الاعطاء لکل حدیث فی الدنیا فاللحافظ الزبن الدین العزانی فی خطبۃ تشریحہ الکبیر للشیخ عادیۃ المتقدمین السکوت عما او ردوا من الاحادیث ذی تصانیفہم و عدم بیان جرحہ و بیان الصحیح من الضعیف الا نادراً وان كانوا من ائمة الحدیث حتی جاء النووي و تصد لاریس ان لا یزال الناس النظار فی کل علم فی مظنکۃ اذتہی بلفظہ

تحقیق کرے اور اُن کتابوں کے اندر جو کچھ لکھا ہوا ہی اُس کی جانچ کرے جسے صحیح قرارے اُسے سر پر آنکھوں پر رکھے جسے غلط قرارے اُس پر خط نسخ کھینچ دے + *

تفسیروں میں جہاں تک غور کرنے سے پایا جاتا ہی سوائے اُن باتوں کے جو نقل و سہ پر موقوف ہیں مثلاً اسباب نزول وغیرہ کے چند چیزیں ہیں یا احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یا اقوال صحابہ کبار اور تابعین کے یا قصص اور اخبار یا واقعات زمانہ آیندہ کے یا استنباط مسائل اصول و فروعی کا یا تشریح حقایق موجودات کی مطابق علوم عقلی کے *

ذکر احادیث نبوی کا جو تفاسیروں میں لکھے

احادیث نبوی + جو کتب تفاسیر میں منقول ہیں اکثر بلا سلسلہ رواۃ اور بغیر ذکر اسناد کے مذکور ہیں مگر بعض تفاسیروں میں اُسکی رعایت ہی پس جو حدیث بے سند ہی یعنی جسمیں نہ راویوں کے نام نہ بیان کرنے والے کا ذکر مفسر نے کیا ہی اُس کی تفسیر کرنا اور جو حدیث بسلسلہ رواۃ مذکور ہی اُس کے رواۃ کی تحقیق کرنا محقق کا کام ہی کیونکہ جب ہمارے پیچھے عالموں نے اُن حدیثوں کی تحقیق کی جو تفاسیروں میں بھری ہوئی ہیں تو انہوں نے اقوال کیا کہ تفسیر کی کتابیں نہ صرف ضعیف اور منکر حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں بلکہ موضوع حدیثوں کا مجموعہ ہی جیسا کہ علامہ عبدالرؤف فتاری فیض القدیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں کہ قال ابن الکیال کتب التفسیر مشعونة بالاحادیث المرصعة *

+ کتب التفسیر التي ینقل فیہا الصحیح والضعیف مثل تفسیر الثعلبی والواحدي والبغوي وابن جریر وابن ابی حاتم لم یکن مجرد رواية واحده من هو لاد دلیلا علی صحتہ یا تفاق اهل العلم فانه اذا عرف ان تلك المقولات فیہا صحیح وضعیف فلا بد من بیان ان هذا المنقول من اسم الصحیح دون الضعیف — ابن تیمیہ

+ و من تلخیص ابیاس علی علماء المحدثین رواية الحدیث المرصوع من غیر ان یبینوا انہ موضوع و هذا خیانتہ منہم علی الشرع و مثہ ہو ہم تنفیق احادیثہم و نكرت روايتہم الی قوله و من هذا الفن یدلسم فی الروایۃ فتارة یقول احدهم بل من نلان ار قل ملر من فلان یوم اذہ سمع منہ ولم یسمع و هذا قبیح لانه یجعل المنقطع فی مرتبة المتصل — تلخیص ابیاس علامہ ابن جرزی

فیض القدیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ وہ اسد ابن اسد کو رافضی قرار جسکے علم اور بصیرت پر سب متفق ہیں اور جسکا شہرہ مشرق و مغرب میں ہی یعنی امام الکرمین اور مولانا حجت الاسلام بھی اس فاطمی میں مبتلا ہیں اور اُن کی کتابوں میں بھی موضوع حدیثیں منقول ہیں اور سبب اس کا یہ ہے کہ صدر اولیٰ مجتہدین نے کچھ اعتنا ضبط تشریح اور تمیز صحیح پر نہیں فرمایا اور چاروں ضعف بعض احادیث کے احکام کی تفریع اُن پر کر دی بلکہ موضوع حدیثیں بھی اُنہوں نے غلطی سے قبول کر لیں اور حافظ زین الدین عراقی نے لکھا ہے کہ اگلے لوگوں کی بہت عادت تھی کہ جو حدیثیں اپنی کتاب میں وہ نقل کرتے اُس سے سکوت کرجاتے یعنی اُس کے حرج کو بیان نہ کرتے اور اُس کی صحت و ضعف کو ظاہر نہ کرتے یہاں تک کہ پڑے پڑے ائمہ حدیث نے ایسا ہی کیا ہے یہاں تک کہ آخر امام ترمذی پیدا ہوئے اور اُنہوں نے لوگوں کو اس غفلت سے نکالنا چاہا *

پس سوائے موضوع حدیثوں کے ضعیف حدیثوں کا بجز احکام کے اور باتوں میں قبول کر لینا تو مسلمات سے بھر چکا اب موضوع حدیثوں پر غور کرنا چاہیئے کہ ان کتابوں میں اُنکو کس طرح عالموں نے لکھ دیا اُسکی تحقیق ہمارے اگلے مہینے کی ہے اور اُسکے اسباب بیان کیئے ہیں چنانچہ ملا علی قاری شرح الشرح فی تہذیب الفکر میں لکھتے ہیں کہ ”حدیثوں کے وضع کرنے کا سبب بد دینی ہی مثل زندیقوں کے یا غلبہ جہل ہی مثل بعض اُن لوگوں کے جو اپنے آپ کو برا عابد زاهد جانتے ہیں کہ اُنہوں نے حدیثیں فضائل میں اور رغبہ دلانے کے لیئے بنائیں جس طرح نصف شعبان اور لیلة الرغائب کی نماز کی فضیلت میں حدیثیں بنائیں اور اپنی نادانی اور جہالت سے اُسے ثواب کا کام جانا اور اپنے تمیں اور دوسروں کو نصرت پہونچایا اپنی ذات کو تو اس طرح نقصان پہونچایا کہ وہ اُسے ثواب جانتے اور اُسپر اجر کی امید رکھتے دوسروں کو اس طرح ضرر پہونچایا کہ لوگوں نے اُن پر اعتماد کیا اور بسبب اُنکے زہد اور نیکی اور برہنہ کاری کے اُنکی اقتدا کی اُنکے قولوں کو نقل کیا اُنکی باتوں کو صحیح جانا یہاں تک کہ بعض بڑے بڑے عالموں سے یہی حقیقت پوچھ لیا اور

واللہ اعلم للواقع علی الوضع اما عدم الدین کاؤنادۃ اوغلبۃ الجہل کبعض المتعبدین المتسببین الی العبادة والزہادة وضع الاحادیث فی الفضائل والرغائب کصلاوة لیلة نصف شعبان ولیلة الرغائب ونحو ہما یتقدیون بذلک فی زعمہم وجہام دہم اعظم الاصناف ضررا علی انفسہم وغیرہم لانہم یزورون قرۃ ویزجون علیہا المثریۃ فلا یمکن ترکہم لذلک والناس یعتدرون علیہم و یؤمنون الیہم لمانسبہا الیہ من الزہد والصلاح ویقتدون بانما لہم و یستنون بقل اقوالہم حتی قد یضفی علی بعض علماء الامة واکابرہم ثقة واعتمادا علی منافقہ و فیکدرون فیہا وقومہ *

پڑے نامی گرامی علما اس دھوکے میں آگئے اور اُن بزرگوں کے اور بھروسہ اور اعتماد کر کے اُن موضوع حدیثوں کو نقل کر دیا اس لیئے وہ بھی اُسی بلا میں مبتلا ہو گئے جس میں اصل واضعین مبتلا تھے اور جامع الاصول میں بیان طیقات مجتہدین میں لکھا ہے کہ سب سے بدترین طیقات مجتہدین میں وہ طیقت ہے جس میں وہ لوگ داخل ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جھوٹی حدیث کر منسوب کیا کیونکہ اُن حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے ہر ممد جھوٹا کہتا ہے چاہیئے کہ وہ تھکانا ایذا دوزخ میں ٹھہرے اور ایسے جھوٹے اگاتا ہے چاہیئے کہ وہ جماعت نے کیا ہی حکم جھوٹی حدیث بنانے سے فرضیں مختلف تھیں بعضوں نے الہاد و زندقہ کے سبب سے اسکا ارتکاب کیا مثلاً معیوہ ابن سعید کوفی اور مصمدا ابن سعید شامی کے اور سوائے اُنکے اردوں نے حدیثوں کو بنایا اور واسطے شک پیدا کرنے کے لوگوں کے دلوں میں اُسکو صحیح حدیث کی طرح بیان کیا جسکا محمد ابن سعید نے انس ابن مالک سے اس حدیث کو روایت کیا انا خاتم النبیین لانی یعدی الا ان یتواللہ جس اپنے الہاد کے سبب سے اس استناد کو زیادہ کر دیا اور بعضوں نے بسبب نفاق عقیدہ کے حدیثوں کو موافق اپنے عقیدہ کے بنایا تاکہ لوگ اُس کی مایل ہوں چنانچہ اُسے لوگوں میں سے بعضوں نے توبہ کی اور جھوٹی حدیث بنانے کا اقرار کیا چنانچہ ایک شخص نے خراج میں سے بعد توبہ کے کہا کہ حدیثیں بیغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہیں پس دیکھو کہ کس سے تم دین لیتے ہو کیونکہ ہم نے جس باب میں چاہا اُس کے لیئے ایک حدیث بنائی اور ابو عینا نے کہا کہ میں نے اور جاحظ نے حدیث فذک کی بنائی اور اُسکو پڑے پڑے شیوخ بغداد سے نقل کیا کہ سبہوں نے اُسے مانا سوائے ابن شیبہ عابدی کے کہ اُس نے کہا کہ اس حدیث کا آخر اول سے نہیں ملتا اور اُس کے قبول کرنے سے اس کا کیا کیا سلیمان ابن حرب لکھتے ہیں کہ میں ایک بزرگ کے پاس گیا اُسے روتا ہوا پایا جب میں نے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے چار سو حدیثیں بنا کر لوگوں میں مشہور کر دی ہیں اب میں نے ان سے سچوٹا کہ کیا علاج کروں اور بعضی اُن واضعین سے وہ لوگ کہیں جنہوں نے حدیثوں کو اپنے گمان میں بنکر ثواب کے واسطے سچ کیا مثل ابو حمزہ نوح ابن ابی مریم المرزبی اور محمد بن عمار الکاشغری کرمانی اور احمد بن عبد اللہ جردیاری وغیرہ کے چنانچہ ابو ہریرہ سے کسی نے پوچھا کہ روایت مالک کی عکرمہ سے اور عکرمہ کی عکرمہ سے قرآن کی سورتوں کی فضائل میں تم نے کہاں سے پائی اُس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن کو چھوڑ کر ابو حنیفہ کی فقہ اور محمد بن اسحاق کی تاریخ پر متوجہ ہو گئے ہیں اس لیئے میں نے ان پر نظر

ہوں اور یہ احمد بن حنبل ہیں ہم نے تو یہی اس حدیث کو سنا بھی نہیں تب وہ کہنے لگا کہ میں سنتا تھا کہ یہی بن معین زنا احمق ہی اور اب مجھے اُس کا یہ سن ہو گیا یہی نے پوچھا کیوں تب اُس نے جواب دیا کہ کیا دنیا میں سوائے تمہارے یہی بن معین اور احمد بن حنبل دوسرا کُڑی نہیں ہی میں تو ستورہ احمد بن حنبل سے سوائے اس احمد بن حنبل کے روایت پائی ہی اور بڑے کہہ کر اپنے منہ پر آستین رکھ کر ٹھٹھا کرنے والے کی طرح مسجد پر چل دیا انتہی ترجمتہ بلفظہ *

اور منجملہ اُن لوگوں کے جو رشع کرنے اور چھوڑنے والے میں مشہور ہیں ابن ابی یسی مدینہ میں اور واقدی بغداد میں اور مقاتل بن سلیمان خراسان میں اور محمد بن سعید شام میں تھا حالانکہ مقاتل بن سلیمان کو لوگوں نے تفسیر کا امام اور باقی لوگوں کو تفسیر میں اُس کا مقتدی جانا ہی اور واقدی سے باوجود اُس کے ضعف کے سند ہی جیسا کہ مجمع البکھار میں لکھا ہی محمد بن

الواقدی قاضی العراق اخذوا عنہ العلم علی ضعنہ بل احمد بن علیہ الخرج لہ ابن ماجہ اور جویری اور ابن عکاشہ اور محمد بن تميم دارقطنی کی روایتیں بھی داخل کتابوں کے ہو گئی ہیں حالانکہ زیادہ دس ہزار حدیث سے اُنہوں نے وضع کی ہیں اور تعیم بن حماد سے بھی بعض متفقین نے روایت کی ہے حالانکہ ابن عدی نے اُس کی شان میں کہا ہی کان تعیم یضع الحدیث فی تفریق السنۃ کہ بڑے سنہ کی تفویض میں حدیثیں بنایا کرتا تھا اور منجملہ واضعین کے اسحاق بن بشر ہی جس سے بیہی اور دار قطنی نے روایت لی ہی حالانکہ ابن جوزی موضوعات میں لکھتے ہیں کہ اسحاق بن بشر حدیثیں بناتا تھا اور بہت سے ایسے ہی چھوٹی حدیث کے بنانے والے گذرے ہیں جس کی تنقیح محققین نے نہایت تھنیک سے کی ہے۔ میزان

† ملا علی قاری کتاب رجال میں لکھتے ہیں و ما یزعم الناس ان من روی له الشیخان فقد حاز القنطرة هذا ایضا من التجامل فذو روی مسلم فی کتابہ عن الالبی عن ابی مسلم وغیرہ من الضعفاء فیقولون انما روی عنهم فی کتابہ للاعتبار والشواہد المتابعات وهذا یقوی لان الحفاظ قالوا الاعتبار امور یعترفون بها حال الحدیث و کتاب مسلم المتزم فی الضعفاء کیف یعترف حال الحدیث الذی فیہ بطرق ضعیفۃ الی قریۃ وروی مسلم ایضا حدیث الاسراء فیہ و ذاک قبل ان یوحی الیہ وقد تکلم الحفاظ فی هذه القصة و یزعمون ضعیفۃ الی قوله و قد مال الحفاظ ان مسلما اما وضع کتابہ الصحیح مرضۃ علی ابی زرعۃ فانکر علیہ و تنبیط و قال سمعت الصحیح و جعلتہ سلما لاهل البدع وغیرہم انتہی واصل انہ صحیح علی ظن مصنفہ و غلبۃ طبعہ و امالہ و النسیان فمن لوازم طبع الانسان و قد ابی اللہ الا ان یصحح کتابہ لقوله انا نھن ذلنا الذکر و انا لہ لھانظرون -

ثواب کے میں نے ان حدیثوں کو بنا لیا اور بعض اُن راضیوں میں سے وہ ارگ ہیں جنہوں نے حدیث کو صرف بظن تقرب بادشاہوں کے وضع کیا مثل فیث بن ابراہیم کے کہ وہ خلیفہ مہدی اپنی منہور کے پاس گیا اُس خلیفہ کو اُڑنے والے کپوتوں سے شوق تھا اس لیے اُس نے ایک حدیث بنادی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ لاسبق الا فی خف اوحافر او نصل او جناح خلیفہ نے اُسے دس ہزار درم دیے جب وہ چلا گیا تو خلیفہ نے اپنے نوکر سے کہا کہ کپوتوں کو ذبح کر دے چنانچہ وہ ذبح کر دیئے گئے لوگوں نے پوچھا کہ یا امیرالمومنین کپوتوں کا کیا گناہ ہی کہا انہیں کے سبب سے اس شخص نے پیغمبر خدا کی طرف چھوڑنے لگایا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ راوی پیغمبر پر چھوڑنے لگانے والا تھا یہی حضرت نے نہیں فرمایا اور جناح اور مامون بن احمد مروزی سے لوگوں نے کہا کہ دیکھو شاہی اور اُن کے توابین کو کہ کس کثرت سے خواہن میں ہیں اُس نے فوراً یہ حدیث بنادی کہ حدثنا احمد بن عبد اللہ قال حدثنا

عبد اللہ بن محمد بن سعدان الرازی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یكون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضر علی امتی من

ابن ماجہ و یكون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفہ ہو سراج امتی اور بعض راضیوں سے وہ لگ ہیں جو بازاروں اور مسجدوں میں بیٹھ کر حدیثیں پٹایا کرتے تھے اور باسناد صحیح جو اُنہیں یاد تھیں اُن موضوعات کو روایات کیا کرتے تھے چنانچہ جعفر ابن محمد ملیاسی نے کہا ہی کہ ایک مرتبہ ہم نے اور احمد بن حنبل اور یہی بن معین نے مسجد میں نماز پڑھی کہ ایک قصہ گو کھڑا ہوا اور کہنے لگا

کہ حدثنا احمد بن حنبل و یہی بن معین قال حدثنا عبد الرزق

قال حدثنا محمد بن قتادہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و سلم بن قال لا الہ الا اللہ یخلق اللہ من کل کلمۃ منہا طائر او منقارہ

من ذعب و ریشۃ من مرجان یعنی جس نے لا الہ الا اللہ کہا پیدا کرتا

ہی خدا ہو کلمہ سے اُس کے ایک جانور جس کی چونچ سونے کی اور

جس کے پو موٹے ہوتے ہیں اور اسی طرح ہر وہ قصہ گو کہنے لگا

اور قریب بیس ورق کے یک گیا یہ سن کر احمد بن حنبل یہی بن

معین کو اور یہی بن معین احمد بن حنبل کو دیکھنے لگے اور ایک

نے دوسرے سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ حدیث روایت کی ہی دونوں نے

ایک دوسرے سے کہا کہ ہم نے تو اس کو اسی وقت سنا ہی پس دونوں

چپ چاپ رہے جب کہ وہ شخص نارغ ہوا تو یہی نے پوچھا کہ

تجھ سے اس حدیث کو کس نے روایت کیا ہی اُس نے کہا کہ احمد

بن حنبل اور یہی بن معین نے یہی نے کہا کہ میں یہی بن معین

بن حنبل اور یہی بن معین نے یہی نے کہا کہ میں یہی بن معین

بن حنبل اور یہی بن معین نے یہی نے کہا کہ میں یہی بن معین

کہ جب مومن زنا کرتا ہی تو ایمان اُس کے سر سے ایسا نکل جاتا ہی جیسا کہ تمیص بدن سے آیا اس حدیث کے راویوں کی آپ تصدیق کرتے ہیں یا شک یا تکذیب فرماتے ہیں اگر تصدیق کرتے ہیں تو آپکا اعتقاد خوراج کیسا ہوا جاتا ہی اور اگر آپ شک کرتے ہیں تو خوراج کے قول میں شک رہتا ہی اور اگر آپ تکذیب کرتے ہیں تو اُن بہت سے آدمیوں کی تکذیب لازم آتی ہی جنہوں نے پسند اس حدیث کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہی تو امام نے جواب دیا کہ میں اُن سب راویوں کی تکذیب کرتا ہوں اور میرا جھوٹلانا اُن لوگوں اور رد کرنا اُنکے قرائن کا کچھہ تکذیب پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہیں ہی اس لیے کہ تکذیب قول پیغمبر کی یہہ ہی کہ شخص کہے کہ میں پیغمبر خدا کے قول کو نہیں مانتا لیکن جبکہ یہہ کہے کہ میں ہر بات پر جو آں حضرت نے فرمائی ہی ایمان دار ہوں اور اُس کی تصدیق کرتا ہوں لیکن میں یہہ جانتا ہوں کہ کوئی بات پیغمبر خدا نے خلاف قرآن شریف کے نہیں فرمائی اس تو حقیقت میں تصدیق پیغمبر کی اور تصدیق قرآن کی ہی اور اس سے تنزیہ اور پاکی آں حضرت کی مخالفت قرآن سے ثابت ہوتی ہے اگر پیغمبر خدا خلاف قرآن کے کچھہ کہتے تو خدا کب چھوڑتا اور کب دوسکتا ہی کہ خدا کا نبی ایسی بات کہے جو مخالف خدا کی بات ہو اور جو مخالف خدا کی کتاب کا ہو وہ کیونکر خدا کا نبی ہو سکتا ہی پس یہہ حدیث خاں ایمان کی زنا سے جو لوگوں نے روایت کی ہے خلاف ہی قرآن کے پس ایسے آدمیوں کے قول کو رد کرنا ہر طرفہ اور ہر کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو مخالف ہو قرآن کے دے پیغمبر کی بات کا رد کرنا نہیں ہی اور نہ اُنکی تکذیب ہی بلکہ حقیقت میں وہ رد ہی اُسکے قول کا جو کہ پیغمبر خدا کی طرف سے ایک بار نقل بات کو نقل کرتا ہی اور آں حضرت پر تہمت لگاتا ہی اور ہم کو روایت کر پیغمبر خدا کی خوراء ہمنے سنی ہر یا نہ سنی ہر بسر چشم ل کرتے ہیں اور اُسپر ایمان رکھتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ وہ ہی ہوگی جیسا کہ آں حضرت نے فرمایا ہو لیکن اسی طرح ہر آدمی کہ وہ ولا من النہاری ولكن عنی یہہ المسلمین فود علی کل رجل یم عدد من النبی علیہ السلام بخلاف القرآن ایس رد علی النبی ولا تکذیباً رد علی من بعدت عن النبی علیہ السلام بالباطل والتہمة دخل علی نبی اللہ ولسی تکلم بہ النبی علیہ السلام سمعنا بہ اور علی الراس والعین قد آمننا بہ نشہد انہ کما قال النبی علیہ السلام انہما انما یخالف علیہ السلام انہ لم یمر بشیئ من النبی اللہ صفا بخلاف ما یقطع شیئا وصلہ اللہ تعالیٰ ولا وصف امر وصف اللہ قد الامر بخلاف ما وصفہ النبی علیہ السلام و نشہد انہ کان موافقا فی جمیع الامور لم یدع ولم یتقول غیر ما قال اللہ تعالیٰ من المکلفین والذک قال اللہ تعالیٰ من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ

الامتثال ذہبی اور تقریب ابن حجر مستقلی اور موضوعات ابن جوزی اور اور کتابوں سے جو تحقیق رجال میں ہیں تنقیح اس کی ہوتی ہی غرض کہ جس بات پر اطلاق حدیث کا کیا گیا ہی اُسے حدیث نبوی جانتا ہی غلطی ہی بلکہ مذہب میں رخنہ پیدا کرنے اور عقاید حقہ میں شبہہ ڈالنے اور غیر مذہب والوں کی زبان طعن کھولنے اور دین اسلام کو مضامین کے تیروں کا نشانہ بنانے کا ذریعہ ہی چنانچہ میں اس مقام پر دو قول اپنے مذہب کے بڑے اماموں کے نقل کرتا ہوں *

امام رازی فرماتے ہیں کہ + بعضوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا کہ حضرت ابراہیم نہیں جھوٹتے بلکہ مگر تین مرتبہ تو مینے جواب دیا کہ ایسی حدیثوں کو نہ ماننا چاہیئے تو کہنے والے نے براہ انکار کہا کہ اگر ہم کہ مانیں تو راویوں کی تکذیب لازم آتی ہی اسپر مینے جواب دیا کہ اگر ہم مانیں تو حضرت ابراہیم کی تکذیب کرنی پڑتی ہی حالانکہ حضرت ابراہیم کو کذب کی نسبت سے بچانا بہتر ہی چند نامعتبر آدمیوں کی طرف جھوٹتہ کے منسوب ہونے سے *

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے + ابو مطیع بلخی نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اُس حدیث کی نسبت جو لوگوں نے روایت کی ہی

+ واعلم ان بعض التشویقة روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ما کذب ابراہیم الا ثلاث نذبات فقلت الاولى ان لا یقبل مثل هذا الا عیار فقال علی طریق الاستنکار ان لم تقبلہ لزمنا تکذیب الرواة فکذا لہ یا مسکین ان فیہ اے لزمنا الحکم بتکذیب ابراہیم علیہ السلام و ان ردناہ لزمنا الحکم بتکذیب الرواة ولا شک ان صون ابراہیم عن الکذب اولی من صون طائفة من لجاہل عن الکذب *

+ کتاب العالم والمعلم میں لکھا ہی کہ قال ای ابو مطیع البخاری ما قولک فی اناس ردوا ان المؤمن اذا زنی خلع لایمان من راسہ کما یطعن القميص ثم اذا تاب اعیدانہ ایمانہ اشدک فی قولہم او تصدقہم فان صدقت قولہم دخلت فی قول الضراچ وان شکک فی قولہم شکک فی قول الضراچ و رجعت عن العدل الذي وصفت وان کذبت قولہم الذي قالوا کذب بقول النبی علیہ السلام فانہم ردوا عن رجال عن شتی حتی یختفی بہ الی رسول اللہ علیہ السلام قال لاہام ای ابو حنیفہ اکذب هؤلاء ولا یکون تکذیبی لہؤلاء ردی علیہم تکذیباً للنبی علیہ السلام انما یکون التکذیب بقول النبی علیہ السلام ان یقول الرجال انما کذب للنبی علیہ السلام واما اذا قال انا مومن بکل شیء تکلم بہ النبی علیہ السلام غیر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یتکلم بالجوہور ولم یخالف القرآن فہذا من التصدیق بالنبی وبالقرآن و تنزیہ لہ من الخلف علی القرآن او خالف النبی علیہ السلام والقرآن فقول علی اللہ لم یدع تبارک و تعالیٰ حتی یاخذہ بالیہمین و یقطع ہذہ التین کما قال اللہ تعالیٰ فی اقوال ربی اللہ لا یخالف کتاب اللہ و مخالف کتاب اللہ لایکون نبی اللہ و هذا فی ردودہ خلاف القرآن الاثری الی قوله تعالیٰ الزانی والزانی ثم قال والاذان یتیانہا منکم ولم یمن بہ من المہود

شہادت دیتے ہیں کہ کوئی بات آنحضرت صلعم نے خلاف قرآن کے نہیں فرمائی تھ کسی ایسی چیز کا حکم دیا جسے خدا نے منع کر دیا ہو نہ کسی ایسی چیز کو جدا کیا جسکے ملانے کا اللہ نے حکم کیا ہو اور نہ کسی چیز کی ایسی صفت بیان کی جو مضاف :
شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا ہر قول
کے اور اسی لیئے خدا نے فرمایا ہے کہ جس نے اس کو
اُس نے اطلاع کی خدا کی *

پس اب ہم مسلموں کو ان دونوں قولوں پر غور کرنا اور انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ ان اماموں نے اُن حدیثوں کو آنحضرت تک پہنچتا ہی صرف اصول صحیحہ سے پہنچا ہے غلط ٹھہرایا اور راویوں کی روایتوں کو غلط نہ کر کے اصل پر ورنہ ایک حدیث سے ایک پیغمبر کا چھوڑنا ہونا مذہب دوسری حدیث سے پیغمبر کا قول متضاد قرآن کے ہونا پس کیا حل بیان کیا جاوے اُن غلط قولوں کا جسے جہالت سے یا متصہبوں نے اپنے مذہب سے بنا لیا ہے یا سب سے یا نادان دینداروں نے اپنی نادانی کی وجہ سے یا بے سمجھ و اعظمیوں نے لوگوں کے قرائن اور خوش کرنے کے لیئے آنحضرت سے منسوب کیا اور اُن باطل کو احادیث نبوی ٹھہرایا اور پھر کیا یقین ہی حارے تفہیم کی وہ مصیبت جس نے اُن قولوں سے دنیاویوں کو بھر دیا اور ایک نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے نقل کر کے اُنکو تواتر کے درجہ پہنچا دیا ہو *

الحاصل یہ خیال کرنا کہ جس کتاب میں قال قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہو اُسے سچی حدیث رسول خدا کی سمجھ لینا اور اُس پر دین کی مارت کھڑی کرنا نادانی ہی کی نذر دین ایک بڑا نازک معاملہ ہے اور کسی قول کو بلا تحقیق یقین نہ لینا کہ ہمارے پیغمبر صلعم صاحب کا قول ہی نہایت خطرہ کی بات ہے اس واسطے کہ پیغمبر صلعم کا قول ایک عام آدمی کا قول نہیں ہے جس کا ماننا مٹا کچھ نقصان کا سبب نہو آنحضرت کا قول ہمارے دین و مذہب کی بنیاد ہے اُس کو بعد صحت کے نہ ماننا یا اُس پر یقین نہ کرنا یا اُس کے مطابق عمل نہ کرنا ہمارے دین کی بنیاد کا سبب ہے اُس شخص کا قول جو ہماری ہدایت کا ذریعہ ہو جس کے ہمارے دین و دنیا کی بھلائی پرانی موقوف ہو اور جس پر ہمارے اعتقاد اور اعمال کی بنا ہو ایسا ہی کہ ہم کو نہایت غور اور فکر سے اُس کی تحقیق کرنا اور نہایت معائنہ اور دقت سے اُس کی صحت ثابت کرنا واجب ہے ہی پس جب کہ ہم کو اُس کی

دائرہ دیا ہے امر کہ اب تحقیق اور تنقیح احادیث کی کیونکر کی جائے اُس کی نسبت کچھ بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نے گئے محققین یہ کام کر گئے ہیں اور احادیث کے ضعف اور صحت کی تحقیق کو چکے ہیں اور کتاب الرجال میں راویوں کے حالات بیان کیے ہیں ہمارے واسطے اب کوئی زیادہ دقت نہیں ہے بجز اسکے کہ اُن کی تحقیقات کو دیکھیں اور اُن معتقدین مستدثین کو اُن کی باتوں سے فائدہ اُٹھائیں جو انہوں نے تنقیح احادیث میں کی ہیں اس کو حدیث ایسی ہو کہ جسکا تواتر یا شہرت یا صحت درجہ یقین پر پہنچے اُسے مثل آیات قرآن کے واجب الیقین اور واجب العمل جانیں جسے موضوع اور غلط اور غیر صحیح پارہیں اُس کی طرف حدیث کے فقط کی نسبت کرنے سے بھی قائل کریں *

فرض کہ اب انصاف پسند مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ عرب کریں کہ ہم مسلمانوں کا کمال اسلام یہ ہے کہ جو بات جس تفسیر میں تمام حدیث لکھی ہو اُسے بلا قائل بلا تردد حدیث سمجھیں یا کہ اسلام یہ ہے کہ اُس کی صحت کی تحقیق کریں اُس کے ماحض و مبدع پر غور کریں جب امام الکرمین اور امام حجت الاسلام سے مرادین اور ہدایت سے معتبر کتاب کے تالیف کرنے والوں کو احادیث غیر صحیح میں دھوکہ دے دیا تو پھر اس کی کتاب پر بلا تحقیق اعتبار کیا جاوے پس اگر ہم کاذب یا مرتد ہیں تو صرف اس گناہ میں کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر کا قول اوروں کی باتوں سے جدا ہو جاوے اور ہمارے محبوب رسول کی طرف کوئی جھوٹی بات نہ منسوب نہ کرے اور وہ اعتراضات اور مطاعن جو دین اسلام پر وضعی اور غیر صحیح حدیثوں کے سبب سے ہوتے ہیں مرتفع ہو جائیں اور بدعت جن سے مخالفت اقرال رسول کی حقائق متفقہ سے سمجھیں ساری ہی دھال ٹھہریں اور سب لوگ مذہب اسلام کو ایک معجزہ و معجزہ اور یکتی اور سچائی اور عقل اور حقیقت کا جانیں سوائے اس کے نہ سمجھ دوسری خواہش ہی نہ اور کوئی تمنا ہی یہی ہماری خواہش ہی ہے یہی ہمارا گناہ ہے - نسبت پاوان طریقت غیر ازین تفسیر ما *

ذکر اقوال صحابہ کبار و تابعین کا

جو تفسیروں میں ہیں

اقوال صحابہ کبار کے دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پس وہ تو حدیث میں داخل ہیں دوسرے وہ جو کچھ انہوں نے اپنی رائے اور اپنی سمجھ سے کہا پس یہ عقیدہ محققین کا ہی کہ روایات انکی معصوم ہی رائے انکی معصوم نہیں مگر قطع نظر اس کے ان اقوال کا ثبوت بھی بہ سند صحیح چاہیئے حالانکہ بعد تحقیقات کے بہت ہی کم ثابت ہوگا کہ جو اقوال ان بزرگوں سے منسوب ہیں وہ سب کے سب صحیح ہوں چنانچہ صرف حضرت عبداللہ ابن عباس سی ہزارہا روایات تفسیروں میں پہنچی ہوئی ہیں اور اکثر انہیں سے چھوٹی اور ضعیفی ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عباس پر قہر ہی جیسا کہ اوپر ہم بیان کرچکے اور خود حضرت عبداللہ ابن عباس نے صرف چار حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں مگر ہمارے علما نے انکی روایت کر اور احادیث کی نسبت بھی قبول کیا ہی لیکن وہ اقوال جو حضرت عبداللہ ابن عباس سے تفسیروں میں منقول ہیں خواہ وہ انکی روایت ہو یا درایت اُسکی نسبت تحقیق کرنا کہ اسکا ثبوت ہوتا ہی یا نہیں ضرور ہی باقی رہے اقوال تابعین کے اگر انکی صحت بھی ثابت ہو جاوے تو کانوار چالاک نکلے رجال الامر بھینا و بینہم بھال *

ذکر قصص اور اخبار کا جو تفسیروں

میں ہیں

خد ان قصوں اور کہانیوں کو کسی مسلمان کو نہ دکھارے نہ سنارے جو لوگوں نے تفسیروں میں بھو دیئے ہیں اکثر چھوٹے اور بے بنیاد ہیں اور یہودیوں سے سنئے سنائے ہوئے ہیں احادیث صحیحہ سے قصص اور اخبار کا ہونا بہت ہی کم پایا جاتا ہی ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں میں اخبارامم سابقہ کو بہت ہی نہوراً بیان کیا ہی ہمارے پچھلے عالموں نے اکثر قصے + یہودیوں سے + جو قصص اور اخبار اور غیب کی باتیں مفسرین نے لکھی ہیں اُنکا یلنا اہل کتاب سے بہ تحقیق ہمارے محققین کے ثابت ہی اور صرف پچھلے علما کی نسبت ابوالامداد ابراہیم حاشیہ نخبۃ الفکر میں جسکا ام قضاء الرطہ ہی لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام اور عبداللہ عمرو بن عاص نے اہل کتاب سے نقلیں کی ہیں اور جب شام کا ملک فتح ہوا تب ایک بار شتر کتابوں کا اہل کتاب سے عبداللہ عمرو بن عاص نے

سنکر اپنی کتابوں میں نقل کر دیئے اور جنہوں نے اپنی تالیف کو زیادہ طویل دینا چاہا انہوں نے اور اُس میں دخل درمہ قولات فرمایا ہمارے نزدیک اکثر قصے اور اخبار امیر حمزہ کیسی داستان ہی نہ اعتبار کے لائق نہ اعتماد کے قابل من شام فیقل و من شام فلینکر *

ذکر واقعات آئندہ کا جو تفسیروں میں ہیں

واقعات زمانہ آئندہ کے جو کچھ بیان کیئے گئے ہیں انکی نسبت تحقیق کرنا چاہیئے کہ اُسکا سلسلہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہی یا نہیں اور اُس میں بھی وہ روایت بدرجہ شہرت یا صحت پہنچتی ہی یا نہیں اور اُس میں محدثین نے وہ تساہل جو ایسی حدیثوں میں جایز سمجھا گیا ہی کیا ہی یا نہیں اگر بعد

پایا اور اُسکو روایت کیا اسی واسطے انکی حدیثیں کم ہیں مگر وہ باتیں جو ثروت سے ان سے منقول ہیں وہ صرف اخبار اور قصے بنی اسرائیل کے اور روایات اہل کتاب کی ہیں کہ اسمیں انکی حدیثیں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ ہیں و ہذا عبارتہ - و مثل الصحابی الذی لم یأخذ عن الاسرائیلیات ابوبکر و عمر و عثمان و علی و مثال من اخذ عنہا عبداللہ بن سلام و قیل عبداللہ عمرو بن عاص فأنه لما فتح الشام اخذ حمل بعیر من کتب اہل الکتاب و کان یحدث منها فاذا اتقاہ الناس نقل حدیثہ و ان کان اکثر حدیثا من ابی ہریرۃ باعتراہ والعماد بہا قصص بنی اسرائیل و ماجاء فی کتبہم - اور ملا علی قاری شرح الشرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں - ای الحدیث الذی یقوۃ الصحابی الذی عرف بالنظر فی الاسرائیلیات لعبداللہ بن سلام و لعبداللہ عمرو بن عاص فأنه کان حصل له من رقبۃ الیوم کتب کثیرۃ من اہل الکتاب و کان یخبر بہا فیہا من الامور الغیبیۃ حتی کان بعض اصحابہ رہا قال حدثنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولاحدثنا من الصبیفۃ - اور علامۃ السیوطی عبداللہ عمرو بن عاص کی تفسیر کی نسبت لکھتے ہیں کہ "و ما شہدنا بان تکون مما یحکمہ عن اہل الکتاب" اور دوسرے طبقہ کے بڑے مفسر مسیاد رحمۃ اللہ علیہ ہیں انکی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ "قال ابوبکر بن العیاض قلت لامام ما بال تفسیر صحابہ قال اخذھا من اہل الکتاب" اور تیسرے طبقہ کے بڑے مفسر مدظل ہیں سلیمان ہیں جو امام المفسرین کہلائے جاتے ہیں انکی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ قال ابن حبان کان یأخذ من الیہود و النصارى من علم القرآن ما یراق کتبہم و کان یکنز بالحدیث و قال البضاہی قال سفیان بن عیینۃ سمعت مقاتلاً یقول ان ام یحضرہ الدجال فی سنۃ خمسین و مائۃ فاعلموا انی کذاب -

اس حدیث کو اُن لوگوں نے جو اُنھ سے پرس تک ہرگز مانا اور دسویں صدی میں منتظر قیامت کے رہے مگر بعد چھ صدیوں صدی ہوئی اور کچھ بھی آثار قیامت کے نظر نہ آئے تو اُس سے سبہوں نے انکار کیا اور اُس کو غلط جانا پس اگر وہ لوگ زندہ رہتے جو اُس حدیث کی صحت کے معتقد تھے تو دسویں صدی میں اُن کو اسلام چھوڑنا پڑتا کیونکہ وہ تکذیب رسول کی کرتے اور اگر وہ بزرگ پہلے ہی سے اُس حدیث کی تحقیقات کرتے اور اُسے بے اصل سمجھتے تو اُس پر اعتقاد نہ رکھتے تو دس صدی کیا اگر لاکھ صدیاں گزر جاتیں تب بھی اُن کے اعتقاد اور یقین میں کچھ شبہ نہ ہوتا شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں یعنی ۹۲۲ ہجری میں اُس حدیث کو غلط بتایا کیونکہ وہ دسویں صدی میں تھے مگر افسوس ہی کہ اُنہوں نے بھی ایک دوسری حدیث سے کہ عمر الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة و بعت فی آخر الیوم السادس اپنی کتاب میں لکھ دیا کہ اب عمر دنیا ۲۷۶ باقی ہی اب ہم اپنے پاک اور نیک سچے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ ۲۷۶ برس بھی گزر گئے اور عمر دنیا کی ابھی تمام نہیں ہوئی تو اب مسلمان کیا کریں نبی کی سچائی میں شبہ کر کے اسلام کو چھوڑ بیٹھیں یا اُس حدیث کی صحت میں شبہ کریں ہمارے نزدیک ہمارے مسلمانوں کو پہلی بات تو منظور ہوگئی مگر دوسری بات پسند نہ کریں گے کیونکہ اُس تحقیقات کی غلطی ثابت ہوتی ہی جو بڑے نامی مشہور مفسرین نے کی ہی اور علامہ سیوطی سے مستحق محدث مفسر نے لکھی ہی پس کیا ہمارے بھائی مسلمان ملحد اور مرتد ہیں جو ایسے محدثین کی باتوں کو غلط جانیں اور اُن کے قول سے انکار کریں *

فرضہ یہ افسانہ درد کہاں تک بیان کیا جاوے اور کتابوں کی ثنوت اور اقوال غیو معتمد کے بھرنے سے جو کچھ خرابیاں ہوئیں ہیں اُسکا کیا بیان کیا جاوے بڑے مود اور کامل کا کام ہی کہ وہ اب صحیح کو غلط سے تمیز کرے اور بے اصل باتوں کو دینی کتابوں سے خارج کرے ورنہ ایسی ایسی روایتیں اور کہانیوں سے دین اسلام کی صحت سے اعتقاد آج نہیں کل نہیں پورے اُنھ جارہا *

ذکر استنباط مسائل اصولی و فروعی کا

جو تفسیروں میں ہی

جو مسائل اصولی و فروعی صاف صاف قرآن مجید میں منکر ہیں اُس سے قطع نظر کر کے جو کچھ استنباط اُن آیات کے اشارات و

تحقیقات کے اُسکی صحت ثابت ہو (حالانکہ یہ بہت کم ہوگا) تو اُسے ماننا چاہیئے ورنہ اُسکو ایک دل خوش کن کہانی سمجھنا چاہیئے اور اس بات پر ناراض نہ ہونا چاہیئے کہ بڑے بڑے بزرگوں نے اُن واقعات کو بیان کیا ہی اور اچھے اچھے عالموں نے اُسے قبول کیا ہی کیونکہ بعض بلکہ اثر باتیں ایسی ہیں کہ جن سے کذب کی نسبت آنحضرت کی طرف ہوتی ہی و نعوذ باللہ من ذلک *

میں ایک حدیث کو بیان کرتا ہوں + جو کہ اگلے زمانہ میں بہت مشہور تھی اور لوگوں کی زبان پر تھی کہ پیغمبر خدا ہزار برس سے زیادہ قبر میں ٹھہرے گویا ہزار برس کے اندر قیامت آجائیگی

+ شیخ جلال الدین سیوطی کتاب الخلف من مجازۃ هذه الامة الاف میں فرماتے ہیں - و بعد فقد کثر السوال عن الحدیث المشہور ہلی السنۃ الناس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایموت فی قبۃ الف سنۃ وانا احیب پائے پائل لاصل لہ ثم جہ فی رجل فی شہر ریح من سنۃ ۸۹۸ مئة ورتۃ بخطہ ذکر اند نقلا من فتیلا فتی لہا بعض اکابر العلماء من ادركہ فیہا انه اعتمد معضی هذا الحدیث وانه يقع فی المائۃ الماشرة خروج المہدی و الدجال و نزول عیسی و سائر الاشراف و النفع فی الصور و یعضی الارہمون سنۃ التی بین النفتین و تنفع نفقة البعث قبل تمام الالف فاستبہح حدیث هذا الکلام من هذا العالم المشار الیہ و کرہب ان اصبر برده قادبا منه فقلت هذا شئ لا یعرفہ فصار لہ السائل تعریز المقال فی ذلک فلم اباہہ مقصوده الی ان قل فاجبت الی ما سألوا و شرعت لہم منہ لہا دان شاذ عاجلوا و ان شاذ امہلوا و سمیتہ الکشف من مجازۃ الامة الف فقول اول الذی ذلت علیہ الآثار ان هذه الامة تزید الی الف سنۃ و لا یدلخ الزیادۃ علیہا خمسائۃ سنۃ الی آخر مقال فی تلک الرسالۃ رایت فی آخر بعض النسخ ماصروۃ و حکى بعض اهل التاریخ ان تاریخ الدنیا من اذن آدم علیہ السلام حیث یط من الجنۃ الی طوفان نوح علیہ السلام الی عام و مات عام و من طوفان نوح الی زمن ابراهیم علیہ السلام الف عام و مائۃ عام و من زمن ابرہیم الی زمن موسی علیہ السلام الف عام و من زمن موسی علیہ السلام الی زمن نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خمسائۃ عام و من الهجرة الی الان تسعمائۃ عام و اربعۃ و عشرون سنۃ مجموع ذلک ستۃ آلاف و سبعائۃ سنۃ و اربعۃ و عشرون سنۃ و علی هذا یقال الباقی لقیام الساعۃ من یومنا هذا و ہر سنۃ اربعۃ و عشرون و تسعمائۃ مائتا سنۃ و ستۃ و سبعون سنۃ بدلیل قولہ صلعم عمر الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة و بعثت فی آخر یوم السادس و قال اللہ تعالیٰ و ان یرما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون —

گناہات سے کیا ہی اس میں اختلاف کا ہونا بھی دلیل اس پر ہی کہ وہ سب منقول صاحب الشریعہ سے بلکہ سلف صالح سے نہیں ہیں اور اس لیے جہاں تک موافق قواعد عربیہ کے استنباط اُسکا ہی وہ واجب قبول ہی اور جو بعض مفسرین نے بعض مسائل کے اثبات میں ایسی آیتوں سے استدلال کیا تو حتمہ حقیقت میں اُن آیتوں سے کچھ تعلق نہیں ہی و واجب قبول نہیں *

بعض متکلمین نے یہی دائرہ احتیاط سے پاروں باہر نکالا ہی اور انہوں نے فریق متضاد کے الزام اور اپنے عقائد کے اثبات کے واسطے آیتوں کی ایسی اس تفسیر کی ہیں کہ جس سے کچھ تعلق اُس عقیدہ کو نہیں ہی اور اُس کا ثبوت اُن کتابوں کے دینے سے ہوتا ہی جو معتزلی اور دیگر فرق بدعتہ کے عقائد کی تردید میں تالیف ہوئی ہیں *

بعض متکلمین نے یہی اپنے عقائد کے اثبات میں تفسیر میں بہت بے احتیاطی کی ہی بلکہ فریب بہ تصریف پہنچا ہی کہ اپنے فاسد عقائد کے مطابق اُسے معانی قرآن کے بیان کیے ہیں کہ جن کو کچھ تعلق الفاظ سے نہیں ہی اور بلا رعایت اصول شرع کے اور بلا لحاظ قواعد عربیہ کے اپنے معنی پیدا کیے ہیں جیسے کہ تفسیر مفسرین ابن حمزہ کرمانی کی ہی جس کا نام عجائب غرائب ہی اُس میں ایسے عجیب اقوال کہے ہیں کہ سنانے والے کو تعجب آتا ہی اور بسبب غرائب کے عوام کو اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اقوال ایسے ہیں کہ اُن کو اعتقاد کرنا ایسا نقل بھی اُن کلمات کی جایز نہیں *

فرض کہ جو مسائل اصولی و فروعی آیات قرآنی سے استنباط کیئے گئے ہیں اُسکی صحت پر صرف تفسیروں میں لکھا ہونا ہی کافی نہیں ہی بلکہ اُس استنباط کو دیکھنا اور آیات قرآنی سے اُس استنباط کو جانچنا محقق کا کام ہی کیونکہ جو تفسیروں لوگوں نے بعد ملکہ تبع تابعین کے کی ہیں اُن کا یہ حال ہی کہ جو مفسر جس علم اور جس فن کا شایق ہوا اُس نے اُسی علم اور اُسی فن کو اپنی تفسیر میں بھر دیا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ اُس کے نزدیک گویا خدا کو قرآن کے نازل کرنے سے انہیں علموں کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنے کلام کو خدا نے اسی لیے نازل کیا تھا مثلاً جو لوگ دے نہری تھے انہوں نے اپنی تفسیروں میں اعراب اور قواعد کو بھر دیا اور سارے مسئلے انہوں کے قرآن سے نکالی و تفسیر کو انہوں نے کاتبہ کی شرح بنا دیا جو لوگ تاریخ میں خوب ماہر تھے انہوں نے اپنی تفسیروں کو قصور سے بھر دیا اور اگلی پچھلی خبریں چھوٹی سچی قصصوں میں بھر دیں اور انہوں نے تفسیر کو الف لیلا بنا دیا جیسا کہ تعلیمی نے کیا (جسے لوگ برا مفسر جانتے ہیں) جو لوگ فقہ کو خوب جانتے تھے انہوں نے تفسیر سے سوائے فقہ اور مسائل فروعی کے دوسری فرض ہی نہیں جانی اور اُن مسائل کا استنباط آیات سے کیا جو کی طرح اُن لفظوں سے نہیں نکلتی مثل علامہ قرطبی کے اور جو لوگ علم ظلم کے شایق تھے اور عقلی مسائل سے اپنے عقیدوں کو ملاتے تھے انہوں نے تو تفسیر کو فلسفہ یونان کے قواں کا مجسمہ کر دیا اور اُن مباحث کو ایسا طول دیا کہ دیکھنے والے کو حیرت

فرض کہ جو مسائل اصولی و فروعی آیات قرآنی سے استنباط کیئے گئے ہیں اُسکی صحت پر صرف تفسیروں میں لکھا ہونا ہی کافی نہیں ہی بلکہ اُس استنباط کو دیکھنا اور آیات قرآنی سے اُس استنباط کو جانچنا محقق کا کام ہی کیونکہ جو تفسیروں لوگوں نے بعد ملکہ تبع تابعین کے کی ہیں اُن کا یہ حال ہی کہ جو مفسر جس علم اور جس فن کا شایق ہوا اُس نے اُسی علم اور اُسی فن کو اپنی تفسیر میں بھر دیا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ اُس کے نزدیک گویا خدا کو قرآن کے نازل کرنے سے انہیں علموں کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنے کلام کو خدا نے اسی لیے نازل کیا تھا مثلاً جو لوگ دے نہری تھے انہوں نے اپنی تفسیروں میں اعراب اور قواعد کو بھر دیا اور سارے مسئلے انہوں کے قرآن سے نکالی و تفسیر کو انہوں نے کاتبہ کی شرح بنا دیا جو لوگ تاریخ میں خوب ماہر تھے انہوں نے اپنی تفسیروں کو قصور سے بھر دیا اور اگلی پچھلی خبریں چھوٹی سچی قصصوں میں بھر دیں اور انہوں نے تفسیر کو الف لیلا بنا دیا جیسا کہ تعلیمی نے کیا (جسے لوگ برا مفسر جانتے ہیں) جو لوگ فقہ کو خوب جانتے تھے انہوں نے تفسیر سے سوائے فقہ اور مسائل فروعی کے دوسری فرض ہی نہیں جانی اور اُن مسائل کا استنباط آیات سے کیا جو کی طرح اُن لفظوں سے نہیں نکلتی مثل علامہ قرطبی کے اور جو لوگ علم ظلم کے شایق تھے اور عقلی مسائل سے اپنے عقیدوں کو ملاتے تھے انہوں نے تو تفسیر کو فلسفہ یونان کے قواں کا مجسمہ کر دیا اور اُن مباحث کو ایسا طول دیا کہ دیکھنے والے کو حیرت

فرض کہ جو مسائل اصولی و فروعی آیات قرآنی سے استنباط کیئے گئے ہیں اُسکی صحت پر صرف تفسیروں میں لکھا ہونا ہی کافی نہیں ہی بلکہ اُس استنباط کو دیکھنا اور آیات قرآنی سے اُس استنباط کو جانچنا محقق کا کام ہی کیونکہ جو تفسیروں لوگوں نے بعد ملکہ تبع تابعین کے کی ہیں اُن کا یہ حال ہی کہ جو مفسر جس علم اور جس فن کا شایق ہوا اُس نے اُسی علم اور اُسی فن کو اپنی تفسیر میں بھر دیا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ اُس کے نزدیک گویا خدا کو قرآن کے نازل کرنے سے انہیں علموں کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنے کلام کو خدا نے اسی لیے نازل کیا تھا مثلاً جو لوگ دے نہری تھے انہوں نے اپنی تفسیروں میں اعراب اور قواعد کو بھر دیا اور سارے مسئلے انہوں کے قرآن سے نکالی و تفسیر کو انہوں نے کاتبہ کی شرح بنا دیا جو لوگ تاریخ میں خوب ماہر تھے انہوں نے اپنی تفسیروں کو قصور سے بھر دیا اور اگلی پچھلی خبریں چھوٹی سچی قصصوں میں بھر دیں اور انہوں نے تفسیر کو الف لیلا بنا دیا جیسا کہ تعلیمی نے کیا (جسے لوگ برا مفسر جانتے ہیں) جو لوگ فقہ کو خوب جانتے تھے انہوں نے تفسیر سے سوائے فقہ اور مسائل فروعی کے دوسری فرض ہی نہیں جانی اور اُن مسائل کا استنباط آیات سے کیا جو کی طرح اُن لفظوں سے نہیں نکلتی مثل علامہ قرطبی کے اور جو لوگ علم ظلم کے شایق تھے اور عقلی مسائل سے اپنے عقیدوں کو ملاتے تھے انہوں نے تو تفسیر کو فلسفہ یونان کے قواں کا مجسمہ کر دیا اور اُن مباحث کو ایسا طول دیا کہ دیکھنے والے کو حیرت

فرض کہ جو مسائل اصولی و فروعی آیات قرآنی سے استنباط کیئے گئے ہیں اُسکی صحت پر صرف تفسیروں میں لکھا ہونا ہی کافی نہیں ہی بلکہ اُس استنباط کو دیکھنا اور آیات قرآنی سے اُس استنباط کو جانچنا محقق کا کام ہی کیونکہ جو تفسیروں لوگوں نے بعد ملکہ تبع تابعین کے کی ہیں اُن کا یہ حال ہی کہ جو مفسر جس علم اور جس فن کا شایق ہوا اُس نے اُسی علم اور اُسی فن کو اپنی تفسیر میں بھر دیا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ اُس کے نزدیک گویا خدا کو قرآن کے نازل کرنے سے انہیں علموں کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنے کلام کو خدا نے اسی لیے نازل کیا تھا مثلاً جو لوگ دے نہری تھے انہوں نے اپنی تفسیروں میں اعراب اور قواعد کو بھر دیا اور سارے مسئلے انہوں کے قرآن سے نکالی و تفسیر کو انہوں نے کاتبہ کی شرح بنا دیا جو لوگ تاریخ میں خوب ماہر تھے انہوں نے اپنی تفسیروں کو قصور سے بھر دیا اور اگلی پچھلی خبریں چھوٹی سچی قصصوں میں بھر دیں اور انہوں نے تفسیر کو الف لیلا بنا دیا جیسا کہ تعلیمی نے کیا (جسے لوگ برا مفسر جانتے ہیں) جو لوگ فقہ کو خوب جانتے تھے انہوں نے تفسیر سے سوائے فقہ اور مسائل فروعی کے دوسری فرض ہی نہیں جانی اور اُن مسائل کا استنباط آیات سے کیا جو کی طرح اُن لفظوں سے نہیں نکلتی مثل علامہ قرطبی کے اور جو لوگ علم ظلم کے شایق تھے اور عقلی مسائل سے اپنے عقیدوں کو ملاتے تھے انہوں نے تو تفسیر کو فلسفہ یونان کے قواں کا مجسمہ کر دیا اور اُن مباحث کو ایسا طول دیا کہ دیکھنے والے کو حیرت

فرض کہ جو مسائل اصولی و فروعی آیات قرآنی سے استنباط کیئے گئے ہیں اُسکی صحت پر صرف تفسیروں میں لکھا ہونا ہی کافی نہیں ہی بلکہ اُس استنباط کو دیکھنا اور آیات قرآنی سے اُس استنباط کو جانچنا محقق کا کام ہی کیونکہ جو تفسیروں لوگوں نے بعد ملکہ تبع تابعین کے کی ہیں اُن کا یہ حال ہی کہ جو مفسر جس علم اور جس فن کا شایق ہوا اُس نے اُسی علم اور اُسی فن کو اپنی تفسیر میں بھر دیا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ اُس کے نزدیک گویا خدا کو قرآن کے نازل کرنے سے انہیں علموں کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنے کلام کو خدا نے اسی لیے نازل کیا تھا مثلاً جو لوگ دے نہری تھے انہوں نے اپنی تفسیروں میں اعراب اور قواعد کو بھر دیا اور سارے مسئلے انہوں کے قرآن سے نکالی و تفسیر کو انہوں نے کاتبہ کی شرح بنا دیا جو لوگ تاریخ میں خوب ماہر تھے انہوں نے اپنی تفسیروں کو قصور سے بھر دیا اور اگلی پچھلی خبریں چھوٹی سچی قصصوں میں بھر دیں اور انہوں نے تفسیر کو الف لیلا بنا دیا جیسا کہ تعلیمی نے کیا (جسے لوگ برا مفسر جانتے ہیں) جو لوگ فقہ کو خوب جانتے تھے انہوں نے تفسیر سے سوائے فقہ اور مسائل فروعی کے دوسری فرض ہی نہیں جانی اور اُن مسائل کا استنباط آیات سے کیا جو کی طرح اُن لفظوں سے نہیں نکلتی مثل علامہ قرطبی کے اور جو لوگ علم ظلم کے شایق تھے اور عقلی مسائل سے اپنے عقیدوں کو ملاتے تھے انہوں نے تو تفسیر کو فلسفہ یونان کے قواں کا مجسمہ کر دیا اور اُن مباحث کو ایسا طول دیا کہ دیکھنے والے کو حیرت

تم صنف بعد ذلک قرم دروا فی شیئی من العلوم و منہم من ملا کتابہ بما غلب علی طبعہ من الفن و اقتصر فیہ علی ماتمہو ہو فیہ فان القرآن انزل لاجل هذا العلم لا غیر مع ان فیہ تبیان کل شیئی والنہوی قراہ لیس لہ الا الاعراب و تکثیر الالوجہ المستملۃ فیہ و ابن کانت بعددہ و یقل قواعد النہوی و مسائلہ و فروعہ و خلاصۃ تاراج الواحدی فی البسیط راہی حبان فی البصر والنہر والاخبار لیس لہ شغل الا انحصار و استفادہا والاخبار من سلف سواد کانت صحیفہ او طائفہ و منہم المتعلی والعقبہ یکاد یرد فیہ الففہ جمیعاً و ربما استطردالی انامۃ ادق فروع الفقہ الہی لا تعلق لہا بالایۃ اصلاً والجواب عن الادانۃ المتطافن کالقطعی و صاحب العلوم العقلیۃ خصوصاً الامام فقہ الدین الرازی قد ملا تفسیرہ باقوال الحكماء والفلاسفہ وخرج من شیئی الی شیئی حتی یقضي الناظر العجب قال ابو حبان فی البصر جمع الامام الرازی فی تفسیرہ اشیاہ فثبوتہ ماویاتہ لا حاجۃ بہا فی عام التفسیر و لذلک ذال بعض العلماء فیہ کل شیئی الاتفسیر —

حالانکہ سبب اس کا یہ ہے کہ تفسیروں میں ہیئت یونانیوں کے مسائل مفسرین نے بھر دیئے ہیں اُسے لوگ دیکھتے سنتے رہے ہیں اور اس واسطے کہ اُن اقوال کو بھی دینی مسائل جانتے ہیں کہ وہ کچھ ہی غلط اور بوج اور بے اصل ہوں *

اُن معقولی مسائل کے تفسیروں میں داخل کر دینے سے ایک بڑا نقص یہ ہے ہوا کہ وہ باتیں جنکی واقع میں کچھ حقیقت نہ تھی اور جنکی اب غلطی کھل گئی لیکن اب اُن سے انکار کرنا اور اُن مسائل ہی کو غلط کہنا تنصیر اور العاد سمجھا جاتا ہے یہت ہی کم لوگ ایسے ہونگے جو یہ سمجھیں کہ اُن مسائل کا تفسیروں میں داخل کرنا ہی بیجا تھا اور اب اُس سے انکار کرنا اور جو حقائق موجودات اب ثابت ہوئیں اور ہوتی جاتی ہیں اُس کا ماننا کچھ قانع اسلام نہیں *

یہت سی باتیں یہ نسبت اختیار اور واقعات اور کیفیت موجودات کے تفسیر کبیر وغیرہ میں ایسی بھری ہوئی ہیں کہ جنکو دیکھنے سے ہنسی آتی ہے اور جنکے ذکر کرنے سے کسی بڑھے لکھے ہوئے تربیت یافتہ آدمی کے سامنے شرم معلوم ہوتی ہے اور گروہ باتیں رہی ہیں جو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں نہ کسی صحابی و تابعین نے نہ اُن کی کچھ صحت ہے مگر اب اُس سے بھی انکار کرنا اور اُس کو غلط سمجھنا ارتداد کی نشانی سمجھی جاتی ہے پس سوائے اُن پاک مسلمانوں کے جو خانقاہ سے باہر نہیں نکلتے اور جو سوائے اپنے پیروں کے مکتوبات و ملفوظات کے کچھ نہیں دیکھتے اور جو کچھ کسی شخص نے عربی زبان میں عربی خط سے لکھ دیا ہے اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو یوٹی یوٹی موٹی موٹی کتابوں سے روایتوں اور حکایتوں کے نقل کرتے ہیں کو اُسکی صحت کی سند جاتے ہیں اور حقائق موجودات سے سوائے اُس کے کہ کور قاف زمرہ کا ہے اُسکی روٹی پر ستون آسمان کے رکھے ہوئے ہیں اور زمین گائے کے سینک بڑ ہے اور گائے مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہے کچھ نہیں سمجھتے اور اُسی کو خدا کی قدرت سمجھ کر وجد و حال میں مصروف رہتے ہیں وہ شخص جو اب معتولات سے کسی قدر واقف ہے اور تحقیقات جدیدہ سے جس سے موجودات کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے آگاہ ہو کیرنکو اپنے عقیدہ میں اُن روایتوں اور حکایتوں کو اصل دین سمجھتا ہے اور کس طرح اُس کا دل اُن قولوں کی صحت پر یقین کرے گا اور وہ اپنے ایمان اور اسلام کی تقریبات میں کس کس لئے کفر کے فتروں سے گریگا *

ہوتی ہے جیسے کہ تفسیر امام فخرالدین رازی کی ہے جسکی نسبت ابو حیان وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ فیہ کل شئی الا تفسیر کہ اُس میں سوائے تفسیر کے سب کچھ ہے *

پس اب ہم نہایت ادب سے اپنے پاک ٹیک چھائیوں سے عرض کرتے ہیں کہ جب کتاب تفسیر کی نسبت ہمارے محققین یہ فرما گئے ہوں اور اُسکی ایسی حقیقت لکھ گئے ہوں تو اگر ہم اُن کتابوں پر اجمالی ایمان نہ رکھیں اور سبکو مثل قرآن کے واجب الیقین نہ جانیں بلکہ اُن مختلف کتابوں اور غیر محدود روایتوں اور پیشمار قولوں اور لا انتہا قصوں کی تحقیق پر مستعد ہوں اور اُسکی اصلیت دریافت کرنے پر توجہ کریں تو یہ ہمارے ایمان کی نشانی ہے یا الکاد ارتداد کی اگر یہی الکاد اور ارتداد ہے تو وہ ہزار اسلام سے بہتر ہے ذاک نقل اللہ یوثیہ من یشاہ *

ذکر تشریح حقائق موجودات کا مطابق علوم

عقائد کے جو تفسیروں میں ہے

یہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلثہ میں علوم عقلی کا کچھ چرہا نہ تھا اور حکمت اور فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا مگر بعد اُسکے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا آخر اُسکی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل دین میں داخل ہو گئے اور مذہبی کتابوں میں اُن پر بحثیں ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ یہ توبہ پہنچی کہ اُن سے تفسیریں بھری گئیں اور جو طرح تفسیر میں اقوال پیغمبر اور صحابہ کے نقل کیئے جاتے تھے اُسی طرح الاماروں اور ارسطو وغیرہ حکماء یونان کے قول نقل ہونے لگے اور جب یہ سلسلہ جاری ہوا تو پھر ایک مفسر نے دوسرے مفسر سے اور دوسرے نے تیسرے سے اُس کا نقل کرنا یا انتخاب کرنا شروع کیا اور اُن قولوں کے فائلیں کا نام بھی لکھنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ آخر وہ اقوال تفسیروں میں ایسے مل گئے کہ لوگوں کو تمیز کرنا مشکل ہو گیا کہ یہ قول ارسطو کا ہے یا صاحب شریعت کا یا کسی صحابی کا یا کسی امام کا اور اس واسطے اُن اقوال پر دین کا مدار نہ کر گیا اور اُن سے انکار کرنا بھی انکار آیات کے برابر سمجھا گیا چنانچہ ہنئے مختصراً وجود آسمان کی بھٹ میں اسے بیان کیا ہے کہ اب لوگوں کے نزدیک اس امر سے انکار کرنا کہ آسمان مثل گنبد کے وجود متعین محیط ارض ہے اور ستارے اُس میں جڑے ہوئے ہیں کفر ہے

ضرورت نئی تحقیقات کی بلکہ نئی تفسیر لکھنے کی

ہمارے نزدیک اس زمانہ میں ایک بڑی ضرورت نئی تفسیر لکھنے کی ہے جو احشر و زلزال سے خالی ہو اور جو غلط روایتوں سے اور جھوٹی حکایتوں سے پاک ہو اور جس میں کچھ یونانی باتوں کا ذکر نہ ہو اور جس میں حقائق موجودات کی تشریح کماہی ہی ہو جس میں وہ احادیث صحاح جنکی صحت بلکہ جنکی شہرت درجہ یقین پر پھونچتی ہو اپنے اپنے مرتع پر منکسر ہوں اور جس میں وہ اقوال صحابہ کبار کے جس سے مسائل اصولی و فروعی کا انہوں نے استنباط کیا ہو منقول ہوں اور جس میں ان شبہات کا جو اہل عقل اس زمانہ کے کرتے ہیں ایسا جواب ہو کہ مخالف قراءت عربی اور معارف شریعت مستحکم کے نہ ہو اور جس میں ان اخبار کی صداقت ظاہر کی جاوے جو الفاظ قرآن سے ثابت ہیں اور جس کی تصدیق میں بعض متکبرین سے سبب مخالفت تاریخ اور تحقیقات زمانہ حال ہے۔ ہمیں اور جس میں ان اقوال اور روایات کی تہذیب یہ سند صحیح بیار کی جاوے جو غفلت سے یا سہو سے یا تساہل سے تفسیروں میں داخل ہو گئے ہیں اور جس سے گو اگلے زمانہ میں کچھ نقصان نہ تھا مگر اب وہی روایتیں اور وہی اقوال مادہ الزام کا قرائن اور صاحب الوحي پر ٹھرانے لگے ہیں تاکہ اب جو زمانہ آیا ہے اور جو لوگ علوم عقلی کی تعلیم پاتے جاتے ہیں وہ اسلام پر ثابت قدم رہیں اور ان کا دل کسی طرح پر کسی ایک نقطہ سے بھی قرائن کے تہ پھرے اور وہ اپنے دین کو نہایت سچا اور خدا کا دیا ہوا جانیں اور نہ صرف ہماری ہی اولاد اس سے فائدہ پائے بلکہ ساری دنیا کے دانشمند اور حکیم اور عالم اور محقق اس کی تصدیق کریں اور وہ خدا کے اقوال کو مطابق اُسکے فعل کے جانکر لحد صدق اللہ و رسولہ صدق دل سے ٹھنے لگیں اگرچہ اس خواہش کا پورا ہونا نہایت دشوار ہے مگر سب مسلمانوں پر اس طرف توجہ کرنا فرض کفایہ ہے اور گو کچھ اُمید نہیں لیکن خدا سے اُمید ہے کہ ضرور ایسا کریگا اور ہم مسلمانوں کو ایسی توفیق دے گا *

رہما تقبل منا انک انت السمیع العلیم

واقعہ

مہدی ملی تہذیبی کلکٹر مرزا پور

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان

ہندوستان

راضع ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی رپورٹ بنارس میں چھپ رہی ہے اُس رپورٹ کے تضمیناً تین سو بیس صفحہ ہیں اور اُس میں تین حصہ ہیں *

پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے ان کا ذکر ہے *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *

پہلے اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *

پہلے دوم میں تحصیل و حلقہ بندی مکتبوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *

پہلے سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گہک جانے کے اسباب سے بحث ہے *

پہلے چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہے *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی تدبیریں اور وہ طریقہ جس طرح پر کہ ان کی تعلیم و تربیت اس زمانہ میں ہونی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہونے چاہیئیں ان کا بیان ہے *

خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو اُس کا خریدنا منظور ہو وائم ائم پاس زر قیمت ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

راضع ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۱ء اس رپورٹ کے چھپانے کے لیئے حدیثاً چندہ دونا تجویز ہوا ہے پس جن ممبروں نے خاص اس رپورٹ کے چھپانے کے لیئے ذرا چندہ بقدر پانچ روپیہ اس سے زیادہ دیا ہو گا ان کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ء مرسل نہرگی *

(دستخط) سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سرگرمی کمیٹی معام بنارس

بنام عیادتہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حفظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

نمبر ۵

یکم ربیع الاول ۱۲۸۱ ہجری

جلد دوم

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت معبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام ہئارس بھیجنا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صوف مقامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ باس اس پرچہ کے بطور چندہ خوات بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ماٹھے روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * سمیروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملےگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۷

آدم کی سوگندشت

تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے — یہہ تو میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں مگر میرا نام آدمی ہے — تم بڑ کیا گذری — میں نے اپنے قہیں اسی دنیا میں پایا مگر نہ جانا کہ کس طرح بنا اور کس نے بنایا مہنے اُڑ رہی بہہ سے چرند و پند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکھے میں سمجھا کہ جس طرح یہہ بنے ہونگے اُسی طرح میں بھی بنا ہونگا — مگر میں دکھتا تھا کہ وہ سب تو ایک سا کام کرتے جاتے ہیں اور کسی اور بات کا ارادہ بھی نہیں کرتے مگر میرے دل میں بہہ سے خیال آتے تھے کبھی دل چاہتا تھا کہ یہہ کروں کبھی دل چاہتا تھا کہ وہ کروں کبھی کہتا تھا کہ یہہ کیا ہے کبھی کہتا تھا کہ کیا ہے دل گھبراتا تھا اور اُن چرند و پند کے پاس بیٹھتا تھا کسیکو اپنا سا نہ پاتا تھا اور دل نہ لگتا تھا تنہائی میرے دل کو گھبراتی تھی اور اُس یقینداری سے یہہ بات دلیں آتی تھی کہ میرے لیئے میری ہی سی کچھ اُڑ چیز چاہیئے *

ایک دن میں نے اپنے بائیں پہلو کے پاس ایک اپنی ہی سی صورت کی چیز بیٹھ رہی ہوئی دیکھی دل بہہ خروش ہوا بے قصد پاجھیں اُڑے لگیں دل بھی دھکڑ پکڑ کرنے لگا اور اُسیکی طرف کھچنے لگا وہ بھی میرے پاس بیٹھنے سے نہایت خروش معلوم ہوتی تھی اور پیاری پیاری نگاہوں سے مجھے دیکھتی تھی اور مسکراتی تھی آخر میں بیقرار ہو گیا اور مجھے سے نہرا گیا اور میں نے اُس سے پوچھا کہ بڑا تم کون ہو، اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی کہ بھائی یہہ تو میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں جو تم ہو وہی میں ہوں مگر میرا نام حرا ہے میں بہہ خروش ہوا اور قالیاں بجان کر خوب اُچھلا اور خوب کودا اور اوپر کو دیکھ دیکھ کر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کر کر خوب غصہ گائے اور نہایت خرق و شوق سے یوں چلا *
اُڑ اُڑ اُڑے اُڑ اُڑے اُڑ اُڑے وہ جو ہے — اُڑے وہ جو ہے — اُڑے وہ جو رہیگا — اُڑے وہ جو تو رہی ہے — اُڑے وہ جو تو رہی ہے — میری شکرے — اُس انجان جانب کار نے میرا شکو لیا اب تم اُسی پرکھ کے پھل پھول ہو *

اجی دادا جان یہہ تو تم نے حال کی کبی ہم تو اُس سے بھی پچھلی پوچھتے ہیں — میرے پیارے وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے مگر اُس کی کچھ نشانیاں ہم پاتے ہیں اور خدا نے اپنی قدرت سے جو کچھ ہم میں بنایا ہے اُسی سے وہ پچھلا حال سمجھ سکتے ہیں اگر تم کو اُس کے جاننے کا شوق ہے تو سنو *

تمام زمین پر بسنے والی چھریں زمین سے پیدا ہوئی ہیں گو اسکی آئندہ نسل چلنے کا کوئی قاعدہ بنایا ہو مگر سب سے پہلی فرد صرف اُس کی قدرت سے بنی اُس نے کہا کہ ہو وہ ہو گئی پس اسی طرح میں بھی زمین سے پیدا ہو گیا پلا اور بسا اور بڑا ہوا مگر جب زمین سے نکلا تھا تو ایسا نہ تھا جیسا اب ہوں رفتہ رفتہ ہم کو یہہ صورت ملی ہے اگر تم میری وہ ہئیت دیکھو جو زمین سے نکلی تھی تو نہایت تعجب کرو ہال سے بھی باریک اور رائی کے دانے سے بھی چھوٹا بھنگا تھا اور اُسی میں حسن و جمال عقل و کمال سب چھپا ہوا تھا جیسے بیچ میں درخت کے تمام پھل پھول تھنی پتے چھپی ہوتے ہیں یہہ اُس صانع کی قدرت ہے جو ایسی ضمیمہ و ناجز چیز کو ایسا بنا ہی جسکے حسن و جمال پر لوگ فریقتہ ہوتے ہیں فرہاد سر پدوتا ہی زلیخا ہاتھ کاٹتی ہے مجھو سر بھسکا نکل جاتا ہے اپنے تقدس و کمال سے فرشتوں پر فرق لیجھاتا ہے اور اپنے آپ سے اپنے صانع کو پہچانتا ہے اور پھر اُس کی مرضی اور خروشی کے بیان کرنے کو اُڑوں نے لیئے واعظ بنتا ہے *

تمام قوتیں حیرانی اور انسانی ملکی و شیطانی اُس میں تھیں اور سب اُس کی اطاعت و فرمان برداری میں حاضر تھیں جس جس کام پر وہ مامور تھیں اُنکو کر رہی تھیں اور اپنے کام میں فرا سہ بھی حطا نہیں کرتی تھیں مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تھی وہ میری کوئی خدمت نہیں کرتی تھی بلکہ طرح طرح نے جذبات کو حروف غصہ اور غضب اور بغض و کینہ عداوت و دشمنی قتل و خون ریزی چوری و زناکاری کے منشاء ہیں تھریک دیتی رہتی تھی اُسے نرتکوں سے میں نے جان لیا تھا کہ وہ میری بڑی دشمن ہے اُسی پر قہم پانا میرا بڑا کام ہے مگر وہ بھی جتنا تھی تھی کہ میں تیری دشمنی کبھی نہیں چھوڑنے کی جہاں باؤنگی اپنا کام کرونگی اور جس طرف سے قابو پاؤنگی مارونگی *

وہ قوت ایک عجیب و غریب چیز تھی دشمن تو ایسی سخت تھی لیکن اگر وہ نہرتی تو ایک اُڑ چیز ہم میں نہرتی جو انسان کے کمال کی بھی وہی باعث ہے اور اُس کے زوال کی بھی وہی باعث ہے اور اسی سبب سے وہ قوت کبھی سخت دشمن دکھائی دیتی تھی اور کبھی دوست سمجھ میں آتی تھی مگر میری اطاعت میں کبھی نہ تھی *

خدا نے ایک ایسی مرکب چیز کو جو مختلف قوتوں کا مجموعہ تھی یعنی مجھ کو ایک کچھ ڈال دیا جہاں نہ مجھ کو بھوک تھی نہ پیاس نہ دھوپ کی گرمی لگتی تھی نہ کپڑا پہنے کی حاجت ہوتی تھی میں رفتہ رفتہ بڑا ہوتا جاتا تھا اور تمام قوتیں جو مجھے میں

دشمن کا نام شیطان اور اُس قوت کا نام جو سمجھ میں نہ تھی ہر لمحہ کام میں نہ تھی نہ میں اُس کو کام میں لاتا تھا جب میں بڑا عورت تمیز کر پہنچا تو اُسی دشمن قوت نے سمجھ کر بتایا کہ اُس سے بھی کام لے کر نکال دے جانتی تھی کہ جب میں اس سے کام لوں گا تب ہی وہ ہمت میں ہوسونگا مگر اُسی قوت سے کام لینا کہ ل کا بھی سبب تھا اس لیے اُس دشمن قوت نے پہنچایا کہ اگر اُس سے کام لیں گے تو فرشتہ ہو جائیگا اور کبھی فنا نہ ہوگا وہ قوت میری ہی تو تھی اور میں اُس کو کام میں لانے کے قابل بھی ہو چکا تھا میں اُس م کام میں لایا اور اُسی وقت میرے عیب سمجھ پر کھل گئے میں نے جانا کہ میں تو ایک نہایت ناچیز ہستی ہوں بے شک سمجھ میں فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہی مگر اُس نے ساتھ بڑا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہے اُس سے بچنا نہ بہت مشکل ہی میں اپنے عیبوں کے چھپانے کی فکر میں بڑا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا اب جب تک زمین پر رہنا ہے نیک و بد کو سمجھو اور اپنا کام کر میں نہایت حیران ہوا کہ کیا کاروں اور کس طرح پر چاروں پہر میں سمجھا کہ خدا کی نشانیاں اور خدا کی ہدایتیں ہمارے ساتھ ہیں اُنہی کو سمجھو اور اُنہی کو صاف اُنہی کی ہدایت پر چلو اور دشمنوں سے نجات پاؤ گے۔ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ گذشتہ ہدی کا کیا علاج ہو بہت غور کے بعد سمجھا کہ کسی دوسرے سے اُس کا علاج نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کا علاج خود سمجھ میں ہی ہو چیز سمجھ میں تیرھی ہر گز ہی اُسی کی سیدھا کرنا اُس کا علاج ہی نہ تھا۔ نے خدا سے کہا:

یٰٰہٰنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنفکرن من النضرین - معاف علی اسے ہر التواب الرحیم پہر تو خدا نے سمجھ کو ایسا رکیہ بخشا کہ زمین پر اپنا نایب کر دیا اور فرشتے غل ہی مچاتے رہے * دادا جان آپ کی باتیں تو ہماری سمجھ میں نہ آئیں اور ہم نہ سمجھتے کہ کس قوی کا مجبورہ خدا نے تم کو بنایا تھا وہ کیا قوی تھے جو تمہارے صبیح و فرمانبردار بھی تھے وہ کیا قوت تھی جو سرکش نہ فرماؤ اور تھی وہ کیا چیز تھی جو دشمن بھی تھی اور دوست بھی دکھائی دیتی تھی اُسی نے وبال میں ڈالا اور اُسی نے کمال کا رستہ بتایا یہ سب باتیں تو ہماری سمجھ سے باہر ہیں اگر کسی طرح پر آپ گفتگو کریں اور ہم کو سمجھا سکیں تو آپ کی نہایت شفقت و عنایت ہوگی *

آدم نے کہا کہ تمہاری اور تمام دنیا کی سمجھ میں آجائے کے لائق تو اسی بات کو مرسو اور مصلحت نہ بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہے اُنہوں نے ملکی قوی کا نام فرشتہ رکھا ہے اور اُس دشمن دوست نما

خدا نے سچی ہر گز کیچڑ سے جو آگ میں پکے ہوئے کی مانند گرم ہو رہی تھی آدم کر اور اُس کی جڑی حوا کو پیدا کیا پہر اُن کو اس صورت پر جو ہی بنایا پہر درختوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے سرکشی کی اور خدا کے حکم کو ٹھاننا اور سجدہ نہ کیا خدا نے اُس سے پوچھا کہ تو نے کیوں سجدہ نہ کیا اُس نے کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں تو نے سمجھ کر آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے خدا نے کہا حوا دور ہو تو فرشتوں میں ہونے کے لائق نہیں اُس نے کہا تو سمجھ کر قیامت تک ایسا ہی رہنے دو تم ہی نے سمجھ بھنکایا ہے میں بھی انسان کو بھنکاتا ہی رہونگا خدا نے کہا دور ہو اے مردود جو لوگ تیری تابعداری کریں گے اُن سے دروغ بھر دوں گا *

پہر خدا نے ہم کو سمجھا یا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہے اُس سے خبردار رہنا پہر ہم کو ہمیشہ میں رکھا رہاں ہم کو نہ بھڑک تھی نہ پیاس نہ دھوپ لگتی تھی اور نہ کپڑے کی حاجت تھی خدا نے کہا کہ اس میں سے جو کچھ چاہو کھاؤ مگر ایک درخت کو ہٹلایا نہ اُس نے پاس تک صاف جانا اگر جاؤ گے تو اپنے لہجے خود ہرا کر گئے * مگر شیطان نے ہم کو بھنکایا اور کہا کہ میں تم کو ہمیشگی کا اور ہمیشہ رہنے والی بادشاہت کا درخت بتلاؤں اُس نے بھی درخت بتلایا جس سے خدا نے منع کیا تھا اور کہا کہ کسی پرانی کے سبب سے منع نہیں کیا بلکہ اس لیے منع کیا ہے کہ تم فرشتہ اور ہمیشہ رہنے والے نہ ہو جاؤ اور قسمیں نہ کر کہا کہ میں تمہارا دوست ہوں — ہم اُس کے بھنکائے میں اگئے اور اُس درخت میں سے کھالیا ایک پردہ نادانی کا جو ہم پر تھا کھاتے ہی اُنہے کیا عیب و صواب معلوم ہونے لگا اپنا لنگا پن ہم کو شرماتے لگا درخت کے پتروں سے اپنی شرمگاہوں کو چھپانے لگے اڑے میں خدا للکارا کہ کیوں اس درخت کے کھانے سے میں نے تم کو منع کیا تھا اور تم کو نہ کھایا تھا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہے چلو یہاں سے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے چند مدت تک زمین پر دھڑکے اُسی میں جیو گے اُسی میں مرو گے اُسی سے نکلو گے *

پہر خدا کے بتانے سے اپنے تصور کی معافی اس طرح پر خدا سے چاہی کہ ”اے ہمارے خدا ہم نے اپنے پر آپ ظلم کیا اور اگر تو معاف نہ کریگا اور رحم نہ کریگا تو ہم آندا میں دھینکے“ خدا نے معاف کیا

مگر آپ یہہ تو فرمائیئے کہ جن قوتوں سے خدا نے ہمکو بنایا اور جو ہم ہی میں موجود تھیں انہی میں سے کسیکو فروختہ اور کسیکو شیطان اس طرح پر بیان دیا کہ گویا وہ ہم سے علیحدہ دوسری چیزیں تھیں جن میں سے کوئی ہماری فرمان بردار تھی اور کوئی ہماری دشمن اور اگر درحقیقت وہ ہم ہی میں تھیں تو اس طرح پر کیوں بیان ہوئیں؟

بیٹا ابھی میں نے تم سے بیان کیا کہ انسان عجیب مختلف قوتوں سے بنا ہوا ہے کہ ہر صفت مرکب ہونے کے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی ہے مگر تمہاری سمجھ میں نہ آیا اور جب اس زمانہ میں ہی تم اُسکو نہ سمجھ سکے تو موسیٰ کے اور اُس سے بھی پہلے کے زمانہ میں کون سمجھ سکتا تھا اس لئے خدا نے اُس مطلب کو اپنے لفظوں میں بیان کیا کہ سینا کے جنگل میں پہرنے والوں اور عرب کے ریگستان کے رہنے والوں سے لیکو سقراط اور بقراط کے وجود تک کے لوگ سمجھ لیں *

تمام دنیا کے خیال میں ہی کہ مرکب چیز حب متمم چیزوں سے ملتی ہے تو ایک خاص مزاج پیدا کر لیتی ہے اُسکے ہر ہر فرد کا مزاج اپنی پہلی حالت پر باقی نہیں رہتا بلکہ دونوں سے مل کر ایک قسم کا مزاج پیدا ہر جاتا ہے *

اگر گرم پانی میں تم ٹھنڈا پانی ملاؤ تو اُسکی سردی اور اُسکی گرمی مل کر اُسکو کُلنا کر دیتی ہے یہہ کبھی نہیں ہوتا کہ دونوں ملیں اور سرد پانی کی سردی بدستور سرد اور گرم پانی کی گرمی بدستور گرم رہے *

یہہ سی گرم و سرد خشک و تر دراؤں سے ملا کر ایک معجون بنائے اُن دراؤں میں سے کسی ایک کا بھی مزاج اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہنے کا بلکہ سب سے مل ملا کر اُس معجون مرکب کا ایک خاص مزاج پیدا ہر جاتا ہے مگر انسان ایک عجیب معجون مرکب ہے مختلف قوتوں سے مرکب ہے اور وہی اُسکے وجود کے اور نیز باہم ایک دوسرے قوتوں کے بقا کے سبب ہیں اگر اندرونی قوتوں میں سے ایک قوت انسان میں سے ذرت ہو تو دوسری قوت بھی باقی نہیں رہے اور باوجودیکہ یہہ سب قوتیں آپس میں ملے ہوئے ہیں جیسے دودھ میں پانی اُس پر بھی سب اپنے اپنے جدا جدا مزاج پر قائم ہیں اور اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہے ہیں پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لئے تمام نبیوں نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ اُن قوتوں کے جدا جدا کام تھے اسی طرح اُنکو علیحدہ علیحدہ اس طرح پر بیان کیا کہ گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزیں ہیں *

اور یہہ بتایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت آوے گی جو کوئی اُسکی تابعداری کرے گا اُسکو کچھ قدر فہرگا جو میری نشانیں کو نہ مانے گا وہ درجہ میں جا رہا اور ہمیشہ اُسی میں رہے گا *

پھر خدا نے آدم کو زمین پر اپنا نایب بنایا فرشتوں نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دینا جو اُس میں فساد کرے اور خون بہارے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجھکو یاد کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں خدا نے کہا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے *

پھر خدا نے آدم کو سب چیزوں کے نام بتائے اور فرشتوں کے سامنے کیا اور کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے کہا کہ تیری دروہائی ہے جو کچھ تو نے بتا دیا ہے ہم تو اُس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے پھر آدم سے کہا کہ تم انکے نام بتاؤ آدم نے سب کے نام بتا دیئے خدا نے کہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ آسمان و زمین میں کی چھپی ہوئی باتیں اور جو کچھ تم علانیہ یا خفیہ کرتے ہو سب کو جانتا ہوں *

دادا جان یہہ باتیں تو صاف صاف ہماری سمجھ میں آئیں ہم سمجھتے کہ خدا نے ہمکو پیدا کیا اور ہمکو فرشتوں پر بھی عزت دی اور ہمارے دشمن شہان کو بھی ہمیں بتلادیا مگر ہم اُسکے قریب میں آگئے اور خدا کے حکم کے برخلاف کام کیا اور خود اپنے فعل سے گنہگار ہوئے اور جب اپنے گناہ کا اقرار کیا اور معافی چاہی تو خدا نے معاف کر دیا اور ہمکو زمین پر اپنا نایب کر دیا اور ہمارے پاس ہدایت بھیجئے کا وعدہ کیا پھر اگر ہم اُس کی ہدایت پر چلنے لگے اپنا پہلا کورنگے اگر اُس پر نچھایں گے خود اپنے لئے کاتئے ہوئیں گے مگر اسمیں بھی کئی باتیں پرچھنی ہیں *

آپ نے یہہ کیا فرمایا کہ خدا نے آدم کو حرا کو پہلے پیدا کیا پھر اُنکو اس صورت پر جو اب ہے بنایا *

بیٹا تم نے ان پوچھا ہے اُس میں تو صاف لکھا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ

ثم صوردهم یعنی خدا نے تمکو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں اصل یہہ ہے کہ انسان نطفہ میں نہایت باریک بھنگے کی مانند پیدا ہوتا ہے پھر اُسکی صورت بنتی ہی یہی بات خدا نے بھی کہی اور ہمیشہ یونہی ہوتا ہے *

دادا جان یہہ تو عجیب بات آپ نے بتائی ہم نے تو کبھی سنی ہے نہ توہی قرآن میں تو عجیب عجیب قدرتی باتیں لکھی ہیں جو اُس زمانہ کے لوگوں کے خیال میں بھی نہ تھیں اب جس قدر حقائق موجودات کھلتی جاتی ہیں قرآن کی حقیقت سمجھ میں آتی جاتی ہے شک یہہ خدا کا کلام ہے *

نعرۂ ہالہ نعرۂ بالہ بیٹا قرۂ کرر توبہ کرر گاروں پر طمانچہ مارر
یہہ کیسی کفر کی باتیں تم نے کہیں یہہ غلط نہیں ہی بالکل سچ ہی قرآن
میں بھی لکھا ہوا ہی قال یما افریتنی لاتعدن لهم صراطک المستقیم
یعنی شیطان نے خدا سے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھکو گمراہ کیا
میں بھی اُنکی بات مارنے کے لیئے قیصری سیدھی راہ میں بیٹھوٹگا *

مگر غور کرو اور سمجھو کہ اس کا مطلب کیا ہی اور کس بات کا
اشارہ ہی سمجھو کہ وہ سرکش قوت خود خدا نے بنائی ہی اور
اُس سرکشی کی قوت خود خدا نے اُس میں رکھی ہی پس ان لفظوں
سے کہ تر نے ہی مجھکو بھکایا ہی اسی بات کا اشارہ ہی کہ اُس
قوت کا خالق اور اُس قوت کو یہہ قوت دینے والا بھی وہی ایک
خدا ہی اور یہی اُسکا بھکانا ہی مگر خدا نے انسان میں ایسے بھی
قوت رکھے ہیں جو اُسکو زیر اور مطیع کر سکتے ہیں اور یہی حکم دینا
ہی کہ آدم کو سجدہ کر پس ان دونو صفتوں کو ہم فہم کرنے کو خدا نے
تمثیلی زبان سے یوں بتایا کہ خدا نے شیطان کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ
کر یعنی ایسے بھی اسباب بنادیتے ہیں کہ وہ انسان کا مطیع ہو سکتا
ہی دیکھو ایرب پیغمبر نے کیسا اُسکو مطیع کیا پھر یوں کہا کہ اُسے
سرکشی کی اور خدا کا حکم نمانا یعنی وہ قوت ایسی سرکش ہی کہ
مطیع ہو بھی نہیں سکتی ایک موقع پر ہم گناہ سے بچتے ہیں اور
دوسرے موقع پر گناہ میں پڑتے ہیں اگر نہیں پڑتے تو ہمکو اُس
دشمن کو ہر وقت و ہر دم دہانے رہنا اور پاندھے رکھنا تو ضرور پڑتا ہی
اور وہ ہر دم چھوٹنا اور ہم پر حملہ کرنا تو ضرور چاہتا ہی پس
اس حقیقت کو نبیوں کی زبان نے کیسی عمدہ طرح پر حکم اور نافرمانی
کی اصطلاح میں بیان کیا ہی صلوات اللہ علیہم اجمعین *

دادا جان جو کچھہ تم نے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ خدایہ نے تمکو
بتایا ہی کیونکہ آج تک کسی انسان نے تو ایسے حقایق و معارف بیان
نہیں کیئے جس سے دلکو تسکین ہو آپ ہی پر خدا نے اپنا فضل کیا ہی
جو آپ کے دل سے ایسے حقایق و معارف نکلتے ہیں اب تو ہمیں پوچھتے
بھی شرم آتی ہی مگر دو چار باتیں تو اور بتا دیجیئے *

بیٹا تم کچھہ شرم مت کرو پوچھتے جاؤ خدا کی بات میں کچھہ
غلطی ہو بھی نہیں سکتی ہاں ممکن ہی کہ میری بات یا میری سمجھہ
میں غلطی ہو جارے میں بھی انسان ہوں جس طرح تم غلطی میں
پڑ سکتے ہو میں بھی پڑ سکتا ہوں میرے اُسی قدر کلام میں غلطی
نہیں ہوتی جس قدر کہ مجھکو وحی آئی ہی یہہ سب باتیں میں نے
وحی سے نہیں کہیں بلکہ خود اپنے یوں اور تم میں دیکھ دیکھ کر

دادا جان یہہ بات تو ہماری سمجھہ میں بالکل آگئی اور اس
بیان سے ایک اُور عقدہ حل ہو گیا کہ بعضی روایتوں میں جو یہہ بیان
ہوا ہی کہ رحم میں فرشتہ انسان کی صورت پڑتا ہی اس سے بھی
وہی قوت مصورہ مراد ہی جو خدا نے اُس میں رکھی ہی *
مگر یہہ بات بھی بتا دیجیئے کہ اُن ملکی قوت کے سجدہ کرنے اور
اُس ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہی *

بیٹا یہہ تو بہت صاف بات ہی تم خود اپنے آپ کو دیکھو تمام
قوتیں جس جس مطلب کے لیئے تمہارے میں پیدا ہوئی ہیں سب
تمہاری تابع ہیں جسوقت تم کسی ایسی قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو
جو نیکی کی مندرجہ فی الفور تحریک میں آتی ہی اور تم سے نیکی اور
نیک دلی رحم و مہربانی و شاعری خدا کے سامنے نڈل ظہور
میں آتا ہی اور صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہ تمام قوتیں جو ان چیزوں کے
منشاء ہیں تمکو سجدہ کر رہے ہیں یعنی تمہارے مطیع و فرمان بردار
ہیں پر خلاف اسکے اُس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا مندرجہ ہی
تم اُن اعمال کو جو اُس قوت سے پیدا ہوتے ہیں پورا جانتے ہو اور اُن
کے نکلنے کا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے بھی جاتے ہو جھوٹ کو برا
سمجھتے ہو اور چاہتے ہو کہ نہ بولیں مگر بولتے جاتے ہو غصہ کو برا
جانتے ہو اور ہرچند چاہتے ہو کہ روکیں پر کرتے جاتے ہو زنا جو سب
سے بڑا کر بدی ہی اُسکو کرکر فائدہ ہوتے ہو خود اپنے پر آپ لعنت کرتے
ہو سو پڑتے ہو منہ پر طمانچہ مارتے ہو اور پکارا دے کرتے ہو کہ پھر
تکریبے اور پھر کرتے ہو غرضکہ اُس قوت پر جو تمام بدیوں کی جڑ ہی
خیال کرو اور دیکھو لو کہ وہ کیسی سرکش اور تمہاری نافرمان بردار
ہی آہ بیٹا تم انسان اُسی وقت ہو گے جب اُس سخت دشمن پر فتح
پاؤ گے *

دادا جان یہہ باتیں تو تم نے ایسی بتائیں کہ ہمارا دل ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا بالکل سچ ہی اور انسان پر یہی گذرتا ہی جب ہم اپنی بدیوں
پر نظر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ متضاد قوت شیطان کیسی ہم
پر غالب ہی تو ہمکو اپنی زندگی پر انوس آتا ہی اور ہم کہتے ہیں
کہ کاش ہم پیدا نہوئے ہوتے *

مگر ہم نہایت ادب اور عاجزی سے ایک بات اور پوچھنی چاہتے
ہیں کہ شیطان نے خدا سے یہہ کیا بات کہی کہ ”تم ہی نے مجھہ
بھکایا ہی میں بھی انسان کو بھکاؤ ہی رہوٹگا“ یہہ تو غلط معلوم
ہو تو ہی بھلا خدا نے شیطان کو کھیکو بھکایا ہوگا کیا خدا شیطان کا
شیطان تھا اور اگر خود خدا نے ایسا کیا تو پھر اُسکو سجدہ کا کیوں
حکم دیا *

بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ انسان بالکل مسجور ہی خوارہ نشو و نما
اُس کو دہی باتیں کرنی پڑتی ہیں جو اُس نے لیئے مقرر ہو چکی
ہیں اور بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ خود مختار اور اپنے تمام اعمال
پر قادر ہی جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی بعضے خیال کرتے ہیں کہ نہ
مسجور ہی نہ قادر ہی ہیں الجبر والاختیار ہی جیسے ایک مسجھلی والے
نے ایک بادشاہ کو مسجھلی فخر کرتے وقت اس خیال سے کہ بادشاہ
اس کا جوڑا نہ مانگے کہا تھا کہ یہ مسجھلی مغنہ ہی — اس
مقام پر خدا تعالیٰ کو یہ بات بتلائی تھی کہ جو قوی کہ انسان کو
خدا نے دیئے ہیں وہ خود اُن کا مالک و مختار ہی اور اُن سب کو
خود کام میں لاسکتا ہی پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اُس کے
کہا لیئے سے انسان کا اُن قوی پر جو اُس کو دیئے گئے ہیں قادر ہونا
اور اُن کے استعمال کی خود قدرت رکھنا پتایا گیا ہی اور جو کہ اُس
حالت تک پہنچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونے کا
سبب ہی اس لیئے خدا نے فرما دیا کہ اُس حالت پر پہنچنے کے بعد
آدم گنہگار ہوا —

من ملک بودم و نودوس بریں جاہم بود

آدم آرد دریں دیر خراب آبادم

السعيد من سعد في بطن امه والشقي من شقي في بطن امه
نہایت مصیبت اور سچا قول ہی جو نکجہ اُس وقت تم انسان کی
حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری یہاں تک کہ نبیوں کی نبوت اور عابدوں
کی عبادت زاهدوں کا زہد معشوقوں کا حسن عاشقوں کا عشق شاعروں
کی شاعری فاضلوں کا نسق کافروں کا کفر یہ سب وہ اپنی ماں کے
پیٹ میں سے لیکر نکلتے ہیں پس نبی کو نبوت اور عابد کو عبادت
اور زاهدوں کو زہد معشوقوں کو حسن عاشقوں کو عشق شاعروں کو
شاعری فاضلوں کو نسق کافروں کو کفر لازمی اور ضروری ہی کہ بے
ہوئے رہ ہی نہیں سکتا جو شخص جو کچھ اپنی ماں کے پیٹ سے
لایا ہی وہ اُسی کو گاتا ہی *

انبیاء یوں فرماتے ہیں کہ انا نبی و آدم بین الامم والطین *

سعدا یوں کہتے ہیں کہ انا سعید و آدم بین الامم والطین *

اشقیا کا یہ قول ہی کہ انا شقی و آدم بین الامم والطین *

اور ہمارا یہ قول ہی کہ انا احمد و آدم بین الامم والطین *

مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہی اور نہ فاسق کے لئے
اُس کے نسق پر بلکہ انسان کی نجات صرف اس پر ہی کہ قوی
خدا تعالیٰ نے اُس میں رکھے ہیں اور جس قدر رکھے ہیں وہاں کیا
کر بقدر اپنی طاقت کے کام میں لاتا رہی اگر قوی بہمیدہ اُس میں *

کہیں ہیں اور ہر شخص ان باتوں کو اگر اُسکو خدا دیکھنے کے لائق
آنکھ دے خود دیکھ سکتا ہی *

دادا جان خدا نے یہ کیا کہا کہ میں نے شیطان کو آگ سے پیدا
کیا اور پہلے فرشتوں میں تھا پھر مردود کر دیا وہ تو ایک قوت خود
ہم میں ہی *

بیٹا تمام قوائے انسانی پر جس میں وہ سرکش قوت بھی داخل
تھی فرشتوں کا اطلاق کیا گیا اور جب اُس ایک قوت کا سرکش ہونا
پتایا گیا تو اُس کو اُن میں سے علیحدہ کرکے شیطان بتایا پس یہی
اُس کا مردود ہونا اور فرشتوں میں سے نکالا جانا ہی *

اب تم خود اپنے میں غرر کرو کہ تمہارے قوی کی ترکیب میں ایک
قسم کی حرارت ہی جس کو کوئی حرارت فریزی اور کوئی مادہ الکٹروسٹی
کہتا ہی اُس تمام حرارت کا سرچوش وہ قوت ہی جس کو قوت
سرکش یا شیطان پتایا ہی پس وہ قوت سب سے اُپر ہی اور باقی
قوتیں اُس سے نیچے پس شیطان کا یہ کہنا کہ خلفانی من تار
خالقہ من طین بالکل ٹھیک اور مطابق واقع کے ہی مولوی صاحب جو
یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کی روٹی پکانے کے چواھے کی آگ سے شیطان
پتایا ہی یہ اُن کی نادانی ہی *

بہلا دادا جان جس درخت کے کھانے سے خدا نے منع کیا تھا وہ
کیا قوت تھی اور اُس کا کھانا یا استعمال میں لانا کیا حالت تھی *

بہتا وہ قوت عقل و علم ہی کیونکہ علم کے لیئے عقل کا ہونا بھی
لازم ہی اور جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہی کہ اُس قوت کو
استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے اُس حالت کا نام انبیاء کی
زبان میں شجرہ معرفت کا کھانا یا چکھنا ہی اور زبان شرع میں اُس کا
مکلف ہونا اور زبان حکماء میں اُس کا بالغ ہونا ہی *

دادا جان یہاں تو بڑی مشکل پیش آئی اس لیئے کہ انسان کا
پہنچنے سے بڑا ہونا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہنچنا ایک
ضروری اور لازمی بات ہی اگر انسان زندہ ہی تو خوارہ نشو و نما
حالت تک پہنچتا ہی پھر خدا کا اُس درخت کے کھانے سے منع کرنا
اور انسان کا اُس کو کھا لیئے کا اور خدا کی نافرمانی کرکے گنہگار
ہونے کا کیا مطلب ہی *

بیٹا تم نے نہایت عمدہ بات کہی تمہاری عقلمندی سے میں بہت
خوش ہوا جو کچھ تم نے کہا یہ سب سچ ہی مگر اس مقام پر
ایک نہایت عمدہ اور مشکل مسئلہ جبر و قدر کا نہایت خوبی اور
سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہی *

ارے بیٹا یہی تو خدائی کا بھید ہی خدا بڑا استاد ہی کچھ داناں ہمیشہ اُٹھا رکھتا ہی اس لفظ میں یہ بھید ہی کہ خدا نے انسانوں کو حقیقت اشیاء کچھ نہیں بتلائی انسان سب کچھ بتلا سکتا ہی مگر حقیقت اشیاء نہیں بتلا سکتا پس جب حقیقت نہیں بتلا سکتا تو جو کچھ وہ بتلاتا ہی صرف اسماء ہیں نہ حقائق اسی لئے خدا نے فرمایا و علم آدم الاسماء کلہا *

دادا جان آپ نے تو یہ ایسی بات کہی کہ دلوں کھپ گئی اب تو بالکل دلکو تسلی ہو گئی مگر ایک شبہ پھر دلوں اُٹھا کہ خدا نے ایک ایسا قصہ بیان کیا جو حقیقت میں واقع نہ تھا اگر ادب سے ہم کچھ نکلیں تو نکلیں مگر دلوں تو ہم ضرور کہیں گے کہ چہرے یا فرضی قصہ ہی *

استغفر اللہ کیا حماقت کی بات تم نے اس وقت کہی جو کوئی اس بیان کو قصہ یا حکایت سمجھے وہ خرد نادان ہی نہ یہ قصہ ہی نہ حکایت ہی بلکہ خدا نے اصلی حالات فطرت انسانی کو جیسے اس زمانہ کے حکماء فیچر کہتے ہیں خرد انسان کی فطرت کی زبان حال سے بیان کیا ہی جو ایک نہایت عمدہ اور فصیح اور موثر طریقہ بیان کا ہی جو لوگ اس سے ہدایت پانے کا دل رکھتے ہیں ہدایت پاتے ہیں جو نہیں رکھتے وہ گمراہ ہوتے ہیں کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ یضل بہ قلوبہ و یہدی بہ قلوبہ *

پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی ہی نہ انسان اپنے تمام قوی کو جو خدا نے اُسکو دیئے ہیں کام میں لانا چاہیے اور اُسی طرح جو کام میں لارے جس طرح کہ اُنکا کام میں لانا اُنکے صانع کی مرضی ہو اور اُس مرضی کے انسان پر ظاہر ہونے کا خدا تعالیٰ نے ان لفظوں سے وعدہ کیا ہی — اہبطوا منها جملہ ناما یاتینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم و لاہم یحزنون ر الذین کفروا وکذبوا بآیتنا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون *

راقہ

سید احمد

نمبر ۷۸

ہندوستان کی تعلیم

ہندوستان کی تعلیم کی نسبت راجنری ایللیٹ صاحب نے اپنی کتاب مرسومہ اکیپیڈینسس آف اے پبلنڈر ان دی جنٹل آف میسور میں کچھ حال لکھا ہی جس کا حاصل مطلب ہم بیان کرتے ہیں

ہیں اور قوال ملکیت کمزور تو اُن کم زور قوی کو ہیکار نہ چہرے اُن کو بھی کام میں لانا رہے کہ یہی اُن گناہوں کا ملاح ہی جس کو انبیاء کی زبان میں توبہ اور کفارہ کہتے ہیں اور جس کو شارع نے ان عمدہ لفظوں میں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ بیان فرمایا ہی پس یہ مشکل اور باریک مسئلہ تھا جو اس آسان اور عام فہم تمثیل میں خدا نے فرمایا *

دادا جان خدا کا شکر ہی کہ ہم بھی ان حقائق و معارف کا آپ کی زبان مبارک سے سنا اپنی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلتے تھے مگر یہ تو فرمائیں گے کہ آدم کا زمین پر نایب کرنا اور نوشتوں کا تکرار کرنا اور خدا کا آدم کو سب چیز کے نام سکھانا کیا معنی ہیں *

بیٹا زمین موجود ہی انسان موجود ہی دیکھ لو کہ زمین کی تمام مخلوقات میں زمین کی بادشاہت اور خدا کی نیاہت کسکو ہی — کیسے فرشتی کیسی تکرار یہ تو خصایات کی قسم سے بیان ہی قوی جسقدر کہ ہیں ہمیشہ وہی کام کرتے ہیں جسکے لئے وہ مشاوق ہیں لایعصون اللہ ما امرہم و یفعلون مایؤمرن مگر انسان ہی ایسی مخلوق ہی کہ وہ نیکی بھی کر سکتا ہی اور بدی بھی پس خدا نے اس مقام پر انسان کی حقیقت بیان کر دی کہ وہ کیسے کیسے سخت گناہوں کے کرنے پر قادر ہی مگر اُسکو نایب کرنے کی وجہ کو بھی بتایا کہ وہ قابل تعلیم ہی اور اُسکی غلطیاں اصلاح کے قابل ہیں اور وہ ایسے اعلیٰ درجہ تک ترقی کرسکتا ہی جہاں فرشتوں کا بھی مقدر نہیں کیونکہ اُنہیں جو بات ہی اُس سے زیادہ ترقی کی قوت اُنہیں نہیں ہی قابل اسبھانک لاعلم لنا ولا معلمتنا — خدا نے آدم کو تمام چیزوں کے نام اس طرح پر نہیں سکھائے تھے جس طرح کہ انا بچے کو سکھاتی ہی بلکہ تمام چیزوں کا سکھانا وہ ملکہ علم انسان میں ودیعت کرنا ہی جس سے آج ہم بقدر اپنی طاقت کے خدا کی خدائی کے کارخانوں پر نگر کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی اُسکو جانتے ہیں *

تم خود اپنے حال پر خیال کرو کہ تم میانجی سے یا مولانا صاحب سے پڑھتے ہو اور تفصیلات کی دستار مبارک سر پر باندھ لیتے ہو کیا میانجی صاحب یا جناب مولانا صاحب تمکو سب کچھ پڑھا دیتے ہیں — نہیں — بلکہ ایک ملکہ تم میں حاصل ہوتا ہی جس سے تم عالم پہنچاؤ ہو پس خدا جو اُس ملکہ کا تم میں پیدا کرنے والا ہی اگر یوں

ہوتی ہو علم آدم الاسماء کلہا تو کونسی اسمیں مشکل بات ہی * شیطان دادا جان یہ تو ہوا مگر یہ تو فرمائیں گے کہ آدم کو سب حکم دیا کے نام سکھائے یہ نام سکھانے سے کیا مطلب تھا *

سامان مہیا کر دینے گئے ہیں دیسی زبان کی تعلیم کے واسطے بھی کچھ تدبیریں ہو رہی ہیں سو یہ سب باتیں سننے میں نہایت پسندیدہ اور معقول معلوم ہوتی ہیں مگر جو شخص اُن کے نتیجہ پر غور کریگا اُسکے دل میں بہت سے شک پیدا ہونگے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اُن نتیجوں پر بھڑبی غور کروں اور دیکھوں کہ اگر ہندوستان کا طریقہ تعلیم بدستور رہے اور تبدیل نکیا جارے تو کیا ہوگا اُن کی رائے ہی کہ لوگ تعلیم یافتہ اور ایسے بھی ہو جائینگے کہ انگریزوں کی برابر سول سروس میں داخل ہوں مگر عام نتیجہ یہی ہوگا کہ ہندوستان کے تھوڑے سے آدمی تعلیم یافتہ ہوجائے سے اعلیٰ اور اوسط اور ادنیٰ درجہ میں ایک ایسا بڑا فرق اور ایسا نہایت سخت فرق قائم ہوگا جو منہ کے چار ہون یعنی پڑھوں اور چھتری اور پیش اور شودر اُڑوے قواعد مذہبی قائم کرنے سے بھی نہوا تھا وہ لکھتے ہیں کہ اگر ہمارا ارادہ اور ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ تمام ہندوستانیوں کی حالت میں ترقی ہو اور سب کے قراء عقلی کو شگفتگی حاصل ہو تو جو طریقہ کہ اب ہم نے تعلیم کا جاری کر رکھا ہے اور جس راہ پر کہ ہم اب چل رہے ہیں اُس سے نا اُمید ہوجاویں جس طرح کہ مصر کے میناروں کی چوٹیوں پر سونے کا ملمع کرنے سے وہ ممیاں یعنی مردوں کی لاشیں نکالیں گی جو سیکڑوں ہوس سے سوئے ہوئے ہیں اسی طرح سے اگر ہم ہندوستان کے چند آدمیوں کو ایسی ترقی پر بھرنپھاریں جس سے اُن میں اور اُنکے اُن بھائیوں میں ایک بہت بڑا فرق پیدا ہوجارے جو نہایت کیار کے کام میں لگے رہتے ہیں تو ہندوستان کی عام شایستگی پر کچھ بھی اثر نہرگا بلکہ وہ نسبت رہیگی جو جنوبی امریکہ کی روٹی کے کسانوں اور اُن کے مہنتی حبشی غلاموں کے آپس میں ہے ان تو بیست یافتہ خاص لوگوں کے خیالات اور تدبیروں کا سمجھنا تو درکنار اُنکی زبان بھی عوام کی سمجھ میں نہ آئیگی تو وہ جسدِ علوم و نئون میں زیادہ ترقی کرینگے اسیقدر عوام کو اُنکے خیالات اور حالات دیکھکر حیرت زیادہ ہوگی اور آپس میں ایسا فرق معلوم ہوگا کہ یہ کسی اور دنیا کے آدمی ہیں وہ کسی اور دنیا کے اور غرور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو یہ نقصان ہوگا کہ جب کسی قسم کے مفید اور عمدہ خیالات اُنکے دماغوں میں اُمتد کر آئینگے اور وہ لوگوں کو اس قابل نہ پائینگے کہ اُنکی طرف متوجہ ہوں تو دل ہی دل میں کہتے ہو کہ جارینگے اور اگر اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی زبان اور اُنکے خیالات کو اُن درجہ والے سمجھیں تو ایک اعلیٰ درجہ کی ہمدردی پیدا ہوگی اور عام ترقی کا دور تسلسل اسطرح پر قائم ہوجارے کہ اعلیٰ درجہ والوں نے ایک عمدہ اور مفید تدبیر سوچکر ظاہر کی ادنیٰ درجہ والوں نے اُسکو سمجھا اور اُس سے فائدہ اُٹھایا اور اُسکی نسبت کافی شوق در توجہ

وہ لکھتے ہیں کہ سرکاری مدرسوں میں ہندو بہت ذوق شوق سے پڑھتے ہیں اور تعلیم بری ہوجانے کے بعد مدرسہ چھوڑ کر جب گھر بیٹھتے ہیں تو اُنکی ذہنی گفت جاتی ہی جیسے نئی نئی کھلتی ہوئی کلیاں پالنے سے مروجہ جاتی ہوں وہ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم خوب ترقی کرینگے اور بہت سی کوشش کر کے اپنے ہوموں کو ترقی کی راہ پر لارینگے وہ اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر کہتے کہ انگریزوں سے کہتے ہیں کہ آپکے شکسپیئر ہمارے شکسپیئر ہیں آپ کے ملٹن ہمارے ملٹن ہیں آپ کے نیوٹن ہمارے نیوٹن ہیں *

مصنف کا قول ہی کہ جب یہ لوگ ہماری زبان کو ایسی نصاحت اور بلاغت کے ساتھ بولتے ہیں کہ ہم کو رشک آتا ہے تو پھر ہم کیونکر یقین نہ کریں کہ باور صاحب جس کامیابی کی راہ پر چلے ہیں اُس میں ضرور منزل مقصود کو پہونچینگے مگر حق یہ ہے کہ یہ سب اُنکی نری باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں جنکا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا شاید لوگوں کو یہ خیال ہو کہ ہندوؤں کی خلفت میں کسی خاص ایسی صفت کی کمی رہ گئی ہے جسکے سبب سے وہ اُڑ انسانوں کی مانند نہیں ہیں لیکن ہم کو یقین کرنا چاہیئے کہ انسان کے نیچر کے بامعنے تمام دنیا میں یکساں ہیں اور یہ اصول کہ ہر ایک کام کے کرنے کے اپنے کسی غرض اور مقصود کا ہونا ضرور ہی جیسا مغربی ملکوں میں معلوم ہے ویسا ہی مغربی ملکوں میں تسلیم کیا ہوا ہے ہندو کا لڑکا نہایت ذوق شوق سے مدرسہ میں پڑھتا ہے اور نیا شوق اُسکو آئے پڑھاتا ہے وہ بہت جلد ترقی کرلیتا ہے جب وہ شوق پورا ہو جاتا ہے تو اُسکو نوکری کا حوصلہ ہوتا ہے کیونکہ اُسکو یہ توقع نہیں ہوتی کہ اپنی زندگی میں کوئی مفید کام کرے نہیک نامی اور شہرت حاصل کرسکے گا وہ اگر کوئی کتاب لکھے تو کس کے لیے لکھے اس لیے کہ اگر غیر زبان میں لکھے تو سوائے اُسکے چند ہم مکتب دوستوں کے اور کوئی پڑھنے کا نہیں اور جو اپنی زبان میں لکھے تو عام لوگوں کو اُسکی باتوں کے سمجھنے کی لیاقت نہیں صرف تھوڑے سے خاص خاص آدمی پڑھکر سمجھینگے پس اُسکی مہنت اور کوشش سے کچھ فائدہ بھی ہو تو گئے چنے آدمیوں کو ہوسکتا ہے اسی سبب سے وہ اسطرح سے بیقرار ہوجاتا ہے اور اپنے ملک کو کسیطرح سے فائدہ پہونچانے کی تدبیر کرنے کا خیال بھی نہیں کرتا اور جو قوتیں اُس کے شوق کے سبب سے اُبھری ہوئی تھیں وہ بہت جلد دب جاتی ہیں بلکہ ایسی کالعدم ہوجاتی ہیں کہ پہلے کی نسبت اُسکی حالت زیادہ بری ہوجاتی ہے ہندوستان کے حاکموں نے اس معاملہ پر توجہ کی ہے اور وہ اس قباحت کے دور کرنے کے درپے ہیں ہندوستانیوں کے لیے سول سروس کی راہ کھولدی گئی ہے اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی تربیت کے لیے

هندوستان کي تعليم

پہر عام تعلیم کا فائدہ ممکن نہیں نہ ہر درجہ اور مختلف خواہش اور ضرورت رکھنے والے مسلمانوں کو اُس سے کچھ حاصل ہو سکتا ہے اگر کچھ فائدہ خیال کیا جاوے تو وہ صرف اسقدر ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحبوں کی کچھ تہذیبی تعداد بڑے جوارے یعنی جس شہر اور قصبہ میں ہیں اب ایک یا دو ہیں وہاں دس پانچ ہوجاویں جنکو خود عالم ہوجانے کے بعد پچھڑا خرا سے مسئلوں میں باہم اختلاف پیدا کرنے اور لڑائی جھگڑے اُٹھانے اور عوام کو مختلف گروہوں میں تقسیم کردینے اور صحیح اور سچا مسئلہ دریافت ہو جانے کی نسبت بسبب اختلافات تاثیر کے عوام کی طبیعتوں کو غیر مطمئن کردینے کے سرا کوئی فائدہ اور بھلائی نہ دین کی حاصل ہوتی ہے نہ دنیا کی یہاں تک کہ فکر معاش میں حد سے زیادہ مشغول ہوتے ہیں اور اوروں کی کمائی بیچھے پٹھائے کھانے پر آمادہ اور مستعد رکھتے ہیں اب غور کرنا چاہیئے کہ یہ طریقہ تعلیم ویسا ہی ہے یا کہ نہیں کہ ایک چھوٹا سا گروہ اعلیٰ درجہ کا یعنی اُن لوگوں کا جنکی تحصیل تمام ہو اور نصیحت کی پگڑی باندھ کر مولوی صاحب بن جاویں قائم ہو اور ایک بڑا گروہ جو اُس درجہ تک نہ پہنچا ہو قصبہ مہمل بن جاوے کہ نہ اُنہیں سے کسی کو سلیقہ معاش پیدا کرنے کا ہو نہ وہ مولوی صاحب ہوں عوام کا یہ حال رہے کہ اُن اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی جب فاصلہ تقریب سنیں تو وحشیوں کی طرح اُنکا منہ تکتے رہیں کوئی بات سمجھ میں آوے کوئی نہ آوے اور اُنکے خیالات کا انکی سمجھ میں آنا تو نہایت ہی اسر صھال ہی پس ایسی طرز تعلیم سے تمام اہل اسلام کی اس خراب اور ابتر حالت سے جس میں وہ اُج کل مبتلا ہو رہے ہیں نکلنے کی کیا توقع کی جاتی ہے جس کے لیئے روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اس تحریر سے ہماری یہ فرض نہیں ہے کہ عربی زبان کی تعلیم موقوف کر دی جاوے بلکہ ہو مسلمان پر اُسکا کسقدر سیکھنا لازم اور واجب ہے مگر نہ اسطرح جیسے کہ اب طریقہ تعلیم جاری ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ جہاں کہیں کوئی مدرسہ جاری کریں اُسہیں ایسا طرز تعلیم اختیار کریں جس سے ہر درجہ اور ہر قسم کی افواض دینی اور دنیوی لوگوں کی حاصل ہو سکیں *

ظاہری اُنکے متوجہ ہونے سے اعلیٰ درجہ والوں کو اپنے خیالات کو اور اعلیٰ درجہ پر پہنچانے اور اُسی قسم کی یا اُس سے بہتر تدبیریں سوچنے کی تحریک ہوئی جس سے ہمیشہ اُنکے قوافل عقلی شکفتہ اور ترقی پذیر ہوتے رہیں اور وہ اپنی زبان مادری کو بھی ترقی دیتے رہیں *

عام تعلیم کی نسبت پہلے بات ملی ہو چکی ہے کہ صرف کتابوں کو پڑھا دینا نہایت خفیف اور اذنی درجہ کی تعلیم کا ہی قوائی مفلی کو ہمیشہ اشتعالک اور تحریک دینے والی چیزیں چاہیئیں جنکے نہونے کے سبب سے ہندو ایک حد معین سے آگے نہیں پڑے سکتے بلکہ مدرسه چھوڑنے پر اُنکے قوائے مفلی جو شکفتہ ہونے ہرتے ہیں وہ بالکل پڑسودہ ہو جاتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے جو تحریک اور اشتعالک ہوتی تھی وہ صرف اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو ہوتی ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ عام لوگ تو جہالت کے سمندر میں تڑپے رہیں اور اعلیٰ درجہ والے خاص قسم کے تعلیم یافتہ ہرجاریں مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے جو پہلہ خیال کر رکھا تھا کہ اعلیٰ درجہ والوں کو علم کا فلتو (فلٹر پانی چھاننے کی کل کو کہتے ہیں) پناہا جارے جن میں سے عام چھوکر ٹپکیکا اور عوام کی طبیبعتوں کی کھیتی میں آپناہی ہرگی وہ خیال اب دفع ہوتا جاتا ہے تو ضرور ہوا کہ انتظام ملکی اور آپس کے برتاؤ میں شایستگی اور فن زراعت اور دستکاری کو عموما پھیلانے اور عام کی روشنی ہر خاص و عام تک پھونچانے کے لیئے ایسے ذریعے قائم کیئے جاویں جنکے سبب سے گورنمنٹ کے ارادے عام رعایا پر اور تمام رعایا کے عام خیالات گورنمنٹ پر ظاہر ہوتے رہا کریں اور ایسا طریقہ تعلیم و تربیت کا اختیار کیا جاوے جسکا اثر عام ہو اور علم کی روشنی علی العموم ہر درجہ کے لوگوں پر یکساں پھونچے — اس تمام تقریر کے لکھنے سے ہمارے خاص فرض صرف اسقدر ہے کہ ہم اپنے بھائی مسلمانوں کو اُن کی اولاد کے طریقہ تعلیم و تربیت کی بھلائی پرانی پر غور کرنیکے لیئے متوجہ کریں اور اس موقع پر اسبات پر ہم کچھ گفتگو کرنا نہیں چاہتے کہ جو علوم اہل اسلام کے سلسلہ تعلیم میں داخل ہیں وہ اس زمانہ کے لحاظ سے مفید نہیں ہیں بلکہ پہلے نرض کیئے لیئے ہیں کہ وہ بالکل مفید اور کارآمد ہیں مگر جو طریقہ تعلیم کا قدیم الایام سے مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے اور اب بھی جہاں کہیں جس شہر اور قصبہ میں اہل اسلام کو اپنی قومی جہالت پر افسوس آتا ہے اور از راہ ہمدردی ہمہ کر کے مدرسه قائم کرتے ہیں تو اُس میں وہی قدیم طریقہ تعلیم کا جاری کرتے ہیں جس میں صرف عربی زبان کے ذریعہ سے تعلیم ہوتی ہے جو اُس ملک کے مسلمانوں کی زبان مادری نہیں ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اس تعلیم سے کس طرح

بحث دوم میں تحصیل و حلقہ ہندی مکتبوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث
ہی *

بحث سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گہٹ
جانے کے اسباب سے بحث ہی *

بحث چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے
راج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہی *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی، تعلیم کی
تدبیریں اور طریقہ جس طرح ہر کہ ان کی تعلیم و تربیت
اس زمانہ میں ہونا چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور
مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہونے چاہیئیں ان کا بیان ہی *

خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہی جو
حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک
مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہی *

اُس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہی جس
صاحب کو اُس کا خریدنا منظور ہو راقم ائم پاس زر قیمت
ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی
سنہ ۱۸۷۱ع اُس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے جداگانہ چندہ
ہونا تجویز ہوا ہی پس جن ممبروں نے خاص اُس رپورٹ
کے چھپنے کے لیئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اُس سے زیادہ
ندیا ہوگا ان کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی
منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ع موصول نہوگی *

(دستخط) سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سکرتری کمیٹی مقام بنارس

اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتداءً اجرا سے آج تک بہ
ترتیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت اُن کی حسب
تفصیل ذیل ہی جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور
ہو زر قیمت سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی
پاس بمقام بنارس بھیجکر پرچہ ہائے مذکورہ طلب کرلے *

تفصیل قیمت یہہ ہی

قیمت پرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول
سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال
مذکور بابت سہ ماہ ...
قیمت پرچہ ہائے مذکور ابتداءً محرم سنہ
۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور
بابت درازدہ ماہ ...

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان
ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی
رپورٹ بنارس میں چھپ رہی ہی اُس رپورٹ کے تخمیناً
تین سو بیس صفحہ ہیں اور اُس میں تین حصہ ہیں *
پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے
اُن کا ذکر ہی *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *

بحث اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے
بحث ہی *

بمقام عینکدہ — مطبع علیکدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۴]

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اختیار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرینش کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوارہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہرگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کرینکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہرگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ مالیکا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۹

طریقہ تعلیم مسلمانان

کمیتی خراستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے جو ایک سلیکٹ کمیٹی اس لیئے مقرر کی تھی کہ وہ کمیٹی بعد غور و فکر و پاحسنہ باہمی کے ایک رپورٹ لکھے کہ مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے کونسا عمدہ طریقہ ہی اور کون کون سی زبان اور کون کون سے علوم اور کس طرح پر اُنکو پڑھائے جائیں چنانچہ اس مطلب پر کمیٹی مذکورہ نے رپورٹ لکھی ہی اُس میں اُنیس ممبر تھے اور سب کی رائے اُس طریقہ تعلیم پر متفق ہوئی اول سید احمد خاں سکوتری نے ایک تمہیدی تقریر کی اور پھر طریقہ تعلیم بیان کیا اور پھر ممبروں نے اُس پر رائے دی چنانچہ اُس سب کو ہم اس مقام پر مندرج کرتے ہیں *

گفتگو تمہیدی

سید احمد خاں نے ممبروں سے یہ بات کہی کہ اس امر سے جسکی نسبت ہم رپورٹ تحریر کرتے ہیں یہ مقصد نہیں ہی کہ ہم لوگ صرف وہی بات لکھیں جو زمانہ حال کے مناسب ہو اور جو اس وقت انجام پوی ہو سکے بلکہ یہ مقصد ہی کہ حالات اور حیثیات موجودہ سے قطع نظر کرکے ہم کو وہ تجویز کرنی چاہیئے جو بڑی بڑی اور ٹھیک ٹھیک اعلیٰ درجہ پر مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تاکہ ہم کو معامد ہوجارے کہ ہم کو درحقیقت کیا کرنا ہی اور بالفعل ہم کس قدر کرسکتے ہیں *

سید احمد خاں نے ممبروں سے کہا کہ تجویز اور عمل ان دونوں میں بڑا فرق ہی تجویز ہمیشہ ہم کو بڑی اور کامل کرنی چاہیئے اور اُس تجویز پر عمل اُس قدر جتنا کہ ہم وقتاً فوقتاً کرسکتے ہوں فرض کر کہ ہم کو ایک بہت عالی شان مکان پنانا ہی جب ہم اُس کا نقشہ تجویز کریں گے تو اُس تمام مکان کا پورا کامل نقشہ تجویز کریں گے اور جب اُس کی تعمیر شروع کریں گے تو اُس قدر کرنے کی تعمیر شروع کریں گے جس قدر کی تعمیر کا بالفعل ہم کو مقدور ہی اس سے یہ نائدہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ وہ مکان عالی شان مطابق نقشہ معجزہ کے طیار ہوجاویگا اور اگر ہم بلا پورا اور کامل نقشہ سوچے تعمیر شروع کردیں گے تو ہم نے اُس مکان میں سے کچھ نہ بچایا ہوگا بلکہ اُس مکان کے بنانے کے لیئے پورے اُس قدر عمارت کا بھی قہانا پڑیگا جو بے نقشہ سوچے تعمیر کی تھی میرا مقصد اس تقریر اور تمثیل سے یہ ہی کہ اس وقت طریقہ تعلیم مسلمانوں کا پورا اور کافی تجویز کیا جارے اور اس بات کا خیال نہر کہ آیا اس وقت ہم اُس کو کر بھی سکتے ہیں یا نہیں *

سید احمد خاں نے کہا کہ اس وقت دو ایک باتیں اور عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ صاحب اس بات سے بظہری واقف ہیں کہ تعلیم ہمیشہ کسی ایک خاص مقصد کے لیئے نہیں ہوتی اور نہ کسی ایک گروہ کثیر کا ہمیشہ ایک ہی مقصد ہوتا ہی بلکہ ایک گروہ کثیر میں سے مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں ہم جس طریقہ تعلیم کے قرار دینے کی فکر میں ہیں وہ ایک بہت بڑے گروہ سے ملائے رکھتا ہی اور یقینی مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد تعلیم سے بغیر پس اس وقت ہم کو ایسا طریقہ تعلیم تجویز کرنا چاہیئے جو مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد کے پورا کرنے کو کافی ہو *

سید احمد خاں نے اس مطلب کو در بارہ زیادہ تر وضاحت سے بیان کیا اور یہ بات کہی کہ مثلاً ہم مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہی جو گورنمنٹ کے اعلیٰ اعلیٰ مہدوں کے حاصل کرنے اور انتظام گورنمنٹ میں شامل ہوکر دنیاوی عزت حاصل کرنے اور اپنے ملک کو فائدہ پہنچانے کی آرزو رکھتی ہی ایک جماعت ایسی ہی کہ اُس کو گورنمنٹ کے مہدوں کے حاصل کرنے کا کچھ خیال نہیں ہی بلکہ وہ اپنی قوت بازو سے بذریعہ تجارت یا اجارے کار خانجہات کے اپنی معاش پیدا کرنے کی خواہشمند ہی ایک جماعت ایسی ہی کہ وہ صرف اپنی جائداد اور اپنے علاقہات کی درستی اور اپنے روز مرہ کی زندگی کے امورات کو بظہری اسلوب انجام دینے کی آرزو رکھتی ہی ایک جماعت ایسی ہی کہ علوم و فنون کو حاصل کرنا اور اُن میں واقفیت کامل حاصل کرنا پسند کرتی ہی ایک جماعت ایسی ہی کہ اُس کو ان تمام چیزوں سے چندان تعلق نہیں ہی بلکہ وہ بلحاظ اپنی معاد کے علوم دین میں دستگاہ کامل حاصل کرنا اور اُسی میں اپنی زندگی بسر کرنا چاہتی ہی اور ایک جماعت عوام الناس کی ہی جن کے لیئے کس قدر عام تعلیم کا ہونا ضروری ہی یا این ہمہ ہر ایک کو اپنی اولاد کی نسبت یہ خواہش ہی کہ اُس کے عقاید مذہبی بوی درس رہیں اور وہ ادائے فرائض مذہبی سے بھی غافل نہوجارے پس جب کہ ہم تمام مسلمانوں کی تعلیم کا طریقہ قرار دیتے ہیں تو ہم کو ایسی تجویز کرنی چاہیئے جس سے تمام مقاصد مذکورہ اور نیز دیگر مقاصد جو تعلیم سے متعلق ہیں حاصل ہوں *

سید احمد خاں نے یہ بھی کہا کہ جب آپ سب صاحب ان مقاصد پر غور فرماؤ گے جن میں سے امور معظمہ کو میں نے ابھی بیان کیا تو آپ یقین کریں گے کہ کسی قوم کو یہ سب مقاصد جب تک کہ وہ خود ان مقاصد کے حاصل کرنے پر مستعد نہر حاصل نہیں ہوسکتے پس ہم کو اپنے تمام مقاصد کے انجام کو صرف گورنمنٹ ہی پر منحصر رکھنا نہ چاہیئے بلکہ یقین کرنا چاہیئے کہ اُن تمام مقاصد کا گورنمنٹ سے

باتیں حال کے زمانہ اور حال کے زمانہ کی طبیعت کے مناسب نہیں ہیں اور اس لئے بجائے اس کے کہ مسلمانوں کو اُن سے کچھ فائدہ ہو ضرورت حاصل ہونے کی توقع ہی اول تو یہی کس قدر بڑی ضرورت ہی کہ اُن کی عمر بے فائدہ چیز میں ضایع کی جاتی ہی پس میں چاہتا ہوں کہ میرے معزز شریک ممبر میری اس گفتگو سے رنجیدہ نہ ہوں بلکہ ہر وقت تجویز طریقہ تعلیم کے اُن باتوں پر بھی لحاظ رکھیں خواہ اُس کو پسند کریں خواہ نا پسند کریں *۔

لارڈ میکالی صاحب نے جب کہ وہ ہندوستان کی عام تعلیم کی ہورت کے میز مجلس تھے اور اُس زمانے میں گورنمنٹ کالجوں میں ایشیائی طریقہ تعلیم جاری تھا گورنمنٹ کالجوں کی نسبت ایک رپورٹ لکھی تھی اُسکا منتخب میں اس مقام پر بیان کرتا ہوں اُنہوں نے لکھا ہی کہ اگر گورنمنٹ کی راے ہندوستان موجودہ کو (یعنی ایشیائی تعلیم موجودہ) (سورت کو) غیر مینڈل رکھنے پر ہو تو میری مرض یہ ہے کہ میرا میز مجلسی سے استعفا منظور ہو مجھے معلوم ہوتا ہی کہ میں اُس میں کچھ کام نہیں آسکتا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اُس سے کو مجھے اپنی تقریب دینی ہوتی ہی جسکی نسبت مجھے خوب یقین ہی کہ وہ صرف ایک دھوکہ ہی مجھے یقین ہی کہ موجودہ ہندوستان سچ کی جلدی کرتی کرنے کی طرف نہیں بلکہ معدوم ہونے والی غلطیوں کی طبعی موت کے توقف کرنے پر رجوع کرتا ہی میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کو تعلیم عام کے ہورت کے معزز نام کا بالفعل کچھ حق نہیں ہی ہم ایک ہورت یعنی مجلس ہیں واسطے اُڑانے سرکاری ورہیہ کے اور واسطے چھاپنے ایسی کتابوں کے جو کم قیمت ہیں اُس کاغذ سے جسپر وہ چھاپی جاتی ہیں جب کہ وہ کورا تھا اور واسطے چھوٹی دلیوری دینے کا معقول تواریخ اور نا معقول الہیات اور بیہودہ طبابت اور بیہودہ علم مذہبی کے اور واسطے طیار کرنے ایک فرقہ ایسے طالب علموں کے جو اپنی طالب علمی کو اپنے اُپر ایک بوجھ اور عیب پاتے ہیں *۔

لارڈ میکالی صاحب کے الفاظ جو نسبت مذہب کے ہیں اُن کو چھوڑ دو باقی مطلب پر غور کرو کہ بالکل سچ ہی پس اب ہم کو اپنا سلسلہ تعلیم ایسا قائم کرنا چاہیئے کہ جو تمام میزوں سے پاک ہو اور جس سے در حقیقت مسلمانوں کے دین دنیا کی بہتری اور ترقی متصور ہو *۔

ایک اُڑ بات یہی قابل اطلاع کے ہی کہ میں انٹر مصنفین رسالوں کی بھی راے دیکھتا ہوں اور ممبروں کی بھی رقبہ پاتا ہوں اور اُڑ لوگوں کی راے کا بھی رجحان اس طرف دیکھتا ہوں کہ انگریزی زبان اور علوم کی تعلیم کے ساتھ عربی زبان کی اور اُن علوم کی بھی

حاصل ہونا غیر ممکن اور مانند متنوع بالذات کے ہی پس اس وقت ہم کو دو قسم کی تجویزیں کرنی چاہیئیں ایک کامل اور ہورتی ادنیٰ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک کی جو ہمارے تمام مقاصد کو پورا کر سکیں اور جن میں ہم کو گورنمنٹ سے اُس کی تعمیل کرانے کی کچھ خواہش نہ ہو بلکہ ہم کو خود اپنی سعی اور کوشش سے آپ اُس کا انجام کرنا مدنظر ہو *۔

دوسری تجویز ہم کو اس بات کی کرنی چاہیئے کہ جب تک کہ ہم اُس اول تجویز کو انجام دیں یا اُس کے انجام دینے کے لائق ہوں اُس وقت تک اُن اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لئے مقرر کیئے ہیں کیونکہ فائدہ اُٹھائیں اور ہمارے متعدد مقاصد سے جو جنسا مقصد تعلیم معینہ گورنمنٹ سے حاصل ہوسکتا ہی اُس کو ہم کیونکہ حاصل کریں *۔

سید احمد خاں نے کہا کہ ایک بات میں اور کہنی چاہتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ میری یہ بات میرے شریک ممبروں کو بڑی معلوم ہوگی اگرچہ انہوں ہی کہ میں اپنے شریکوں کو رنجیدہ کرتا ہوں مگر جو کہ میری راے میں وہ بات بالکل سچ ہی اسلیئے میں اُس کے کہنے پر مجبور ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جب مسلمانوں میں کچھ تعلیم کی تحریک ہوتی ہی تو اُن کی سعی ہمیشہ اسی بات پر مقصور ہوتی ہی کہ وہی پورانا سرورثی طریقہ تعلیم کا اور وہی ناقص سلسلہ نظامیہ درس کتب کا اختیار کیا جاتا ہی چنانچہ اس زمانہ میں اُسی پرانے طریقہ پر مسلمانوں نے کئی مدرسہ تعلیم کے لئے جوئیپر علیگڑہ کانپور سہارنپور دیوبند دہلی لاہور میں جاری کیئے ہیں مگر میں نہایت سچے دل سے کہتا ہوں کہ وہ محض بیفائدہ اور محض لغز ہیں اُن سے کچھ بھی قومی فائدہ ہونے کی توقع نہیں ہی *۔

زمانہ اور زمانہ کی طبیعت اور علوم اور علوم کے نتائج سب تبدیل ہوگئے ہیں ہمارے ہاں کی قدیم کتابیں اور اُن کا طرز بیان اور اُنکے الفاظ مستعملہ ہم کو آزادی اور راستی اور صفائی اور سادہ پن اور بے تکلفی اور بات کی اصلیت تک پہنچنا ذرا بھی تعلیم نہیں کرتے بلکہ برخلاف اُسکے دھوکہ میں پڑتا اور پیچیدہ بات کہنا اور ہر بات کو لوں مزج لگا دینا اور ہر امر کی نسبت غلط اور خلاف واقع الفاظ شامل کردینا اور چھوٹی تعریف کرنا اور زندگی کو غلامی کی حالت میں رکھنا اور تکیہ اور غرور کو خود پسندی کا منبع بنانا اور اپنے اپناے جنس سے نفرت کرنا ہمدردی کا نہ رکھنا میالغہ آمیز باتوں کا عادی کرنا گذشتہ زمانہ کی تاریخ کو بالکل نا تحقیقی میں ڈالنا اور واقعات واقعی کو مثل قصہ و کہانیوں کے بنا دینا سکھاتے ہیں اور یہ تمام

علم قرآن انسانی — علم منطق — علم فلسفہ — علم سیاست مدن
یعنی اصول گورنمنٹ — علم اقتظام مدن یعنی پولیٹیکل اکونومی *

سوم علم ریاضی

علم حساب — علم جبر و مقابلہ — علم ہندسہ فروع اعلیٰ
علم ریاضی کی *

چہارم علم طببیعات

علم سکون — علم حرکت — علم آب — علم ہوا — علم مناظر
علم برق — علم ہیئت — علم اراز — علم حرارت — نیچرالفلسفی *
تعلیم خاص مسلمانوں کی ان علوم میں ہونی لازم ہے جن کی
تفصیل ذیل میں مندرج ہے — انجینیئر — اینیمل فزیالوجی
یعنی علم حیوانات — ایناٹومی یعنی علم تشریح — ذوالوجی
حسب اینیمل فزیالوجی — بائیٹنی یعنی علم نباتات — جیالوجی
یعنی علم طبقات الارض — متوالوجی یعنی علم جمادات — کوسٹری
یعنی علم کیمیا *

یہ وہ علم ہیں جن میں مسلمانوں کی تعلیم ہونا چاہیئے
اُن کی تفریق اور اُن کی مقدار کی تعین ہر ایک درجہ تعلیم کے لیئے
جدا جدا ہوگی اور جس کا اندازہ ہر ایک درجہ کی تعلیم کے لیئے
کیا جاویگا *

طریقہ تعلیم و تربیت

امراء اور اہل مقدر اور ذی دولت مسلمانوں کے لڑکوں کی تعلیم
کے لیئے نہایت ضرور ہے کہ اُن کی عمر دس برس تک نہ پہنچنے
پارے کہ وہ اپنے گھر سے جدا رہے جارہیں اور اُن کی خاص طور پر اور
خاص نگرانی میں تعلیم ہو اور اس لیئے ضرور ہے کہ کسی شہر کے
قریب جس کی آب و ہوا عمدہ ہو اور شہر بھی چھوٹا ہو ایک پروفضا
میدان تجویز کرے مکانات تعمیر کیئے جارہیں اور پھول باغ لگایا
جائے *

اُسی عمارت کے شامل ایک مسجد بنائی جائے جس میں موزن
و امام مقرر ہو اور ایک کتب خانہ بنایا جائے اور ایک بڑا کمرہ
کھانا کھانے کے لیئے اور ایک بڑا کمرہ ایسے کھیلوں کے کھیلنے کے لیئے
جو مکان کے اندر کھیلے جاتے ہیں اور باقی مختصر و مناسب کمرہ
اس طرح ہو کہ ہر ایک لڑکے کو ایک مناسب کمرہ بیٹھنے اور پڑھنے
کو ملے *

کسی لڑکے کے ساتھ کوئی خاص خدمت گار نہ رہے بلکہ تمام
خدمتگار انہیں مکانات کے متعلق نوز ہوں اور ہر ایک خدمتگار کو
کمرے تقسیم کیئے جارہیں پس اُن کمروں کے رہنے والے لڑکوں کی

جو عربی میں ہیں تعلیم دی جائے مگر یہ رائے اس سبب سے قائم
ہوئی ہے کہ اُن لوگوں نے خیال نہیں کیا کہ انگریزی اور عربی کی
تفصیل میں کس قدر محنت اور کس قدر وقت درکار ہوتا ہے اگر
اس بات کو جاری کیا جاویگا اور کوئی حد و تمیز اس کے لیئے مقرر
نہوگی تو دونوں میں سے کوئی حاصل نہیں ہونے کا لڑکے نہ ادھر کے
رہینگے نہ اُدھر کے پس میں چاہتا ہوں کہ تمام جذبات انسانی کو
جن میں سے ہرانی رسم کی پابندی سب سے زیادہ قوت رکھتی ہے اور
انسان کو ٹھیک بات تک پہنچنے نہیں دیتی ذرا دل کو ٹھنڈا کر کر
تجویز کیا جائے کہ ہر حقیقت کون بات دین و دنیا کے لیئے مفید ہے
جو ہم کو کرنی چاہیئے *

بیان طریقہ تعلیم

ممبران شریک نے اس تقریر کو پاکر سنا اور اس میں سے
اس بات پر متفق الہے ہوئے کہ بلاشبہ تعلیم مسلمانوں کا طریقہ
ہر قسم کا تجویز کرنا چاہیئے ایک وہ جو خرد مسلمان اُس کو قائم
کریں جس سے اُن کے تمام مقاصد دینی و دنیوی انجام پاویں دوسرے
وہ جن سے مسلمان اُن اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لیئے
مقرر کیئے ہیں فائدہ اُٹھارہیں پس امر مذکورہ حسب تفصیل ذیل
پیش ہوئے *

اول قواعد تعلیم مسلمانان جن کا قائم کرنا اور جاری کرنا خود
مسلمانوں کو لازم ہے *

سید احمد خاں نے کہا کہ میں نے اُن امور کے سوچنے اور سمجھنے
اور غور کرنے میں شاید بے نسبت اور ممبروں کے زیادہ وقت صرف کیا
ہے اور زیادہ فکر کی ہے میں چاہتا ہوں کہ جو طریقہ تعلیم میں
خیال کیا ہے اُس کو میں بے ترتیب بیان کودوں پھر ممبروں کو
اُس کے منظور کرنے یا تبدیل کرنے کا بھاری موقع ہوگا *

ذکر علوم

مسلمانوں کی تعلیم دو قسم پر منقسم ہوئی چاہیئے ایک تعلیم
عام اور دوسری خاص *

تعلیم عام مسلمانوں کی علوم مفصلہ ذیل میں ہوئی چاہیئے *

اول دینیات

فقہ — اصول فقہ — حدیث — اصول حدیث — تفسیر
علم سیر — علم عقاید *

دوم علم ادب

زبان دانی اور انشا پرہازی اردو — فارسی — عربی — انگریزی
لیٹن — علم تاریخ — علم جغرافیہ — علم اخلاق — میٹل سائنس یعنی

مکانات میں رہتے ہیں اور نیز اور مسلمانوں کے جو ان میں نہیں رہتے عموماً تعلیم پڑھتے *

یہ مدرسہ درحقیقت تین مدرسوں پر مشتمل ہوگا۔ اول انگریزی — دوم اردو — سوم عربی فارسی جو مدرسہ انگریزی کا ہوگا اس میں بالکل انگریزی پڑھائی جاوے گی اور تمام علوم و فنون اور جو کچھ کہ اس میں تعلیم ہوگا وہ سب انگریزی میں ہوگا اور ہر طالب علم کو سکنت لینگریج بھی پڑھنی ہوگی لیکن و اردو یا لیٹن و فارسی یا لیٹن و عربی اور اس کو بشمول اپنی تعلیم کے کچھ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقاید کی اردو زبان میں پڑھ لینی ہوتی *

اس مدرسہ کے تہذیب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اب زمانہ ایسا آتا جاتا ہے کہ جو لوگ گورنمنٹ سے اعلیٰ عہدوں کے پانے کی تمنا رکھتے ہیں اور دنیا میں نہایت اعلیٰ درجہ کی عزت جو رعایا سے گورنمنٹ حاصل کر سکتی ہے حاصل کرنا چاہتے ہیں جب تک کہ وہ اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی زبان میں حاصل نہ کرینگے اس وقت تک یہ ہمس مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوتے گی اور ایسا کمال انگریزی میں پتھر اس کے کہ اسی کو خوب حاصل کریں حاصل ہونا غیر ممکن ہے پس جو لوگ کہ اس قسم کے عہدوں اور عزتوں کے خواہاں ہیں ان کے لیئے یہ تہذیب کی گئی ہے *

غیر اس کے ضرور ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک جماعت اس قسم کی ہو کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی میں حاصل کرے کیونکہ اس جماعت سے ملک کو اور ملک کے لوگوں کو اور ترقی تعلیم کو بہت فائدہ ہوگا اور وہ ذریعہ اور منبع شہر علم کے بن جاوینگے ان کی بدولت تمام علوم انگریزی زبان سے اردو زبان میں آجاوینگے اور ان کی ذات سے ملک کو منفعت عظیم پہونچے گی *

اردو مدرسہ — اس میں تمام علوم و فنون زبان اردو پڑھائے جاوینگے اور جو کچھ تعلیم اس میں ہوگی وہ سب اردو میں ہوگی البتہ ہر طالب علم کو تین زبانوں میں سے کوئی زبان بطور سکنت لینگریج کے اختیار کرنی ہوگی — انگریزی — فارسی — عربی — میں اُمید کرتا ہوں کہ جو لوگ دس بارہ برس کی عمر میں اس مدرسہ میں داخل ہوگا وہ ضرور اٹھارہ برس کی عمر تک تمام سینئر یعنی علوم کو اردو زبان میں اس قدر تحصیل کرلیگا جس قدر کہ درجہ بی اے کے لیئے مقرر ہیں اور سکنت لینگریج میں اس کو اس قدر تدریجاً اجاڑیگی جیسے کہ انٹرنس کلاس تک کے پڑھنے والوں کو آتی ہے *

خدمت اور کمروں کا جھاننا اور آراستہ کرنا اور پلنگوں اور بچھونوں کا درست کرنا سب وہی لوگ کیا کرینگے *

ان تمام لوگوں کو ضرور ہوگا کہ مسجد میں ہر روز کی نمازیں جماعت سے پڑھیں اور صبح کی نماز کے بعد کسب قدر قرآن مجید پڑھیں اس قاعدہ کے پڑھا لیا کریں جو تہذیب کیا جاوے اور ہر ایک کو ایک قسم کا یکساں لباس پہنایا جاوے اور سب ملکر ایک جگہ وقت معین پر کھانا کھائیں ان کے اوقات پڑھنے اور کھانے کے اور جسمانی ورزش کے سب مقرر کیئے جاویں اور ہر ایک لڑکے کو ہر ایک وقت پر جو کام مقرر ہے اس کا کرنا واجب و لازم ہو *

اس مکان پر ایک نہایت لائق اور معتمد شخص بطور اتالیق یا گورنر کے مقرر ہو تاکہ وہ تمام نگرانی اور سب طرح کا بندوبست کرتا رہے اور لوگوں کی صحت و تندرستی کا نگرانی رہے اور اس بات کی خبر داری اور نگرانی کرے کہ تمام لڑکے اوقات معینہ میں وہی کام کرتے ہیں جو اس وقت کے لیئے معین ہے یا نہیں *

لوگوں کو اپنے گھر جانے اور ماں باپ اور عزیز اقارب سے ملنے یا ان کو لوگوں سے ملنے اور ان کا آرام و آسائش کا حال دیکھنے کو آنے کے لیئے قواعد مقرر ہوں اور ہمیشہ ان قواعد کی پابندی رہے * اتفاقیہ بیماری یا اتفاقیہ ضرورت کے واسطے ایک طبیب ملازم رہے اور اس مقام کے سرور سرجن سے بھی بندوبست کر لیا جاوے تاکہ اتفاقیہ اور دلتاً کی بیماری کی حالت میں طبیب یا ڈاکٹر کا علاج جیسا کہ ان لوگوں کے مریضوں نے اجازت دی ہو ہو سکے یہ بندوبست صرف اتفاقیہ اور ناگہانی بیماری کے لیئے ہی درنہ بھالت بیماری زائد اس کے عربی اس کے گھر پر لیجاوینگے اور خود جس طرح چاہینگے معالجہ کرینگے *

یہ مکان عالی شان امرا اور اہل دول کے چند سے تعمیر ہوتا چاہیئے اور اخراجات ماہرادی کا اوسط لگا کر جو لوگ اس میں داخل ہو اور سکونت اختیار کرے اس کے مریضوں سے وہ خرچ لیا جاوے * خوب یاد رہے کہ جب تک ہمارے لڑکے گھروں سے علیحدہ ہوکر اس طرح پر تربیت نہ پاوینگے ہمیشہ خراب اور نالائق اور جاہل اور کمینہ عادتوں کے مادی رہینگے *

مدرستہ العلوم

اسی شہر میں جہاں یہ مکان تعمیر ہو ایک بہت بڑا عالیشان مدرسہ تعمیر کیا جاوے اور اسکا نام انگریزی زبان میں ”بی محمدن ایٹنگل اور ٹیٹنگل کالج“ اور عربی زبان میں ”مدرستہ العلوم“ رکھا جاوے اس مدرسہ میں وہ لڑکے امرا اور ذی مقدر لوگوں کے جو ان

تمام علوم و فنون انہیں کی زبان میں ہیں اور ہر وقت اور ہر محل پر ان کو اپنے علم کی ترقی کا موقع ہوتا ہی پر خلاف ہندوستان کے کہ انکی تعلیم انکی مادری زبان میں نہیں ہی اور انکو دوسری زبان پر قادر ہونے میں نہایت مشکل پیش آتی ہی اور اُس پر قادر ہونے تک تمام وقت تحصیل علوم و فنون کا گذر جاتا ہی پس اِس تبدیل سے جو اس مدرسہ کے تقرر میں کی گئی ہی اُمید ہی کہ وہ رکاوٹ نہ رہے گی *

جو طالب علم کہ بذریعہ عربی زبان کے علوم تحصیل کرنے پر متوجہ تھے اُن میں بھی یہ نقصان رہتا تھا کہ وہ ان علوم و فنون سے جو نہایت ضروری ہیں ناواقف محض رہتے تھے اور اس تبدیل سے جو طریقہ تعلیم میں کی گئی ہی اُمید یہ ہے کہ وہ بھی ناواقف نہ رہیں گے اور عربی زبان میں بھی کمال حاصل کرنے کا اُنکو موقع حاصل رہیگا *

عربی فارسی مدرسہ = اس میں ابتداً کسی علم کی تعلیم نہیں ہونے کی بلکہ جو انگریزی اور اُردو پڑھنے والوں نے اُن زبانوں میں سے جسکو بطور سکنت لینگوئج کے اختیار کیا ہوگا اور اُردو میں علوم و فنون پڑھانے کے بعد عربی یا فارسی زبان کے لٹریچر و علوم میں کمال حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہوگا تو انکی پڑھائی فارسی عربی میں اعلیٰ درجہ تک کی اس مدرسہ میں ہوگی *

تینوں مدرسہ ملکر درحقیقت ایک مدرسہ ہوگا اور جو کہ ہر قسم کے استاد یعنی انگریزی کے اور اُردو و فارسی و عربی کے اس میں موجود ہونگے تو سلسلہ تعلیم ہو ایک مدرسہ کا جو قائم کیا گیا ہی وہ اُستادوں کی تقسیم اوقات سے بضروری تکمیل پاتا رہیگا *

مدارس

یہ چھوٹے چھوٹے مدرسے ہونگے اور ہر شہر و قصبہ و ضلع میں جہاں انکا قائم ہونا ممکن و مناسب ہو قائم ہونے چاہئیں گے اُن میں تعلیم صرف اُن قواعد کے مطابق ہوگی جو اُردو مدرسہ کے لیئے ہیں اور اُسی طرح اس مدرسہ کے طالب علموں کو ایک سکنت لینگوئج مقرر انگریزی یا فارسی یا عربی اختیار کر دی ہوگی *

اس مدرسہ میں اور پہلے مدرسہ اُردو میں صرف اُنہی فرق ہوگا کہ اس مدرسہ میں ایک حد معین تک علوم پڑھائے جارہیں گے اور جب اُس حد تک طالب علم پھر بچ جارہیں گے تو اِس مدرسہ سے خارج ہو جارہیں گے اور اُنکو اختیار ہوگا کہ اُس سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم اگر چاہیں تو مدرسہ العلوم میں داخل ہوں یہ مدرسہ اِس مراد سے ہونگے کہ مدرسہ العلوم کے لیئے لڑکے طیار کریں انکی مثال بعینہ ایسی ہوگی جیسے گورنمنٹ ضلع اسکول کالجوں کی پڑھتی کے لیئے طالب علم طیار کرتے ہیں *

پس اِس صبر کے اور اس قدر تحصیل کے بعد طالب علم اُس سکنت لینگوئج میں سے اُس زبان کی لٹریچر کو جو اُس نے اختیار کی ہی تکمیل کرنی شروع کرے اور تین برس اُس کو اُس کی تکمیل کے لیئے بہت کافی ہونگے پس اگر اُس نے ان تین برس میں انگریزی زبان کی تکمیل کی ہی تو اُسکو تین برس کی اور مہلت اِسیلئے بضروری ملیگی کہ وہ عدالت کے قوانین سیکھے اور مختلف مہدوں کے لیئے جو امتحان مقرر ہیں اُن میں امتحان دے اور نوکری گورنمنٹ کی تلاش کرے اور اُس کو حاصل کرے یا اور کسی کاروبار میں جس میں وہ چاہے مشغول ہو *

اور اگر اُس نے ان تین برس میں فارسی زبان کی تکمیل کی ہی تو اُس نے یقینی گورنمنٹ کی نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہی کیونکہ وہ تو بغیر انگریزی پڑھے حاصل نہوگی پس اُسکو مہلت ہی کہ جہاں تک چاہے فارسی میں کمال بہم پہونچائے اور شاعر و منشی و ادیب ہوکر دنیا میں اپنا نام یادگار چھوڑ جاوے *

اور اگر اُس نے ان تین برس میں عربی زبان کی تکمیل کی ہی تو اُس نے بوجہ مذکورہ بالا سرکاری نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہی پس اُسکو بھی عربی زبان میں اور نیز اُن علوم میں جو عربی زبان میں ہیں اور نیز علوم دین مثل فقہ و حدیث و تفسیر و کلام وغیرہ میں جہاں تک کہ وہ چاہے ترقی کرنے اور کمال بہم پہونچانے کا موقع حاصل ہی *

یہ مدرسہ جو اس قسم کا تجویز کیا گیا ہی جس میں اول تمام علوم اُردو زبان میں پڑھائے جارہیں گے اسکا سبب یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزی مدرسوں میں کافی لیاقت لڑکوں کو نہیں آتی ایک مشکل اُنکو غیر زبان کا سیکھنا اور دوسری مشکل غیر زبان میں علوم کا سیکھنا ہوتا ہی پس اس تدبیر سے ہمنے اُن کی ایک مشکل کو موقوف کردیا ہی تاکہ وہ سبب اپنی زبان کے علوم و فنون سے نہایت جلد بضروری واقف ہو جاویں اور بعد اُس کے دوسری زبان کے لٹریچر میں مہنت کرکے جہاں تک اُن سے ہر سکے ترقی کرلیں *

اِس تدبیر سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ بہت کم طالب علم علوم و فنون سے کو کہ وہ اُردو ہی زبان میں کیوں نہوں ناواقف رہیں گے اور یہ نسبت حال کے لٹریچر پر مہنت کرنے کی زیادہ مہلت ملیگی اور اُنکو اُس زبان کی لٹریچر بہ نسبت حال کے بہت زیادہ آجائیگی *

اسیات پر اکثر بحث ہوئی ہی کہ سرکاری کالجوں کی تعلیم سے لیاقت کامل نہیں ہوتی اور کیوں وہ تعلیم انگلستان کے کالجوں کی تعلیم کے برابر نہیں ہی پس میری رائے میں اس کا سبب یہی ہی کہ انگلستان میں تعلیم انہیں لوگوں کی زبان میں ہوتی ہی اور

مکتب

ہر کانوں اور قصیدہ میں جہاں جہاں ہر سکے مکتب قائم ہونے چاہیئیں ان میں قرآن شریف بھی پڑھایا جاوے اور اُردو زبان میں کچھ کتابیں اور حساب وغیرہ سکھایا جاوے اور اُردو میں لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاوے اور اس مکتب میں بھی کسی قدر فارسی اور کس قدر انگریزی سکھ لینگج ہو فارسی تو صرف اس قدر ہو جس سے اُردو کو مدد پہنچے اور انگریزی نہایت قلیل صرف اتنی کہ حرف پہچان لے چھاپے کے حرفوں میں لکھا ہوا نام پڑے سکے اور انگریزی ہندسے جو کلوں اور اوزاروں پر لکھے ہوئے ہوتے ہیں اُن کو پہچان سکے تاکہ اگر کسی کلمے کا لینا ہو تو کام لے سکے *

اس مکتب میں قرآن مجید نئے قاعدے سے پڑھایا جاوے جس میں نکل قرآن شریف چھ مہینے میں بخوبی ختم ہو جاتا ہی بعض لوگوں نے قرآن مجید کے کل لفظ بھند الفاظ مکرر جدا چھانٹ لیئے ہیں اور اُن کو پتہ ترتیب دو حرفی و سہ حرفی مرتب کر لیا ہی اور الف بے کے بعد صرف اُن لفظوں کے پڑھا دینے سے نکل قرآن مجید ناظران پڑھنا بخوبی آ جاتا ہی *

اس مکتب میں نماز پڑھنا بھی بتایا جاوے اور چھوٹی چھوٹی اردو کتابیں مسلمانوں کی بھی جیسے کہ راہ نجات حقیقت الصراط وغیرہ ہیں لوگوں کو پڑھائی جاوینی *

حفاظی مکتب

جو لڑکے مسلمانوں کے قرآن مجید حفظ کرنا چاہیں یا اشخاص نا بیٹا جو قرآن مجید حفظ کرنے کی زیادہ رغبت رکھتے ہیں اُن کے لیئے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مناسب مقاموں پر مکتب مقرر ہوں جن میں وہ لوگ قرآن مجید حفظ کیا کریں مگر اس مکتب کو بالکل ملحدہ رکھنا چاہیئے اور کسی مدرسہ یا مکتب کے شامل کرنا نہیں چاہیئے *

عمر تعلیم

اگرچہ ابتدائاً جب مدرسے مقرر ہونگے اُن میں عمر کا چندان لحاظ نہ ہوگا بلکہ منتظمین کی رائے پر اور لوگوں کی حالت پر اُن کا داخلہ منحصر ہوگا مگر جب کہ انتظام بخوبی ہو جاوے اُس وقت ہر ایک قسم کے مدرسے کے لیئے عمر کی تعین ضرور ہوگی پس لوگوں کی تعلیم میں اُن کی عمر کا حسب تفصیل ذیل لحاظ رکھنا چاہیئے گا جس کے لیئے پانچ درجہ قرار دیئے جاتے ہیں *

اول چھ برس سے دس برس تک — اس میں چاہیئے کہ لڑکا قرآن مجید پڑے اور کچھ اُردو کتابیں بھی اور مسائل کی چھوٹی چھوٹی

کتابیں جیسی راہ نجات اور حقیقت الصراط وغیرہ ہیں پڑے اور کچھ کچھ پکا لکھنا بھی سیکھے اور اُس کو اس قدر استعداد ہو جاوے کہ اُردو عبارت باسانی پڑ لکھ سکے اور انگریزی حرفوں اور ہندسوں کو پہچاننا اور نام پڑ لینا سیکھے لے یہ وہ تعلیم ہی جس کا مکتبوں میں ہونا چاہیئے *

دوم گیارہ برس سے تیرہ برس تک — اس عمر میں اس قدر پڑ لینا چاہیئے جو روز مرہ کے کاموں اور اُمورات متعلقہ زندگی اور معاش کے کام میں درکار ہیں سیدھے سادھے مسائل مذہبی و عقائد مذہبی سے بھی واقفیت حاصل ہو یہ وہ تعلیم ہی جو مدارس مجوزہ میں تجویز کی گئی ہی *

اہل پیشہ اور غریب آدمی بھی جو اپنے لڑکوں کو اپنے پیشہ میں مصروف کرتے ہیں اس قدر عمر تک لڑکوں کو تعلیم میں رکھنے سے کچھ اپنا ہرج نہیں سمجھتے اور اگر اہل پیشہ کے لڑکے اس قدر درجہ تک کی تعلیم پا جاویں اور ہمارے ملک میں عموماً اس قدر درجہ تک علم پھیل جاوے تو ہندوستان ہندوستان نہیں رہنے کا بلکہ نفع جنت ہو جاوے اور تھیک تھیک ہندوستان جنت نشان کا لقب اُس پر صادق آریگا *

سوم چودہ برس سے آٹھارہ برس تک — اس عمر میں جملہ علوم و فنون سے جو دین و دنیا میں بکار آمد ہیں واقفیت کلی حاصل ہونی چاہیئے *

چہارم انیس برس سے اکیس برس تک — اس عمر میں خاص علم اور خاص زبان جس میں طالب علم کمال حاصل کرنا چاہے حاصل کرنے ہونگے *

پنجم بائیس برس سے پچیس برس تک — یہ وہ زمانہ ہی جس میں طالب علم بعد فراغ تعلیم اُن چیزوں کو پڑھنے اور امتحان دینے میں مشغول رہیگا جن کے ذریعہ سے سرکاری ترقیاں ہاتھ آتی ہیں اور اسی قسم کے حصول معاش کے ذریعوں کو حاصل کرنے میں مشغول ہوگا *

سلسلہ تعلیم

انگریزی مدرسے کے لیئے ہم کو سلسلہ تعلیم نے معین کرنے کی ضرورت نہیں ہی کیونچہ اور اس قدر کی دو یونیورسٹیاں ہماری ہدایت کے لیئے موجود ہیں پس ہمیشہ ہم کو اُن کی ہی تقلید اور پیروی سے سلسلہ کتب درسیہ کا معین کرنا اور اُسی طریق پر تعلیم دینا کافی ہوگا *

اُردو مدرسے کے لیئے الیہ ہم کو کتابیں تلاش کرنی اور اُن کا سلسلہ تعلیم قائم کرنا پڑیگا مگر یہ بات کچھ مشکل نہیں ہی سلسلہ کتب

درسینہ علوم و فنون معینہ دہی قائم رہے جو انگریزی میں ہو انہیں کتابوں کا جو انگریزی میں علوم و فنون کی پڑھائی جارہی ہو اردو میں ترجمہ ہو اور اردو میں پڑھائی جارہی ہو پس ان دونوں مدرسوں میں پڑھائی تو ایک سی ہوگی صرف یہ فرق ہوگا کہ جو کتاب انگریزی مدرسہ میں انگریزی زبان میں پڑھائی جاتی ہے وہ اس مدرسہ میں اردو میں پڑھائی جارہیگی *

عربی و فارسی مدرسہ کے لیئے بھی کتابوں کے متعین کرنے میں چنداں دقت نہوگی فارسی زبان کے علم انشا کی کتابیں نہایت آسانی سے بہت عمدہ اور سادہ منتخب ہوسکتی ہیں جو سلسلہ مناسب سے درس میں داخل ہوں عربی زبان میں جو سلسلہ تعلیم جاری ہے بلاشبہ اس میں تبدیلی عظیم کرنی پڑیگی سلسلہ نظامیہ جو بالفعل جاری ہے محض لغو ہے اور حال کے زمانہ کے مطابق نہیں بلاشبہ اسکو ترک کرنا اور سلسلہ جدید قائم کرنا پڑیگا *

طالب علموں کو لغو مباحث میں ڈالنا اور الفاظ کی بھٹ پر اُس کی ہر کو ضایع کرنا محض بیفائدہ ہے بعض اُس کے یہ بات چاہیئے کہ سیدھے سادھے اور صاف مسائل صرف و نحو اُن کو پڑھائے جاویں بغیر کسی بھٹ کے تاکہ وہ بغربی بموجب قواعد صرف و نحو عربی کی عبارت پڑے سکیں *

چند رسالہ منطق خالص کے جو بہت صاف اور سیدھے ہوں اُنکو پڑھانے چاہیئیں اور علم معانی بیان کے سیدھے مسئلہ سکھانے چاہیئیں اور عربی بولنے اور عربی لکھنے کی مشق کرائی چاہیئے پس اس قدر تعلیم متعلق علم ادب کو کافی سمجھنا چاہیئے *

اس تعلیم کے لیئے بھی کتابوں کی چنداں مشکل نہیں پڑنے کی قتب موجودہ میں سے ایسی صاف صاف کتابیں باسانی منتخب ہو سکتی ہیں اور بعض کتابوں پر ایک عالم نظر ثانی کرکے اور اُن میں سے نصول مباحث کو حذف کر کر کتابوں کو مناسب حال کر دے سکتا ہے *

باقی دہی تعلیم کتب مذہبی کی بالفعل ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ کتب مذہبی میں سے ابتدا سے آخر تک کسی کتاب کے پڑھنے کا رواج نہیں ہے بلکہ مقامات معینہ ہر ایک کتاب کے پڑے کر باقی کتاب کو چھوڑ دیتے ہیں میری دانست میں اس طریقہ کو تبدیل کرنا چاہیئے ایک ادا متن جو عمدہ اور مفید ہو وہ تمامہ پڑھایا جاوے اور باقی کتابوں میں سے اُن مقامات کا جو اس زمانہ میں مفید اور بیکار آمد ہیں انتخاب کو کر ایک چھوٹی سی کتاب بنائی جاوے مثلاً ہدایہ اُس میں سے عمدہ اور مفید مقامات کا انتخاب کر کر تلخیص الہدایہ اُس کا نام رکھا جاوے جو چند جز پر ہو اور وہ تمامہ پڑھا

دیا جاوے اسی طرح کتب صحاح ستہ حدیث میں سے احادیث عمدہ و مستند و مفید و ضروری کا انتخاب کر کر تلخیص البخاری و تلخیص المسلم و علی ہذاقیاس چھوٹی چھوٹی کتابیں بنائی جاویں اور وہ تمامہ پڑھائی جاویں تفسیر میں جلالین شاید نہایت عمدہ ہی انتخاب کی بھی ضرورت نہیں رکھتی مگر وہ نہایت آسان ہی اُس سے زیادہ قابلیت کے لیئے دوسری تفسیر ہونی چاہیئے پس وہ تفسیر بیضاری ہے اُس کی بھی تلخیص کی جاوے اس طرح پر کہ جہاں تک کہ اُس میں مباحث عربیہ سے متعلق ہیں وہ انتخاب کر لیئے جاویں اور باقی امور چھوڑ دیئے جاویں غرض کہ اسی طرح کتابوں کے انتخاب اور تلخیص سے ایک سلسلہ کتب درسیہ عربیہ کا قائم کر لیا جاوے پس یہ وہ طریقہ ہے جس سے میری دانست میں تعلیم مسلمانوں کی اس طریق پر جو دین و دنیا کے لیئے مفید ہو جاری ہوسکتی ہے اور نکتہ اور جہل جو مسلمانوں میں پھیلتا جاتا ہے اُس کا علاج ہوسکتا ہے مگر ہر شخص یہ بات بشروط اور بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریقہ تعلیم کا نہ کسی طرح گورنمنٹ اختیار کرسکتی ہے اور نہ سرکاری کالجوں اور اسکولوں میں جاری ہوسکتا ہے خود مسلمان الیہ بغربی جاری کرسکتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اس کے اجرا کا مقدور بھی رکھتے ہیں صرف ہمت اور محنت اور توجہ درکار ہے *

دوم وہ طریقہ جس سے گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کی تعلیم زیادہ تر مسلمانوں کے مناسب حال ہو جاوے اور اُس سے مسلمان فائدہ اُٹھائیں *

مسلمانوں کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کو ایسا تصور کریں کہ صرف انگریزی زبان کی تعلیم کا اس قسم کا مدرسہ ہے جیسا کہ اُنکے لیئے اوپر تجویز ہوا ہے اور تمام علوم و فنون اُس میں ہر زبان انگریزی تعلیم دیئے جاتے ہیں اور اردو فارسی عربی صرف بطور سکونت لینگوئج کے ہی اور صرف ان مدرسوں کو زیادہ تر مناسب اور مفید کرنے کے لیئے مفصلہ ذیل باتوں پر توجہ کریں *

اول گورنمنٹ سے درخواست کریں کہ جسقدر انگریزی کی تعلیم اب دیجاتی ہے اُس میں ترقی کی جاوے اور ہر ایک درجہ کی تعلیم بالکل یونیورسٹی لیول پر اور اکسفرڈ کی برابر کر دی جاوے *

دوم یورپ کے طالب علموں کو لٹریچر میں قدرتی زیادہ دستگاہ ہوتی ہے کہ وہ اُنکی مادر زاد زبان ہی اس لیئے اُنکو تہذیبی تھکیل میں آسکتی ہے مگر ہندوستان کے لیئے کالجوں میں لٹریچر کی پڑھائی زیادہ تر کی جاوے تاکہ لپانٹ تھریز و تقریر بغربی آجائے *

فرض کہ جیسا کہ اب تک گورنمنٹ کے سررشتہ تعلیم سے مسلمان ملحدہ ملحدہ رہے ہیں برخلاف اُس کے جہاں تک ممکن ہو اُس میں امانت و مدد کریں اور سررشتہ تعلیم کو ایک اپنی ضروریات سے سمجھیں تاکہ وہ اُس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور جو جو نقصان اُس میں ہوں اُس کے رفع کرنے پر قادر ہوں *

یہ تمام باتیں جو اوپر بیان ہوئیں مسلمانوں کو گورنمنٹ کالجوں و اسکولوں سے فائدہ اُٹھانے کے لیئے کافی ہیں اس سے زیادہ اور کچھ گورنمنٹ سے درخواست کرنی یا ترقی رکھنی، محض بیہودہ بات ہی بلکہ اس میں سے بھی بعض باتیں ایسی ہیں کہ گورنمنٹ بمشکل اُسکو قبول کریگی *

راے ممبران

اس تجویز کی نسبت کل ممبران سلیکٹ کمیٹی سے صلاح اور مشورہ کیا گیا جو ممبر کہ بنارس میں موجود تھے اُنہوں نے بالمشافہ اپنی رائیں ظاہر کیں اور جو لوگ کہ بنارس میں موجود نہ تھے اُن کے پاس یہ تجویز بھیجی گئی اور اُنہوں نے پندرہ تھریز کے اپنی رائیں ظاہر کیں جنکی تفصیل ذیل میں مندرج ہے *

سید احمد خان مولوی محمدعارف صاحب مولوی سیدعبداللہ صاحب محمد یار خان صاحب مولوی سید زین العابدین صاحب مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب مولوی اشرف حسین خان صاحب مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب اور منشی محمد اکرام حسین صاحب نے بلا کسی اختلاف کے مذکورہ بالا تجویز کو پسند اور منظور کیا اور تمام مراتب مذکورہ بالا سے اتفاق رائے ظاہر کیا *

مولوی سید امداد علی صاحب اور مولوی قطب الدین حسن صاحب اور مولوی حمید الدین صاحب اور منشی محمد سبھان صاحب نے بھی بالکلیہ اس تجویز سے اتفاق کیا مگر ان چاروں ممبروں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ تلخیص کتب پذریہ علماء کامل اور متذہبوں کے عمل میں آوے *

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے بھی جملہ مراتب مندرجہ بالا سے دلی اتفاق کیا اور یہ لکھا کہ سلسلہ تعلیم میں جو کمی پیش کی خواہش کی ہے نہایت عمدہ اور مناسب ہے لیکن چونکہ اِس رپورٹ میں اُن کتابوں کے انتصاب کا پورا ذکر نہیں ہے جو اِس طریقہ میں پڑھائی جارہیگی اِسلیئے میں اِسباب میں ابھی کچھ راے نہیں دیتا جب اِس کا موقع آوے گا تب میں بالتفصیل راے درنگا *

مولوی عبدالرحمن صاحب اور مولوی حفیظ الدین احمد صاحب اور میر پادشاہ صاحب نے بھی تجویز مذکورہ بالا سے اتفاق کیا مگر تلب نقہ و اصول فقہ اور کتب حدیث کی تلخیص کرنے سے اختلاف راے کہا اور کہا کہ وہ بدستور سابق تعلیم میں وہیں *

سوم ہو کالج میں یہ تصحیح انتظام پرنسپل کے ایک کلب مقرر ہو جسکا پریزیڈنٹ پرنسپل ہو اور ہر ہفتہ اُس میں اعلیٰ کلاسوں کے طالب علم اسپینچیں مضامین معین میں کیا کریں اور اگر چھوٹے کلاسوں میں بھی اسکو رسمت دی جاوے اور ہر کلاس کے ماسٹر کے اہتمام میں اُسکے طالب علم ہر ہفتہ اسکی مشق کیا کریں تو ترقی ترقیچہ کے لیئے نہایت مفید ہوگا *

چہارم مسلمان گورنمنٹ سے درخواست کر کہ بشمول ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ایک کمیٹی مقرر کریں جو اُن کتابوں کو منتخب کریگی خراجہ خود قالیف کرے یا قالیف کرائیگی جو سکول لینگریج کی تعلیم کے لیئے درکار ہیں اور اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اردو و فارسی و عربی کی تعلیم کی کتابوں میں جو بطور سکول لینگریج کے پڑھائی جاتی ہیں کچھ درستگی کی جاوے اور کتابیں عمدہ و مفید بصلاح کمیٹی اُس میں داخل کی جاویں تو مسلمان طالب علموں کو رغبت بھی ہوگی اور بہ نسبت حال کے اُن زبانوں کی تعلیم کی بھی ترقی ہو جائیگی اور جب عربی فارسی کی تعلیم ایک عمدہ قاعدہ پر ہوگی تو مسلمان طالب علموں کو کسی وقت پر اُسکو اعلیٰ درجہ تک ترقی دینے کا موقع حاصل رہیگا *

پنجم بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کے مسلمان منظور پری گورنمنٹ ایک کمیٹی مقرر کریں جو اس بات کی تحقیقات کیا کریگی کہ کس قدر مسلمان لڑکے شہر یا قصبہ میں ہیں اور وہ کہاں کہاں پڑھنے لکھنے میں مصروف ہیں اور کیا کرتے ہیں اِس تحقیقات کی کتابیں اور فہرستیں مرتب ہوں اور ہمیشہ سماہی پر اُنکی جانچ پڑتال ہوا کرے اور جو لڑکے پڑھتے نہیں ہیں اُس کا سبب بھی دریافت کر کر اُس کتاب میں مندرج کیا کریں *

اِس کمیٹی میں بجز مسلمانوں کے اور کوئی شخص اور نہ کوئی پورپین حاکم شریک ہو مگر اُسکی اطلاع و کیفیت ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پاس جایا کرے اور خرچ اِس کمیٹی کا میرنسپل فنڈ سے دیا جاوے *

ششم ہر کالج اور اسکول کے لیئے کمیٹی ہو جس میں مسلمان بھی شریک ہوں اور اُنکو کچھ رقم اور اختیار بھی دیا جاوے اور اُسکا بائی لاز خود اُنہیں سے بنوایا جاوے اور گورنمنٹ بعد اصلاح و ترمیم اُسکو منظور کرے تاکہ گورنمنٹ کالج و اسکول مسلمانوں کے لیئے بطور ایک عربی کے متصرف ہوں نہ بطور ایک خوفناک چیز کے جیسیکہ اب تک رہے ہیں *

تھصلی و حلقہ ہندی مکتبوں کو بھی اپنے مفید کرنے کے لیئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اُنکے اہتمام اور نگرانی میں زیادہ تر مداخلت کریں اور سب سے عمدہ یہ بات ہے کہ اپنی طرف سے اور باہمی چندہ سے ایسے ایسے چھوٹے مکتب خود قائم کریں اور گورنمنٹ سے اُس میں نصف روپیہ ملنے کی درخواست کریں *

اسی عمدہ رائے پر چلتے رہینگے بخاری کی تلخیص کے یہہ معنی نہیں ہیں کہ اُس کے بعض اجزا کو ہم اپنی سمجھ کے موافق قایم رکھیں اور بعض کو نکال دیں بلکہ تلخیص کے یہہ معنی ہیں کہ اُس کے جو مقامات کہ مفید اور مناسب وقت ہیں اُس کو نکال کر کے درس میں داخل کریں اور اس میں کوئی قباحت اور نقصان نہیں ہی اور میں اس میں بھی کوئی قباحت اور نقصان نہیں سمجھتا کہ جو غلطی یا خطا کسی کتاب میں واقع ہی اُس کی گرفت کی جائے اور بلا اندیشہ وہ غلطی ظاہر کر دی جارے میں خیال کرتا ہوں کہ ہمیشہ اول طبقہ صحابہ سے لیکر آج تک ہمارے یہاں کے علما یہی کام کرتے چلے آئے ہیں صحابہ تابعین مجتہدین فقہا محدثین مشائخ کرام سب کی غلطی و خطاؤں کو بہت صراحت سے علما نے لکھا ہی اور اس بات کو بھی بہت احتیاط سے ملحوظ رکھا کہ اگر کسی پر بیجا اعتراض یا نا جائز غلطیاں لگائی گئی ہیں تو اُس کو بدلیل معقول رد کیا اور یہہ بھی اسی مقام پر میں لکھتا تھا یہاں مناسب جانتا ہوں کہ ہمارے سچے مذہب کا عمدہ اصول یہہ ہی کہ کوئی عالم اور کوئی مجتہد اور کوئی صلحا سے بلکہ کوئی انسان سوائے انبیاء علیہم السلام کے اسے درجہ میں نہیں ہیں کہ جن کے کلام میں خطا اور خلل واقع نہوا ہو اگر آج ہم کسی بڑے سے بڑے عالم کے کلام کی غلطی ظاہر کریں اور اُس کو عمدہ دلائل سے سچے قیاس سے بغرض ہوا خرابی اسلام ثابت کر دیں تو کچھ ہم پر اعتراض نہیں ہی *

منشی محمد اکبر حسین صاحب نے یہہ رائے لکھی کہ مجھ کو جناب سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی اعلیٰ اور عمدہ اور حکیمانہ تجویز سے بدل اتفاق کلی ہی ہرچند مولوی فرید الدین صاحب کا خیال اُس کی تصویر خیالی ہونے کی نسبت مسلمانان ہند کی عادت و عقاید و حالات موجودہ پر نظر کرنے سے کسی درجہ تک صادق آتا ہی اور اس تدبیر پر نظر کی تکمیل اجرا کی تمنا مرحومہ اُمید و بیم میں معلوم ہوتی ہی لیکن جب ہم اُس تشریح اور توضیح پر نظر کرتے ہیں جو جناب سید احمد خاں صاحب ممدوح نے تجویز اور عمل اُن دونوں چیزوں کے امتیاز کے باب میں فرمائی ہی تو ہم بے تامل متفق الرائے ہو کر خدائے عزوجل سے اپنے عمدہ ارادوں کے پورا ہونے کی دعا مانگتے ہیں السعی منی والتمام من اللہ *

جو رائے میزوں کی اوپر بیان ہوئی اُس سے ظاہر ہی کہ جو طریقہ تعلیم کا تجویز ہوا اُس سے تمام میزوں نے اتفاق رائے کیا ہی پس اب میں نہایت خوشی سے اس رپورٹ کو ختم کرتا ہوں اور بموجب ہدایت میزبان سلیکٹ کمیٹی کے تمام میزبان کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے سامنے اس اُمید سے پیش کرتا ہوں کہ میزبان کمیٹی ممدوح درباب تمہیل اور اجرا اس طریقہ تعلیم کے بتدبیر مناسبہ سعی اور کوشش فرمائی شروع کریں *

دستخط سید احمد خاں

سکریٹری کمیٹی مقام بنارس ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ ع

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب نے اپنی رائے یہہ لکھی ہی کہ میں اپنے لائق فایز مسیح عصر حکیم دھر روشن ضمیر عالی دماغ سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی عمدہ ممبر کی رائے سے بالکل اتفاق نہیں کرتا اُس سخت مرض مملک اور مومن جہالت کا کہ جو آج کل جسم اسلامی کو لاحق ہو گیا ہی اور جس نے اُن کے سارے دین و دنیا کے امور کو نہایت فتنہ اور نقصان میں ڈال رکھا ہی جو علاج تجویز کیا ہی وہ بعض ایک تصویر خیالی ہی جو حالت موجودہ مسلمانوں سے اس بات کی توقع دیتی ہی کہ وہ ہوسکتی کہ وہ اُس عمدہ علاج کے اجزائے نافع کو بہم پہنچا کر استعمال کریں میں اس بات کو نہایت سچائی سے قبول کرتا ہوں کہ وہ نسخہ مجوزہ نہایت بے نظیر و لا جواب ہی اگر اُس کے استعمال کا امکان ہوتا تو وہ بالکل اُس مرض مہلک کی یخ و بنیاد کو توڑ دیتا اور جسم اسلامی کو اعلیٰ درجہ کی صحت و طاقت کو پہنچا دیتا اور یقین ہی کہ آئندہ نسلوں میں کوئی وقت ضرور ایسا آریگا کہ اہل اسلام بخوشی اُس نسخہ کو استعمال کرینگے اور خدا کرے کہ جلد وہ وقت آئے میرے خیال میں اُس حکیم حائق کو ضروری تھا کہ وہ درات اور ہمت اور توفیق موجودہ مسلمانوں پر لکھا فرما کر مطابق اُس کے کوئی نسخہ تجویز کرتے کہ جس سے زیادتی اُس مرض کی تو روک جاتی اور کسی قدر آثار صحت کے نمایاں ہوتے اور اسی طرح وقتاً فوقتاً بلحاظ حالت موجودہ کے اُس نسخہ میں تبدیلی عمل میں لاتے کہ یہی طریقہ بالکل قانون قدرت کے مطابق ہی اگر حکیم ممدوح بنظر مہربانی پھر دوبارہ توجہ فرما کر کوئی ایسی تدبیر تجویز فرمائیں کہ جسکا خارج میں موجود ہونا کو بدت ہو سکو ممکن ہو تو نہایت مناسب و بہتر ہی اور جب بخیر رائے یہہ قایم ہوئی کہ فی الحال وہ تدبیرات بعض خیالی ہی ہیں اور کسی طرح وہ وجود پذیر نہونگی تو اُن تدبیر کی نسبت مفصل رائے لکھنا بعض فضول و بیفایده ہی تاہم اس قدر کہنا میں ضروری جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے امور معاد کے لحاظ سے اُن کی اعلیٰ اور عمدہ تعلیم میں زبان عربی کو دوم درجہ قرار دینا نا مناسب ہی نہیں بلکہ مضر ہی جب ہم ایک ایسا خیالی منصوبہ قرار دیں کہ جو عمدہ حالت ترقی تعلیم مسلمانوں کی ہو تو اُس میں حیف ہی کہ وہ عربی درجہ دوم میں قرار پاوے اور چند میزوں نے جو درباب تلخیص کتب دینیہ اہل اسلام کے رائے دی ہی اور سید احمد خاں صاحب سے اختلاف کیا ہی میں اُس میں سید احمد خاں صاحب سے بالکل متفق ہوں میں خیال کرتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً علمائے اہل اسلام اس کے دریے دھیں اور بنظر مصالح وقت اور حالت موجودہ اہل زمان پتہ تبدیلی عبارت یا اختصار و تلخیص مقامات کتب تالیف کرتے آئے ہوں اور مجھ کو اُمید ہی کہ ہمارے یہاں کے لائق آدمی ہمیشہ

بحق مقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۷]

یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام ہذا رس بھیجا جاوے غرضیکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاقب نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

سوال و جواب

سوال و جواب

مضمون نمبر ۸۰

سوال و جواب

میرے ایک دوست نے بمقام الہ آباد میرے پاس ایک سوال تحریری بھیجا تھا اب میں اُس کا جواب لکھتا ہوں *

سوال

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین متین اور شرع مبیین کہ اگر زید قرآن شریف کے کسی جزو سے انکار کرے اور کل احادیث کو یہہ کہے کہ سب بالعمیہ ہیں کوئی بالفاظ نہیں اور باوجود اس کے عمرو زید کو پکا مسلمان اور سچا ایماندار جانے اور کہے تو شرعاً عمرو کی نسبت کیا حکم ہے *

جواب

اگر زید قرآن شریف کے کسی جزو سے انکار کرے یعنی کسی سورہ یا کسی آیت کو منزل من اللہ اور وحی متلو نہ جانے یا جن چیزوں کا ذکر اُس میں ہے اُس کے ہرنے سے پرورد ذاتی یا پرورد حسی یا پرورد خیالی یا پرورد عقلی یا پرورد تشبیہی منکر ہووے یا اُسکے مطلب سے جو الفاظ کی دلالت اور مقام کے قرینہ اور عبارت کے سیاق اور عرب کے معادۃ سے اجمالاً سمجھا گیا ہو اور اصول عقاید کے متعلق ہو بغیر کسی دلیل شرعی اور برہان قوی کے انکار کرے تو زید کافر ہے اور اگر اُس انکار پر عمرو زید کو پکا مسلمان اور سچا دیندار جانے اور اُس تکذیب و انکار میں اپنا اتفاق ظاہر کرے تو وہ بھی کافر ہے لیکن اگر زید قرآن کو قطعاً قطعاً خدا کا کلام جانتا ہو اور بسم اللہ سے لیکر تا والناس ہو اُس کو وحی متلو سمجھتا ہو اور جو کچھ اُس میں مذکور ہے کیا از قبیل اخلاق و عقاید اور کیا از جنس عبادات و معاملات اور کیا از قبیل اخبار و قصص اور کیا از قسم حالات آخرت اُن سب کو حق اور واجب الیقین والعمل جانتا ہو مگر اُن الفاظ اور کلمات کے جنکے لفظی معنی مراد لینے سے متعاضد کسی اصل سے منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ عقلیہ کے یا کسی امر سے منجملہ امور موجودہ واقعہ کے ہر وقتی ہو یا ہر وقتی معنی نہ کہتا ہو بلکہ ایسے صحیح اور اصلی معنی مراد لیتا ہو جو قرینہ مقام اور معادۃ عرب کے مخالف اور شارع کے منصوص اصلی کے برعکس نہوں یا اسامہ موجودات سے جنکا ذکر قرآن میں بلا تشریح اُنکی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لیتا ہو جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جسکا ثبوت کتاب و سنت سے کچھ نہوتا ہو اور اُسکے اثبات پر سوائے ارہام اور ظنون کے کوئی عقلی دلیل بھی نہ ہو یا اُن

آیات احکامی سے جنکی تعمیم بظاہر معارض ہر وقتی ہو بلکہ اصول صحیح کل عام یکتہ التخصیص کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و سنت مستثنی کرتا ہو یا اُن مسائل اصولی و فروعی کو جنکا ثبوت صراحتاً نہوتا ہو مگر بقیاس بعیدہ لفظوں سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو نہ مانے یا قرآن مجید کی اُن تفسیروں کو جنکی کوئی سند صحیح صاحب الکتاب سے نہر اور لوگوں نے اُسے اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق بیان کیا ہو واجب القبول نہ جانتا ہو گو لوگوں کے نزدیک وہ باتیں جزو قرآن سمجھی جاتی ہوں اور اُس کا انکار انکار قرآن تصور کیا جاتا ہو اور ان سب حالتوں میں زید کی نیٹ سوائے اعلام کلمۃ اللہ اور احقاق حق اور رفع الزام اور دفع مطامع اور تطبیق اصول دین کی اصول صحیحہ عقلیہ سے اور ثابت کرنے حقیقت مذہب اسلام کی سب لوگوں پر کیا جادلی اور کیا عالم اور کیا حکیم اُور کچھ نہو تو زید بلا شبہ پکا مسلمان اور سچا ایماندار ہے اور عمرو بھی جو زید کو ایسا سمجھتا ہو ویسا ہی پکا مسلمان اور سچا ایماندار ہے *

اگر زید کل احادیث کو بالعمیہ کہے اور اُن کی روایت کو بالفاظ نہ مانے یعنی یہہ کہے کہ ان حدیثوں میں سے کسی میں کوئی لفظ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے تو وہ احمق اور جاہل ہے لیکن اگر وہ یہہ کہے کہ احادیث کے الفاظ پر یہہ یقین نہیں ہے کہ یہہ سب الفاظ وہی ہیں جو شارع نے فرمائے ہیں شاید ہوں شاید نہوں اور نہ اس نظم و ترتیب کی نسبت جو الفاظ اور کلمات میں احادیث کے ہی یہہ یقین ہے کہ یہہ وہی نظم و ترتیب ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی شاید ہو شاید نہو تو زید نہ کافر ہے نہ مرتد بلکہ ایک مصدق مسلمان ہے اور عمرو جو اُسے سچا مسلمان جانے وہ بھی ویسا ہی ہے *

میں اس جواب کی کچھ ضروری شرح بھی کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مستثنیٰ قرآن و حدیث کی تصدیق و تکذیب کی حقیقت سے واقف ہو جارے چونکہ یہہ جواب متعلق در چیز سے ہے قرآن اور حدیث اس لیے دونوں سے علیحدہ علیحدہ بحث کرتا ہوں *

بحث اول بکے نسبت تاویل قرآن

قرآن کی تصدیق حقیقت میں یہہ ہے کہ اُسے وحی متلو سمجھنا اور منزل من اللہ جانتا اُس کی تمام باتوں کو حق اور صحیح ماننا اور اُس کی تکذیب یہہ ہے کہ اُسے ایسا نہ جانتا پس جب تک کوئی مسلمان قرآن کو خدا کا کلام جانے اور اُس کی سب باتوں کو مانے تب تک تصدیق قرآن کی نسبت اُس کی طرف ہر گز اور وہ منکر قرآن

سے منجملہ مسائل صحیحہ عقیدہ کے یا کسی امر سے منجملہ امور موجودہ واقعہ کے ہوتی ہو ظاہری معنی مراد نہ لینا بلکہ وہ اصلی اور حقیقی معنی مراد لینا جو قرینہ مقام اور معاررہ عرب کے متخالف اور شارع کے مقصود اصلی کے برعکس نہ ہوں *

ثانیاً اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح آنکی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو نہ جس کے اثبات پر سوائے اوہام و ہذون کے کوئی عقلی دلیل ہو اور اُن اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجود مراد لینا منجملہ وجود خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے *

ثالثاً اُن آیات احکامی سے جن کی تعلیم یہ ظاہر معلوم ہوتی ہو کہ لحاظ اصول صحیح کل عام یحتمل التخصیص کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و سنت مستثنی کرنا *

رابعاً اُن مسائل اصرائی و فروعی کا جو صاف صاف لفظوں سے ثوابت نہوتے ہوں مگر بقیاس بعیدہ لوگوں نے استنباط کیئے ہوں نہ ماننا *

خامساً قرآن مجید کی اُن تفسیروں کو جسے بلا سند صحیح صاحب الکتاب نے لوگوں نے اپنی سمجھ اور اپنی فہم کے مطابق بیان کی ہو واجب القبول نہ جاننا *

پہلی صورت کی تصریح یعنی قرآن کے بعض

الفاظ سے ظاہری معنی مراد نہ لینا

جو الفاظ قرآن مجید میں مذکور ہیں اُن کی نسبت یہ خیال کرنا کہ ہر موقع اور ہر مقام پر اُن کے وہی ظاہری معنی مراد لینا ضرور ہی جس کے واسطے وہ لفظ موضوع کیئے گئے ہیں بڑی نادانی ہی اور اسی واسطے نہ اب تک کسی نے اہل تحقیق سے ایسا خیال کیا نہ کوئی کر سکتا ہی کیونکہ خدا نے قرآن مجید کو عرب کی زبان میں نازل کیا اُن کے معاررہ اور اُن کی بول چال کے مطابق الفاظ کا استعمال کیا پس ہم کو اُن کا معاررہ دیکھنا چاہیئے کہ اہل عرب ہمیشہ لفظوں کو اُن کے ظاہری ہی معنی پر معہول کرتے تھے یا نہیں جیسا ہم عرب کے کلام میں پڑیں دیکھا ہی قرآن مجید کی نسبت خیال کریں پس جب ہم عرب کے کلام پر نظر کریں اور اُن کے معاررہ اور استعمال کو دیکھیں بلکہ عرب کے سوا دنیا کے اُور اہل زبانوں کی بول چال پر غور کریں تو کیہی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ الفاظ ہمیشہ اپنے ظاہری معنی ہی پر معہول نہیں کیئے جاتے بلکہ مختلف معنی اور مختلف مقصود پر اُن کا استعمال ہوتا ہی

تہ سمجھا جا رہا لیکن جب اُس نے اُسے ایسا نہ جانا یا اُس کی کسی بات کو غلط مانا تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ٹھہریکا اور تب کفر کی نسبت اُس کی طرف کی جا رہی یہ مذہب تو اصل محققین کا ہی مگر جو لوگ ہمارے مذہب کی تحقیق کے درجہ پر نہیں پہنچے اور جنہوں نے کفر کو غناء سے بھی زیادہ ارزاں کر دیا اور بات بات پر مسلمانوں کی طرف کفر کی نسبت کی اُنہوں نے قرآن مجید کا انکار خوا ذرا سے اختلاف پر لوگوں کی طرف منسوب کیا اور نہایت بے احتیاطی سے کلام الہی کی تکذیب کے فتویٰ جاری کیئے چنانچہ بعضوں نے فرمایا کہ جو شخص اصول مذہب ماتریدی کا معتقد نہ ہو وہ منکر قرآن ہی بعضوں نے کہا کہ جو کوئی عقاید اشعری کا قائل نہ ہو وہ مذہب قرآن ہی پھر حنبلیوں نے اشاعرہ کو کافر جانا کہ وہ آیۃ علی العرش استوی کی حقیقت ظاہری سے منکر ہیں اشاعرہ نے حنبلیوں کو منکر قرآن خیال کیا کہ وہ آیۃ لیس کھٹلہ شیئی کے مضمون کو نہیں مانتے سلیوں نے معتزلیوں کی طرف انکار قرآن کی نسبت کی کہ وہ خدا کی رویت کا جو قرآن سے ثابت ہی اعتقاد نہیں رکھتے معتزلیوں نے اُن کی تکفیر کی کہ وہ اثبات صفات سے ترحید کا اقرار نہیں کرتے اس تکذیب و تکفیر نے یہاں تک ترقی کی کہ قطع نظر اختلاف اصول کے اختلاف فروع سے بھی ایک نے دوسرے پر تہمت تکذیب قرآن کی کی اور اپنے ظنون اور شہادت کی تائید میں خدا کے کلام کی سند لائے آخر کار بعض حنفیوں نے شافعیوں کو اور بعض شافعیوں نے حنفیوں کو بدعتی اور گمراہ بتایا اور بدعتیوں نے وہابیوں کو وہابیوں نے بدعتیوں کو کافر اور مشرک ٹھہرایا اور عامی فقہا نے تو اپنی کتابوں میں بے سمجھ بوجھ تکفیر کے اتنے مسئلے بھر دیئے کہ گویا اُنہوں نے پیٹھنا چلنا پھرنا سب کفر میں داخل ہو گیا پس اب اُن لوگوں کو جو تقلید میں مبتلا ہیں کوئی چارہ اس بلا سے نکلنے کا نہیں کیونکہ اُن کا دین و ایمان عالموں کے اقوال اور فقیہوں کی کتابیں ہیں اور وہ فقیہوں کے کشکول کی طرح ہر رنگ کے ٹھانوں سے بھرے ہوئے ہیں مگر ہاں جو شخص تحقیق کا آرزو مند ہو اور بے سوچے سمجھے کسی بات کو نہ مانے اُسے اس گرداب بلا سے نکلنے کا موقع حاصل ہی اور وہ مرقع کیا ہی قرآن کی اصلی تصدیق و تکذیب پر نظر رکھنا حقیقت تصدیق و تکذیب کی تو میں اوپر بتا چکا اب اُن قیود و شرایط کی تشریح کرتا ہوں جو اُن میں کی گئی ہیں میں نے اوپر لکھا ہی کہ ان حالات میں انکار قرآن کی نسبت کسی طرف کرنا جائز نہیں *

اُور اُن الفاظ اور کلمات کی جن کے لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ

سوال و جواب

سوال و جواب

چوتھے دلائل کرنا لفظ کا وجود عقلی پر وہ یہ ہے کہ مطلب کا اُن لفظوں میں بیان کرنا جو اصلی حقیقت اُن الفاظ کے معانی کی عقلاً ثابت ہو مثلاً ہمارا کسی بے شرم آدمی کو کہنا کہ اُسے کچھ دکھلائی نہیں پڑتا پس نہ دیکھنے کا اطلاق ظاہر میں اُسی پر ہوتا ہے جو کہ ظاہری آنکھ نہ رکھتا ہو مگر جو مقصود دیکھنے سے عقل کے نزدیک ہے وہ اس مقام پر مراد ہے یعنی نیک و بد میں تمیز کرنا پس اس مقام پر ان لفظوں کا معمل سوائے وجود عقلی کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا *

پانچویں دلائل کرنا لفظ کا وجود تشبیہی پر وہ یہ ہے کہ اُس چیز کا بیان کرنا جو کہ نہ خارج میں موجود ہو نہ حواس اور خیال سے متعلق ہو نہ اُس کی کوئی حقیقت خاص ہو بلکہ کسی دوسری چیز کی کسی صفات یا خواص میں سے کسی ایک صفت یا ایک خاصہ سے مشابہ ہو اُس مشابہت کا بیان کرنا جس طرح ہمارا یہ کہنا کہ نفل شخص آفتاب ہے یعنی مثل آفتاب کے مشہور ہے *

پس یہ پانچ مرتبہ موجودات کے ایسے ہیں کہ جب وہ الفاظ میں بیان کیئے جا رہے تو منجملہ ان مراتب پنجگانہ کے کسی ایک مرتبہ پر اُن کا معمول کرنا ضرور ہوگا اور یہ مرتبہ کلام کے ایسے ہیں کہ ہر عامی اور ہر جاہل اپنی بول چال میں روز مرہ اس کا استعمال کرتا ہے اور ہمیشہ بات چیت میں ان حقائق و دقائق کو ادا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرب کے ریگستان کے پھرنے والے اور حجاز کے پہاڑوں اور جنگلوں میں بکریاں چرانے والے بغیر سمجھائے بے بتائے قرینہ اور قیاس سے موافق قرینہ مقام کے اُن الفاظ سے اُن کے کوئی ایک معانی اُن معنیوں میں سے خود بخود سمجھ جاتے تھے اور اب بھی ساری دنیا کے جاہل اور بے پڑھے لکھے آدمی اُن مراتب کی رعایت اپنے بولنے اور سمجھنے میں رکھتے ہیں مگر وہ اُن کی ترتیب اور درجات نہ سمجھیں اور اس حقیقت کو اپنی زبان سے ادا نہ کرسکیں پس الفاظ کے دلائل کرنے سے ان معانی پنجگانہ پر کوئی شخص نہیں ہے جو انکار کرے اور جب یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے تو اب ہمکو خدا و رسول کے کلام پر نظر کرنی چاہیئے کہ اُنکے کلام میں بھی ان مراتب کی رعایت ہے یا نہیں پس اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں ہے تو یہ سفسطہ اور جنون ہے کیونکہ خدا کا کلام جو ہماری ہدایت کے لیئے نازل ہوا ہمارے ہی معادرتہ اور ہماری ہی طرز پر ہے وہی بول چال ہے جو ہمارے روز مرہ میں ہے وہی طرز و انداز ہے جو رات دن ہمارے استعمال میں ہے اُس نے اپنے مقصود کو ہماری ہی بولی میں ہمارے ہی طور پر ادا کیا اُس نے اپنے کلام قدسی بے صورت و حرف کو ہمارے ہی لفظوں اور ہمارے ہی کلام کے پیرایہ میں ظاہر

اور اُن معانی مختلفہ میں سے کسی ایک معنی کی تخصیص قرینہ اور معادرتہ کے مطابق خود ذہن سلیم پر منحصر ہے *

اب ہم کو ذرا غور سے اُن معانی مختلفہ پر غور کرنا چاہیئے جن پر الفاظ دلائل کیا کرتے ہیں چنانچہ مراتب دلائل الفاظ پانچ ہیں اول دلائل کرنا الفاظ کا وجود ذاتی پر دوسرے دلائل کرنا وجود حسی پر تیسرے دلائل کرنا وجود خیالی پر چوتھے دلائل کرنا وجود عقلی پر پانچویں دلائل کرنا وجود تشبیہی پر دلائل کرنا لفظ کا وجود ذاتی پر یہ ہے کہ جس معنی کے واسطے وہ وضع کیا گیا ہو اُسی پر دلائل کرے اور وہ ہے جس کی تعبیر اُس لفظ سے کی گئی ہو وہ درحقیقت خارج میں موجود بھی ہو مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ابولہب کانر تھا اس مرتبہ میں داخل ہے کیونکہ بہ تواتر ثابت ہے کہ ابولہب ایک مرد مکہ کا رہنے والا تھا اور وہ کانر مرا *

دوسرے دلائل کرنا لفظ کا وجود حسی پر یہ ہے کہ جس چیز کا بیان کیا گیا ہو وہ فی نعمہ موجود نہ ہو اور خارج منالہس اُس کا وجود پایا نہ جارے بلکہ صورت مثالی اُس کی خیال میں آنا ہی اُس کا وجود سمجھا جارے اور اُس صورت مثالی کی تعبیر لفظوں میں کی جارے جس طرح ہمارا کہنا کہ ہم نے جبرئیل امین کو خراب میں دیکھا پس حقیقت میں نہ وہ ہمارے پاس آئے نہ اُن کی صورت ظاہری ہمارے سامنے ہوئی بلکہ اُن کی صورت مثالی جو ہمارے ذہن میں گذری رہی اُن کا وجود سمجھا گیا پس اس مقام پر وجود جبرئیل سے مراد وجود حقیقی جسمانی نہیں ہے بلکہ صورت مثالی اور وجود روحانی مراد ہے اور چونکہ قرینہ مقام اس کلام کو مرتبہ اول پر یعنی وجود خارجی مراد لینے پر مائع ہے اس لینے وجود حسی مراد لینا ضرور ہوا *

تیسرے دلائل کرنا لفظ کا وجود خیالی پر وہ یہ ہے کہ متصورات کی صورت و اشکال کا جب کہ آنکھ سے غایب ہوں دیکھنا اور اُس دیکھنے کو الفاظ کے ذریعہ سے بیان کرنا مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ہم کعبہ کو دیکھ رہے ہیں اور حاجیوں کا طواف کرنا ہماری آنکھ کے سامنے ہے حالانکہ ہم نہ کعبہ میں ہیں نہ حاجی ہمارے سامنے ہیں مگر کعبہ کی صورت اور حاجیوں کے طواف کی تصویر ہمارے خیال میں آئی ہے اُن لفظوں سے تعبیر کیا پس اس مقام پر بھی یہ الفاظ اپنے اصلی معنی پر معمول نہیں ہو سکتے اور سوائے وجود خیالی کے دوسرا وجود رویت اور کعبہ اور طواف کا کسی کے ذہن میں نہیں گذر سکتا بظلال اس کے اگر یہی بات ہم کعبہ میں کہتے جبکہ حاجی ہمارے سامنے طواف کرتے ہوتے تو اُس وقت اس کلام سے اصلی معنی سمجھے جاتے اور یہ الفاظ وجود خارجی پر دلائل کرتے *

کے لفظ کو معہول کرتا ہی پس خدا کی توحید اُس کا علم بالبحرئیات مسائل فرائض و واجبات وغیرہ کا انکار بھی انکار قرآن نہ سمجھتا؛ جاریمک و ماہذا الاضلال میں اسی واسطے ہم نے اُن معانی کے مراد لینے کو بے قید نہیں رکھا اور چند ایسی قیدیوں لکادی نہیں کہ جن کے لحاظ کرنے سے کبھی دست تطاول الہاد نہ پڑھیکا اور لا مذہبی اور دھریہین پر اطلاق تصدیق قرآن نہوگا وہ قیود جو ہم نے کی ہیں یہہ ہیں *

اول لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین کے *

دوسری مخالفت اُس کی کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ عقلیہ کے *

تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے منجملہ امور واقعیہ کے * ان حالتوں میں لفظی معنی سے تجاوز کرنا اور جیسا موقع اور قرینہ مقام کا ہو ویسا کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب مدارول الفاظ کے لفظ کو معہول کرنا انکار قرآن نہیں ہی بلکہ اصلی تصدیق قرآن کی ہی اور اگر ایسی حالتوں میں لفظی معنی مراد لینے جاریم تو اندیشہ بلکہ ظن قوی تکذیب قرآن اور انہدام بنیان اصول اسلام کا ہی چنانچہ میں ہر ایک کی مختصر تشریح کرتا ہوں *

اول مخالفت قرآن کی کسی اصل سے

منجملہ اصول دین کے

مثلاً میں کہتا ہوں کہ منجملہ اصول دین کے ایک ہوا اصول تقدس اور تنزہ پارہتمالی کا ضرورت اور جسم سے ہی اور یہہ ایسا اصول ہی کہ اسلام کی بنیاد اُسی پر ہی جو شخص اس کا منکر ہو وہ کافر ہی لیکن جب ہم کو قرآن و حدیث میں ایسے لفظ ملیں جن کے ظاہری معنی مراد لینے سے تشبیہ اور تہسبیم پارہتمالی کی ثابت ہو تو اُس وقت ہم کو لازم ہی اُس کے ظاہری معنی سے تجاوز کرنا اور اُس کی دوسری حقیقت جو موافق اُس مقام کے ہو مراد لینا مثلاً اللہ جل شانہ فرماتا ہی یدانہ فرق ایدہم پس ہاتھ کے اصلی معنی ظاہر ہیں اور وجود خارجی اُس کا گوشہ پوست کا ایک عضو خاص ہی تو اگر اس موقع پر ہم اس لفظ کو مرتبہ اول پر معہول کریں اور وجود خارجی اُس کا مراد لیں تو ہمکو خدا کا ہاتھ اور پنجہ اور گوشہ اور پوست اور رگ اور خون سب چیزوں کا ماننا پڑے اور جب ہم نے ایسا مانا تو ہمارے فکر میں کیا ہبہ رہا پس ہرجہہ اُس کے کہ اس لفظ کے ظاہری معنی مراد لینے

کیا پس سوائے بے سرے کے جاہل کے کون ہی کہ یہہ کہے کہ اُس نے اپنے الفاظ کے مدارول کو معہول کر دیا اور سوائے وجود خارجی کے موجودات کے اور مراتب کا اپنے نلام میں لحاظ نہیں رکھا اور جس طرز پر ہم میں سے ہر جاہل و مامی گفتگو کرتا ہی اُس طرز کو بدل دیا حقیقت میں نہ خدا نے ایسا کیا نہ ایسا ہو سکتا تھا بلکہ اگر کوئی یہہ کہے کہ چونکہ خدا کو ہماری روحانی تعلیم منظور تھی اور ہم کو وہ باتیں بتانا چاہتا تھا جسے نہ ہماری آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ ہمارے دل میں اُس کا خیال آیا نہ ہم اپنے جیتے جی دیکھ سکتے یا خیال کر سکتے ہیں اس لیے اپنے کلام کو عام کر دیا اور موجودات کے اُن مراتب میں سے جنکا ہم استعمال کرتے تھے کوئی ایک مرتبہ اور پڑھا دیا تو قیاس میں آہی سکتا ہی نہ کہ اُس کا کم کو دینا اور باوجود ضرورت تعمیم کے اُسے معہول کر دیا نذاک ظن الذین لا یومنون اور پھر جبکہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر خیال کرتے ہیں کہ اِن للقرآن ظہوراً بطناً اور اصحاب نبوی اور علماء شریعت اور محققین وقت کی باتوں اور تحقیقاتوں کو دیکھتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک ایک لفظ سے قرآن کے مختلف معنی مراد لینے ہیں اور سارے حقائق روحانی و دقایق علمی کا استنباط اُنہیں لفظوں سے فرمایا ہی تو ہمکو اُڑ بھی کامل یقین ہوتا ہی کہ ضرور خدا نے اپنے نلام کو اس طرز پر بیان کیا ہی کہ اُس کی ظاہری تفسیر سے تر ہو عامی و جاہل مطلب سمجھ سکتا ہی اور اُس کی باطنی تاریل سے ہر حکیم و عاقل حقیقت پر پہنچ سکتا ہی *

غرض کہ جب مدارول الفاظ کے مراتب کی حقیقت معلوم ہو گئی تب ہم کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے الفاظ و کلمات کو منجملہ اُن مراتب پنجگانہ کے مرتبہ اول پر معہول کرنا ظاہری تفسیر ہی اور جب دلیل قوی اُس کے استعمال پر قائم ہو اور کسی اُڑ مرتبہ پر منجملہ اُن مراتب کے نلام معہول کیا جاوے وہ باطنی تفسیر ہی اور اُسی کو تاریل کہتے ہیں اور جب تک کوئی شخص خدا کے نلام کو منجملہ اُن مراتب کے کسی مرتبہ پر معہول کرے اُس کی تصدیق کرے تب تک وہ تصدیق کرنے والا قرآن کا ٹھریکا نہ انکار کرنے والا *

لیکن اب یہہ بات بحث طالب باقی رہی کہ خدا کے نلام کو منجملہ ان مراتب کے کسی مرتبہ پر معہول کرنے کا وہ اصول کیا ہی جس سے دین اسلام قائم رہے کیونکہ اگر کوئی حد مقرر نہ کیجاوے تو ہر ملحد دست تاریل بڑھاویکا اور لفظوں کے ظاہری معنی سے انکار کرے اُس کے فوضی معنی بتائے لگیکا اور اپنے تئیں مصدق قرآن کہیگا یہہ سمجھ کر کہ وہ کسی ایک مرتبہ پر منجملہ اُن مراتب پنجگانہ

سوال و جواب

سوال و جواب

علیہ وسلم کی حدیث ہی کہ رایت ربی فی احسن صورۃ تو صورت سے انکار کرنا قول رسول سے انکار کرنا ہی کسی کا یہاں ارشاد ہی کہ حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہی کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ خالق اللہ آدم علی صورۃ یا علی صورۃ الرحمن تو خدا کو آدمی کی سی صورت نہ سمجھنا انکار رسول اور تہذیب حدیث ہی کرئی فرماتا ہی کہ صحیح مسلم میں خدا کے پاؤں ہونے پر صحیح حدیث منقول ہی کہ جب وہ دوزخ میں اپنا قدم رکھ دیکھا تب دوزخ کا ہل من مزید کہنا پند ہوگا تو اُس کے پاؤں سے انکار کرنا صحیح حدیث کو غلط کہنا ہی کرئی اس نکتہ میں سو مسست ہی کہ خدا نے خود اپنی ساق ہونے کا ذکر قرآن میں فرمایا ہی کہ یوم یکشف عن ساق اور پھر ثبوت اس کا حدیث سے ہوتا ہی کہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں لکھا ہی کہ فیاتیہم العجبار فی صورۃ غیر صورۃ الٹی رآۃ فیہا اول مرۃ الخ تو اس کا نہ ماننا جزو قرآن کا منکر ہونا ہی پس میں مستفتی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ ایسی صریح آیات اور ایسی صاف احادیث کو جس میں خدا کی صورت اور شکل اور پاؤں اور ہاتھ اور قد و قامت کا بیان ہی نہ ماننا اور اُس کے لفظوں کو ظاہری معنی پر مضمحل نہ کرنا کس وجہ سے انکار جزو قرآن نہیں ہی اور کیوں خدا کی صورت و شکل کے معتقدین باوجود ایسے استدلال کے گمراہ تصور کیئے گئے ہیں پس جو وجہ اُس کی ہو وہی اُن لوگوں کی نسبت سمجھی جارے جو ایسی ہی ضرورت کے سبب سے ظاہری معنی چھوڑ کر دوسرے معنی مراد لیتے ہوں پس اُن لوگوں کو جو ایسے ظاہری لفظوں سے اُن کے لفظی معنی مراد نہ لیں محقق اور امام اور دانشمند جاننا اور اُن لوگوں کو جو ایسی ہی ضرورت سے اُن کی کسی الفاظ کے لفظی معنی مراد نہ لیں کانر اور منکر جزو قرآن سمجھنا ایک عجیب بات ہی *

دوسری مخالفت قرآن و حدیث کی کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ عقلیہ کے

جس طرح پر الفاظ کے ظاہری معنی اُس حالت میں مراد نہیں لیئے جاتے جب کہ وہ مخالف کسی اصل کے اصول دین سے ہوں اسی طرح اُس حالت میں بھی مراد نہ لیئے جاویں گے جب کہ وہ مخالف کسی اصل کے اصول صحیحہ عقلیہ سے ہوں لیکن پہلی اصل کا پہچاننا آسان ہی اور اس کا پہچاننا ذرا مشکل ہی اس لیئے صرف الفاظ کا ظواہر سے اس اصول کی وجہ سے بہت دانا اور محتاط اور اُس آدمی کا کام ہی جو کہ معقول و منقول دونوں سے بخوبی

سے مخالف قرآن کی ایک اصل سے منجملہ اصول دین کے ہوتی تھی تجاوز کرنا اور اُس کا وجود عقلی مراد لینا ضرور ہوا *

کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ مسلمانوں میں سے کسی نے ایسے ظاہری معنی مراد نہیں لیئے بلکہ ہمارے اس زمانہ کے بھائیوں سے بھی زیادہ تو دانشمند اور اُن سے بڑا کو قرآن کی تصدیق کرنے والے گذر گئے ہیں جنہوں نے ایسے مقام پر بھی ظاہری معنی مراد لینے کو انکار اور تہذیب قرآن خیال کیا ہی اور اپنی صفائی ایمان اور تصدیق قرآن کی ہدایت خدائی صورت و شکل کے قایل ہوئے ہیں چنانچہ میں بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں *

مشبہ حشریہ مذکور مضر اور احمد ہیجہی کے اس بات کے قایل ہیں کہ خدا بھی جسم ہی کو اُس کا جسم ہمارا نہیں ہی اور اُس کے عضو اور جوارح بھی ہیں اور اُس سے ملنا اور مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا بھی ممکن ہی اور مشبہ کرامیہ یاران ابی عبداللہ محمد بن کرام کا عقیدہ ہی کہ خدا عرش پر اوپر کی طرف سے ملا ہوا بیٹھا ہوا ہی اور اُترتا چڑھتا رہتا ہی اور بعض حشریوں نے تو صاف کہا ہی کہ خدا جسم ہی پھر اختلاف کیا ہی کہ آیا وہ گردش پرست سے مرکب ہی یا نہیں اور پھر قد اُس کا سات بالش کا ہی یا نہیں اور پھر صورت اُس کی کیسی ہی آدمیوں کی سی ہی یا نہیں پھر بعضوں نے کہا ہی کہ لوندے کی سی شکل ہی اور گھونگر والے ہال سر پر ہیں بعضوں نے فرمایا ہی کہ بٹھا ہی اور اس بات کے بھی قایل ہوئے ہیں کہ جگہ بدلتا رہتا ہی اور یہ سب عرش اعتقاد لوگ قرآن و حدیث کے لفظوں پر کامل ایمان رکھنے سے ایسے تنزہ اور تغدس کے معتقد اور خدا کے لوندے یا بدھے ہونے کے قایل ہوئے اور پھر اگر اُن کی دلیلوں کو کوئی دیکھے تو سوائے اُس اصل کے جو ہم نے بیان کیا اور جسے ہمارے مذہب کے سارے محققین لکھتے آئے ہیں کوئی جواب اُن کا دے ہی نہیں سکتا اور موافق اُس عقیدہ کے جو پابندی الفاظ پر اس زمانہ کے لوگوں کا ہی سوائے اُن کے اعتقاد رکھنے کے جسکا ثبوت الفاظ ظاہری سے ہوتا ہی ہر شخص منکر جزو قرآن سمجھا جاتا ہی *

پھر یہ خیال نہ کیا جاوے کہ یہ غلطی صرف بعض لوگوں کو ہوئی بلکہ افسوس اور ہزار افسوس ہی کہ بعض بڑے بڑے محدثین اس بلا میں پڑ گئے جیسا کہ محقق درانی نے شرح عقاید عقیدی میں لکھا ہی کہ واثق المجسمۃ ظاہریوں المتبعون لظواہر الکتاب والسنة واثقہم المحدثون یعنی اکثر تفسیم کے معتقد وہ لوگ ہیں جو ظواہر الفاظ قرآن و حدیث کی تفسیم کرتے ہیں اور اکثر اُن میں سے محدثین ہیں پھر بعض کا یہ قول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ

بعض ایسے بھی تصدیق کرنے والے گذرے ہیں کہ انہوں نے تسبیح سے مراد تسبیح زبان ہی *
یا قرآن مجید میں آیا ہی کہ فقال لہا ولارض انثیامارعا اور کہا

فالتاتینا طائعتین تو یہ سمجھنا کہ خدا نے حقیقت میں اُن سے نلام کیا اور آسمان اور زمین نے در حقیقت کچھ جواب دیا اور اپنی زبان سے یہ کہا کہ اُنہیں طائعتین ہی نادانی ہی بلکہ یہاں بھی یہ الفاظ اپنے ظاہری معنی پر مضمحل نہیں ہو سکتے اور اُس سے سوائے و جود عقلی کے دوسری مراد نہیں لی جاسکتی *

تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے منجملہ امور واقعہ کے

جو الفاظ قرآن و حدیث کے ایسے ہوں جن کے ظاہری لفظی معنی کہنے سے مخالفت کسی امر کی امر واقعہ سے ہرے عام اس سے کہ اُن امور کی واقعی حقیقت عقل و علم سے ثابت کی گئی ہو یا تحقیقات اور تجربہ سے یا روایت اور مشاہدہ سے یا اخبار صحیحہ متواترہ سے تو وہاں بھی اُس لفظ کے ظاہری معنی سے تجاوز کرنا اور کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب پنجگانہ دلائل الفاظ کی لیجانا ضرور ہوگا لیکن اس مقام پر بھی احتیاط اور عقل اور دیانت شرط ہی کیونکہ اُن امور کا امر واقعہ ثابت کرنا ذرا مشکل ہی لیکن گو اُس کی تفصیل اور تصریح اور اثبات مشکل ہو مگر یہ امر بالکل ٹھیک ہی *
مثلاً حدیث میں آیا ہی کہ مسلمان کی قبر ستر ہاتھ وسیع ہو جاتی ہی اور چودھویں رات کے چاند کی طرح اُس کا چہرہ روشن ہوتا ہی اور کانر کی قبر پر ۹۹ اڑھے مسلط ہوتے ہیں اور ہر ایک اڑھہ ٹٹیانرے ٹٹیانرے سانپ ہوتا ہی اور ہر سانپ کے سات سات سر ہوتے ہیں جو کہ قیامت تک اُسے کاٹتے رہتے ہیں پس یہ ایک امر ایسا ہی جس کا وجود خارجی کبھی ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نہ ظاہر میں مسلمان کی قبر چرخی ہوتی ہی نہ اُس کا چہرہ بدر کی موافق روشن ہوتا ہی نہ کسی کانر کی قبر میں سانپ بچھو جاتے ہیں پس جو شخص اس حدیث کے الفاظ کو اُسکے ظاہری معنی پر مضمحل کرے تو ضرور اُس کا دل اس نول ہی تکذیب کرینا کیونکہ واقع میں اُس کو نہ پارینا پس سوائے اس کے اور کچھ چارہ نہیں ہی کہ ان الفاظ کو اُس کے ظاہری معنی سے متجاوز کرے اُس کو دوسرے مرتبہ پر لیجاوے اور ان سب چیزوں سے اُس کا و جود حسی مراد لیں *

بعض لوگ اس اصول کے انکار کرنے پر یہ شبہ کرینگے کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں مذکور ہی وہی مطابق معقول کے ہی اور

واقف ہو اور جس نے کسی معقولی مسئلہ کو اُن صاف اور واضح اور قوی دلیلوں سے ثابت کر لیا ہو جس میں کچھ شبہ نہ ہو سکے اور جس میں قنڈر اور فہم مافیہ کا نام تک نہر لیکن اس اصول کے فی نفسہ صحیح ہونے میں کچھ کلام نہیں ہی کہ جو الفاظ اصول صحیحہ عقلیہ کے متخالف ہونگے اُن کا صرف عن الظاہر ضرور ہوگا پس اگر کسی سے کچھ غلطی اصول صحیحہ عقلیہ کے اثبات میں ہو تو وہ اُس کی خطا ہی مگر اس سے اصول کی صحت میں کچھ خلل نہیں ہو سکتا چنانچہ میں ایک در مثال سے اسے سمجھاتا ہوں *

منجملہ اصول صحیحہ عقلیہ کے ایک یہ اصول ہی کہ امراض اور کیفیات متشکل بشکل و صورت اور منقلب بہ جسم و ہیئت نہیں ہو سکتیں متغیہ عقل اور زندگی اور موت نہ یہ سب امراض ہیں پس ان کا کوئی و جود خارجی نہرگا پس اگر اُن کے و جود کا ذکر کسی کچھ قرآن یا حدیث میں ہو تو لا محالہ اُس کا مرتبہ اول پر رکھنا یعنی اُس سے و جود خارجی اُس کا مراد لینا ممکن نہرگا بلکہ دوسرے مرتبہ پر لیجانا اور اُس کے و جود سے و جود حسی یا و جود عقلی مراد لینے کی ضرورت ہوگی پس جہاں قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہی کہ خالق الموت والکیرۃ تو اس سے اگر کوئی اُن کا و جود خارجی مراد لے تو ایک اصل صحیح کے اصول صحیحہ عقلیہ سے متخالف ہونا ہی اس لئے ضرور اُس سے و جود عقلی اُس کا مراد ہوگا اور اگرچہ ان لفظوں سے کسی کا زیادہ تر و جود خارجی پر ذہن متغزل نہیں ہوتا مگر جہاں اُس کی زیادہ تشریح ہی وہاں اُس کے معنی کی زیادہ ضرورت ہوگی جیسا کہ کہا گیا ہی کہ حدیث میں آیا ہی کہ خدا نے عقل کو پیدا کیا اور اُس سے کہا کہ آگے ہو وہ آگے ہوئی پھر کہا کہ پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی یا حدیث میں آیا ہی کہ موت کو بصورت میں دھے کے قیامت کے دن لارینگے اور اُسے درمیان دوزخ و جنت کے ذبح کرینگے تو اب اس مقام پر ان لفظوں سے اگر کوئی اُس کا و جود خارجی ظاہری مراد لے تو ضرور اُسی امراض اور کیفیات کا متشکل بشکل اور منقلب بہتسمانیہ ہونا ماننا پڑے اور اُسے نہ مانینا مگر جس کا عقل کے کچھ میں گذر بھی نہوا ہو *

یا قرآن مجید میں آیا ہی کہ ان من شئی الا یسبح بحمدہ کہ کوئی چیز نہیں ہی مگر کہ وہ خدا کی تسبیح کرتی ہی یہاں تسبیح سے مراد ہماری طرح سبحان اللہ کہنا نہیں ہی کیونکہ نباتات اور جمادات وغیرہ کچھ زبان نہیں رکھتے پس یہاں تسبیح کے و جود سے مراد اُس کا و جود عقلی ہی لیکن انوس ہی کہ ہمارے مذہب میں

سوال و جواب

سوال و جواب

شریعت کے دوست پر ہی کیونکہ شریعت میں تو درحقیقت کوئی بات خلاف معقولات صحیحہ کے نہیں ہی اُس کہنے والے کے نزدیک البتہ ہی پس اُس شریعت کے مددگار سے تو شریعت کا دشمن ہی اچھا ہی اور اگر کہا ہی جسٹہ کہا ہی کہ دوست جاہل سے دانا دشمن اچھا ہی اور اگر فرض کیا جاوے کہ شریعت میں کوئی بات بظاہر مخالف اُن معقولات مسلمہ کے ہو تو تاویل اُس کی آسان ہی بہ نسبت نہ ماننے اُن امور قطعی یقینی کے اور یہ بات کچھ خلاف شرع نہیں ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے الفاظ کی تاویل کی گئی ہی ایسی رجوع کے سبب سے جو کہ ان دلائل عقلیہ کے برابر قوت میں نہیں ہیں تو کیونکہ ان معقولات صحیحہ کی مطابقت کے لیئے وہ الفاظ تاویل نہ کیئے جاویں اور جو اس کا انکار کرے اور ایسی تاویل کو نا جائز بتا دے وہ حقیقت میں شرع کے باطل کرنے اور دین کے چھوٹے ہونے اور بد دینوں کو خدش ہونے کی راہ کھولتا ہی ذہن یا خدا العالم من الفاظ

المغفلة المارئة والعمومات المخصوصة كالانفلال علیہ اغلب عالم یہت

ینور اللہ تعالیٰ الی ادراک العلوم علی ماہی علیہ *

فرض نہ یہ امر بطوری ثابت ہو گیا کہ قرآن و حدیث کے الفاظ سے ہمیشہ اُن کے ظاہری معنی مراد لینا ضرور نہیں بلکہ بعض حالات میں اُن کے ظاہری معنی لینا ناجائز اور منع ہی پس جو شخص کسی وجہ سے ضرورت اور سبب سے منجملہ اُن وجوہ کے جو ہمنے بیان کیئے ظاہری معنی کسی لفظ کے نہ لے تو بے سمجھ اُسے منکر جزو قرآن کہنا بڑی غلطی ہی کیونکہ اُسکا اثر بہت دور تک پہنچے گا اور بڑے بڑے اماموں عالموں کی شان میں بھی کچھ کچھ داغ آوے گا بلکہ حقیقت میں اصل شریعت کا قائم رکھنا مشکل ہوگا *

جو کہ اس پہلے امر کا بیان ہو چکا کہ الفاظ ظاہری کو اُس کے لفظی معنی پر بعض مقام پر مستعمل نہ کرنا تکذیب قرآن نہیں ہی اس لیئے اب میں دوسرے امر کا بیان کرتا ہوں کہ اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح اُن کی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت کتاب و سنت سے نہ ہوتا ہو اور نہ جس کے اثبات پر سوائے ارہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو تکذیب قرآن نہیں ہی *

دوسرا امر کہ اسماء موجودات کی اُس حقیقت

سے انکار کرنا جس کا ثبوت کتاب و سنت

سے نہ ہوتا ہو

بہت سی چیزوں کے نام قرآن و حدیث میں مذکور ہیں جن کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی مگر جیسا کہ لوگ اُن کی حقیقت

دہی مطابق واقع کے ہی پس معقولات اور مشاہدات اور تجربات کو اصل قرار دینا اور قرآن و حدیث کے لفظوں کو تاویل کر کے اُسے اُن معقولات وغیرہ کے مطابق کرنا شان ایمان نہیں ہی حالانکہ یہ بڑی غلطی ہی اس لیئے کہ جب الفاظ اور کلمات کا استعمال اس طور پر جاری ہی کہ اُن سے سوائے ظاہری معنی کے اُڑ معنی بھی مراد لیئے جاتے ہیں تو اُس کا ظاہری معنی سے متجاوز کرنا اور دوسرے اصلی معنی مراد نہ لینا نہ خلاف مہارہ کے ہی نہ پرمکس ہماری پرل چال کے ہی نہ کوئی عاقل اور اہل زبان اُس پر طعنہ کر سکتا ہی اور نہ کوئی اُس تاویل کو بشارت سمجھ سکتا ہی خیال کرو کہ جب ہم کسی شخص کو غصہ میں دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اُس کے بدن میں آگ لگ گئی اُس کے بدن سے چنگاریاں نکل رہی ہیں تو کیا اُس سے حقیقی آگ اور اصلی چنگاریاں مراد لیتے ہیں اور جب ہم کسی شخص کو خوش تقریری سے بات کرتے ہوئے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اُس کے منہ سے کیا پھول جھڑ رہے ہیں تو کیا اُس سے مراد گلاب اور چنبیلی کے حقیقی پھول ہوتے ہیں یا جب ہم کسی کو نہایت تلخ مومن دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس کے بدن سے سانپ بچھو چپتے ہوئے ہیں اُس سے مراد ظاہری سانپ بچھو ہوتے ہیں پس جب کہ یہ باتیں ہمارے مہارہ اور ہمارے استعمال میں موجود ہیں تو کیا اُسی مہارہ اور استعمال پر الفاظ قرآن و حدیث کو مستعمل کرنا دھارت ہوگی یا تاویل ناجائز یا تکذیب نادان ہی جو کوئی ایسا خیال کرے پھر یہ کہنا کہ مخالف معقولات کی اور مخالفت امور واقعہ کے باوجود صحت کلام نہیں ہی صرف جاہلوں کا قول ہی کوئی عاقل ! سا نہیں کہہ سکتا نہ کسی نے ایسا کہا چنانچہ میں اس بحث کو امام غزالی کے اُس قول کے نقل کرنے پر تمام کرتا ہوں جو اُنہوں نے

تہذبات الفلاسفہ میں لکھا ہی ولعمہ ما قال رحمۃ اللہ علیہ التانی مالا یقید

من مذہبہم نیۃ اصلاً من اصول الدین الخ یعنی جو باتیں دلائل ہندسیہ اور براہین عقلیہ سے ایسی ثابت ہیں کہ جس میں کچھ شک نہیں ہی اُس کے صحیح جاننے کو خلاف شرع جاننا بڑی غلطی ہی اور حقیقت میں دین کا ضعف ظاہر کرنا ہی کیونکہ جو شخص اُن دلیلوں سے آگاہ ہی وہ تو اُس پر کامل یقین رکھتا ہی پس جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ یہ مخالف شرع کے ہی تو وہ اُن باتوں کو غلط سمجھ ہی نہیں سکتا اس لیئے وہ نہایت قوی اور روشن دلیلوں سے ثابت ہی ہاں شرع میں شک کرنے لگے گا اور یہ سمجھ کر کہ شرع بھی خوب ہی جو مخالف معقولات صحیح کے ہی منکر دین ہو چاہیگا پس جو شخص شریعت کی مدد اور حمایت غلط طور سے کرتا ہی اور شریعت کو نقصان پہنچاتا ہی تو اُس ضرر کا وبال اُس

ہیں + ناقص ہیں اور میں اُن سے مخالف ہوں اور اُن کی سمجھ اور ہم کی غلطی پر انوسوس کرتا ہوں مگر اُن کی تاریل حشریہ اور باطنیہ کی تاریل سے زیادہ ضعیف نہیں ہی اور نہ اصول دین میں کچھ اُس سے خلک واقع ہی پس جس طرح حشریہ اور باطنیہ ہر ایسی تاریل سے اطلاق تکذیب قرآن نہیں ہوتا تو منکر وجود جسمانی شیطان پر کیونکر ہرگا خصوصاً اُس حالت میں جب کہ ہمارے مذہب نے بعض محققین سابقین کا یہی قول ہو مگر جو کوئی یہ کہے کہ جو ذکر شیطان کا قرآن میں ہی وہ جہر تھے ہی نہ اُس کے معنی ہیں نہ اُس کی کچھ حقیقت ہی نہ اُس کا کچھ وجود ہی تو بلا شبہ ایسا کہنے والا منکر قرآن اور کافر ہی لیکن تاریل کرنے والا اور وجود کی حقیقت میں اختلاف کرنے والا کافر نہیں ہی کو غلطی اور خطا پر ہو *

یا قرآن مجید میں جنت اور آدم اور درخت کے کھانے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا ذکر ہی مگر اُن کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی کہ وہ درخت کیا تھا اور کھانے سے کیا مراد ہی کوئی کہتا ہی کہ گھیروں کا درخت تھا کوئی کہتا ہی کہ اُسے کھا کر آدم کو حاجت بیت اللہ کی ہوئی پس جس قدر کہ خارج از قرآن مجید اُن چیزوں کی حقیقت بیان کی گئی ہی اُس کو نہ ماننا انکار قرآن نہیں ہی لیکن یہ کہنا کہ جو کچھ بہ نسبت اس کے قرآن مجید میں لکھا ہی وہ صحیح نہیں ہی اور یہ قصہ صرف فوضی اور بناوٹ ہی نہ آدم کا وجود تھا نہ شیطان کا نہ فرشتوں کا جو کچھ قرآن مجید میں لکھا ہی وہ غلط ہی تو انکار نص صریح سے ہی اور معمول کرنا اُس کو امور باطنی پر اور صرف کرنا ان لفظوں کا اُس کے ظواہر سے اور بیان کرنا اُس کی حقیقت روحانی کا یہی صراحتاً غلط تاریل ہی + پس ایسی تاریل بدست ہی اور یہ شعار ثرتہ باطنیہ کا ہی اگر ایسی ہی تاریل نصوص صریحہ کی کیچڑے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اُٹھ جا رہے اور مفاید اسلامیہ یرقانی حکیموں کے سے مسئلے اور شریعت مہمدیہ عیسائیوں کی سی شریعت ہو جا رہے کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نہ رہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اُس کی لی جا رہے حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت مہمدیہ کے ہی *

+ اگرچہ حق یہ ہی کہ مذہبان وجود خارجی کو اُس کے اثبات کی دلیل لانی چاہیئے — ۱۲ منہ
+ بشرطیکہ تاریل کرنے والا ضرورت پہنچانہ تاریل سے کسی ضرورت کا ہونا ڈپٹ نہ کر سکے — ۱۲ منہ

سنئے آئے یا اپنی عقل اور سمجھ سے کچھ اُس کی ماہیت تہرائے اُسے سنئے اور دیکھتے دیکھتے وہ حقیقت اُس نام کے لفظی معنی کے طور پر تصور کی گئی یہاں تک کہ جب وہ نام لیا جا رہے تو اُس سے وہی حقیقت جو ذہن میں سمائی ہوئی ہی سمجھی جا رہے پس اگر کوئی اُن ناموں کو مانے مگر اُس کی اُس مفروضہ حقیقت کا منکر ہو تو وہ منکر جزو قرآن نہ سمجھا جاوے کیونکہ حقیقت میں وہ حقیقت جزو قرآن نہیں ہی مثلاً آسمان کا جا بجا ذکر قرآن میں ہی لیکن اُس کی کچھ حقیقت اور ماہیت نہیں بتائی کہ وہ کس چیز سے بنا ہی اور کیا ہی اور کتنی دور ہی اور فی نفسہ وہ کچھ وجود جسمانی خارجی رکھتا ہی یا نہیں اور اگر رکھتا ہی تو وہ کیا ہی اور کیسا ہی جاہل تو اس نیلگوں چھت کو جو آنکھ سے نظر آتی ہی آسمان سمجھتے ہوں اور عالم اُسے جسم کرپی محیط للارض کہتے ہیں اور جو یرقانی حکمت میں اُس کی حقیقت بیان کی گئی ہی وہ آسمان کے لفظ سے مراد لیتے ہیں اور یہ حقیقت آسمان کی اُس کے لفظ سے ساتھ ایسی مل گئی ہی کہ آسمان کے لفظ سے وہی سمجھی جاتی ہی پس اگر کوئی اس حقیقت کا انکار کرے اور اُسے نہ مانے اور یہ کہے کہ میں آسمان کے اوپر یقین رکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کا بنایا ہوا ہی نہ کسی دوسرے کا مگر اُس کی وہ حقیقت نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں پس اُس کا انکار حقیقت میں انکار لوگوں نے بیان اور سمجھ کا ہی نہ خدا کے کلام کا باقی رہا اُس کی حقیقت دریافت کرنا اس کے لیئے میدان تحقیقات عقلی فراخ ہی شارع کو اُس سے کچھ تعرض نہیں

من شام فلیقل انہ جسم کرپی محیط للارض و من شام فلیقل انہ دکان محیط للارض *

یا قرآن مجید میں جا بجا شیطان کا نام آیا ہی پس اگر کوئی اُس کے وجود سے مطلقاً منکر ہووے تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ہی لیکن اگر وہ اُس کے وجود کو مانے اور بہت کہے کہ میں اُس کی اُس حقیقت کو نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ خرقیس اُس کے باپ کا اور بتلیس اُس کی ماں کا نام تھا اور اُس کی ضرورت ایسی ہی اور شکل ویسی ہی کیونکہ خدا نے اُس کی کچھ حقیقت نہیں بتائی تو یہی وہ مکتب قرآن نہیں ہی اور چونکہ وجود سے ہمیشہ وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہیں ہوتا پس وجود جسمانی سے شیطان کے انکار کرنا نافر نہیں ہی کو بڑی غلطی اور نادانی ہو میرے ٹوہیک اُن لوگوں کی دلیلیں جو کہ شیطان کے وجود خارجی سے منکر

تیسرا امر کہ آیات احکامی کے عموم حکم سے بعض صورتوں کو مخصوص اور مستثنیٰ سمجھنا باستدلال کتاب و سنت کے انکار جزو قرآن نہیں ہے

اگر اُن آیات احکامی سے جن کا حکم عام ہو کوئی شخص اُن صورتوں کو مستثنیٰ کرے جس کا ثبوت کتاب و سنت سے ہوتا ہو تو وہ تخصیص انکار جزو قرآن نہیں ہے اور اسی واسطے فقہاء نے یہ اصول قائم کیا ہے کہ عام یمتثل بالتخصیص بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اخیار احاد اور قیاس سے بھی تخصیص جائز رہی ہے مثلاً آیہ حرمت علیکم المیتۃ سے مرعے ہوئے جانور حرام ہیں لیکن قیدی اور مچھلی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں پس اگر کوئی اس اصول کو نہ مانے تو وہ ثقہ اور مچھلی کی حلت کو بھی انکار جزو قرآن سمجھتا ہے۔ یہ در چیزیں اس حکم عام سے بہ قول شارع مستثنیٰ کر دی گئی ہیں یا ناسلوا رجو حکم و یدیکم سے دھونا پاؤں کا نوحہ ہی مگر جب آدمی مرزا پہنے ہو تو اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اُس پر فقط مسح کرنا کافی ہے کیونکہ مسح حقیقی کی حدیث نے اس صورت خاص کو اس حکم عام سے مستثنیٰ کر دیا یا کوئی شخص آیہ ولاتأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے ذبايح اہل کتاب کو مستثنیٰ کرے کیونکہ یہ قول حضرت ابن عباس کے جو اہل داؤد میں سے ہے آیہ طعام الذین اوتوا الكتاب اُس کی تخصیص ہے تو ایسی تخصیص کو انکار جزو قرآن سمجھنا نادانی ہے اگر کسی سے اس تخصیص میں غلطی رائے کی ہو جارے تو وہ غلطی مجتہدانہ ہے نہ انکار کائنات جیسا کہ ترک تسمیہ کی نسبت باہم مجتہدین کے اختلاف ہی یعنی آیہ لا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے صراحہ اس کی ہے کہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جارے وہ ذبیحہ حلال نہیں مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ اگر مسلمان نام خدا کا وقت ذبح کے نہ لے عمدأ یا سہراً تب بھی ذبیحہ حلال ہے کیونکہ اسلام اُس کا تسمیہ کے بجائے ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ذبح کے وقت تسمیہ کرنا بھول جارے تو ذبیحہ حلال ہی ورنہ نہیں پس یہ اجتہاد عامی کی نظر میں بالکل مخالف نص قرآن کے ہوگا اور اگر شاید سوائے ان اماموں کے اُڑ کر کوئی ایسا کہتا تو وہ اُسے منکر نص قرآن سمجھتا مگر حقیقت میں یہ اجتہاد ہی نہ انکار *

اسی طرح جو شخص یہ سمجھے کہ اہل کتاب کے ذبیحہ میں یہ شرط ضرور نہیں کہ وہ ہماری طرح ذبح کریں بلکہ جس طرح پر وہ جانور کو مارا لیا ذبح سمجھتے ہوں وہی ذبح ہمارے واسطے حلال ہونے کے لیئے کافی ہے اور اس سے وہ اُس جانور کو حلال جانے جسے اہل کتاب نے گرجھ توڑ کر مارا لیا ہو مگر وہ آیہ طعام الذین اوتوا الكتاب اور بعض احادیث سے استدلال کرتا ہو تو اگر یہ غلطی لایق نہایت انسوس کرنے کے ہے مگر حقیقت میں انکار نص نہیں ہے بلکہ تخصیص عموم حکم قرآنی کی ہے اور یہ ضرور نہیں کہ جب تخصیص میں غلطی ہوئے تو اُس تخصیص کرنے والے کی نسبت اطلاق انکار نص قرآنی کا کیا جاوے اس لیئے اسے شخص کی غلطی پر اطلاق انکار جزو قرآن نہوگا ہاں اگر وہ کہے کہ ملتفقہ جائز ہے یعنی جو خود گلا کہتے کر مچھلی ہو یا اُڑی ہوئی نے گلا گھونٹ کر مارا لیا ہو وہ قید اہل کتاب کے اور بے استدلال کتاب و سنت کے تو ایسا کہنا انکار نص ہے اور ایسا کہنے والا کافر ہے واذلیس فلیس *

چوتھا امر یعنی اُن مسائل اعتقادی اور عملی کو جو نصوص صریحہ سے بالصراحت ثابت نہ ہوتے ہوں مگر بقیاسات بعیدہ اُن لفظوں سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو واجب الیقینی اور واجب العمل نہ جاننا

مسائل اعتقادی اور عملی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو صاف صاف لفظوں سے بلا دقت ظاہر ہوں جس طرح خدا کا ایک ہونا رسول کا برحق ہونا خدا کا عالم بالجزئیات ہونا یا نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ کا فرض ہونا وضو میں ہاتھ منہ کا دھونا پس ایسے مسائل اعتقادی یا عملی سے انکار کرنا حقیقت میں انکار نص قرآن ہی دوسرے وہ جو لفظوں سے بہ تاویل بعیدہ یا بدلیل قیاسیہ منطقیہ اور اصول موضوعہ استنباط کیئے گئے ہوں جیسا کہ یہ مسئلہ کہ خدا خالق غیر و شر ہے پندہ یا قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق فرشتے انسان سے افضل ہیں یا انسان اُن سے مسائل خلافت اور امامت اور رویت باری تعالیٰ وغیرہ کے ان مسائل میں سے کوئی مسئلہ صولحتاً کثرت نہیں کسی نے کچھ سمجھا ہے کسی نے کچھ اور بلا شبہ بعض صواب پر اور بعض غلطی پر ہیں لیکن حقیقت میں کوئی اُن میں سے منکر قرآن اور کافر نہ سمجھا جارہا اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اشاعرہ کے مسائل اعتقادیہ کا نہ ماننا یا ماتریدی مذہب کے عقائد کا معتقد نہ ہونا انکار قرآن ہی وہ اُن کی غلطی ہے کیونکہ اسلام نہ

جو کہ یہ نسبت انکار جزو قرآن کے میں اپنے جواب کی طرح لکھ چکا اب یہ نسبت روایت حدیث کے کہ بالفاظ ہی یا بالمعنی کچھ بھٹ لکھتا ہوں *

روایت حدیث

اگرچہ مقصود اصلی میرا اس مقام پر صرف تحقیق کرنا اس امر کا ہی کہ آیا روایت احادیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی مگر میں حدیث کی تدوین اور روایت اور درایت وغیرہ سے یہ تفصیل بھٹ کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ حقیقت تصدیق و تکذیب حدیث کی بھی بظری ظاہر ہو جاوے اور لوگوں کے شبہات اچھی طرح سے دور ہو جاویں اس لئے اس مقصود کو چند پتھروں میں لکھتا ہوں *

اولاً کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے *

دوسرے تاریخ اور مختصر کیفیت کتب احادیث کی تالیف کی *

تیسرے تنقیح اس امر کی کہ روایت حدیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی *

چوتھے بیان اس کا کہ سب احادیث صحیحہ مفید یقین ہیں یا نہیں *

پانچویں تحقیق اس بات کی کہ کل احادیث کتب صحاح کی مصدقہ بہ مرتبہ یقین ثابت ہی یا نہیں *

پہلی بحث یہ نسبت کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے

یہ بات بظری ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں سوائے قرآن مجید کے احادیث کے لکھنے کا دستور نہ تھا اور وہ چند وجہ سے کتابت احادیث کو پسند نہ کرتے تھے اولاً اسلئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تین قسم کی ہوتی تھیں ایک دینی دوسرے غیر دینی متعلق امور دین کے تیسرے غیر متعلق امور دین کے پس جو دینی تھی وہ لکھی جاتی اور اُسی کا نام قرآن ہی اور جو باتیں غیر دینی تھیں وہ ایک قسم کی نہ تھیں بعض مستند بالہام بعض مستند باجتہاد اور پھر بعض متعلق امور جزئیات کے اور بعض متعلق معاملات اور قضایا خاص کے اور بعض منتج ایجاب و تحریم کے اور بعض موثر تدبیر و کراہت کے اور بعض علی سبیل العبادۃ اور بعض علی سبیل العادۃ پس ان باتوں کا صحابہ موافق اپنے اپنے فہم کے قرینہ مقام اور ضرورت وقت پر نظر کر کے خیال رکھتے اور اُس سے تفریع احکام کرتے اور جو باتیں امور دین سے متعلق نہ ہوتیں بلکہ امور دنیاوی سے علاقہ رکھتیں اُس کی نسبت تو

افہری کے معتقدات پر ہی نہ مآثریدی کے مسائل پر بلکہ ایمان دہی ہی جو خدا نے فرمایا اور اُس کے رسول نے اور یہ لوگ اُن کے قولوں کے خارج ہیں جہاں تک وہ صواب پر ہیں ہم مالتے جہاں اُن سے بھول چوک ہو گئی اُسے واجب القبول نہ سمجھیں گے *

اسی طرح اُن مسائل نورہی کا حال ہی جو متعلق حلی و حرمت اشہار کے ہوں یا متعلق اُور باتوں کے کہ اگر وہ صاف صاف قرآن سے ثابت نہ ہوں تو اُس کا نہ ماننا انکار جزو قرآن نہیں ہی مثلاً کچھ وہ میندک وغیرہ کو جنہوں نے یہ سمجھ کر حرام قرار دیا ہی کہ وہ خباثت میں داخل ہیں اور خباثت بموجب حکم آیہ و پھر علیہم الخباثت کے وجہ حرمت کی ہی پس یہ کوئی حکم صریح نہیں ہی تو اگر کوئی اُس سے کو خبیثت نہ جانے اور اُس کی حلیت کا قائل ہو تو حقیقت میں یہ انکار اُس سے کی خباثت سے ہی نہ انکار حرمت خباثت سے جس کا ثبوت نص سے ہوتا ہی یا اگر کوئی کتب قدیمہ مقدسہ میں تعریف لفظی کا قائل نہ ہو تو وہ منکر قرآن نہیں ہی کیونکہ وہ تعریف لفظی جس کا دوسری کیا جاتا ہی ایسے صریح لفظوں سے ثابت نہیں ہی جس کا انکار انکار نص ہو پس جو شخص تعریف کا تو قائل ہو مگر تعریف لفظی کا نہ ہو منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور امام محمد ابن اسماعیل بخاری اور چند معتقدین مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ کے منکر تعریف لفظی کے ہوئے ہیں *

بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک تصریح کی ہی کہ اُن باتوں کو جو کہ متعلق اُن اصول عقاید کے نہیں ہیں جن کا ثبوت اجاباً نہیں اگر تائید کوئی نہ مانے اور کچھ اُور معنی تھے تو وہ بھی منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ بعضوں نے چاند و سورج سے آیہ ہزارہی میں جو حضرت ابراہیم نے کہا تھا جوامر نذرانیہ ملکیہ مواہ لی ہی یا اللہ مانی یمنک اور فاعل نعلیک سے ماسوے اللہ اور کونین مراد ہیں اور معتقدین نے لکھ دیا ہی کہ یہ اصل نص کا انکار نہیں ہی *

پانچواں امر یعنی لوگوں کے کہے ہوئے معنوں کو اور اُن زائد باتوں کو جو تفسیروں میں داخل ہیں نہ ماننا

اس کی تصریح کی مجھے کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہی مستفتی کو اگر خواہش ہو تو میرا مضمون تفسیر کا جو تہذیب الاخلاق میں چھپا ہی ملاحظہ کرے *

غرض کہ جو صورتیں میں نے اوپر بیان کیں ان ساری صورتوں میں زید منکر جزو قرآن نہ سمجھا جاوے گا *

پوچھا کہ پریشانی کا سبب کیا ہی تو آپ نے کہا کہ وہ حدیثیں جو میں نے جمع کی تھیں اُسے آج میں نے گئی تو آگ منگا کر اُنہیں جلا دیا جب میں نے اُس کا سبب پوچھا تو کہا کہ مجھے اندیشہ ہی کہ شاید میں مرجاؤں اور یہ حدیثیں میرے پاس رہ جائیں اور شاید میں نے اعتبار اُن آدمیوں کا روایت میں کیا ہو جو در حقیقت لایق اعتبار نہوں اور وثوق اُن باتوں کا کر لیا ہو جو در اصل صحیح نہوں اور یہ بھی لکھا ہی کہ ایک شخص عبداللہ بن عباس کے پاس کتاب لکھکر اصلاح کے لیئے لایا آپ نے اُسے لیکر پانی سے دھو ڈالا غرضکہ صحابہ نے یا ہرجہ احتیاط کے یا ہرجہ اس کے کہ اُن کو چند ان ضرورت تالیف و تدوین کی تھی اور جو کچھ اُنہوں نے بلا واسطہ خود شارع کی زبان سے سنا تھا یا کرتے دیکھا تھا اُسے پیش نظر رکھتے تھے احادیثوں کے جمع کرنے پر توجہ نہ کی اور بعد اس کے تابعین کے زمانہ میں بھی اُس کی تربت نہ آئی اور سنہ ۱۲۳ ہجری تک ایک نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے زبانی روایت پر قناعت کی مگر بعد اُس کے ضرورت تدوین اور تالیف کی ہوئی چنانچہ اُس کی مقتصر کیفیت یہ ہے *

دوسرا بیان بہ نسبت تاریخ اور مختصر کیفیت کتب احادیث کی تالیف کے

موانق قول خطیب بغدادی اے اول تالیف امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریر بصری نے جو سنہ ۱۵۵ ہجری میں مرے کی اور بعض کہتے ہیں کہ اول مولف ابو نصر سعید بن ابی مرزبہ ہیں جو سنہ ۱۵۶ ہجری میں مرے اور بقول ابو محمد رامہرمزی کے ربیع ابن صبیح نے اول تالیف کی اور پھر بعد اس کے سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس نے مدینہ منورہ میں اور عبداللہ بن راہب نے مصر میں اور معمر اور عبدالرزاق نے یمن میں اور سفیان ثوری اور معمر بن مقلد بن غزوان نے کوفہ میں اور حماد بن سلمہ اور روح بن عبادة نے بصرہ میں اور ہشیم نے واسطہ میں اور عبداللہ بن مبارک نے خراسان میں کتابیں لکھیں اور جو حدیثیں اُن کو ملیں اُنہیں جمع کیا اور جب تالیف کا وعدہ جاری ہوا تب بہت سے لوگ اس طرف جھکے اور مختلف طور سے مختلف غرضوں کی واسطے کتابیں لکھنے لگے یہاں تک کہ ابوجہل محمد اسماعیل بخاری اور مسام رحمہ اللہ علیہ کی آئی اور اُنہوں نے اعلیٰ درجہ کی کوشش جمع کرنے میں حدیث کے فیہما رحمہما اللہ الی یوم القیامہ *

پس سنہ ۱۲۳ ہجری سے لیکر اس زمانہ تک ہزار ہا کتابیں حدیث کی تالیف ہوئیں اور مختلف غرضیں اُن تالیفات کا سبب ہوئیں کہ اُن سب کتابوں پر تب احادیث کا اطلاق کیا جاتا ہی ہو

خود آنحضرت صلعم نے فرما ہی رکھا تھا کہ انتم اعلیٰ عالم ہامور دنیا کم تم لوگ اپنے دنیا کے کاموں کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو اُس کو فقہار صحابہ دینی مسائل سے جدا سمجھتے تھے پس یہ خیال اس کے کہ اگر یہ سب باتیں لکھی جائیں تو التباس دینی مسائل کا دنیاوی امور سے اور شرعی احکام کا امور عادی سے ہوگا صحابہ نے جمع کرنا اور اکٹھا حدیثوں کا پسند نہیں کیا دوسرے کل صحابہ ہر وقت اور ہمیشہ صحیح نبوی میں حاضر نہیں رہتے تھے اور وہ باتیں جو حضرت فرماتے اور وہ کام جو آپ کرتے تھے سب اپنے کانوں سے سنتے تھے اپنی آنکھ سے دیکھتے بلکہ جو حاضر صحابہ ہوتا وہ سنتا اور دیکھتا اور پھر اُس کی نقل اور روایت سے اُوروں کو علم ہوتا اور چونکہ نقل اور روایت کی صحت پر درجہ یقین کا نہیں ہو سکتا اس لیئے حدیثوں کے جمع کرنے اور لکھنے سے صحابہ نے احتراز کیا بلکہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ خود آنحضرت نے فرما دیا تھا کہ سوائے قرآن کے مجھ سے اُور کچھ نہ لکھو اور اسی واسطے بعد وفات آن حضرت کے بھی صحابہ تحریر احادیث سے مانع رہے اور اگر بعض صحابہ نے کچھ لکھا تو انہیں خیالوں سے اُسے مٹا دیا اور اپنے لکھے ہوئے کو قبل از وفات جلا دیا چنانچہ کوئی عالم ہمارے یہاں کا اس سے انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا ثبوت ثتب اور روایات سے بطوری ہوتا ہی چنانچہ میں چند اقوال بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں *

ایک مرتبہ زید بن ثابت کے پاس بہت سے لوگ آئے اور کہا کہ آپ کچھ حدیثیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم کو سنائیے اُنہوں نے جواب دیا کہ جب آن حضرت پر وحی نازل ہوتی تو مجھے آپ بلاتے اور میں لکھ لیتا اور باقی پیغمبر خدا کے سامنے جب دنیا کا ذکر ہوتا وہ ہمارے ساتھ اُس کی باتیں کرتے جب آخرت کا ذکر ہوتا وہ اُس کا ذکر کرتے جب کھانے پینے کا ذکر آتا آن حضرت بھی اُس کی باتیں کرتے پس کیا ان سب باتوں کا ذکر میں تم سے کروں اور یہ سب حدیثیں تمہیں سناؤں اور نیز حدیث شریف میں آیا ہی کہ اذا امرکم بشئ من دینکم فخذوا بہ و اذا امرکم بشئ من راي فانما انا بشر نہ جب میں کوئی حکم متعلق امور دین کے دوں تم اُس کو نہ اور جب کوئی کام دنیا کا پکارا اپنی رائے سے تو میں بھی بشر ہوں اور مصعب مہذبی نے رضائے انصاف میں اور ملا علی قلی نے بحوالہ میں اور حافظ عبداللہ بن مسعود صدیق میں ہورایت حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے یہ لکھا ہی کہ میرے والد یعنی حضرت ابو بکر صدیق نے پانچ سو حدیثیں پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم کی جمع کی تھیں پس ایک شب وہ نہایت بے چارے ہوئے اور حد سے زیادہ منہمک ہوئے

دست آویز اُن فرقوں کی ہیں جو جادۂ حق سے منحرف ہو گئے اور سنت کی راہ چھوڑ کر رافضی اور معتزلی ہنگامے کے وہ اپنے عقیدوں کے اثبات اور اہل حق کے الزام دینے کے لیئے انہیں کتابوں کی روایت پیش کرتے ہیں اور جو محقق نہیں ہیں وہ دھوکہ کھا جاتے ہیں ان سب باتوں پر ایک خرابی اُڑ مستزاد ہوئی کہ بعض شخصوں نے ہر اہل مخالفت علم حدیث کا حاصل کر کے احادیث صحاح و حسان کی روایت کر لی شروع کی مگر اُسی درمیان میں اپنے عقاید باطلہ کو اُسی اسناد سے جو اُنہوں نے یاد کر رکھی تھی روایت کر دیا اور اکثر محدثین نے دھوکہ کھایا جیسا کہ جابر جعفی اور ابو القاسم سعد بن عبد اللہ اشعری نے یہی ہوا ہے کہ یہی ایسے اُستاد پرکار ہوشیار تھے کہ حقیقت میں تو رافضی تھے مگر بہت سے محدثین کو دھوکہ دیا اور غلط حدیثوں کو بصورت صحیح کے بنا کر اُن کو اُس کی صحت کا یقین دلایا یہاں تک کہ ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے جابر جعفی کی حدیثوں کو اپنی کتابوں میں نقل کر دیا یا احاج نامی ایک شیخہ کی جس نے بیخ و بن دین سنہوں کے اُکھارنے کی تدبیر کی تھی دیکھی بن مہین سے محقق نے توثیق کی اور اُس پر اعتماد کیا یہاں تک کہ آخر بعد تحقیق کے یہی حال کہلا اور ان فریبیوں کا فریب ظاہر ہوا لیکن جو کہ وہ روایتیں اُن کی حدیثوں کی کتابوں میں لکھے گئیں اس لیئے اکثر آدمیوں کو دھوکہ ہوتا ہے اور حدیث کا نام سن کر اُن کے اعتقاد میں خلل پڑتا ہے اور واقع میں نہ وہ حدیث ہے نہ قول پیغمبر بلکہ ایک مفتری جھوٹے مکار کا لطیفہ ہے *

علاوہ اس کے یہی امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ صدر اول مجتہدین کے زمانہ میں راویوں کے حالات کی بہت زیادہ تحقیقات نہیں ہوئی اور جرح و تعدیل کی ٹوبہ نہیں آئی اس واسطے بہت لوگوں کو حدیثوں میں دھوکہ ہوا اور غلط اقوال کو احادیث صحیح سمجھ لیا یہاں تک کہ اُسی پر بعض نے احکام کی تفریع بھی کی بلکہ موضوع حدیثوں کو بھی غلطی سے مان لیا یہاں تک کہ جب اسکا حال کہلا تب راویوں کے حالات تحقیق کرنے اور جرح و تعدیل سے بھڑے کرنے کی ضرورت معلوم ہوئی اور فن رجال میں تالیف شروع ہو گئی چنانچہ اول ابن سعد نے ایک کتاب اسماء الرجال میں لکھی اور طبقات ابن سعد اُسکا نام رکھا اور اسمعیل بخاری اور ابن ابی خنیس نے اپنی اپنی تاریخوں میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب جرح و تعدیل میں کچھ کچھ حالات راویوں کے لکھے مگر اُس پر بھی رجال کا حال مشتبہ رہا یہاں تک کہ آخر ابن حبان اور ابن شاہین نے نفات کو اور ابن مدنی اور ابن حبان نے ضعف کو ملحد ملحد کتابوں میں جمع کیا اور بعد اُس کے بعضوں نے خاص خاص کتابوں کے رجال کی تحقیق میں ملحد ملحد کتابیں لکھیں جیسا کہ ابونصر کلایہ اور ابوبکر

جو کچھ اُن میں لکھا ہے اُس پر حدیث کی نسبت کی جاتی ہے اور جب تک کہ تحقیق محققانہ نہ کی جاوے تب تک جو قول اُن کتابوں میں ہے وہ قول قول رسول اور جو بات اُن میں لکھی ہے وہ منسوب بشارع سمجھی جاتی ہے اور یہی امر غفلت اور غلطی اور دھوکے کا سبب ہے اور ایک عالم کو اسی دھوکے نے گرداب بلا میں ڈال رکھا ہے *

فرضاً سب سے اول اس امر کو سمجھنا ضرور ہے کہ ہر محقق اور ہر کتاب مستند نہیں ہے اور ہر قول قول رسول اور ہر حدیث حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نہیں ہے بلکہ محدثین اور احادیث کی کتابوں کی مختلف صورتیں ہیں چنانچہ علاوہ صحاح کے میں اور کتب احادیث کے درجات کی کچھ مختصر کیفیت بیان کرتا ہوں *

بعض کتابیں حدیث کی وہ ہیں جنکو مسانید اور جوامع اور مصنفات کہتے ہیں جو کہ بخاری و مسلم کے زمانہ میں یا اُس سے پہلے لکھی گئیں اور وہ صحیح اور حسن اور ضعیف اور معروف اور غریب اور شان اور منکر اور خطا اور صواب اور ثابت اور مقولوب کا مجموعہ ہیں اور جنکے بعد تالیف کی کچھ شہرت بھی نہیں ہوئی اور جنکی پیچھے کیئے کچھ خبر نہ لی یعنی نہ کیئے نہ کہیں اُنکی لکھی نہ کیئے اُنکی تطبیق مذاہب سے کی نہ کیئے اُن کے رجال کی تحقیقات کی مثل مسند ابو علی اور مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طحاہی اور کتب بیہقی اور طحاہی اور طبرانی کے کہ اُنہوں نے جو کچھ پایا وہ پھر دیا ہے اُسے چھانٹا ہے صحیح کر غلط سے جدا کیا پس ان کتابوں کے اقوال پر عمل کرنا یا اُنکو ماننا اُسی کا کام ہے جو نہ محقق ہو اور جو مصنف اُس کی ثابت کرے جیسا کہ حجة اللہ الباقیہ میں لکھا ہے قَلْبًا شَرًّا وَلِلْعَمَلِ عَلَيْهِ وَالْقَوْلِ بِهِ الْاَلْفَاظُ وَالْجِهَادُ الَّذِي يَحْفَظُونَ اَسْمَاءَ الرِّجَالِ وَعَلَى الْاَحَادِيثِ نَعْمَ رُبَّمَا يَرْخِذُ مِنْهَا الْمُتَابِعَاتُ وَالشَّاهِدُ وَفَدَّ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا *

اور ان سے زیادہ نامتو وہ کتابیں ہیں جو بہت پیچھے تالیف ہوئیں اور وہ باتیں جو راویوں کی زبانوں پر تھیں اور وہ خبریں اور قصے جو پھر دیوں سے سن کر لوگوں نے یاد کر لیئے تھے اور وہ حکیموں کی باتیں جنہیں لوگوں نے پڑنائیوں سے سیکھا تھا یا وہ رائیں جو قرآن و حدیث کے لفظوں سے استنباط کی گئی تھیں عہدا یا سہرا حدیثوں میں داخل کر دی گئیں اور بہت سب صاحب الوحي کی طرف منسوب ہو گئیں مثل کتب خطیب اور ابی نعیم اور جوزقانی اور ابن عساکر اور ابن نجار اور دیلمی و غیرہ کے کہ اُنکی صحت کا اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ حدیث ضعیف ہو جس میں احتمال صحت کا ہو اور ادنیٰ درجہ یہی ہے کہ موضوع ہو اور نثری تہمت ہو اور یہی کتابیں

مسلم ہی اور بلا شبہ اُس وقت سے محدثین اور جامعین کتب احادیث نے نہایت احتیاط اور سچائی اور راستی اور دیانت سے نظروں کو نقل کیا ہی اور اگر راویوں کی روایت میں اختلاف نظروں کا ہوا ہی تو اُس کو بھی اثر اپنی تالیفات میں لکھ دیا ہی لیکن جو زمانہ اس سے پہلے کا ہی اُس کی نسبت اگر کوئی روایت بالفاظ کا دعویٰ کرے تو وہ ثابت نہیں ہو سکتا نہ عقلاً نہ نقلاً *

عقلاً اس وجہ سے کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے آئے سننے والے سنکر یاد رکھتے پس جو لفظ آنحضرت کی زبان مبارک سے نکلتے اور جس نظم و ترتیب سے یہ تقدیم و تاخیر کلمات آن حضرت تقریر فرماتے اُس کا ایک ذمہ میں سنکر حافظہ یاد کر لینا تو کسی طرح قیاس میں نہیں آتا اور نہ شاید کوئی شخص کسی بشر کی نسبت ایسا خیال کر سکتا ہی اور پھر جیسے کہ یہ خیال کیا جاوے کہ سننے والے صرف وہی لوگ تھے جو ذہن اور حافظہ اور علم اور سمجھ میں کامل تھے اور جو روایت اور فقہ میں معروف تھے بلکہ ایسے بھی تھے کہ جو روایت اور فقہ میں مشہور نہ تھے اور جنہوں نے بات کے سمجھنے میں بھی خطائی ہی پس کیا کوئی آدمی یہ کہہ سکتا

† مہرین کتب حدیث پر روشنی ہے کہ طبقہ اولیٰ کے لوگوں سے بھی ایسی غلطیاں ہوئیں ہیں چنانچہ میں چند حدیثوں کا یہ طور تمثیل کے بیان کرتا ہوں ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے کہ ایک یہودیہ مرگئی تھی اور لوگ اُس کے رو رہے تھے آن حضرت نے فرمایا کہ وہ تو قبر میں مبتلے عذاب ہی اور یہہ لوگ رو رہے ہیں مگر عبداللہ بن عمر کا یہہ قول تھا کہ ”مردہ کو یہہ سبب رونے زندوں کے عذاب ہوتا ہی جب حضرت عائشہ نے یہہ سنا تو یہہ فرمایا کہ ”یغفر اللہ لابی عبدالرحمن اما انہ لم یكذب ولكنہ نسی او اخطا انما مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یہودیۃ یمکي علیہا فقال انہم یمکون علیہا و انہا لیمضی فی قبرہا“ کہ خدا ابن عمر کو بخشے وہ جھوٹے نہیں کہتے مگر وہ بھول گئے یا اُن سے چوک ہو گئی اصل حال اس کا یہہ ہی پھر انہوں نے اصل حال اُس کا پتا دیا (بخاری و مسلم)

۲ مرسی بن طلحہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ابن عمر کہتے ہیں کہ ”موت الفجاءة سقطت علی المومنین“ فقال یغفر اللہ لابن عمر انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت الفجاءة تسقیف علی المومنین و سقطت علی الکافرین“ کہ مرگ مفاجات سقطتی ہی اوپر مومنوں کے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا بخشنے ابن عمر کو پیغمبر خدا نے تو یہہ فرمایا ہی کہ مرگ مفاجات تسقیف ہی مومنین پر اور سقطتی ہی کافروں پر —

۳ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الاصابہ میں لکھا ہی کہ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ جس نے مردہ کو غسل دیا اُس پر بھی غسل لازم ہی جب حضرت عائشہ نے سنا تو فرمایا ”او ینجس موتی المسامین“ کہ کیا انہیں مردے مسلمانوں کے بھی نجس ہو جاتے ہیں —

بن منجریہ اور ابوالفضل بن طاہر نے صحیح بخاری کے رجال کی نسبت اور ابوہریرہ نے ابو ہریرہ کے راویوں کی نسبت اور عبد الغنی مقدسی نے صحاح ستہ کی روانہ کی نسبت کتاب لکھی جس کا نام کتاب الکمال رکھا پھر اُس کے بعد اُوروں نے اسے پورا کیا یہاں تک کہ آخر تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب میں ان سب دفتروں کا خلاصہ جمع کیا گیا *

جس طرح بن اسماء الرجال کی تالیف ایک زمانہ دراز کے بعد ہوئی اسی طرح بن درایت میں بھی اول اول کوئی کتاب نہیں لکھی گئی مگر جب حدیث کی نقل و روایت کی کثرت ہوئی اور صحیح اور غلط کا التباس ہو گیا تب بن درایت کی تالیف کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ سب سے اول قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمن راسمیری نے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی بعد اُس کے حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری نے اصول حدیث میں ایک کتاب تالیف کی مگر وہ بھی یرری نہ تھی کہ اُس کے بعد ابو نعیم اصبہانی نے کچھ اُور مسائل اُس پر بڑھائے بعد اُس کے خطیب ابو بکر بغدادی نے اصول روایت میں ایک کتاب لکھی جس کا نام کفایہ ہی پھر ایک دوسری کتاب تصحیر کی جسکا نام جامع رکھا آخر کو قاضی میاض نے اُسے پورا کرنا چاہا اور ایک کتاب لکھی جس کا نام الماع ہی اور اسی طرح ابو حفص اور حافظ ابوہریرہ و عثمان بن صالح نے رسالے لکھے اور بعدہ بہت سے عالموں نے اپنی اپنی قابلیت دکھائی اور بہت سی کتابیں تالیف کیں *

یہہ مختصر بیفیس حدیث کے جمع ہونے کی ہی پس کہاں ہی دیدہ بینا اور گوش شنوا کہ اس تحقیقات کو دیکھے اور اُس سے فائدہ اُٹھارے ابھو اسلام کا مدار اس پر آ رہا ہی کہ چٹائی کی جانماز بفل میں اور مولود کا رسالہ ہاتھ میں ہی اور جو اُن تصویروں کہانیوں کو نہ مانے اُس پر تکفیر کا حکم جاری ہی حدیث وہ بات ہی جو کسی کتاب میں لکھی ہو قول رسول وہ قول ہی جس کے شروع پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصحیر ہو نہ کسی کو تحقیق کی خواہش نہ تحقیق کی آرزو بلکہ کارہی وہ جو تحقیق پر مستعد ہو منکر نبی ہی وہ جو اُس کے اقوال کو اُوروں کی باتوں سے جدا کرنے پر مترجم ہو کیا خوب ہی یہہ اسلام اور کیا اچھا ہی یہہ ایمان *

گر مسامحتی ہمیں اس کے حافظ دارہ

و اے گر در پس امروز بود فردائے

تیسری بحث بہ نسبت تنقیح اُس امر کے کہ

روایت حدیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی

جب سے کہ حدیث کی تدوین اور کتابت کا قاعدہ جاری ہوا تب سے الفاظ کی تصحیح اور اقوال کے ضبط اور روایت کی حافظہ نقل کا ہونا

تکلیف تھی وہی لفظ بارجہ ان واسطوں کے اور پارصاف اس تسلسل کے بچتے باقی رہے ہاں یہہ پاسر وہی آدمی تسلیم کر سکتا ہی جو کہ تمام راویوں کو اور سب قائلین احادیث کو مثل جبرئیل امین کے نقل اور روایت میں غلطی سے معصوم جانے اور سب کی نسبت امتیاز و کرامات کا معتقد ہووے *

لیکن ہم ایسا امتیاز بھی رکھتے اگر حدیثوں کے الفاظ خود ہمارے اس اعتقاد کو غلط اور باطل نہ کردیتے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی مضمون کی حدیث جو کئی راویوں سے منقول ہی اُس کے الفاظ اور عبارت میں اختلاف ہی تو کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ روایت حدیث کی بالالفاظ ہی پھر اگر ہم دیکھتے کہ ہمارے مذہب کے عالموں نے احادیث کی روایت کو بالالفاظ مانا ہی تو بھی اجماع کے خوف سے روایت بالالفاظ کا اقرار کرتے اور جو بات عقلاً معال ہی اُسے بے سمجھہ ہوجھ مان لیتے مگر ہمارے عالموں میں سے جتنے معتقدین گذرے ہیں انہوں نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا بلکہ نہایت دانشمندی اور عقل سے اصول حدیث کی تفتیح کر کے یہہ قاعدہ تھرایا ہی کہ احادیث کی روایت بالالفاظ جائز ہی اور ہنصر نے قرصاف لکھدیا ہی کہ احادیث کی روایت بالالفاظ پر کسی طرح یقین نہیں *

کچھہ میں اُن سے کہتا تھا وہ سچ ہی تو اب دیکھنا چاہیئے کہ دونوں باتوں میں کسقدر فرق ہی —

۷ مکتول سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت عایشہ سے کہا کہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ تین چیزوں کی منہوسی لی جاتی ہی گھر میں عورت میں گھوڑے میں حضرت عایشہ نے کہا کہ ابوہریرہ کو یاد نہیں رہا وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُن حضرت یہہ فرما رہے تھے کہ ”قاتل اللہ الیہود یقولون الشوم فی ثلثہ فی الدار و العراۃ و الفرس“ کہ خدا یہودیوں کو مارے وہ کہتے ہیں کہ منہوسی تیس چیزوں میں لی جاتی ہی گھر اور عورت اور گھوڑوں میں مگر ابوہریرہ نے اخیر کے لفظ سننے اول کے لفظ نہیں سنے —

۸ شیخ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الاصابہ میں لکھا ہی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ایک عورت نے ایک بلی کو نہ پانی دیا نہ کھانا نہ اُسے چھوڑا کہ وہ موگنی اس لینے خدا نے اُسے عذاب دوزخ کا دیا تو حضرت عایشہ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک مومن کی ایسی عزت نہیں ہی کہ ایک بلی کے پیچھے اُسے دوزخ میں قالے وہ عورت کاثرہ تھی اور یہہ کہو کہا کہ ابوہریرہ ذرا سمجھکر پیغمبر خدا کی حدیث کی روایت کیا کرر —

۹ اور پھر اُسی کتاب میں لکھا ہی کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر کسی کے پیچ میں پیپ اور خرمن پھر جارے تو بہتر ہی شعر سے حضرت عایشہ نے سنکر کہا کہ ابوہریرہ کو یاد نہیں رہا آنحضرت نے فرمایا ہی کہ بہتر ہی اُس شعر سے جو ہجر میں کسی کے کہا جارے فقط خیال کرنا چاہیئے کہ کسقدر دونوں میں فرق ہی *

ہی کہ وہ لاکھوں آدمی جو اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رکھتے تھے سب کے سب ایسے قوی العاقلہ تھے کہ ایک دماغہ جو بات سننے اُسے اُسی نظم و ترتیب سے بلاشبہ یاد کرلیتے اور کبھی بھول چوک اُن سے نہوتی ایسا دعویٰ سوائے اُن لوگوں کے کہ جن کو عوام اہل البیت کہتے ہیں کوئی نہیں کر سکتا نہ ہمارے مذہب کے معتقدین نے کیا ہی اور پھر اگر اس طبقہ کے لوگ اپنی سنی سنائی باتوں کو لکھ لیتے اور کتابوں میں جمع کردیتے تو بھی الفاظ کی صحت کا ظن ہو سکتا تھا مگر جبکہ اُس طبقہ نے ایسا نہیں کیا اور حدیثوں کو نہیں لکھا اور اگر کسی نے لکھا اور اُس نے اُسے معدوم کردیا تو کیونکر قیاس میں آسکتا ہی کہ دوسرے طبقہ نے جس نے پہلے طبقہ سے حدیثوں کو زبانی سنا اُن کے لفظوں کو یاد کرلیا ہو اور اسی طرح سے دوسرے سے تیسرے نے اور تیسرے سے چوتھے نے جو کچھہ سنا بلاشبہ یاد رکھا اور پھر جب یہہ خیال کیا جارے کہ احادیث کی نقل میں بہت سے واسطے ہو گئے اور آٹھ آٹھ دس دس آدمیوں سے بھی زیادہ راویوں کے واسطے پیچ میں آئے اور قیڑے سو برس تک وہ جمع نہیں کی گئیں تو کیونکر یہہ بات مانی جارے کہ جو لفظ آنحضرت کی زبان مبارک سے

۱۲ طبرانی نے لکھا ہی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ ”من لم یترک فاصلوۃ لہ“ کہ بے وقور کے نماز نہیں ہوتی جب حضرت عایشہ نے یہہ سنا تو فرمایا کہ کتنے اُن حضرت سے ایسا سنا ہی ابھی تو کچھہ زمانہ نہیں گذرا کہ ہم بات پیغمبر کی بھول گئے آپ نے تو یہہ فرمایا تھا کہ ”من جاد بصلوۃ القدس يوم العیمة حافظا علی وضوئہا و موا قیتہا و رکوعہا و سجودہا ولم ینقص منہ شیئاً کان لہ عند اللہ مہداً ان لا یمذبه الخ“ اب دیکھنا چاہیئے کہ کسقدر فرق سمجھہ میں ابوہریرہ کے ہوا اور کیا کا کیا سمجھے —

۱۵ ابوسامہ پر میدان الرحمة سے عین الاصابہ میں یہہ روایت ہی کہ انہوں نے حضرت عایشہ سے کہا کہ ”ان جابر بن عبد اللہ یقول الامام بالامام نقالہ اصحاب جابر ان رسول اللہ قال اذا جازز الشتان الشتان قد وجب الفسل“ یعنی جابر کا یہہ قول تھا کہ جب پانی تکلیف تب پانی واجب ہوتا ہی یعنی غسل بعد منی نکلنے کے واجب ہوتا ہی حضرت عایشہ نے فرمایا کہ جابر نے اسمیں غلط کی ہی پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ بعد ادخال کے غسل واجب ہوتا ہی دیکھنا چاہیئے کہ اصل بات کے سمجھنے میں کسقدر فرق ہوا —

۶ بخاری میں حضرت ابن عمر سے منقول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی فتح ہونے کے بعد کانراں مقتول کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ”هل وجدتم ما وعدکم حقاً قال انهم الان یسمعون ما قول فذکر ذلک لعائشۃ فقالت انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم لیسامعون الان ما کنتم اقول لہم حق“ کہ تم نے پایا جو کچھہ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا اور پھر فرمایا کہ اب وہ میری باتوں کو سنتے ہیں مگر جب حضرت عایشہ نے یہہ سنا تو آپ نے کہا کہ نہیں پیغمبر خدا نے یہہ فرمایا تھا کہ اب اُنکو معلوم ہو گیا کہ جو

یقین ہی اور خبر مشہور سے عام اطمینانی حاصل ہوتا ہی نہ یقینی اور خبر احاد عمل کے لیئے کافی ہی نہ یقین کے لیئے اور یہ ضرور نے کہا ہی کہ اخبار احاد مفید علم ہی نہ واجب العمل اور خبر احاد کی نسبت اگر کوئی کہے ۵ بلاشبہ خبر احاد میں احتمال صدق و کذب کا ہی لیکن جب عدالت راوی سے جانب صدق غالب ہوگی بایں حیثیت کہ احتمال کذب نہ رہا تو یہی معنی علم کے ہیں اس لیئے خبر احاد بھی مفید یقین ہوگی جواب اُسکا یہ ہے کہ ہم نہیں مانتے کہ جانب صدق احاد میں ایسا غالب ہی کہ احتمال کذب کا باقی ہی نہیں رہا بلکہ عقل اس پر شاہد ہی کہ خبر ایک آدمی کی گروہ عادل ہی مفید یقین نہیں اور احتمال کذب اُس پر قائم ہی گروہ احتمال ضعیف ہی ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو یقین کرنا دو تقيض پر لازم ہو جاوے اُن اخبار میں جو دو عادل راویوں سے منقول ہیں اور پامہ متناقض ہیں اور شرح صحیح مسلم میں لکھا ہی کہ جتنی حدیثیں غیر متواتر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہیں اُن کی نسبت محققین کا یہ قول ہی کہ وہ صرف مفید ظن ہیں نہ مفید یقین کیونکہ وہ احاد ہیں اور احاد سے صرف علم ظنی ہوتا ہی نہ علم یقینی اور جبکہ یہ قاعدہ بہ نسبت اخبار احاد کے ٹھہر چکا تو کچھ فرق بخاری اور مسلم اور غیر بخاری اور مسلم میں نہیں ہی اور اس بات سے کہ عمل کرنا اُن حدیثوں پر اجماعاً ثابت ہی یہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ اس پر بھی اجماع ہی کہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یقینی پیغمبر خدا کا کلام ہی صلی اللہ علیہ وسلم پس فقط کسی کتاب میں لکھے ہوئے سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ یقینی وہ کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جب تک کہ بتواتر منقول ہونا اُسکا ثابت نہ ہو کیا خوب کہا ہی قاضی ابوبکر باطلانی نے کتاب الانتصار میں کہ اگر کوئی مسئلہ ایک کتاب میں کیا ہزار کتاب میں بھی پایا جاوے اور کسی امام کی طرف منسوب ہو تو اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتا کہ یقینی وہ مسئلہ اس امام نے فرمایا ہی جب تک کہ بتواتر اُس کا منقول ہونا اُس امام ہی خیال کرنا چاہیئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قولوں کی نسبت کہ جب تک بتواتر اُن کا منقول ہونا ثابت نہ ہو جاوے تب تک اُس پر کامل یقین نہیں ہو سکتا *

فوائد شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہی کہ ابن صلاح اور چند اہل حدیث نے یہ گمان کیا ہی کہ روایت بخاری اور مسلم کی مفید یقین ہیں حالانکہ یہ بڑا دھوکہ ہی کیونکہ جو شخص اپنے دل میں سوچیکا وہ اس بات کو پالہدائمت مانیکا کہ فقط اُن کا روایت کرنا یقین کے لیئے کافی نہیں اور کیونکہ ہو سکتا ہی اِس لیئے کہ اُن میں بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جو ایک دوسرے کی نقیص ہیں اور اگر اُن سب پر یقین کیا جاوے تو متناقض باتوں کا ماننا لازم آوے بہر حال

چنانچہ میں اس مقام پر چند اقوال محدثین اور علماء محققین

کے اپنے کلام کی تائید میں پیش کرتا ہوں *

شرح مشکوٰۃ میں بعد ایک بڑی بھک کے یہ نسبت روایت بالالفاظ اور بالمعنی کے لکھتے ہیں کہ والنقل بالمعنی واقع فی الكتب الستة ومیرھا صحاح ستہ وغیرہ تفسیر حدیث میں نقل حدیث بالمعنی واقع ہی *

شرح صحیح مسلم میں امام نووی اسی بھک میں لکھتے ہیں کہ قال جمهور السلف والخلف من الطوائف المذكورة يجوز فی الصحيح اذا جزم باله ادی المعانی وهذا هو الصواب نقضیه احوال الصحابة ومن بعد هم رضی اللہ عنہم فی روايتهم النقصية الواحدة بالفاظ معتقده

تم هذا فی الذي يسمعه فی نيز المصنفات ایا المصنفات لا يجوز تغييرها وانكان بالمعنی کہ سب اگلے بچھلے نے روایت بالالفاظ جایز رکھی ہی احادیث میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اقوال میں اُوروں کے بشرطیکہ یقین معانی کی صحت پر ہووے اور یہی صحیح اور درست ہی اور حالات صحابہ اور اُنکے مابعد کے لوگوں سے بھی ٹھیک معلوم ہوتا ہی کیونکہ ایک بات کو مختلف لفظوں میں اُنہوں نے روایت کیا ہی علامہ اثیر الدین ابی حبان محمد بن یوسف بن حبان اُندلسی کتاب تذلیل و تکمیل میں جو شرح تسہیل الفرائد اور تکمیل المقاصد کی ہی لکھا ہی کہ مصنف نے قواعد کلیہ کے اثبات میں استدلال حدیث کے لفظوں سے کیا ہی حالانکہ یہ اُس کی غلطی ہی آج تک میں نے ایک کو بھی اگلے پچھلے میں سے ایسا کرتے نہیں دیکھا اور کسی نے الفاظ حدیث سے ایسا استدلال نہیں کیا کیونکہ اُنکو وثوق اس پر نہیں ہوا کہ یہ الفاظ وہی ہیں جو پیغمبر خدا نے فرمائے تھے اور اگر ایسا وثوق ہو جاتا تو وہ الفاظ مثیل الفاظ ثوران کے قراءت کلیہ کے استحضار میں مانے جاتے اور عدم وثوق کے دو سبب ہیں اول یہ کہ راویوں نے نقل بالمعنی کرنا جایز سمجھا تھا دوسرے بہت سی حدیثوں میں موافق کلام عرب کے لفظی غلطیاں ہیں کیونکہ اکثر راوی غیر عرب تھے *

چوتھی بحث بلا نسبت اُسکے کہ کل احادیث

صحیحہ مفید یقین نہیں یا نہیں

ہمارے محققین نے لکھا ہی کہ احادیث متواتر مفید یقین ہیں اور احادیث احاد مفید یقین نہیں ہیں جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہی کہ والول ای المتواتر یوجب علم یقین والثانی اے المشہور یفید عام علمانیہ والثالث وہ خبر الواحد یوجب العلم دون علم یقین وقیل لا یوجب شیئاً منہما اور نیز اخبار احاد کی نسبت لکھا ہی کہ ان خبر الواحد یحتمل الصدق والكذب وبالعدالة یقوج جانب الصدق بھیک لایقینی احتمال الکذب وهو معنی العلم وجوابہ انا لا نعلم یرجح جانب الصدق الی حدیث لا یحتمل الکذب اصلاً بل العقل شاہد بان خبر الواحد العدل لا یوجب یقین وان احتمال الکذب قائم وان مرجوحاً والا لزم اقطاع بالیقین عند اخبار العدلین یعنی خبر متواتر تو مفید

منجملہ اُن احادیث کے جن کی عدم صحت کا اقرار محدثین اور شارحین نے کیا ہے چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں *

اول صحیح بخاری میں لکھا ہے من عروۃ ابن النبی خطب عایشۃ فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال انت اخي في دين الله فتح الباري میں اس حدیث کو غیر صحیح لکھا ہے کما قبل فی صحتہ ہذا الحدیث نظر لیں العلة لابی بکر انما كانت بالمدينة و خطبة عایشۃ كانت بمكة فكيف يلتزم قوله انما انا اخوك اس حدیث کی صحت میں صرف ایک تاریخی واقعہ کے مخالف ہونے سے کلام کیا گیا کیونکہ حلقہ ابوبکر صدیق مدینہ میں ہوئی اور خطبہ عایشۃ مدینہ مکہ میں قبل اُس کے تو قبل از حلت و اخوت ابوبکر صدیق کا کہنا انما انا اخوک صحیح نہیں ہو سکتا *

دوسرے صحیح بخاری میں لکھا ہے من ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یلقی ابراہیم ایاہ فیقول یارب انک وعدتني الاتکون فی يوم یبعثون فیقول اللہ انی حرمت الجنة علی الکافرین اس حدیث کی عدم صحت کا بھی اقرار مصنفین نے کیا ہے کما قبل وقد استشكل الاسماعيلي هذا الحدیث من اصله و ملعن فی صحتہ فقال هذا حدیث فی صحتہ نظر اور اس حدیث کی صحت میں اس لیے کلام کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کی شان سے خلاف ہے کہ جب خدا سے مزاج نے اُن کو شفاعت سے اپنے باپ کی دنیا میں منع کر دیا تو وہ کیونکر پھر قیامت میں خلاف حکم خدا کے شفاعت کریں گے *

تیسری روایت نمبر ۱۷۷۷ پڑھنے پیغمبر خدا کے جنازہ پر ابن ابی مسلول کے جو بخاری میں ہیں مصنفین نے کلام کیا ہے اور بالکلانی نے صاف اس حدیث کا انکار کیا ہے *

چوتھے صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس سے یہ حدیث منقول ہے کہ ان ایسافیان قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسالک ثلاثاً فاعطاء ایاہن منہن مندی اهل العرب ام حبیبۃ ازرجک ایاہا زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں لکھا ہے کہ فیہذا الحدیث غلطاً ظاہر لاختفاء بہ کہ اس حدیث کی غلطی ایسی ظاہر ہے کہ ذرا بھی اُسکی غلطی پوشیدہ نہیں اور اُس کی غلطی بھی اسی وجہ سے مانی گئی کہ وہ تاریخی واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ حضرت ام حبیبۃ عبداللہ بن حبش کی منکوحہ تھیں اور حبیبۃ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کو گئی تھیں جب وہ وہاں جانے عیسائی ہو گیا اور ام حبیبۃ اپنے دین پر قائم رہیں تب پیغمبر خدا نے نبیاشی کے ذریعہ سے اُن سے نکاح کیا اور یہ امر قبل از فتح مکہ کے ہوا اور ابوسفیان فتح مکہ کے دن ایمان لایا اور پیغمبر صاحب کے سامنے آیا اسی واسطے اس حدیث کی غلطی ثابت ہوئی و قال ابو محمد بن حزم و هو موضوع بل شک قدیہ مکرمة بن عمار و قال ابن الجوزی فی هذا الحدیث هو وهم من بعض الرواة لا شک فیہ و لا تردد *

یہ بات اگر مانی جاوے کہ اُن کے راوی جامع شرایط تھے تو اس سے صرف زیادہ ظن ہو سکتا ہے لیکن یہ بات کہ اُن کی روایت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یقینی ثابت ہے اس پر ہرگز اجماع نہیں ہے اور کیونکر اُس کا اجماع ہو حالانکہ اس پر بھی اجماع نہیں ہے کہ جو کچھ اُن دونوں کتابوں میں ہے وہ سب صحیح ہے کیونکہ بعض راوی اُنکے قدری تھے بعض اہل بدعت تھے اور اہل بدعت کی روایت کا قبول کرنا مختلف فیہ ہے تو اجماع کا دعویٰ اُن کی ضروریات کی صحت پر کہاں باقی رہا غایت مافی الباب یہ ہے کہ حدیثیں بخاری و مسلم کی اُن کی شرط پر صحیح ہوں اور اس سے سوائے ظن کے یقین کا فائدہ نہیں ہوتا *

پانچویں بحث بک نسبت اُس کے کہ کتب

صحت کی احادیث کی صحت بمرتبة

یقین ثابت ہے یا نہیں

یہ بات مسلمات سے ہے کہ منجملہ کتب احادیث کے صحاح سنہ اور سوطے امام مالک اعلیٰ درجہ کی ہیں اور ان کے جامعین نے نہایت احتیاط اور کمال مہنت سے احادیث کی تصحیح کی ہے پھر اُن میں سے صحیحین یعنی صحیح بخاری و مسلم اعلیٰ درجہ پر ہیں اور اُن کی تحقیق بہت بڑھی ہوئی ہے مگر بہت کہنا کہ کل احادیث اُن کی ایسی صحیح ہیں کہ جن کی صحت پر مرتبہ یقین کا ہو صحیح نہیں ہے چند درجہ سے اولاً جو احادیث متواتر نہیں ہیں اُن کی صحت کا پورے یقین ہونا ایسا امر ہے جس کا کسی معتقد نے دعویٰ نہیں کیا ثانیاً ان کتابوں میں بعض حدیثیں ایسی بھی ہیں جن کی عدم صحت بالبداهۃ ظاہر ہے اور جسے شارحین اور مصنفین نے صاف صاف لکھ دیا ہے اور پھر بعض راوی ایسے بھی ہیں کہ جنکی جرح اور محدثین نے کی ہے تو کیونکر یہ دعویٰ کیا جاوے کہ مثل آیات قرآن کے ہر حدیث قطعی اور یقینی ہے چنانچہ میں پمور تمثیل کے چند اقوال اور چند احادیث کو نقل کرتا ہوں *

شرح اصول بزدی میں لکھا ہے کہ ابو عمرو دمشقی نے لکھا ہے کہ بخاری نے ایسی جماعت سے استناد کیا ہے جس کی نسبت اور مقدمین نے جرح کی ہے مثلاً عکرمہ اور اسماعیل اور عاصم اور عمرو بن مرزوق و غیرہم کے اور مسلم نے بھی سدید بن سعید وغیرہ سے استناد کیا ہے جس پر اُڑوں نے طعن کیا ہے *

جامع الاصول میں لکھا ہے کہ حدیثیں جو ہمارے اماموں نے روایت کی ہیں بعض اُن میں سے صحیح ہیں بعض سقیم اور اس کا سبب اختلاف جرح و تعدیل رواۃ ہے *

دار قطنی نے کہا ہے کہ ہر سو دس حدیثیں صحیحین کی ضعیف ہیں جن میں اسی مخصوص بہ بخاری اور تیس مخصوص بہ مسلم اور سو مشترک دونوں میں ہیں *

پانچویں ملا علی قاری کتاب رجال میں لکھتے ہیں کہ روایت مسلم کی جائز ہے قصہ حقیقۃ الوداع میں ایسی مختلف ہی کہ انہیں ایک ضرور چھوڑی ہی کیونکہ ایک میں لکھا ہی کہ آنحضرت نے موان کوئے نماز ظہر کی مکہ میں پڑھی درسی میں لکھا ہی کہ نماز ظہر کی سنی میں ادا کی ولہذا قال ابن حزم فی ہاتھیں الروایین احد ہما کذب ہے شک *

اور اسی طرح حدیث اسراء قبل الوحي اور حدیث خلق تربت یوم السبت اور حدیث اول ما نزل من القرآن اور حدیث صلوة الکسوف پٹنٹ رکعات کی غلطی اور ضعف کا محققین نے اظہار کیا ہی اور اسی طرح حدیث نذک کی موضوعیت کا جو صحیح بخاری میں ہی صاف اقوال محققین نے کیا ہی پس بارجود اس کے ہر حدیث کی صحت کو قطعی اور یقینی سمجھنا خلاف تحقیق محققین سابق کے ہی * اگر مستفتی کو اس تقریر پر یہ شبہ ہو کہ میرے نزدیک کوئی حدیث صحیح نہیں ہی اور نہ کسی پر عمل کرنا جائز ہے اور بخاری اور مسلم پر بھی اعتبار صحت کا نہیں تو یہ اس کی سمجھ کی غلطی ہی کیونکہ میں نے اپنے اس جواب میں صرف اصل کی مسایل کو بیان کیا اور محققین کے اقوال کو نقل کیا اور چونکہ ہمارے ابناء جنس اصل بات کو تو دیکھتے نہیں اور مطلب پر فور نہیں فوراً سوچتی طور سے مامیانہ اعتراض کرنے لگتے ہیں اس لیے حلیہ میں مطلب اُڑ کا اُڑ ہوجاتا ہی میرا عقیدہ یہ ہے کہ جن محدثین نے صحاح ستہ کو جمع کیا وہ بڑے محقق اور متورع اور امام اور دین کے پیشوا تھے اُن کی نیت نیک تھی اُن کی صدق اور سچائی اعلیٰ درجہ پر تھی اور انہوں نے احادیث کو حوالہ تک متان تھا نہایت احتیاط سے جمع کیا اور راویوں کے الفاظ اور کلمات کو بہت محنت سے یاد کیا اور اپنے نزدیک انہوں نے کوئی دقیقہ تصحیح کا باقی نہیں رکھا اور ان کتابوں میں حدیث کی صحت بخاری اور صحیح مسلم کا درجہ بڑھا ہوا ہی اور اُن کی احتیاط اور تحقیق بہت زیادہ ہی مگر جو کچھ اُن محدثین نے لکھا اور جمع کیا اُس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ اُس کے راوی اس کثرت سے ہوں کہ جن پر عقل احتمال غلطی کا ہو ہی نہ سکے اُسے متواتر کہتے ہیں اور اُس کی صحت پر کامل یقین ہی دوسری احاد ہیں جو اُس درجہ پر نہیں پہنچیں اسلئے ایسا یقین صحت کا اُس پر نہیں ہی کہ اُس میں غلطی کا احتمال نہیں مگر اُس پر عمل کرنا جائز ہی جب تک کہ اُس کا تعارض اور مناقض اُن اصول صحیحہ عقلیہ سے ثابت نہ ہو جو واسطے تصحیح احادیث کے قرار دئے گئے ہوں اور پھر ان اخبار احاد کی نقل میں محدثین نے نہایت احتیاط کی مگر پھر بھی وہ غلطی اور خفا سے نہیں بچتے اور بعض بعض احادیث کی راویوں میں اُن کو دھوکہ ہو گیا پس ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہم اُن حدیثوں کو جو صحاح میں خصوصاً بخاری اور مسلم میں مذکور ہیں صحیح جانینگے اور اُس پر عمل

کرینگے لیکن جب اُس کی مخالفت کسی اصل صحیح سے منجملہ اُن اسول کے ثابت ہوگی تب ہم اُس کو صرف اسوجہ سے کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں لکھی ہی واجب القبول نہ جانینگے کیونکہ کسی محقق نے ایسا نہیں دیا نہ کوئی ایسا ہو سکتا ہی اور جو ایسا دوسری کرے وہ کبھی اپنے دعوے پر قائم نہیں رہ سکتا اور آخر کار اُسے بھی اُسی راہ پر آنا ہوگا جس پر ہم چلتے ہیں پس ہوا حق ہی درمیان اس کے کہ احادیث احاد مفید یقین نہیں ہیں اور درمیان اس کے کہ وہ غلط ہیں اور درمیان اس کے کہ واجب العمل نہیں ہیں باوجود تعارض اور تضاد کے اور درمیان اس کے کہ جائز العمل ہیں جب تک اُنکا تعارض ثابت نہ ہو اور درمیان اس کے کہ محدثین معصوم اور محفوظ نہ تھے اور اُن سے غلطی ہونا ممکن تھی اور ہا جود احتیاط کے اُن سے بڑا بشریت غلطی ہوئی اور درمیان اس کے کہ وہ چوتھے تھے اور چوتھی باتیں انہوں نے جمع کیں پس جو کوئی دوسری بات کو ہماری طرف منسوب کرے اسکا الزام اُس پر ہی نہ ہو پر — دھا انا بری مما یقولون *

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری
مہدی علی قیامی فکٹر مرزا پور

نمبر ۸۱ استفتا

- ۱ کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کہ اگر زید معتقد یا قائل اُن امور کا ہو جو کہ نیچے بیان کیئے جاتے ہیں اور پھر معذور اُسے امام اور پیشوا اور مقتدا دین سمجھ تو معذور کی نسبت عموماً کیا حکم ہی *
- ۲ اگر اللہ جل شانہ جہت اور حیز اور صورت اور جسم اور مکان سے منزہ نہیں ہی *
- ۳ قرآن مجید نہ جامع ہی نہ مانع یعنی جس قدر نازل ہوا تھا وہ سب محفوظ نہیں رہا اور جو قرآن نہیں تھا وہ قرآن میں داخل ہو گیا *
- ۴ قرآن موجودہ غلطیوں اور کاتب کی بھلوں سے بھرا ہوا ہی *
- ۵ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی ایسی حالت ہو گئی تھی کہ نہنا کچھ چاہتے اور بیان مبارک سے اُڑ کچھ نکل جاتا اور یہ سبب مسخر ہونے کے خود نہ جانتے دے میں کیا کہتا ہوں *
- ۶ اُن حضرات صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کی تعریف قرآن پڑھنے کی حالت میں معذرتیں لے سامنے لی *
- ۷ خدا کو بعض آیتوں میں بندوں پر توارہ ہوا یعنی جو کچھ پہلے کسی بندے کی زبان سے نکلا اُسے تو پھر خدا نے بذریعہ جبرئیل میں کے نازل کیا *
- ۸ باوجود نہ اُن کے جائے نام خدا کے وقت ذبح کے اور معذور ترک کرنے سے ذبح حلال ہی *
- ۹ سوا عربی زبان کے توجہ قرآن کا نماز میں پڑھنا جائز ہی *
- ۱۰ صحیح بخاری اور مسلم میں بھی موضوع حدیثیں ہیں *
- ۱۱ صحابہ کے اقوال واجب العمل نہیں ہیں وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہیں *

استفتا
مہدی علی

بمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۸]

۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اختیار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضہ کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت پاس اس پرچہ کے آنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگتہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۸۲

خط

نوشتہ سید احمد

بذام

مولوی سید مہدی علی صاحب

مہدی مہدی - میں نے آپ کا مضمون جس کا عنوان سوال و جواب ہے دیکھا اور اسی طرح بے قصد دل سے اُٹھنے والے غور سے رد کیا جس طرح کہ آدم نے انجان جانب کار خدا کی بات پر وجد کیا تھا زندہ باقی جانوں باقی آئین - مگر میں ایک بات پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آپ نے تاریک الفاظ قرآن مجید کی ان کے مدلول ظاہری سے یا ان مدلولات سے جو لوگوں نے اپنے خیال میں ان الفاظ کا مدلول ٹھہرا رکھا ہے مگر اُس کی تصریح قرآن مجید میں نہیں ہے پانچ حالتوں میں جائز رکھی ہے یا لاپاس بہ تصور کیا ہے یا اُس تاویل کو انکار جزو قرآن قرار نہیں دیا اور یہ پالک حق اور سچ ہے آئینہ و صدقنا چنانچہ ایک مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ ”اگر الفاظ اور کلمات کے لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی امر موجودہ واقعہ سے ہوتی ہو تو ظاہری معنی مراد نہ لینے چاہیئے“ اور دوسرے مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ ”اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح اُن کی حقیقت کے ہے وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو اور نہ جس کے اثبات پر سوائے اوہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو تو اُن اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجہ مراد لینا منجملہ وجود خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے جائز ہے یا انکار جزو قرآن سے نہیں ہے“ جزاک اللہ فی الدارین خیراً *

اب خیال کرو کہ قرآن مجید میں شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اُس کی حقیقت و ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی یہودیوں نے اور مشرکین عرب نے اُس کی ایک صورت و حقیقت اپنے ذہن میں سمجھ رکھی تھی اور بعض قوموں نے ظلمت و نور کو اور بھروسے نے اور یزدان کو شیطان اور خدا سمجھ رکھا تھا اور علیٰ ہذا القیاس ہر ایک قوم نے اپنے اپنے خیالات کے موافق شیطان کی ایک حقیقت سمجھ رکھی تھی یا قرار دی تھی قرآن مجید میں یہ نام تو آیا مگر اُس کی حقیقت یا ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی *

البتہ ہم اُس کی کچھ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہیں بڑی صفت اُس کی جو بمنزلہ ذاتیات کے ہے اور جس سے

گویا اُس کی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف معنوی آدم ہے نہیں تھا بلکہ وہ تا قیامت معنوی انسان علیٰ المعنویۃ ہے کیا قال اللہ تبارک و تعالیٰ قال فبمذک لاغرینہم اجمین اور یہ ہے کہ وہ ہمارے بدن میں ہمارے خون کے ساتھ بہتا ہے کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان یجری من الانسان مجری الدم اور یہ ہے کہ وہ ہم میں اور ہماری نماز میں غرہ نماز کا وجود موجود فی الخارج سمجھو یا نہ سمجھو حایل ہو جاتا ہے کما روی عنہ صلعم الشیطان حال بیٹی و بین صلاتی پس یہی اوصاف حمیدہ اُن بزرگ ذات کے ہیں جو ہم کو شارع نے بتائے ہیں *

اب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ مثلاً اہل جنس کے لفظ شیطان سے ایک وجود مستقل موجود فی الخارج مراد لیں کیونکہ حتی المقدور ہر اسم سے اُس کے مسمیٰ کا موجودہ وجود مستقل موجود فی الخارج سمجھنا چاہیئے لیکن اس سمجھنے کے لیئے ضرور ہے کہ در حقیقت اُسکا ایسا وجود ہونے کے لیئے اُس کے ایسے وجود کا ثبوت قطعی اور واقعی ہے چاہیئے کیونکہ صرف نام سے وجود خارجی تسلیم کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ اگر اُس کا وجود خارجی ثابت نہ ہو سکیگا تو لا محالہ وجود خیالی یا عقالی یا تشبیہی قرار دینا پڑیگا جیسا کہ آپ نے اصول معتقہ پنجگانہ میں قرار دیا ہے *

اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور سچے پیغمبر نے بتلائی ہیں ہم اپنے میں اثر تو پاتے ہیں مگر کسی وجود خارجی کو نہیں پاتے دن رات ہم کو شیطان پہکتا ہے اور گناہوں میں پھنساتا ہے مگر کوئی وجود خارجی محسوس نہیں ہوتا بلکہ ہم بالیقین پاتے ہیں کہ غرہ ہم ہی میں ایک قوت ہے جو ہم کو سیدھے رستے سے پھیرتی ہے ہم کو بے انتہا ترغیبوں سے بہکتی ہے شیطان سمجھ کر اُس کی قوت پر پکڑ لیتے ہیں اور زور سے طمانچہ مارتے ہیں مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو اپنی ہی سفید قازہ اپنے ہاتھ میں اور اپنا ہی کال لعل دیکھتے ہیں *

پس اگر ہم شیطان کے لفظ سے وجود خارجی مراد لیں تو نہ تو مراد لے سکتے ہیں اس لیئے کہ اُس کے وجود خارجی کا ثبوت واجب ہے حالانکہ کچھ ثبوت نہیں اور نیز امور موجودہ واقعہ کے برخلاف ہے کیونکہ اُس کی صفات مندرجہ کا اثر ہم کسی دوسرے وجود سے نہیں پاتے بلکہ خود اپنے آپ میں پاتے ہیں اور نیز کتاب و سنت سے اُس کے وجود خارجی کا ثبوت نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف اوہام و ظنون سے لوگوں نے اُس کا وجود خارجی ٹھہرایا ہے اس لیئے واجب ہے کہ منجملہ اقسام وجود کے سوائے وجود خارجی کے اور کسی قسم کا وجود شیطان کا سمجھا جائے - تنذیر والسلام *

آپ پر خدا
سید احمد

سید مظہر علی صاحب رئیس بنارس *

مولوی محمد عارف صاحب فاضل کلکتہ بنارس *

سید فدا حسین صاحب انسپیکٹر پولیس تھانہ مرزا مراد *

شیخ غلام علی صاحب رئیس بنارس *

منشی افضل الدین صاحب پیشکار *

منشی رعایت حسین صاحب محافظ دکن عدالت دیوانی بنارس *

محمد یار خاں صاحب رئیس مراد آباد *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس نے صدر انجمن *

کی کرسی پر اجلاس کیا *

سید احمد خاں سکریٹری نے "رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی اجلاس کے رپورٹ پیش کر کے تمام کارروائی سلیکٹ کمیٹی کی مختصر طور پر بیان کی اور تیسوا حصہ رپورٹ کا جس میں مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا طریقہ ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کیا ہی پڑھ کر سنایا اور یہ خواہش کی کہ ممبران موجودہ اس طریقہ تعلیم پر غور فرمائیں اور اگر پسند ہو تو اُسکی پسندیدگی ظاہر کی جارے تاکہ اُسی بناء پر آئندہ عمل درآمد ہو *

سید ظہور حسین صاحب نے اولاً سلیکٹ کمیٹی کی تمام کارروائی کی پسندیدگی ظاہر کی اور نسبت طریقہ مجبوزہ تعلیم کے بیان کیا کہ نہایت لائق اور قابل شخصوں کی بہت سی ضرورت و محتاجت کے بعد یہ طریقہ تعلیم تجویز ہوا ہی اور ہر حقیقت نہایت عمدہ اور مفید ہی اسیلئے میں اسی طریقہ تعلیم کی منظوری کی تحریک کرتا ہوں *

منشی محمد ممتاز علی صاحب نے مذکورہ بالا تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

سید احمد خاں سکریٹری نے بعد منظور ہوجانے رپورٹ کے کہا کہ اب تک جو کچھ تدبیریں کمیٹی نے کی ہیں وہ سب بشرطی انجام کو پہنچیں یعنی اسپاب اور موانع اہل اسلام کی تعلیم و تربیت کے اور اُن کے علاج جو کمیٹی نے معلوم کرنے چاہے تھے اُن کی اچھی طرح تحقیقات ہوگئی اور اس زمانہ میں جس طرز پر کہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت ہوتی چاہئے اُس کا نہایت عمدہ اور مناسب طریقہ ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کردیا جو ابھی اس اجلاس سے منظور ہوا مگر اُس کے عمل درآمد کے لیئے بہت سا روپیہ درکار ہوگا اسیلئے اب ہمکو ضرور ہی کہ روپیہ بہم پہنچانے کی تدبیریں کریں اس میں کچھ شک نہیں کہ اس طریقہ تعلیم کے اجرا کے لیئے لاکھوں روپیہ درکار ہونگے لاکھوں روپیہ کا نام سننے سے البتہ ایک حیرت سی ہوتی ہی مگر میں خیال کرتا ہوں کہ تمام ہندوستان کے مسلمان نہیں بلکہ صرف ممالک مغربی و شمالی کے مسلمان بھی اگر انسانیت حاصل کرنے کو جو

نمبر ۸۳

روٹڈاں

اجلاس صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم

مسلمانان ہندوستان واقع ۱۲ مئی سنہ

۱۸۷۲ء

ممبران موجودہ

مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس *

سید ظہور حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد *

مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *

منشی محمد سبھان صاحب سررشتہ دار کلکتہ بنارس *

حافظ محمد فضل الرحمن صاحب وکیل عدالت بنارس *

مولوی محمد عبدالستار صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد *

مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت بنارس *

منشی مصطفیٰ بخش صاحب پیشکار *

مولوی علیم اللہ صاحب ڈگری رئیس عدالت دیوانی بنارس *

شیخ عبداللہ صاحب معزز عدالت دیوانی بنارس *

شیخ فرحت علی صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *

خواجہ عبداللہ صاحب وکیل عدالت بنارس *

سید غلام نجف صاحب وکیل عدالت بنارس *

حافظ مجتبیٰ کریم صاحب معزز اول محکمہ صفائی شہر بنارس *

سید عبدالعزیز صاحب *

مولوی سید عبداللہ صاحب اتالیق مہاراجہ دربھنگا *

مولوی امین الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سب آرڈینٹ جج بنارس *

قاضی محمد باقر صاحب سب انسپیکٹر پولیس *

منشی ممتاز علی صاحب معزز نرجداری بنارس *

حافظ عنایت الرحمن صاحب طالب العلم کرٹینز کالج بنارس *

شیخ امید علی صاحب ڈگری رئیس محکمہ سب آرڈینٹ جج بنارس *

مولوی قطب الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *

شاہزادہ مرزا زورار بخش بہادر *

شاہزادہ محمد مرزا کرامت شاہ صاحب بہادر *

سید سجاد علی صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس *

مولوی محمد محمود اشرف صاحب رئیس بنارس *

شاہزادہ مرزا ہمس الدین بخش بہادر *

- ۵ مولوی محمد حیدر حسین صاحب رئیس اعظم جونپور وکیل
ہائٹی کورٹ الہ آباد *
- ۶ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب رئیس کڑا مانتک پور وکیل
ہائٹی کورٹ الہ آباد *
- ۷ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس دہلی وکیل ہائٹی
کورٹ الہ آباد *
- ۸ سید طہر حسین صاحب رئیس مراد آباد وکیل ہائٹی کورٹ
الہ آباد *
- ۹ محمد عنایت اللہ خاں صاحب رئیس و تعلقہ دار بھیکم پور
ضلع علیگڑہ *
- ۱۰ مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ اسسٹنٹ سکریٹری
سین ٹیفک سوسائٹی علیگڑہ *
- ۱۱ خواجه محمد یوسف صاحب رئیس علیگڑہ وکیل عدالت
دیوانی علیگڑہ *
- ۱۲ مولوی سید مہدی علی صاحب رئیس اثارہ قہٹی کلکو ضلع
مرزا پور *
- ۱۳ مولوی سید زین العابدین صاحب رئیس مہجھلی شہر صدر امین
یلند شہر *
- ۱۴ مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس وکیل عدالت
دیوانی بنارس *
- ۱۵ مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس *
- ۱۶ شیخ غلام علی صاحب رئیس بنارس *
- ۱۷ حافظ احمد حسین صاحب رئیس پدایوں سفیر نواب صاحب
سابق والی ٹونک *
- ۱۸ شیخ خیر الدین احمد خاں صاحب رئیس رمضان پور قہٹی
کلکٹر بریلی *
- ۱۹ خواجه فضل احمد خاں صاحب رئیس دہلی قہٹی کلکٹر
شاہجہانپور *
- ۲۰ سید محمد میر بادشاہ صاحب رئیس دہلی منصف کانپور *
- ۲۱ منشی محمد صدیق صاحب بہادر قہٹی کلکٹر نہر *
- ۲۲ منشی محمد یار خاں صاحب رئیس مراہ آباد *
- ۲۳ سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی رئیس دہلی
سب آرڈینٹ جج بنارس *
- ۲۴ سید محمد احمد خاں صاحب بہادر رئیس دہلی اسسٹنٹ
اسسٹنٹ کمشنر ہردوٹی *
- ۲۵ سید محمد حامد خاں صاحب رئیس دہلی *

صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے ایسا ہی ضروری سمجھیں جیسا کہ زندہ رہنے کے واسطے سامان معیشت کو ضروری سمجھتے ہیں تو اسقدر روپیہ جمع ہو سکتا ہے ایک مدرسہ/العلوم کیا متعدد مدرسہ/العلوم قائم ہو سکتے ہیں اور اگر وہ اوسکو اپنے معمولی فضول اور بیفائدہ رسموں ہی کے برابر سمجھیں بلکہ اوس سے بھی کسقدر کمتر تو بھی اسقدر روپیہ جمع ہو سکتا ہے جس سے یہ مدرسہ/العلوم مسلمانان بھڑیہ قائم ہو سکے پس میں تحریک کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی قائم کیجئے جو لوگوں سے چندہ وصول کرتی رہے اور چندہ وصول کرنے کی تدبیریں کیا کرے اور اوس سے کچھ آمدنی کی تدبیر کرے تاکہ نہایت حفاظت سے رکھے اور اوس سے کچھ آمدنی کی تدبیر کرے تاکہ جسوقت ایسا سرمایہ جسکی آمدنی مدرسہ کے لینے کافی ہو جمع ہو جاوے تو مدرسہ قائم ہو *

منشی محمد سبھان صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اس کے بعد سید احمد خاں سکریٹری نے تحریک کی کہ اس کمیٹی کی کارروائی کے لینے قواعد تجویز کیئے جاویں تاکہ اون قواعد کے بموجب کمیٹی قائم ہو *

حافظ مجتبیٰ کریم صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

سید احمد خاں سکریٹری نے مسودہ قواعد کمیٹی پیش کیا اور اوسکی منظوری کی تحریک کی اور بیان کیا کہ یہ مسودہ چند نہایت لائق اور قابل ممبروں کی صلاح اور مشورہ سے مرتب کیا گیا ہے جس میں سے چند ممبر اس وقت اجلاس میں بھی شریک ہیں پس اور ممبر بھی اس پر غور فرماویں اور اگر پسند ہو تو اجلاس سے منظور کیا جاوے *

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور مسودہ پیش شدہ بالاتفاق پسند اور منظور کیا گیا *

مولوی عبدالستار صاحب نے تحریک کی کہ بموجب دفعہ ۳ قواعد کمیٹی کے جو ابھی منظور ہوئے ہیں ممبروں کا تقرر بھی اجلاس سے مل میں آوے اور تحریک کی کہ صاحبان مندرجہ ذیل اس کمیٹی کے ممبر مقرر ہوں یعنی *

- ۱ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ *
- ۲ مولوی محمد عثمان خاں صاحب بہادر نایب ریاست رامپور *
- ۳ نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر جاگیردار سنواری *
- ۴ حضرت مولوی سید امداد علی صاحب رئیس بھاگلپور
سب آرڈینٹ جج کیا عرف صاحب گنج *

قواعد کارروائی

روٹیاں

اور اس اسپیشل کمیٹی کے سکریٹری کا کام سید احمد خاں بہادر سے متعلق رہے اور ممبروں کی جو کچھ تجویزیں ہوا کریں انکو بذریعہ رپورٹ کے واسطے تصدیق کے اجلاس میں پیش کیا کریں *
میر سجاد علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

میر ظہور حسین صاحب نے تحریک کی کہ ممبران سلیکٹ کمیٹی کا جنہوں نے کمال کوشش اور جانفشانی سے نہایت عمدہ اور مفید رپورٹ مرتب کی ہی شکریہ ادا کیا جارے *
منشی ممتاز علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

منشی محمد سیحان صاحب نے تحریک کی کہ تمام ممبروں کا جو اس کمیٹی میں شریک ہوئے اور چندہ سے تائید کی شکریہ ادا کیا جارے *

مولوی محمد عارف صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اسکے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس ہر خاصہ ہوئی *

دستخط سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکریٹری کمیٹی

نمبر ۸۲

قواعد کارروائی

مجلس

خازن البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين

نمبر ۱

سنہ ۱۸۷۲ ع مطابق سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نام اور مقصد

دفعہ ۱ یہ مجلس "مجلس خازن البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين" یعنی دی "مجلس اہلکار اور پینٹل کالج فنڈ کمیٹی" کے نام سے موسوم ہوگی *

دفعہ ۲ مقصد اس مجلس کا یہ ہے ہوگا کہ واسطے قائم کرنے اس قسم کے مدرسہ العلوم کے جسکی تجویز صدر کمیٹی خراسنگاو ترقی تعلیم

۲۶ سید محمد محمود خاں صاحب رئیس دہلی لکن ان کے پارسٹر رٹ لا اور طالب علم کریسٹ کالج پرنسپل کیمبرج *
حافظ مجتبیٰ کریم صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

مولوی محمد عارف صاحب نے تحریک کی کہ بموجب دفعہ ۱ قواعد کمیٹی کے جو ابھی منظور ہوئے ہیں تقرر عمدہ داروں کا اس کمیٹی کے ایسے عمل میں آوے اور تحریک کی کہ نواب محمد حسن خاں صاحب چکیہ دار سنوٹائی میر مجلس اور سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی اس کمیٹی کے لفٹ انویری سکریٹری مقرر ہوں *
سید ظہور حسین صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اسکے بعد سید احمد خاں سکریٹری نے تحریک کی کہ یہ کمیٹی کے استکار ترقی تعلیم مسلمانان ہمیشہ کے لیئے قائم رہے اور ترقی تعلیم مسلمانان میں جو امور پیش آویں اونپر بحث اور کوشش کرتی رہے *
خواجہ عبداللہ صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اس نے بعد سید احمد خاں نے اس بات کی تحریک کی کہ اس کمیٹی کے تحت میں ایک اسپیشل کمیٹی مقرر ہو جو ان علوم کی کتابوں کا سلسلہ درست کرے چٹکا تعلیم دینا ممبران سلیکٹ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں تجویز کیا ہی *

مولوی شجاع الدین حیدر صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

حافظ فضل الرحمن صاحب نے تحریک کی کہ اس اسپیشل کمیٹی کے لیئے صاحبان مندرجہ ذیل ممبر قرار دیئے جاویں *

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *

مولوی سید مہدی علی صاحب *

منشی ذکا اللہ صاحب *

مولوی محمد احسن صاحب مدرس بریلی کالج *

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب *

مولوی محمد اسماعیل صاحب اسٹنٹ سکریٹری سین ٹیفک سوسائٹی

ملیگڈہ *

مولوی نذیر احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر *

مولوی محمد مظہر صاحب *

عہدہ داران

دفعہ ۹ منجملہ ممبروں کے ایک ممبر جسکو ممبران موجودہ منتخب کرینگے میں مجلس اور ایک ممبر لیف آنریری سکریٹری ہوگا اور جو ممبر کہ میں مجلس مقرر کیا جاوے اُسکو ہر اجلاس میں صدر انجمن ہونے کا حق ہوگا اور اُس کی غیر حاضری میں ممبران موجودہ میں سے جو ممبر پہلا ہو وہ صدر انجمن ہوگا مگر ان عہدہ داروں کا پہلی دفعہ تقرر حسب تجویز ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے ہوگا جو اُس تجویز کے وقت موجود اور شریک ہوں *

دفعہ ۱۰ ممبران مجلس کو کسی شخص یا اشخاص کو ہمارے اسٹنٹ سکریٹری مقرر کرنے کا اختیار ہوگا اور ہر صورتیکہ وہ ممبر نہ تو اُسکے لیئے وظیفہ مناسب بھی مقرر کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۱ عہدہ داران مذکورہ کا تقرر صرف ایک سال کے لیئے ہوگا اور ہر سالانہ اجلاس میں ممبران شریک اجلاس کی تجویز سے تقرر جدید بذریعہ پیلیٹ پکس حسب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۳ ہوا کریگا *

دفعہ ۱۲ ہر عہدہ دار تا تقرر عہدہ داران جدید اور ہر ایک ممبر بارہ شخص جو لیف سکریٹری مقرر ہوا ہی مادام الحیات اٹنے عہدہ پر مقرر رہینگے مگر جبکہ وہ کسی عدالت کے فیصلہ اخیر سے بھرم خیانت مجرمانہ یا زنا یا سرقہ یا حلف دروغی یا جملہ سزا یا رشوت ستانی یا بغاوت کے مجرم ہوکر سزایاب ہوں تو وہ از خود معزول متصرف ہونگے اور تمام اختیارات اور حقوق جو اُنکو بذریعہ اُس منصب کے حاصل ہونگے سب معدوم ہو جائینگے *

دفعہ ۱۳ ہر ایک ممبر یا عہدہ دار کو اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے کا اختیار ہوگا *

دفعہ ۱۴ کوئی ممبر یا عہدہ دار سوائے اسٹنٹ سکریٹری کے جو بموجب دفعہ ۹ کے وظیفہ دار مقرر ہوا ہو اپنے عہدہ کے انجام میں کسی اجرت یا کسی قسم کے معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا *

دفعہ ۱۵ جو عہدہ دار کہ سال گذشتہ میں مامور رہے ہوں جائز ہوگا کہ سال آئندہ کے لیئے بھی منتخب کیئے جائیں *

کام ممبروں کا

دفعہ ۱۶ ممبروں کا اول کام جمع کرنے سرمایہ کا ہی اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنکی قومی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی پہلائی اور

مسلمانان یعنی کمیٹی فارمی پیٹرنڈ فیوزن ایڈمینیٹرانس سینٹ آف ٹرننگ امٹنگ معتمدز آف انڈیا نے کی ہی اور وہ تجویز رپورٹ سلیکٹ کمیٹی مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ ع میں مندرج ہی اور اُس میں بالتخصیص مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے مدرسہ العلوم کا قیام کرنا تجویز کیا ہی ایسا سرمایہ جسکی آمدنی سے وہ مدرسہ قائم ہو سکے جمع کرے *

تقرر ممبران

دفعہ ۳ صرف اشخاص مسلمان ممبر اس مجلس کے ہونگے پہلی دفعہ اُنکا تقرر حسب تجویز ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے ہوگا جو اُس تجویز کے وقت موجود اور شریک ہوں اور آئندہ اُنکا تقرر خود اُسی مجلس کے ممبروں کی تجویز سے ہوگا *

دفعہ ۴ ممبران مجلس کا انتخاب ہمیشہ پیلیٹ پکس کے ذریعہ سے کیا جائیگا اور اگر ہاں اور ناہ کے قریب برابر تکلیف کے تو اُس وقت صدر انجمن کو ہاں یا ناہ کے قریب رائے توجیح دینے کا اختیار ہوگا *

دفعہ ۵ جو اشخاص کہ اس مجلس کے ممبر مقرر ہونگے وہ لیف ممبر یعنی تمام عمر کے لیئے ممبر متصرف ہونگے جب تک کہ وہ خود استعفاء دیدیں یا کسی جرم قابل العزل میں سزایاب ہوں *

دفعہ ۶ عہدہ ممبری سرورٹی نہرگا بلکہ بھالہ وفات یا استعفاء یا معزول ہونے کسی ممبر کے دیکر ممبروں کو اختیار ہوگا کہ بدوحس احکام ان قواعد کے جسکو مناسب سمجھیں اُسکے بجائے دوسرا شخص ممبر مقرر کریں *

دفعہ ۷ اس مجلس کے ممبروں کی تعداد کچھ محدود نہرگی بلکہ ممبران مجلس کو اختیار ہوگا جس شخص کو لائق سمجھیں اُسکو ممبروں میں منتخب کریں مگر ممبران مجلس انتخاب کرتے وقت خود اسباب پر خیال کرینگے کہ اسے اشخاص کو جسے کچھ قائد یا کارپوری یا مدد انتظام و کار دیار متعلق مجلس میں متصرف نہر اُنکا ممبروں میں منتخب کرنا محض بیفائدہ ہوگا *

دفعہ ۸ جو لوگ ممبر مقرر ہونگے اُنکو مجلس کی طرف سے ایک سند جس میں اُنکے نواپس اور اختیارات مندرج ہونگے مع نفل قرامد مجلس مروجہ وقت کے دی جائیگی اور اُسکے ذریعہ سے اُنکو تمام اختیارات جو ممبروں کو ہونے چاہیئیں حاصل ہونگے *

قواعد کارروائی

قواعد کارروائی

دفعہ ۲۲ جسقدر زر چندہ جمع ہوتا جارے اُسقدر روپیہ کی جائداد مذکورہ بالا واسطے مجلس کے وقتاً فوقتاً خریدی جاوے گی اور دستاویز پراسیوری نوٹ یا بیع نامہ روزینہ یا اراضی معانی کا یا کامد حصہ بنک جو کچھ خریدلہ جارے بنک پنگال میں رکھے جاوے گئے اور نیز اُسکو حسب ضابطہ اُسکا معامد وصول کرنے کی اجازت دی جاوے گی *

دفعہ ۲۳ سوائے خریدنے اُس جائداد کے جسکا ذکر اوپر ہوا اُڑ کسی کام میں زر سرمایہ خرچ نہ کیا جاوے گا لیکن اگر سرمایہ دس لاکھ روپیہ سے زیادہ جمع ہو جاوے تو زر زائد دس لاکھ میں سے صرف تین لاکھ روپیہ تک واسطے طہاری مدرسہ اور اُس کے مکانات متعلق کے صرف ہوسکیگا *

دفعہ ۲۴ جو سکرتو یا کوئی ممبر یا کوئی اجلاس برخلاف دفعہ ۲۲ کے زر سرمایہ صرف کرے گا وہ مجرم خیانت مجرمانہ کا مقدر ہوگا اور ہر شخص اُس پر دعویٰ خیانت مجرمانہ کرنے کا حق رکھیکا *

دفعہ ۲۵ ممبران مجلس کو واسطے قایم کرنے اغراض مدرسہ امارہ کے جسکے لیئے سرمایہ جمع کیا جاتا ہی منافع زر سرمایہ کے خرچ کرنے کا اختیار ہوگا اور اُن کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ زر منافع کو بطور اصل سرمایہ کے جمع کر دیں لیکن جب زر منافع بطور اصل سرمایہ کے جمع ہو جاوے گا تو پھر وہ خرچ نہوسکیگا اور اُس سے تمام احکام اور قواعد دفعہ ۲۲ و ۲۱ قواعد ۵۱ کے متعلق ہرجاری گئے *

دفعہ ۲۶ کم سے کم ہر شش ماہی پر اجلاس ممبران مجلس کا ہوگا اور اُس شش ماہی میں جسقدر زر چندہ جمع ہوا ہوگا اُس کی کیفیت اور جو جو کارروائی نسبت نواہی سرمایہ اور خرید جائداد متذکرہ دفعہ ۲۰ و ۲۲ عمل میں آئی ہوگی سب ایک روئداد میں مندرج ہوکر مشتمل ہوا کرے گی *

دفعہ ۲۷ ہر ایک ممبر کو اختیار ہوگا کہ اجلاس ہونے کی تحریک سکرتو سے کرے اور اُس وقت سے دو ہفتہ کے اندر اجلاس کا منعقد ہونا ضرور ہوگا *

دفعہ ۲۸ کم سے کم تین ممبر اور ایک صدرانجمن اور ایک سکرتو کی شرکت کامل نصاب اجلاس کی متعبر ہوگی اور اُن سب کو رائے دینے کا استحقاق ہوگا اور کارروائی مجلس کے لیئے اثرات رائے کا فیصلہ ناطق سمجھا جاوے گا مگر سکرتو کو تنہا یا بھرت کسی ممبر کے اپنی ذمہ داری و جرابدھی پر کسی نہایت ضروری امر متعلقہ

بھرتی میں بھی اُن کو ایسی ہی مدد کرنی فرض ہی جیسیکہ اُڑ قوموں کی (چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان دو قوموں کے اُڑ کسی قوم سے چندہ کی درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہوگا الا اگر کوئی اُڑ قوم اور مذہب کا شخص اپنی خوشی سے بلا درخواست کچھ چندہ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکرگزاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۷ چندہ میں زر نقد و جنس اور جائداد غیر منقولہ جو کوئی دے قبول ہوسکیگا لیکن اگر ممبران مجلس اُس جنس یا جائداد غیر منقولہ کو واسطے مقاصد تقویٰ مدرسہ مفید نہ سمجھیں تو اُن کو اُسے بیچ کر زر نقد کر لینے کا اختیار ہوگا اور اُس کا بیع نامہ سکرتو کی جانب سے حسب قوانین گورنمنٹ تحریر ہوگا اور مجلس کی جانب سے بطور دستاویز مکمل تصور کیا جاوے گا *

دفعہ ۱۸ اِس مجلس کے ممبر اپنے ماتحت جہاں جہاں مناسب سمجھیں ماتحت مجلسیں مقرر کرسکتے ہیں مگر اُن ماتحت مجلسوں کے ممبروں کو بجز اس کے نہ زر چندہ وصول کرکر اس مجلس کے سکرتو کے پاس بھیج دیں اور کسی قسم کی کارروائی کا اختیار نہوگا *

زر چندہ

دفعہ ۱۹ جسقدر روپیہ نہ پنزیہ چندہ یا قیمت جائداد یا منافع سرمایہ وصول ہو وہ سب بنک آف پنگال میں اِس مجلس کے حق میں جمع ہوگا اور صرف واسطے اغراض متذکرہ آئندہ کے سکرتو کی مجلس کی وسعت سے طلب ہوسکیگا *

دفعہ ۲۰ جسقدر سرمایہ نہ مذکورہ بالا طریق پر جمع ہوگا اُس سرمایہ سے گورنمنٹ پراسیوری نوٹ یا روزینہ دواہی چنکا ذکر ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ع میں ہی یا بنک آف پنگال کے حصہ یا اراضی معانی دواہی بھق مجلس خریدی جاوے گی تاکہ اُس کی آمدنی سے مدرسہ مطلوبہ قایم ہو اور جب تک کہ کل ممبران مجلس کی صلاح نہر اور نثر رائے سے اجازت نہو لے اُس وقت تک اور کوئی جائداد سوائے جائداد مذکورہ بالا کے خریدی نہ جاوے گی اور ممبران مجلس میں سے جو شخص کہیں چلا گیا ہو یا رائے مطلوبہ کا جواب وقت معین تک نہ بھیجے تو اُس کی رائے انکاری تصور کی جاوے گی مگر مذکورہ بالا جائداد میں سے ایک جائداد کا دوسری جائداد میں تبدیل کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۲۱ چندہ دینے والا متعین کوسکتا ہی نہ مذکورہ بالا جائداد میں سے فلاں قسم کی جائداد اُس کے روپیہ سے خریدی جاوے *

تہذیب کی اور جب قریب قواعد کی ضرورت معلوم ہو تو یہ وجہ دہ ۲۰ قواعد ہذا کے معجزوں سے رائے طلب کوئی اور کثرت رائے

قرار دینے کی پابندی کی جارہیگی *

دہ ۳۵ تمام کاغذ اور روئدادیں اور قواعد معجزہ اور رسیدیں اور ہل اور ہر قسم کی دستاویزیں جو اس مجلس سے متعلق ہوں لیف سکریٹری کے دستخط سے مستحکم اور مستند متصور ہونگی اور لیف سکریٹری کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کوئی خاص وجہ پیش ہونے پر کسی شخص کو اجازت دے کہ اُسکے لئے دستخط کرے مگر شرط یہ ہے کہ قبل ایسی اجازت دینے کے لیف سکریٹری کو اجلاس میں اُس وجہ خاص کو پیش کرنا اور جس شخص کو ایسی اجازت دینا چاہتا ہے اجلاس سے اُسکی منظوری حاصل کرنا ضرور ہوگا *

دہ ۳۶ ایسی حالت میں اگر کسی قسم کا ہرج یا نقصان پیش آئیگا تو لیف سکریٹری اور وہ شخص جس نے اُسکے واسطے دستخط کیا ہے دونوں جوابدار دستدار متصور ہونگے *

دہ ۳۷ یہ قواعد کمیٹی خراسکار ترقی تعلیم مسلمانان کے اجلاس سے سنہ ۱۸۷۲ ع مطابق سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں منظور کیئے گئے *

دستخط سید احمد خاں بہادر

سی ایس آئی سکریٹری مجلس

اشتہار

ہرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتدائے اجرا سے آج تک بہ ترتیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت اُن کی حسب تفصیل ذیل ہے جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور ہو زر قیمت سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بہ مقام بنارس بھیجکر ہرچہ ہائے مذکورہ طلب کرلے *

تفصیل قیمت یہ ہے

قیمت ہرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول

سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال

مذکورہ بابت سہ ماہ ... صہ

قیمت ہرچہ ہائے مذکور ابتدائے محرم سنہ

۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور

بابت دوازدہ ماہ ... لاصہ

مجلس کا انجام دے لینا بشرط منظوری اجلاس جائز ہوگا اور پھر اجلاس سے یا وہ منسوخ ہوگا یا بحال رہیگا *

دہ ۲۹ تمام روئدادیں اجلاسوں کی بدستخط اصلی صدرانجمنی و سکریٹری کے ہنگ آف ہنگال میں جہاں تمام سرمایہ جمع ہوگا بھیج دیجائیگی اور وہ روئدادیں ملحدہ یا بذریعہ کسی اخبار کے ہمیشہ مشہور ہونگی اور ایک یا دوکاپی مطبوعہ بھی ہنگ آف ہنگال میں بھیجی جائیگی *

دہ ۳۰ تمام روئدادیں اور حساب مجلس کے انگریزی اور فارسی میں مرتب ہونگے اور ہر ششماہی پر ایک کاپی تمام حساب کی ہنگ آف ہنگال میں واسطے امانت رکھنے کے بھیج دی جارہیگی اور ہنگ آف ہنگال کو اُسکے دیکھنے اور اپنے یہاں کے حساب کی کتابوں سے اُسکے مقابلہ کرنے کا اختیار کلی ہوگا *

دہ ۳۱ ہر ششماہی پر حسابات مجلس کے واسطے اطلاع نام کے ملحدہ یا کسی اخبار میں مشہور ہوا کریں گے *

مہر مجلس کی

دہ ۳۲ یہ مجلس اپنے لئے ایک گول مہر بنائیگی جسکے سرے پر کوئن کے تاج کا نقش ہوگا اور اُسپر ہبط انگریزی یہ لفظ ہووے جارہیگی ”وئٹوریا رجینا“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں ہبط انگریزی یہ الفاظ ہووے جارہیگی ”دی محمدن اینگلز اور یونیننگ کالج فنڈ کمیٹی سنہ ۱۸۷۲ ع“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں جو شکل ہلال نمودار ہوگا عربی خط میں یہ الفاظ ہووے جارہیگی ”مجلس خازن البضاعة لتأسيس مدرسة المعارف للسامیون سنہ ۱۲۸۹ ہجری“ *

مقام مجلس

دہ ۳۳ بعد جمع ہوجانے استدر سرمایہ کے حسی آمدنی مدرسہ جاری کرنے کے لائق ہوجاے ممبران مجلس تجویز کریں گے کہ کس مقام پر وہ مدرسہ جاری ہو اور جس جگہ اُسکا اجرا تجویز کریں گے اُسی جگہ اس مجلس کا بھی مقام قرار پاریگا اور جب تک کہ اُسقدر سرمایہ جمع نہو اُسوقت تک مقام مجلس وہی ہوگا جس جگہ کہ لیف سکریٹری کا مقام ہو اور تمام حسابات اور کتابیں متعلق مجلس کی اُسی مقام پر لیف سکریٹری کے پاس رکھیں گی *

دہ ۳۴ بشرکت رائے جملہ ممبران کمیٹی ان قواعد کی ترمیم جائز ہوگی الا تجویز مندرجہ دہ ۲۳ و دہ ۲۴ کو بھی تغیر و تبدل

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۹]

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے منایہ فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت پاپہ اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اودھم اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

چسندر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوراء بطور قیمت وصول ہو رہے کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۸۵

تدبیر و امید

یہ عام اور غیر مبطل قاعدہ قدرت کے قانون کا کہ ہر ایک چیز کے ہونے کے لیے اُس سے پہلے اُن چیزوں کا ہونا ضرور ہی جو کہ اُس کے ہونے کے لیے ایک ضروری سبب ہیں ایسا ہی کہ کوئی چیز مادی ہو یا غیر مادی خارجی ہو یا ذہنی اُس سے مستثنیٰ نہیں جتنی چیزیں ہماری آنکھ کے سامنے آتی ہیں اُنہیں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو اُن چیزوں کے بغیر ہوگئی ہو جو اُس کے ہونے کے لیے قدرتاً مقدم ہوں جتنے خیالات ہمارے ذہن میں گذرتے ہیں اُن میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کی پہلے وہ باتیں ہمارے ذہن میں نہ آجاتی ہوں جو اُس خیال کے پیدا ہونے سے پہلے عادتاً ضروری ہیں جتنی چیزیں ہیں اُن میں قدرت نے باہم ایسا تسلسل اور ارتباط رکھا ہے کہ ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری پیدا ہوتی ہے پس ہر چیز کے حاصل کرنے کے لیے اُن چیزوں کا پہلے مہیا کرنا جو اُس کے لیے بطور آلات اور معدات اور مقدمات کے ہیں تدبیر ہی اور اُن کے مہیا کرنے پر اُس چیز کے حاصل ہونے کی توقع کرنا امید ہی اور بغیر اسباب کے کسی چیز کے پیدا ہونے کا خیال کونا جنون و نادانی ہی اور بلا مہیا کرنے اُن اسباب کے اُس شے کے حاصل ہونے کی توقع کرنا حماقت ہی اور جو چیزیں کسی چیز کے ہونے کی اصلی سبب نہیں اُن سے اُس شے کے ہونے کی توقع کرنا تدبیر کی غلطی ہی *

یہ بات جو ہم نے بیان کی اُسے نادان سے لیکر کامل حکیم تک اور جاہل سے لیکر عارف ہالہ تک اور ملحد سے لیکر شارع تک سب نے تسلیم کیا ہے اور سب مانتے چلے آئے ہیں اور ہم سب ہر وقت اور ہر لحظہ ہر چیز میں اس قاعدہ کا پرتاؤ دیکھتے دھتے ہیں چنانچہ ہم اسے ایک صاف اور روشن مثال میں سمجھاتے ہیں دیکھو ایک دھماکا غلہ پیدا کرنے کے لیے کیا کرتا ہے اور اُسے غلہ حاصل کرنے سے پہلے کس کس چیز کا مہیا کرنا ضرور ہوتا ہے پہلے وہ اچھی زمین تلاش کرتا ہے جس میں زراعت کی قابیلیت ہو پھر وہ اُن آلات کو جمع کرتا ہے جن کی زمین بنانے کے لیے ضرورت ہے پھر وہ اُن آلات کو کام میں لاتا ہے اور جو خود رو گھانس یا پرانی کھیتی کی بیکار اور نکمی چیزیں اُس میں پڑی رہ جاتی ہیں اُن کو صاف کر کے زمین کو اپنی اصلی ہیئت پر لا کر اُسے بٹاتا ہے پھر وہ سوچتا ہے کہ کس جنس کی اس وقت ضرورت ہے تاکہ لوگوں کی حاجت رفع ہو اور مجھے قیمت ملے آخر وہ مختلف جنسوں میں سے ایک یا چند

چیزوں کو اختیار کرے اُس کا عمدہ بیج ڈھونڈتا ہے اور مختلف دکانوں مختلف بازاروں میں خود پھر پھر کر اُسے تلاش کرتا ہے اور اپنے نزدیک وہ ایسا بیج جو نہ سوا ہو نہ کلا نہ پوسیدہ ہو نہ ناقص سرائی قیمت دیکر لیتا ہے پھر اُسے ایک اندازہ معین سے زمین میں ڈالتا ہے پھر اُسے مٹی میں ملا کر چھپا دیتا ہے پھر اُگلنے کے بعد وقتاً فوقتاً پانی دیتا ہے اور جو خود رو گھانس پیدا ہوتی جاتی ہے اُسے دور کرتا رہتا ہے پھر سب سے زیادہ اُسے اُس وقت حفاظت کرنی پڑتی ہے جب کہ دانہ پڑتا ہے اور جس کے کھانے کے لیے چیزوں کے جھنڈ کے جھنڈ آتے ہیں پھر جب اُن تدبیروں کے کرنے کے بعد اُس کی کھیتی ارضی و سماری آفات سے محفوظ رہے اور اُن باتوں سے جو اُس کے اختیار سے خارج ہیں خدا نے اُس کی زراعت کو بچایا تب وہ ایک ایک دانہ کے سو سو اور ہزار ہزار حاصل کرتا ہے اور اپنی معشت اور تدبیر کا ثمرہ پاتا ہے پس ان سب چیزوں کا مہیا کرنا اور اُس تسلسل اور ارتباط اور ترتیب کا لحاظ رکھنا تدبیر ہی اور بعد اس کے بھل پانے کی توقع کرنا سچی امید ہی اور ان میں سے کسی چیز کا چھوڑ دینا یا کسی ترتیب و ارتباط میں چوک جانا یا کسی امر کی تقدیر و تاخیر کا لحاظ نہ کرنا یا وقت پر کسی چیز کو استعمال میں نہ لانا تدبیر کی غلطی ہے اور کسی چیز کا باوجود سعی کے نہ ملنا یا کسی اتفاقی امر کا پیش آجانا یا کسی ارضی و سماری آفت سے اُس زراعت کا خراب ہو جانا تدبیر کی مخالفت ہے *

اب ہم اس تدبیر و امید کو اپنی قوم کے حال سے ملاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ جو نصیب وہ اپنی ترقی کی امید کرتے ہیں اور جس سے وہ اُس کی تدبیروں کو رہے ہیں وہ حقیقت میں سچی امید اور پوری تدبیر ہی یا نہیں چنانچہ ہماری قوم میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو اپنی ترقی نہ چاہتا ہو یا اپنی دولت و عزت کی امید نہ رکھتا ہو مگر ایسے کم ہیں جو اُس کی تدبیر کرتے ہوں اور جو کرتے ہیں اُن میں بھی ایسے کم ہیں جو اُس میں غلطی نہ کرتے ہوں اور جس ترتیب و ارتباط کا لحاظ رکھنا اُس کے لیے ضروری ہے اُسکا خیال رکھتے ہوں *

ہاں وہ تدبیر جو کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے کی ہے ہمارے نزدیک وہ ایسی تدبیر ہے جس نے پورے ہونے پر ترقی کی سچی امید ہے کیونکہ اُس کے پانی نے اول ہی سے قدرتی سلسلہ کا لحاظ رکھا ہے وہ پہلے اس بات کے دریافت کرنے پر متوجہ ہوا کہ قومی عزت کا اصلی سبب کیا ہے آخر اُس نے ثابت کیا کہ صرف علم ہی تب وہ اُس کا مستفید ہوا کہ موانع اُس کے ہماری قوم میں کیا ہیں اس سوال کو اُس نے اپنی تمام قوم میں پیش

چندہ میں حاکموں کے خرش کرنے کے لیئے دیدیتے ہیں تو ہمارے ذہن میں اس سرمایہ کی بمقابلہ اُن کے حوصلہ کے کیا حقیقت ہو رہا دینا یا نہ دینا یہ ہمدردی اور محبت قومی پر منحصر ہی اُس کی نسبت البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا قطع بلا شبہ ہمارے قریب میں ہی اگر اُس پر خیال کرے کچھ مایوسی ہو تو عجب نہیں مگر پھر ہر شخص کو اپنا فرض ادا کرنا اور سعی میں کوتاہی نہ کرنا ضرور ہی سعی منی والتمام من اللہ *

راقہ

مہدی علی صفی عتہ

نمبر ۸۶

خط

متعلق چندہ مدرستہ العارم مسلمانان

منشی محمد مشتاق حسین صاحب نے سکرٹری کمیٹی خازن البضاعة کے نام ایک خط بھیجا ہے اُسکو ہم بجنسہ چھاتے ہیں اور جو تدبیر فراہمی چندہ کی اُنہوں نے اُس میں ارقام فرمائی ہیں اور خود اُس پر عمل بھی کیا ہے اُسکا شکرت کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں سے اُمید رکھتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان مثلاً منشی مشتاق حسین صاحب کے بدل و جان اس مدرستہ کے واسطے چندہ فراہم کرنے کے لیئے کوشش کریگا *

نقل خط

سکرٹری کمیٹی خازن البضاعة سلامتی

بہالخدمت مولوی سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی تسلیم — میری عزت اور میرا فخر ہوگا اگر آپ میری ایک تنصراۃ جسکی تعداد ساٹھ روپیہ ہے میری طرف سے کمیٹی خازن البضاعة میں جمع فرمادیں میں پانچ روپیہ مہینے کے حساب سے کمیٹی میں جمع کرونگا جسکی پہلی قسط مئی کی تنصراۃ سے شروع ہوگی آج یکم جون ہے اس لیئے پہلی قسط اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں *

یہ بہت ہی ناچیز رقم ہے جو ایسے بڑے کام میں پیش کرتا ہوں اور بلاشبہ اگر سب مسلمان ایک ایک مہینے کی آمدنی دیدیں تو غالباً کروڑوں روپیہ جمع ہوجانے کی توبہ ہونچ جاوے لیکن دفعتاً ایسا ہونا فی الجملہ مشکل معلوم ہوتا ہے خصوصاً اس لیئے کہ جملہ مسلمانوں کو اس کمیٹی کے مقاصد سے مطلع ہوتے ہوتے ایک عرصہ چاہیئے *

کیا اور مختلف صوبوں کے مختلف لوگوں سے اُس کا جواب لیکر اُن صرائع کو تحقیق کرے ایک انجمن مقرر کی اور نہایت بھٹ و مباحثہ کے بعد اُن کے دور کرنے کی تدبیر سرچی آخر سب کے اتفاق سے سولے قایم کرنے ایک مدرستہ العلوم کے دوسری صورت قرار نہ پائی چنانچہ اُس نے اُس کی بنیاد ڈالنے کی راہ نکالی اور اُس کے قایم ہونے کے سامان جمع کرنے پر ہمت کی چنانچہ اب تک جو کچھ اُس نے کیا ٹھیک ٹھیک کیا اور وہ ایک ہوشیار دھقان کی چال پر چلا اُس نے زمین بھی اچھی تلاش کر لی ہے اُس جنس کو بھی تحقیق کر لیا ہے جس کی ضرورت ہے اور جو اس وقت بازار میں اچھے نرخ پر پک سکتی ہے اُس کا بیج بھی تلاش کر لیا ہے پس اب اُس قدر سرمایہ کا جمع ہوجانا چاہیئے جو اُس کی قیمت کے واسطے اور دیگر آلات کے جمع کرنے کے لیئے کافی ہو *

یہ ہوشیار دھقان صرف اس تدبیر کے بتانے ہی پر کفایت نہیں کوتاہ بلکہ سب کا پرچہ اپنے سر پر اُٹھانے اور ساری محنت کو جو اس کھیتی میں ہرگیز اپنے اوپر لیئے ہو مستعد ہی وہ اپنی قوم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ سامان خریدنے کے لائق سرمایہ جمع کریں اور اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے رہیں جب فصل تیار ہو جارے تب اُس کا پھل لے لیں *

اب میں اپنی قوم کے دلوں پر نظر کرتا ہوں کہ یہ نسبت اس تدبیر کے اُن کے دلوں میں کیا خیال گذرتے ہیں جہان تک میں واقف ہوں میرے نزدیک بہت ہی تھوڑے آدمی ہونگے جو اس تدبیر کو کامل اور اس تجویز کو مفید نہ سمجھتے ہوں مگر اُس کے انجام کو ایسا مشکل جانتے ہیں کہ قریب بہ محال سمجھتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ فقط ایک خیالی عمارت ہے جو ہوا میں کھڑی کی گئی ہے کوئی فرماتا ہے کہ یہ محض ایک فرضی تجویز ہے جو دل بہلانے کے لیئے کی گئی ہے کوئی اسے گورنمنٹی کا انتظام کہتا ہے کوئی اسے ایک محال اور غیر ممکن بات سمجھتا ہے لیکن یہ سب پست ہمتی کی نشانیوں اور ہمدردی اور محبت قومی نہ ہونے کے نتیجے ہیں کیونکہ یہ سب باتیں دس لاکھ روپیہ کے جمع ہونے پر خیال کی جاتی ہیں حالانکہ یہ روپیہ اُس سے زیادہ نہیں ہے جو ایک بڑے شہر میں ایک برس کے اندر کھیل تماشے میں اُمرام خرچ کر دیتے اور لڑکوں لڑکیوں کے شادی بیاد میں پرہاد کر دیتے ہیں پس اگر ہم اپنی قوم کے اصراف توبہ توبہ اُن کے اسراف پر نظر کرے اس سرمایہ کو زیادہ سمجھتے تو ہم بھی ایک تکلیف مالایطاق اور تدبیر محال کہتے مگر جب ہم اب بھی اپنے اُمرام کے جود و سخا کی یہ کیفیت دیکھتے ہیں کہ ایک ایک باہمت ایسے ہیں جو لاکھ لاکھ روپیہ

میں پرامیسری نوٹوں کے سود کو مسلمانوں کے واسطے اچھا نہیں سمجھتا زیادہ حد ادب *

کمزریں

مشتاق حسین عفی عنہ

از علیگٹہ یکم جون سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۸۷

ہماری قوم اگر چاہے تو کس درجہ تک ترقی کرسکتی ہے

آج تک ہمارے ہم وطن شاید اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم سب بموجب عام اصول برٹش گورنمنٹ کے بھیثیت رعیت ہونے ماکہ معظمہ کے تمام اعلیٰ ترین عہدہ ہائے سرور پر منصوب ہوسکتے ہیں ہائی کورٹ کی ججی گورنر جنرل کی کونسل اور نیز دوسری کونسلوں کی ممبری ادا کرنے اور اعلیٰ عہدہ ہائے فوجی اور انجینیوری وغیرہ اسی طرح سے پاسکتے ہیں جس طرح کہ ہماری فرماں روا قوم کے لوگ ہمارے ملک میں مامور ہیں اور نیز برٹش پارلیمنٹ میں اس ملک کی طرف سے نیابتاً داخل ہوسکتے ہیں صرف ڈپٹی کلکٹری اور صدراصدوری ہی ہماری معراج نہیں - انکم ٹیکس اور دیگر معصولات وغیرہ جن کا ہندوستان میں ایک شور و غل مچ رہا ہے صرف اس سبب سے کہ وہ ہمارے حالات کے نامناسب ہیں اور ہمارے حاکموں نے بوجہ عدم واقفیت نام ہمارے حالات کے جاری کیئے ہیں ہماری ہی طاقت میں آسکتے ہیں ہم چاہیں جس مقدار سے کم و بیش یا بالکل موقوف کرسکتے ہیں جیسا کہ ہمارے ملک کی حالت مقتضی ہو ہر ایک ایک اور آئین ہمارے واسطے ہمارے ملک میں ہماری تجویزوں سے جاری ہوسکتا ہے نہ کہ ہم بھیڑ اور بکریوں کی طرح حکمران کیئے جانے کو مستحضر ہیں - ہم ہر ایک قسم کے فنون اور تجارت کو اپنے ملک میں ترقی دے سکتے ہیں افریقہ کے وحشیوں کی طرح کہ وہ زرافہ کی ہڈیاں اور ہاتھی دانت جنگلوں سے جمع کر کے نہایت ارزاق قیمت پر اقوام یورپ کے ہاتھ بیچتے ہیں اور یہہ دانشمند قومیں اُس بد ہیئت اور متعفن ہڈیوں سے ہزاروں عمدہ عمدہ چیزیں پنا بنا کر بڑے بڑے ٹائڈے اُٹھاتی ہیں ہم تمام ہندوستان کی اشیاء تجارت مثل روٹی اُرس نیک چربی چمڑہ وغیرہ یورپ کو بھیجتے ہیں اور ہم خود اُس کے فوائد اور قابل الاستعمال کرنے سے بے بہرہ ہیں ہم پور بھی فرض نہیں ہی کہ ہم تمام ہندوستان کی روٹی مینیسٹر کو بھیجا کریں اور یہاں اُس کا کپڑا بنے اور پھر ہمارے ہی ہاتوں پیس گنی قیمت کو بکے بلکہ ہم خود بھی بھیثیت جماعتیں

تاکہ مستعد مسلمان اُسکے مقاصد سے مطلع ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اُنکو صرف اسقدر امداد پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے کہ ایک رقم یک مشہد عنایت کریں اگرچہ بہت ہی قدر کے قابل ہیں وہ پیشہ بہا قرینش جو اس کار خیر میں پیش کیئے جارہیں - مسلمانوں کو چاہیئے کہ کوئی ایسی سبیل نکالیں جس سے اس کمیٹی کی سالانہ آمدنی نہایت استحکام کے ساتھ اور بڑے افراط کے ساتھ قائم ہوچارے *

میں اپنے ہاں ایک مریض کے مرض سے مصحت پانے کے شکریہ میں جناب باری میں اس کمیٹی کے واسطے ایک مختصر سی منٹ مانی تھی بجائے مصال کھانے کے چنانچہ پانچ روپیہ اُس منٹ کی پاپت اس کمیٹی کے لیئے بھیجتا ہوں *

میں نے ایک جنگی اپنے رز مرہ کے ہر ایک قسم کے صرف پر اس کمیٹی کے واسطے اس طرح سے مقرر کی تھی کہ اگر ایک پڑھیا اور نادار سے نادار اور ایسا شخص بھی اُسکو اپنے اوپر لازم کرلے جسکو وہ دو وقت میں روٹی ملتی ہو تو بھی کچھ ناگوار نہ ہوگی اس جنگی سے متھکو مہینے مئی میں ایک روپیہ دو آنہ وصول ہوئے وہ بھی میں اس مریض کے ساتھ بھیجتا ہوں اور آئندہ انشاءاللہ یہہ جنگی میں ہمیشہ بھیجتا رہونگا *

اُڑ بھی میں نے بہت سے ارادے دل میں تھان لیئے ہیں اگر خدا نے پورے کیئے تو کمیٹی کو اُن کی اطلاع دونگا - میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ارادہ کی تقریب اور خصوصاً مکتب کی تقریب میں جو روپیہ فصول صرف ہوتا ہے اُس صرف کو روکا جاوے اور اُس میں سے ایک بڑا حصہ اس کمیٹی میں دیا جاتا کرے جب تک یہہ کمیٹی عام مدارس قائم کرنے کے بطوری لائق ہوچارے تو یہہ مدہ جو ہر ایک مقام سے وصول ہو اُسی مقام یا اُسکے قریب تو مقاموں میں جیسا موقع ہو مسلمانوں کی ترقی تعلیم میں صرف کی جاوے *

مکتب کی تقریب کا جو حوالہ میں نے دیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون مسلمان ہوگا جو اپنی اولاد کی مکتب کی تقریب اس نیت سے نکراتا ہے کہ آئندہ اُسکی تعلیم کامل اور عمدہ ہو اور پھر وہ اس کمیٹی میں اُس فصول صرف میں سے ایک بڑا حصہ نہ دے اور گئے گذرے درجہ پور فیصدی بیس روپیہ یا پچیس روپیہ سے بھی دریغ کرے *

گیارہ روپیہ دو آنہ میں بھیجتا ہوں جسکا تذکرہ اوپر ہوا اور یہہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے روپیہ سے جو اسوقت میں بھیجا اور جو آئندہ میں بھیجوں جائداد خریدی جاوے یا مکان بنایا جاوے وہ پرامیسری نوٹوں کی خریداری میں صرف نہ کیا جاوے اس لیئے کہ

ہماری قوم اگر ترقی چاہے یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری ہماری قوم اگر ترقی چاہے

اور نہ مذہب پس ہم پر لامعائنہ ایسے خطے لکھنے کے مرض جو کہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ ۲۰ مکتوم میں چھپا ہی دلی شکوہ مولوی سید مہدی علی صاحب کا کرنا اور نہایت عزت اور وقعت اُنکی اپنے دل میں رکھنا اور دل و جان سے اُن کا شریک اور معین ہونا واجبات سے ہوگا ہم کو اس بات پر خوب یقین کرنا چاہیئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کہ محض اپنی نیک نیتی سے اپنی قوم کی عزت رکھنے اور حسن معاشرت اور تہذیب کے ترقی دینے اور دین و مذہب کو عمدہ طرح سے باقی اور پرفوار رکھنے میں کوشش کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو خوب سمجھتے ہیں کہ اگر ہم ابھی سے اپنی قوم کی بھلائی میں کوشش نہ کریں گے تو آئندہ اُس کی حالت کیا ہوئے والی ہی ترقی یافتہ ملکوں کی تواریخ کے عالم اس بات سے واقف ہیں کہ قریب تین سو پینسٹر انگلستان میں جب کہ اس قوم کے چند شغفوں نے اپنی قومی ترقیات میں کوششیں کی تھیں تو اُنہیں بھی بڑی بڑی دقتیں پیش آئی تھیں مگر آخرش وہ کامیاب ہوئے تھے جیسا کہ ہم اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ابھی تک اُن کے نام نامی روشن ہیں اسی طرح ہم کو یقین ہی کہ یہ لوگ ہماری قوم کے ترقی خواہ بہت جلد اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل کرلیں گے ہماری قوم میں ہمیشہ کے لئے نام نیک چھوڑنے اور عنداللہ اور عندالرسول اس کا اجر عظیم پادینے الحق یعلموالایمانی اور بڑا کہنے سے تو ما نبی اللہ والرسول معاً * من لسان الوردی تکلیف انا مجھکر قریب تین سال سے اکثر بلاد عرب افریقہ اور یورپ کے دیکھتے علی الخصوص انگلینڈ اسکاٹ لینڈ میں رہنے کا اتفاق ہوا ہی میں نے ہر طرح کے کارخانہ ہائے صناعی اور تجارت دیکھے ہیں جاسے ہائے علوم اور فنون اور ہر طرح کے عام اور خاص چاسوں اور تماشا گاہوں میں شامل ہوا ہوں بہت سے کالج اور اسکول اور انسپروٹ اور کیمپریج کی یونیورسٹیاں دیکھی ہیں وہ ایک کے اسباب ترقی اور تنزل کو معلوم کیا ہی اور سب کا ما حاصل یہ ہے کہ جو کچھ کیا ہی قوم نے کیا ہی جو کچھ ترقی ہی قوم کرتی ہی اور جو استحکام کہ قوم کے ساختہ اور پرداختہ کو ہر سکتا ہی دوسری چیز کو نہیں ہوتا اور جو عمدہ نتائج کہ اُسے حاصل ہوتے ہیں ہم اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں جس کارخانہ یا مدرسہ کی ابتدا دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ اول فلاں چند شغفوں نے اس بات پر کوشش کرنا شروع کی تھی اور پھر فلاں فلاں اہل دل اُن کے شریک ہوئے اور پھر عوام یہاں تک کہ ذرا سے چشمہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں ایک بہت بڑا دریا ہو گیا جس کی نہریں تمام دنیا میں پھیل گئیں ان ملکوں کے حالات اور اسباب زندگی دیکھ دیکھ کر میں اپنی قوم کے حالات پر

قائم کرنے کے اگر زیادہ تر نہیں تو اپنے ہندوستان ہی کے مصارف کے لائق اور وہاں کی ہی خواہشوں کے موافق ہندوستان ہی میں پناہ سکتے ہیں اور اُزراں ترین قیمت پر خرید سکتے ہیں اور تجارت ہی ایک بہت بڑا ذریعہ ہی قوم کے معمول اور آسودہ ہونے کا جو کہ آج کل اقوام یورپ کے حصہ میں ہی - تاریخی اور ریل کپڑا بنانے اور زراعت کی کلوں کا بنانا اور استعمال کرنا بھی معجزہ اور کرامات نہیں - ہم نے اپنے علوم اور فنون قدیم کو بھی بچاے اس کے کہ ترقی کرتے نہو دیا کیا کڑی اس بات کو تسلیم کرنے میں ایک لمحہ بھی انکار کریگا کہ بڑے بڑے عالموں شاعروں حکیموں طبیبوں سے ہمارا ملک خالی ہو گیا اور آئندہ کو نام بھی پاتی نہ رہے گا اگر ہم تدبیر نہ کریں گے گو کہ ہمارے علوم پرانی ہی تحقیقاتوں پر مبنی ہوں مثلاً طب میں تشریح کے پر علی سینا یا جالینوس نے جو صدہا برس پیشتر ہندوؤں کا بدن چیر کر لکھی ہو اور زمانہ حل کے ڈاکٹروں کی نئی نئی تحقیقاتوں اور تجربوں سے کچھ بھی نسبت نہ رکھتی ہو اور ہم نے ان نئے تجربوں سے کچھ بھی ترقی نہ دی ہو خواہ اس دلیل سے کہ ہمارے متقدمین ہم سے علم اور عقل میں بدرجہا بہتر تھے یا آنکہ ہم اپنی پاک صبری کی کتابیں کیوں نئی تحریفات سے ملرت کریں بغیر اس بات کے کہ یہ پاک کتابیں بھی یونانی سے ہی ترجمہ کی گئی ہیں الغرض ہم سب کچھ کر سکتے ہیں اگر ہم چاہیں مگر ہماری جہالت اور توہمات ہیچا ہماری ترقیات کے مانع ہیں اگر ہم جاہل نہ ہوتے تو ہم فوراً جان لیتے نہ کون کون ہمارے ایسے استحقاق ہیں جو مل دیکر رعایاے مملکت معظمہ کے ہم کو ابھی تک حاصل نہیں ہوئے اور کونسا وہ طریقہ ہی جس سے کہ ہم حاصل کر سکتے ہیں اور اس حالت میں گورنمنٹ کو بھی ہمارے پورے پورے استحقاق ہم کو دیدینے میں ذرا بھی تاہل نہوگا تاریخیہ وہ لیاقت ہی ہم کو حاصل نہو جس سے کہ ہم اپنے تمام حقوق کو حاصل کرکر اچھی طرح سے استعمال کر سکتے ہوں بلکہ اُس سے بھی زیادہ ایک وحشیانہ حالت میں اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو کیونکر اُس گورنمنٹ سے جس کو ہمارے معرے محض ہونے کا یقین ہی ہم ترقی کر سکتے ہیں بھلا کیونکر کڑی فن اور کسی طرح کی تجارت کو ہم اپنی قوم میں پھیلا سکتے ہیں جب کہ ہماری جہالت اس درجہ تک پہنچ گئی ہو کہ ہم دنیا کے حالات سے قطع نظر اس شہر ہی کے گلی اور کونچوں سے بے خبر ہوں اگر ہم ادنیٰ نکر اور شامل بھی کریں اور بلا تصب ہو ایک ملک کی حالت پر نظر ڈالیں اور ایک کو دوسرے سے ملاویں اور اسباب ترقی اور تنزل دریافت کریں اور پھر اس بات کو بھی دیکھیں کہ اگر ہم نہ جاگرتے تو پھر نہ ہماری قوم ہی اور نہ دین

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

جستقد زرز چندہ وصول ہوتا ہی یا بقول بدقام بنارس بنگال
میں امانت کیا جاتا ہی اس لیئے مسلمانوں سے درخواست کی جاتی
ہی کہ بقدر اپنی توفیق کے زرخندہ مرحمت فرمائیں *

راۃ—م

سید احمد

لیف انریری سکرتری کمیٹی خازن البضائے

ص ۱

یابست نذر امام ضامن علیہ السلام

ص ۲

نذر اللہ از جانب مولوی زین العابدین صاحب

ص ۳

نذر اللہ از جانب سید احمد خان صاحب

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

ص ۴

یابست منمت شفاے بیمار

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

ص ۵

بطور چنگی منجملہ اخراجات روز مرہ

سید ظہور حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ

ص ۶

الہ آباد

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی جی

ص ۷

سمال گار کورٹ بنارس

ص ۸

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس

ص ۹

میر تواب علی صاحب ڈپٹی کلکٹر میں پوری

ص ۱۰

مولوی سید مہدی علی صاحب ڈپٹی کلکٹر

ص ۱۱

مرزا پور

مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امین

ص ۱۲

بلند شہر

سید محمد احمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ

ص ۱۳

کمشنر ہردوئی

ص ۱۴

منشی محمد یار خان صاحب رئیس مراد آباد

ص ۱۵

نجیب اللہ ملازم سید احمد خان بہادر سی

ص ۱۶

ایس آئی سب آرڈیننٹ جیج بنارس

ص ۱۷

مولوی سید محمد عبداللہ صاحب اتالیق

ص ۱۸

مہاراجہ درہنگا

ص ۱۹

مولوی محمد عارف صاحب ناظر کلکٹری بنارس

ص ۲۰

منشی مصطفی بخش صاحب پیشکار کلکٹری

ص ۲۱

بنارس

تاسف کیا کرتا تھا اور یہی خیال باندھا کرتا تھا کہ کونسا وہ طریقہ
ہی جس سے ہمارا قومی تنزل اور ادبار دُفع ہو مگر جیسے
تہذیب الاخلاق کے عمدہ عمدہ مضامین کو مینے پڑھا ہی اور تمام حالات
پر نظر ڈالی ہی اور ہو ایک اُس کے پہلو اور جوانب کو غور کیا ہی تو
مجھے تسقندر اس بات کا یقین ہو گیا ہی کہ یہی بسم اللہ ہماری
قوم کی عزت اور نام برقرار رکھنے والی چیز کی اور یہی ہی حسن
معاشرت اور ترقی دینے والی ایذا مجھے اُمید ہی کہ ہماری قوم کے
تمام سردار اور اہل دل اور نیز مرام اپنے قومی جوش اور اسلامی
حرارت کے ساتھ تہذیب الاخلاق کی علت غائی میں مدد کرینگے اور
سب سے پہلا مدد کرنے کا کام یہی ہی کہ ہر ایک مسلمان ملے قدر
مراست و حال اپنی قومی بہبود کے واسطے ایک بڑا دارالعلوم اور
فنون اور چند اُس کی شاخیں قائم کرنے میں شریک ہو اگر یہی
دارالعلم قائم ہو گیا تو خوب یقین جان لینا چاہیئے کہ ہمارے تمام
مردہ علوم زندہ ہو جاوینگے ہماری قوم کا ادبار جاتا رہیگا ہماری
قوم کے حسن معاشرت اور تہذیب میں ترقی ہوئی شروع ہو جاوے گی
جے ہنری دور ہوگی افلاس نہ رہیگا دولت مند ہو جاوینگے دوسری قوموں
کی نظروں میں حقیر اور ذلیل نہ معلوم ہونگے ہر طرح کے علم اور ادب
میں دسترس ہوگی اور اپنا دین اسلام بہت اچھی مضبوطی کے ساتھ
قائم اور برقرار رکھ سکینگے اور نیز مجھے توقع ہی کہ ہمارے دیسی
اختیار اپنے فوائض کے بموجب جیسا کہ وہ کر رہے ہیں اپنی قوم کی
پہلائی کی غرض سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو جگائے اور اُن کو
اس قسم کا دارالعلم اور مدرسہ قائم کرنے کے لیئے پوری طاقت صرف
کونینگے اور کانی توجہ دلوینگے *

محرر ۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۲ء } از لندن
راۃ—م محمد حکمت اللہ وفی عنہ

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

کمیٹی خراستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے خاص مسلمانوں کی
تعلیم کے لیئے جو مدرسۃ العلوم مقرر کرنا تجویز کیا ہی اور جس کا
نکر تہذیب الاخلاق کے پروجوں میں چھب چکا ہی اُس کے قائم کرنے
کے لیئے چندہ شروع ہو گیا اور تاریخ ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء تک صاحبان
مندرجہ ذیل نے نہرست چندہ پر بہ تعداد مندرجہ ذیل اپنا نام نامی
مندرجہ برمایا *

منشی محمد رعایت حسین صاحب محافظ	منشی محمد ممتاز علی صاحب اہلمد
دفتہ عدالت دیوانی بنارس ...	فوجداری بنارس
منشی محمد نعیم اللہ صاحب ناظر عدالت	حافظ مجتبیٰ کریم صاحب منشی اول محکمہ
دیوانی بنارس ...	صفائی شہر بنارس
منشی محمد عبداللہ صاحب روبکار نویس	منشی محمد حسین صاحب سررشتہ دار عدالت
عدالت دیوانی بنارس ...	دیوانی بنارس
منشی محمد علیم اللہ صاحب ڈگری نویس	حافظ کریم بخش صاحب ساکن اثاوتہ
عدالت دیوانی بنارس ...	مرزا نبو صاحب رئیس بنارس
منشی احمد بخش صاحب روزنامچہ نویس	نواب محمد حسن خان صاحب بہادر جاگیردار
عدالت دیوانی بنارس ...	سنواری رئیس بنارس ...
منشی محمد عبدالقادر صاحب مکتور سشن	سید فدا حسین صاحب سب انسپیکٹر تھانہ
بنارس ...	مرزا مراد ...
منشی منصب علی خان صاحب نائب	میر امید علی صاحب ڈگری نویس محکمہ
محافظ دفتہ عدالت دیوانی بنارس ...	سب اردینیت چیف بنارس ...
منشی محمد اصغر حسین صاحب مکتور	سید عبدالغنی صاحب مکتور محکمہ سب
رجسٹری بنارس ...	آرڈینیت چیف بنارس ...
منشی محمد مظفر کریم صاحب نقل نویس	محمد عبدالرحمن صاحب مکتور اجراء ڈگری
عدالت دیوانی بنارس ...	منصفی اول بنارس ...
منشی سید محمد ہادی بخش صاحب نقل	میر عنایت علی صاحب مکتور اجراء ڈگری
نویس عدالت دیوانی بنارس ...	محکمہ سب اردینیت چیف بنارس ...
منشی احمد حسین صاحب نقل نویس ...	شیخ عبداللہ صاحب زمیندار موضع ریوان
حافظ عنایت الرحمن صاحب طالب علم کوٹنڈ	پرگنہ دھوس ضلع بنارس ...
کالج بنارس ...	مولوی محمد عبدالستار صاحب وکیل عدالت
مولوی محمد اشرف حسین خان صاحب	دیوانی بنارس ...
رئیس بنارس ...	مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت
عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب	دیوانی بنارس ...
بہادر سابق نواب تونک ...	حافظ محمد فضل الرحمن صاحب وکیل عدالت
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نائب	دیوانی بنارس ...
سررشتہ دار کلکٹری علیگڑہ ...	سید عبدالرحیم صاحب امین عدالت دیوانی
منشی محمد مسعود شاہ خان صاحب منصورم	بنارس ...
محکمہ منصفی ہاتھرس ضلع علیگڑہ ...	میر سجاد علی صاحب وکیل عدالت دیوانی
حکیم محمد سوندار مرزا صاحب رئیس دہلی	بنارس ...

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان

ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی رپورٹ بنارس میں چھپ چکی ہے اس رپورٹ کے تصدیقاً تین سو بیس صفحہ ہیں اور اس میں تین حصہ ہیں * پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے اُن کا ذکر ہے *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں * بحث اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *

بحث دوم میں تحصیل و حلقہ بندی مکتبوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *

بحث سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گہٹ جانے کے اسباب سے بحث ہے *

بحث چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہے *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی تدبیریں اور طریقہ جس طرح پر کہ اُنکی تعلیم و تربیت اس زمانہ میں ہونی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور مکتب اُنکی تعلیم کے مقرر ہونے چاہیئے اُنکا بیان ہے * خاتمہ میں اُن پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جنکے ہر ایک مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو اسکا خریدنا منظور ہو راقم ائم پاس زر قیمت ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۱ ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے جد اگانہ چندہ ہونا تجویز ہوا ہے جس میں خاص اس رپورٹ نے چھپنے کے لیئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ ندیا ہوگا اُن کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ ع موصول نہوگی *

دستخط سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سکریٹری کمیٹی مقام بنارس

شیخ غلام علی صاحب و شیخ اکبر علی صاحب

رئیس بنارس ... ص ۱۰۰

منشی محمد سبحان حیدر صاحب سرور شہداد

کلکتہ بنارس ... م ۱۰۰

بابو بیانی پرشاد صاحب رئیس بنارس ... ص ۱۰۰

مولوی محمد حفیظ الدین احمد صاحب رئیس

دیوا ضلع نواب گنج بارہ بنکی ... ص ۱۰۰

سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی

بابت قیمت تصویر فوٹو گراف ... ص ۱۰۰

کپتان جی ایف ائی گریڈیم صاحب بہادر

سپرنٹنڈنٹ پولیس ... م ۱۰۰

مرزا خداداد بیگ صاحب رئیس دہلی

باشندہ لکھنؤ ... م ۱۰۰

جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر

اعظم ریاست پٹیالہ ... م ۱۰۰

شیخ تصدق حسین صاحب رئیس الہ آباد منصور

بندوبست علاقہ دودھی ضلع مرزا پور ... ل ۱۰۰

منشی محمد اکرام حسین صاحب رئیس

گھانپور ضلع کانپور منصور علاقہ راجہ کنت

ضلع مرزا پور ... م ۱۰۰

حاجی محمد ممتاز علی خاں صاحب رئیس

میرتھ ... م ۱۰۰

منشی محمد صدیق صاحب رئیس میرتھ

ڈپٹی مجسٹریٹ نہر ... م ۱۰۰

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس

دہلی وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ... م ۱۰۰

مولوی فرزند علی صاحب وکیل عدالت دیوانی

مرزا پور ... م ۱۰۰

محمد اکبر علی خاں صاحب رئیس مرزا پور

مستور والتو اسمائے صاحب بہادر ... م ۱۰۰

بابو ہرشنکر پوشاد سنگھ صاحب بہادر رئیس

بنارس ... م ۱۰۰

ممبران

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۰]

۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیامت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹاروس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیوار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اور نام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوارہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہرگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا در بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہرگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

THE PROJECTED MOHAMMEDAN ANGLO ORIENTAL
COLLEGE.

We beg to publish here for general information a letter relating to the proposed Mohammedan Anglo Oriental College, from the Government, N. W. Provinces, to the Director, D. P. I., N. W. P., a copy of which has been forwarded to the Secretary to the Committee for the better diffusion and advancement of learning among the Mohammedans of India.

The Mohammedan community will doubtless peruse this letter with extreme pleasure, containing as it does a promise, should the project succeed, of Government aid under the grant-in-aid Rules.

That the project should succeed ought to be the earnest desire of every right minded Mohammedan, and it is earnestly hoped that all will come forward with donations according to their means. If they will only reflect that it requires but a very small sum from each individual to establish the proposed College, we feel sure that they will all respond heartily to the Committee's appeal for aid.

Our Government deserves the most hearty thanks of all followers of Islam for the interest which it shows in their welfare, and for its readiness to promote the establishment of a College intended as it is for the special benefit of the Mohammedans.

COPY.

No. 2394 A of 1872.

From,

THE SECRETARY TO THE GOVT. OF THE
N. W. Provinces.

To

THE DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION,
N. W. Provinces.

Dated Nynee Tal, the 1st of July 1872.

GENERAL DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

I am directed to forward, for any remarks you may wish to offer, the accompanying letter dated 14th June, with enclosures, from Syed Ahmed Khan Baha-

مضمون نمبر ۸۸

مجزوۃ مدرستہ العلوم مسلمانان

چٹھی مندرجہ ذیل مسئلہ صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی بنام صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی جس کی نقل سکرٹری کمیٹی خراستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان کے پاس پہنچائی گئی ہے واسطے اطلاع عوام کے مشتہر کی جاتی ہے *

اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ تمام مسلمان اس چٹھی کو پڑھ کر بہت خوش ہونگے کیونکہ اس میں بشرط کامیابی اُس تدبیر کے جو مد نظر ہے یعنی بھالت قائم ہو جانے مدرسہ مجوزہ کے اس پائے کا وعدہ گورنمنٹ کی طرف سے کیا گیا ہے کہ بموجب قواعد گورنمنٹ ان ایڈ کے یعنی بموجب اُن قواعد کے جن کے بموجب گورنمنٹ مدرسوں میں مساوی اُس آمدنی کے جو رعایا نے کی ہو روپیہ دینے سے مدد کرتی ہے اُس مدرسہ کی یہی گورنمنٹ مدد کریگی *

اس تدبیر کی کامیابی کی کوشش ہر ایک سچے مسلمان کو دل سے کوئی چاہیئے اور اُمید رائق ہے کہ ہر شخص اپنی حیثیت کے بموجب خود بخود کچھ نہ کچھ اس مدرسہ کے لیئے چندہ دیگا اگر مسلمان یہی خیال کریں کہ ہر ایک آدمی اگر تھوڑا تھوڑا چندہ دے تو بھی یہ مدرسہ مجوزہ بشرطی قائم ہو جاوے گا تو ہم کو یقین ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ہدل و جان اس مدرسہ کے قائم ہونے میں مدد کریں گے *

تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ بعرض اُس ہوا خواہی کے جو گورنمنٹ اُن کی بہبودی کے لیئے کرتی ہے اور نیز اس کالج کے قائم ہونے پر جو بالتخصیص مسلمانوں کے فائدہ کے لیئے ہے مدد کرنے پر آمادہ ہے گورنمنٹ کا شکریہ سچے دل سے ادا کریں *

ترجمہ چٹھی مذکورہ بالا

نمبر ۲۳۹۴

حرف الف باب سنہ ۱۸۷۲ ع

از جانب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی بنام

صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی مقام نیپنی تال

مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈپارٹمنٹ ممالک مغربی و شمالی

حسب ہدایت گورنمنٹ میں آپ کی خدمت میں قطعہ چٹھی معہ کاغذات متعلقہ اُس کے جو سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

door, C. S. I., Secretary to the Select Committee for the better diffusion and advancement of learning among Mohammedans of India.

2. I am to observe that the Lieutenant-Governor will be prepared to take copies of the Pamphlet for distribution among the Educational Officers and Educational Committees in these Provinces.

3. I am to add that should the Society's efforts be successful in effecting the establishment of a Mohammedan College, on the projected footing, that is of imparting a liberal secular education, in addition to a religious education, the aid of Government could best be afforded in respect of the former on the basis of the grant-in-aid Rules.

I have, &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,

Secretary to the Government of
the N. W. Provinces.

No. 2395 of 1872.

GENERAL DEPARTMENT OF THE N. W. P.

Dated Nynce Tal the 1st July, 1872.

ORDER.

Ordered that a copy of the foregoing be forwarded to the Secretary to the Select Committee for information in reply to his letter of 14th June with the remark that a copy of the Committee's Report, Rules, &c., has been forwarded to the Supreme Government as desired.

(Sd.) J. LLOYD,

For Secretary to the Govt. of the
N. W. Provinces.

جواب ندیا — یہ نہ کہلا نہ میں خطاب کے لائق نہ تھا یا میرا خط
لا جواب تھا *

میرے پیارے مہدی میں آپ کو ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ جو خواب
اثر مشرتی طریقت تعلیم کا انسان کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اس
سے آپ کبھی ایسے نہ رہیں آپ سمجھتے ہیں کہ نبی آخر الزماں صلعم
کو امی معض رکھنے میں کیا حکمت تھی — یہی حکمت تھی کہ
نپچرل فیض جو اندرونی چشموں کا جاری رہتا ہے اس کو کرکشی

سکرٹری سلیکٹ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے
ارسال کی ہے اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ اگر آپ اس کی نسبت
کچھ کیفیت لکھنی چاہیں تو لکھیں *

دفعہ ۲ یہ بات بھی آپ کو واضح رہے کہ جناب نواب
لٹننٹ گورنر بہادر رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی کتابیں جس کا ذکر اس
چٹھی میں ہے اس مقصد سے لکھیں گے کہ ان ممالک کے سرورشتہ تعلیم
کے انسروں اور تعلیم کی کمیٹیوں کو تقسیم کی جارہیں *

دفعہ ۳ مجھے اس بات کے لکھنے کی بھی اجازت ہے کہ اگر
کمیٹی کی کوششوں سے وہ کالج قائم ہو جاوے جس کی تصویز ہو رہی
ہے اور جس میں کہ عام دنیاوی علوم بشمول مذہبی علوم کے پڑھائے
جاوینگے تو گورنمنٹ بھی بخوبی عام دنیاوی علوم کی تعلیم کے لئے
مہوجب قواعد "گرنٹ ان ایڈ" کے اس مدرسہ کو مدد دیگی *

دستخط سی اے الیٹ

سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۲۳۹۵

حرف الف بابت سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈپارٹمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مقام ٹینی ٹال — مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

حکم ہوا کہ اس چٹھی کی ایک نقل سکرٹری سلیکٹ کمیٹی کے
پاس اطلاعاً اور نیز بجراب اُن کی چٹھی مورخہ ۱۲ جون کے بھیجی
جاوے اور یہ بھی اطلاع دی جاوے کہ کمیٹی کی رپورٹ اور قواعد
وغیرہ کی ایک کاپی اُن کی درخواست کے بموجب سوپریم گورنمنٹ
میں بھی ارسال کی گئی *

دستخط جے لائل

از طرف سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۸۹

خط

نوشتہ سید احمد

بنام

مولوی سید مہدیعلی صاحب سلمۃ اللہ تعالیٰ
پیارے مہدی — انسوس اپنے مجھکو بہت انتظار میں رکھا اور
نپلے خط کا جو ۱۵ ربیع الثانی کے تہذیب الاخلاق میں چھپا کچھ

حقیقی معنی لفظ شجر کے ہمارے خیال میں آتے ہیں — غالباً اسکا تو آپ اقوال تکریرنگے بلکہ کوئی اور مراد شجر سے لوگے پس جہاں آپ نے لفظ شجر سے اُس کے حقیقی معنی یا لالو اور کلو کا بڑا ہوا درخت مراد نہ لیتے تو صرف وہ ایک تمثیل رہا جارہیگی۔ وماہر الا مالہمہنی ربی * کیا سچ سچ آپ یہ یقین کرتے ہیں کہ لفظ نبوت لہما سرأتہما سے

حقیقت میں یہی مراد ہی کہ نمرود باللہ حضرت آدم کی وہ چیز گول گول و لہبی لہبی دیکھائی دینے لگی تھی کیا حقیقت میں اُس سے حضرت حوا کی ہرنگاہ مراد ہی اگر ان الفاظ کو آپ اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل سمجھتے ہیں تو کس قدر رنج اور غم کی بات ہے کہ آپ سا آدمی جو مہدی ہذا الزماں ہر مفسروں اور ترجمہ نویسوں کی ایسی بلاغت کی پیروی کرے کیا لفظ ”سورۃ“ کے اور معنی عرب کی زبان میں نہیں ؟ ہیں اور کیا یہ لفظ اور معنوں میں مستعمل نہیں ہوتا ہی اسی سورۃ میں اور انہی لفظوں کے بعد خدا تعالیٰ

فرماتا ہی یا بنی آدم قدانزلنا علیکم لباسا یوارى سواکم وریشا ولباس التقرى ذاک خیر ذاک من ايات اللہ لعلہم یدذکروں یا بنی آدم لا یفتنکم الشیطان اما اخرج یریکم من اللہ یزغ عنہما لباسہما ۱؎ لیریدہما سرأتہما ۲؎ انہ یوایم ہر و قبیلہ من حیث لا تدریہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین

لیروہون یعنی اللہ تعالیٰ سورۃ اعراف میں فرماتا ہی کہ رے آدم کے بچوں تمکو شیطان نے بھکادے جس طرح کہ تمہارے ماں باپ کو بھشت میں سے (بھکائو) نکالا چھین لیا اُن سے اُنکا لباس (یعنی لباس تقویٰ) تاکہ تمہارے اُنکو اُنکی ہرائیاں بے شک رہا اور اُسکا کتبہ تمکو دیکھتا ہی اسطرح پر کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا مربی کیا ہی جو ایمان نہیں لائے *

پس ان تمام آیتوں کو ملاؤ اور فور کرر کہ یہ سب تشبیہ و استعارہ ہی ان سے معنی حقیقی مراد نہیں ہیں جیسا کہ اور علماء نے بھی تسلیم کیا ہی پس اب تمثیل ہونے میں کیا باقی رہ گیا وماہر الا مالہمہنی ربی *

بھائی مہدی براے خدا آپ ذرا انصاف کریں کہ قرآن مجید کے یہ معنی لینے کہ جب آدم و حوا نے گہیوں کے درخت کا پھل کھا لیا تو اُن کے اعضاء متخصوصہ دکھائی دینے لگے قرآن مجید کی خوبی اور

پیردنی چیز مزاحم نہو اور جو کچھ باہر نکلے خالص بے میل ہو پس اب ہمیشہ نیچو کے سورجشہ کے جاری رہنے پر مترجمہ رہا کریں اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا ہی کہ العلم حجاب الاہر اُس کے پیرو ہرگز نہرویں *

مجھے یقین ہی کہ اب آپکا دل یہ بات کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجہ خارج منالانسان مراد لی جاوے تو ضرور قرآن مجید کو نمود باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت میں کوئی وجہ خارجی مغربی لائنات موجود نہیں ہی *

اور یقینی آپکا دل اسبات پر بھی گواہی دیتا ہوگا کہ شیطان کے وجہ خارجی ہونیکا کوئی ثبوت موجود نہیں ہی جو لوگ اُس کے قایل ہوئے ہیں اُنہوں نے خود اپنی ہی صورت آئینہ میں دیکھی ہی *

اور یقینی آپ کا دل اسبات کی بھی تصدیق کرتا ہوگا کہ جو لوگ شیطان کے وجہ خارجی کا دعویٰ کرتے ہیں اُس کا اثبات اُنہی کے ذمہ ہی اور اُن لوگوں کی دلیلوں کو جو اُس کے وجہ خارجی سے منکر ہیں ثائنہ بدیدنا اور اُن سے مخالفت کرنا اور اُن کی سمجھہ اور نہم پر انسوس کرنا کافی نہیں ہی *

اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپنے جو یہ الفاظ ارقام فرمائے ہیں کہ ”وجہ جسمانی سے شیطان کے انکار کرنا کفر نہیں ہی گو بڑی غلطی اور نادانی ہی“ اب آپکو اس تھریر سے نہایت انسوس ہوا ہوگا پس ہمیشہ ایسی بات کہا کرر اور کیا کرر کہ جس کے بعد انسوس نہو *

اب یہ دوسرا خط میں آپکو آدم کے قصہ کی نسبت لکھتا ہوں ممکن نہیں ہی کہ جو کچھ قرآن مجید میں لکھا ہی اُس سے بیان حال کے سرا اور کچھ مراد لیجائیے یا سمجھی جاسکے *

پہلی قسم اللہ قرآن مجید میں لفظ قال کا یہ نسبت خدا اور فرشتوں اور شیطان کے آیا ہی کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ان تینوں جگہ لفظ قال کا اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل ہی کیونکہ کوئی شخص خدا کے قول کو منک اقرال انسان مرکب صوت والفاظ سے یقین نہیں کوسکتا اور غالباً اقوال فرشتگان و شیطان کے بھی اس قسم کے نہوتگے پس اب لفظ قال سے کوئی اور معنی مراد اور ہمجود ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچھ کہ آدم و شیطان اور فرشتوں کی نسبت بیان ہوا ہی وہ قصہ اور حکایت نہیں دھنے کی بلکہ صرف حال رہا جارہیگا — وماہر الا مالہمہنی ربی *

یہ لفظ شجر کا قرآن مجید میں موجود ہی کیا حقیقت میں رہا ایسا ہی درخت تھا جیسا لالو مالی اور کلو کدان پڑا کرتا ہی اور جیسیکہ

۱؎ فی القاموس السورۃ الفرق والفاحشۃ والظلة القبیحۃ

فی التفسیر الکبیر بدوالعورة کثایۃ من سقوط العروۃ ووزال الجاہۃ والمعنی ان غرضہ من القاد تلک الرسوۃ الی آدم وزال حرمتہ وذهب منصفہ الخ

۲؎ ای لباس تقویٰ ہما بدلیل قولہ تعالیٰ ولباس التقویٰ ذاک خیر

۳؎ ای الظلة القبیحۃ التي كانت مستورا ہما

لفظوں میں بیان کیئے ہیں کہ ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ اور یکساں روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے *

اس کی تصدیق سرگزشت آدم سے بقربی حاصل ہی انسان کا نیچر جن قوتوں سے بنا ہے اور جو جو قوتیں پہلائی اور پرائی کی اس میں رکھی ہیں اور جس طرح کہ وہ اُن قوتوں پر قادر ہے اور جس طرح کہ وہ اُن قوتوں کے سبب سے مجبور ہے اُن کا بیان کرنا اور ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ روحانی تربیت کا پہنچانا ایسا مشکل کام تھا جو انسان کی طاقت سے باہر تھا یہ خدا ہی کا کام تھا کہ اُس نے اُس کو ایسے لفظوں میں بیان کیا ہے کہ اگر عام آدمی یہ سمجھ لیں کہ انسان ایک وجود ہے اور شیطان ایک وجود علیحدہ ہے جو ہم کو نہیں دکھائی دیتا تو ہم کو وہ دیکھتا ہے اور ہم کو اس طرح چپکے سے بھکا دیتا ہے کہ ہم نہیں جانتے اور ہم کو گناہوں میں پھنسا دیتا ہے پس ہم کو چاہیئے کہ ایک اپنی تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکر لاجور پڑھتے رہیں اور دل کو اُس کے پھندے میں نہ آنے دیں بلکہ خدا کی فرمائیداری اور عبادت میں مصروف رہیں تو اس سمجھ سے بھی وہی نتیجہ اور روحانی تربیت حاصل ہوگی جس طرح کہ ایک داننا نیچرل اسٹ اُس کی حقیقت کو خیال کرے اور سمجھے کہ وہ سب انسان کے نیچر کا بیان ہے جو تمثیلی لفظوں میں انسان کے نیچر کی زبان حال سے بیان ہوا ہے پس اس طرح سے بیان کرنا ایک بہت بڑا معجزہ قرآن مجید کا ہے مگر کس قدر انسرس کی بات ہے کہ آپ نے اس کو بدعت لکھا ہے اگر حقیقت اسلام اور اسرار دین بدعت ہے تو معلوم نہیں کہ ہدایت کیا ہوگی *

آپ خیال کیجئے کہ علماء سابقین اسلام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اس قسم کے مطالب کا بیان کمتر کرتے تھے کچھ تو اُنکو بسبب شدت اتقا اور خوف معصیت کے یہ وہم ہوتا تھا کہ جو کچھ حقیقت ہم سمجھتے ہیں شاید وہ حقیقت نہ ہو اور خدا کی مراد وہ نہ ہو اور اُس کے بیان سے ہم گنہگار ہوں اور کچھ اُنکو یہ خیال تھا کہ اُن باتوں کی حقیقت بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کم علم اور جاہل جو بکثرت ہیں وہ اُنہی لفظوں سے کافی روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں اور جو عالم ہیں جیسے امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ وہ خود اُنکی حقیقت جانتے ہیں اور کافی روحانی تربیت پاتے ہیں ان خیالات سے اُنہوں نے اُنہی الفاظ کو بیان کر دینا مناسب سمجھا جو قرآن مجید میں تھے اور اُنکی مراد کی نسبت کہدیا کہ خدا کو معلوم ہے ہم تو کلام خدا پر ایمان لائے ہیں اور جو اُسکی حقیقت خدا کے علم میں ہو وہی ہمارا ایمان ہے *

اُس کے ادب اور اُس کے حکمت سے بھرے ہوئے ہونے پر یقین کرنا ہے یا یہ معنی لینے کہ اُس قوت کی ترغیب نے ظاہر کردیا کہ انسان میں خدا کی نافرمانی کرنے کی پرائی ہے قرآن کی بزرگی اور اُس کی عزت اور اُس کا حکم و معرست سے بھرا ہوا ہوتا یقین کرنا ہے — اگر پہلے ہی معنی سچ ہوں تو مجبوری سے کہنا پڑیگا کہ ”سخت فہمی عالم بالا معلوم شد“ حضرت کو پھکڑ بولنے بھی نہیں آتے چہ جائے خدائی نجا گیہوں کھانا اور کجا اعضاء مضرصہ کا دکھائی دینا — ثمود یا اللہ منہا *

خدا کی عظمت و شان کو خیال کرنا اور پھر قصہ آدم کو دیکھ کر اور کہو کہ تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا میں اور فرشتوں میں ایسی تکرار اور منافیہ ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجھا جاتا ہے پس اگر اُن الفاظ کے وہی معنی ہوں تو خدا میں اور فرشتوں میں خدائی اور بندگی کا ہیکر ہوئی بھٹیادوں کی تو تو میں میں ہوئی — اگر یہ سچ ہو تو ہم کو اپنے نوکران کی بھی شکایت نہیں رہنے کی کیونکہ خدا کے نکر ہمارے نکران سے بھی زیادہ ترے ہیں *

اس تمام قصہ سے اگر بھی ظاہری معنی مراد ہوں تو خدا کے عاو مرتبہ اور تقدس اور تنزیہ میں بٹا لگتا ہے پس اُسی اصول سے جو آپ نے قائم کیا ہے کہ ایسی حالت میں عدول معنی حقیقی سے ضرور ہے یہ تمام قصہ تمثیلی وہ جاتا ہے نہ اصلی — و ما ہو الا ما الہمنی ربی *

اور اگر آپ نے اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ (اور میں یقین کرتا ہوں کہ یقین کر لیا ہے) شیطان کا کوئی وجود خارج من الانسان نہیں ہے تو تو سرگزشت آدم کی تمثیلی اور بیان حال ہونے میں کچھ کلام ہی نہ ہیکہ — و ما ہو الا ما الہمنی ربی *

آپ کی تفسیر میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ”قرآن مجید میں جنس اور آدم اور درخت کے کھانے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا ذکر ہے مگر اُن کی کچھ (زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی کہ وہ درخت کیا تھا اور کھانے سے کیا مراد ہے“ اور پھر اُسکے بعد ارقام فرماتے ہو کہ ”اگر ایسی تاریخ نصر صریحہ کی کیجئے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اُٹھ جاوے“ بھائی یہاں ذرا انصاف کر کہ خود ہی لکھتے ہو کہ ان چیزوں کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی اور پھر اُن کو نصر صریحہ کہتے ہو جب اُن کی حقیقت ہی نہیں بتائی تو وہ نصر صریحہ کیونکر ہوئیں قندبر *

خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید تمام انسانوں کے لیئے نازل کیا ہے جنہیں ہر درجہ علم و عقل و فہم کے لوگ شامل ہیں اور معجزہ قرآن یہ ہے کہ مضامین دقیقہ اور مسائل حکمیہ نیچر یہ ایسے

حقاً جو متقشروں و متقشبین میں سے ہیں اُسکو معنی ظاہری پر حمل کر کے مرورد اعتراضات و شبہات بناتے ہیں در حقیقت دشمن دین رہی ہیں اسرار دین کے سمجھنے والے بہت کم ہیں یہی انکس است اہل بشارت کے اشارت داند

نکتہ ہاہست بے معہم اسرار نکجا است

چنانچہ حدیثوں میں ہی کہ ہمیشہ کے داروغہ کا نام رضوان ہی — مرام سمجھتے ہیں کہ ایک شخص ہی جو دروازہ جنس کا دریان ہی اُن سے پوچھا چاہیئے کہ کیا ہمیشہ ایسی جگہ ہی کہ جہاں باہر کے لوگوں کے گھس جانے کا احتمال ہی اس لیئے دربان رکھا گیا ہی کہ غیر کو گھس جانے سے روکے حقیقت یہہ ہی کہ رضوان کے معنی خوشنودی خدا کے ہیں خوشنودی خدا کو بلا شبہ دربان کہہ سکتے ہیں کیونکہ بدون اجازت خوشنودی خدا کسی کا مجال نہیں کہ ہمیشہ میں جائے میرے دل میں بھی یہہ برابر گذرتا تھا کہ آدم کے قصہ میں سچرہ ملائکہ سے قوالے ملکیت کا انسان کے تابع ہوجانا مراد ہی — اس قوالے ملکیت کے انسان کے تابع ہوجانے سے حضرت انسان کا تمام حیوانات پر شرف ثابت ہوا ہی اور بلا شبہ شیطان سے قوت حیوانیت یعنی قوالے بھیمی و سبعی مراد ہی جو مبداء شہوت اور غضب کا ہی جنکا منشاء یعنی محل تولد نار یعنی حرارت ہی پس ابلیس کا نار سے پیدا ہونا نہایت سچ ہی خلاصہ آپ کی تھریز ایسی ہوئی ہی کہ کسی نے آج تک نہیں لکھی خدا آپ کی بقا کو ممتد کرے تاکہ اسلام اور مسلمان آپ کے مسامی سے منتفع ہوتے رہیں — سچ ہی ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک بڑے شخص کو واسطہ اصلاح اُس زمانہ کے قبائض کی پیدا کرتا ہی ایسے شخص کو انگریزی زبان میں ریفرمر کہتے ہیں عالیجناب مولانا مہدی علی صاحب سے ملاقات جسمانی نہیں مگر اُنکی تھریزوں سے معلوم ہوتا ہی کہ نہایت صاحب طبع اور اہل دل ہیں — ایک حماقت شعار نے * * * اپنے حق و جہل سے مضامین مندرجہ تہذیب الاخلاق کا رد لکھنا شروع کیا ہی نہایت مہمل اور لچر باتیں دیکھیں — اسکی وہی مثال ہی چھوٹا منہ بڑی بات — حضور ان سب لغویات کی طرف التفات نفرماکر اپنے طیفہ مغرورہ میں جو اصلاح قبائض دین و احوال تمدنی و قومی مسلمانوں کی ہی مشغول رہیں — یزیدوں ان یطغوا نوراللہ بانرا ہم واللہ یتم نوره و لکرة المشرکون — آپ نے جو تعلیم مسلمانوں کے لیئے منصوبے فرمائے ہیں نہایت مفید ہیں خدا آپ کو قوت اور مسلمانان ہند کو ہمت دے *

بندہ شما

عبید اللہ عبیدی

مگر اُنکا زمانہ ایسا تھا کہ لاادری کہہ کر اُنکا پیچھا چھوڑ گیا مگر ہمارا زمانہ ایسا نہیں ہی تمام علوم کو ہم میں نہ سہی مگر دوسری قوموں میں بدرجہ اعلیٰ پہنچ گئے اور پہنچتے جاتے ہیں حقایق اشیاء روز بروز واضح ہوتی جاتی ہیں اور جہاں تک بغیر کسی شک کے معلوم ہوگئی ہیں وہ درجہ یقین پر پہنچ گئی ہیں پس اس زمانہ میں کسی بات کے مدعی کو دعویٰ کرنا اور پھر لاادری کہدینا کافی نہیں ایسا کرنا خود اپنی ہنسی اُڑانا ہی بلکہ ہر بات کا ثبوت اور کافی تسلی بخش بیان چاہیئے اِس لیئے جو لوگ دعویٰ اسلام کرتے ہیں اُنکا کسی مسئلہ اسلامی کی نسبت لاادری کہنا خود اپنی حماقت ظاہر کرنا ہی پس اس زمانہ میں ضرور ہی کہ دھوکہ کی گئی ہو اُٹھا ڈالا جاوے اور تمام مسائل اسلام کی حقیقت علاقیت بیان کی جاوے تاکہ اُسکی روشنی آفتاب کی طرح چمکے اور اسرار دین سب کو معلوم ہوں اور لوگ یوں کہنے لگیں —

سر خدا کہ عارف و عابد یکس نکفت

در حیوتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

ایک خط جناب مولوی عبیداللہ صاحب عبیدی کا اسی قصہ آدم کی نسبت میرے پاس آیا ہی اُسکی نقل آپ کے ملاحظہ کے لیئے اسمیں شامل ہی *

اب کسی ذہن کے وقت تیسرا خط آپ کو عیسائیوں کے گردن مروری مرفی کی نسبت لکھوگنا اور اُمید ہی کہ آپ منک ان دونوں خطوں کے اُسکو بھی منصفانہ اور مستقفاانہ تصور فرماہینگے *

خدا آپ کو خوش رکھے اور اپنا معصوب کو نہ ہم رشک کیا کریں والسلام *

تمہارا تابعدار

سید احمد

ار بنارس ۶ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

نقل خط

جناب مولوی عبیداللہ صاحب عبیدی

بدام

سید احمد

۲۸ جون سنہ ۱۸۷۲ ع ہرگلی کالج — چنچڑہ

پس از فرار ان نیایش ہائے چاکرانہ عرض یہہ ہی * * * حضور کی تحریر درمادہ آدم کو میں نے بڑی دلہی سے پڑھا سچان اللہ حق یہہ ہی کہ اصل اسرار دین کو آپ ہی نے سمجھا ہی دین میں بہت سی باتیں مرمرز ہیں بطور تشبیہات کے بیان ہوئی ہیں

نمبر ۹۰

اسپیچ

مولوی سید مہدی علی صاحب

بمقام ہائی اسکول مرزا پور

مدرسہ مرزا پور میں تاریخ ۲۳ مئی کو بنظر تفہیم سالانہ انعام کے جلسہ ہوا اور انٹر رئیس اور حاکم تشریف لائے اول ہیڈ ماسٹر صاحب نے انگریزی میں پھر دوسرے ماسٹر نے اردو میں رپورٹ سنائی بعد اُس کے جناب رابرٹسن صاحب کلکٹر مرزا پور نے انگریزی زبان میں ایک مختصر اسپچ کر کے یہ فرمایا کہ اب میرے دوست مولوی مہدی علی صاحب کچھ تقریر کریں گے اور اردو زبان میں آپ لوگوں سے کچھ کہیں گے بعد اُس کے مولوی مہدی علی صاحب نے کھڑے ہو کر زبانی یہ تقریر کی *

اے حاضرین جلسہ — جو رپورٹ حالات مدرسہ کی ابھی ہیڈ ماسٹر صاحب نے انگریزی میں اور بابو صاحب نے اردو میں سنائی اس سے آپ کو طلبہ کی تعداد اُن کی تعلیم کے درجے اور اُس کے نتیجے معلوم ہو گئے اب اُس کا اعادہ بیفائدہ ہی مگر میں اپنے اُوپر ضرور سمجھتا ہوں کہ جو فرق اس مدرسہ کی حالت میں یہ نسبت سابق کے ہوا ہی اُسے کچھ تھوڑا سا بیان کروں *

سنہ ۱۸۶۷ ع میں مینے اس مدرسہ کو دیکھا اور چند مرتبہ عربی فارسی اردو درجوں کا امتحان لیا اور انگریزی طلبہ کی استعداد و لیاقت کی کیفیت اُڑر مکتھلیں سے سنی اُس زمانہ میں اس مدرسہ کی تعلیم کی یہ کیفیت تھی کہ رؤساء شہر اپنے لڑکوں کو مشن اسکول میں بھیجنا پسند کرتے تھے اور بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے اور بے انتظامی مدرسہ کے یہاں داخل کرانا منظور نہ کرتے تھے مگر جب سے گارڈن صاحب ماسٹر مقرر ہوئے اُن کی لیاقت اور مکتھل و ترجمہ خصوصاً اُن کی خوش اخلاقی اور تہذیب کی وجہ سے ضرورت مدرسہ کی بدل گئی طلبہ بھی بڑے گئے استعداد میں بھی اُن کی ترقی ہوئی اب رئیسان شہر اپنے وارثوں کو اسی مدرسہ میں بھیجتے ہیں اور یہاں کی تعلیم کو پسند کرتے ہیں اور گارڈن صاحب کے شکر گزار ہیں عربی درجہ میں بھی اچھی ترقی ہوئی مولوی معین الدین صاحب کی برکت سے چند طالب علموں کے سر پر فضیلت کی پگڑی بھی بندہ گئی یہ شبہ مولانا صاحب بڑے مفسر بڑے محدث بڑے عالم اور جامع معتدل و منقول ہیں در در سے لوگ اُن سے پڑھنے آتے ہیں جسقدر اُنہوں نے مکتھل کی ہی اُس قدر تنفراہ نہیں پائی جس قدر اُنہوں نے علوم کی تعلیم کی مگر اُن علوم کی نسبت میری رائے کیسی ہی ہو اُن کی مکتھل اور تعلیم میں ذرا شک نہیں *

یہ چند فقرے کہہ کر تپٹی صاحب عربی کے طلبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے مخاطب ہو کر یہ تقریر کی *

اے میرے ہم قوم اور ہم مذہب طالب علموں تم ذرا میری باتوں کو غور سے سنو اور انصاف اور دانشمندی سے اُسے سوچو کہ میں تمہاری بھلائی کے لیئے کیا کہتا ہوں *

اگرچہ میں نہایت خوش ہوں کہ تم اپنے قدیم علوم کی تعلیم پر متوجہ ہو اور ایک نہایت دل پر اثر کرنے والے شوق سے اُسکی تحصیل کرتے ہو اور تم میں سے چند طلبہ نے کامیابی بھی پائی اور فضیلت کے خطاب پا لیئے سے اپنی عزت حاصل کی مگر حقیقت میں یہ تعلیم نا کافی ہی اور جو نتیجہ علم کا ہی وہ اس سے حاصل نہیں کیونکہ تم نے دو قسم کے علم حاصل کیئے ایک منقول دوسرے معقول پہلی تعلیم نے تم کو تقلید میں کامل کیا دوسری نے چند غلط اور بے اصل اوہام و مغلطات صحیحہ کی صورت میں تمہارے دل پر نقش کیا ہے اُس سے جیسا کہ چاہیئے تمہارے دین کو فائدہ ہوا نہ اُس میں تمہاری عقل کو ترقی ہوئی مذہبی تعلیم سے غرض صرف یہ ہی کہ وہ باتیں جو خدا نے اپنے سچے رسول کی معونت و ترویج و وحی کے بتائیں اُس کی روشنی ہمارے دل پر پڑے اور ہم اُن کی حقیقت سے واقف ہوں اور اُن کی حقیقت اور سچائی ہمارے دل پر اپنا ایسا اثر کرے کہ نہ تقلیداً بلکہ تحقیقاً ہم اُن کو تسلیم کریں مگر جو تعلیم تم نے پائی اُس نے یہ فائدہ نہیں پہنچایا کہ تم اُس کی حقیقت سے واقف ہوئے نہ بے واسطہ اُس نور کی شعاعیں تمہارے دل پر پہنچیں تمہاری مذہبی تحقیقات اُن لوگوں کے قلوب پر ختم ہو گئی جو مثل تمہارے غیر معصوم تھے اور جن کی رائے میں تمہاری طرح خطا و صواب دونوں کا احتمال تھا انوسر کہ تم نے اصل چشمہ سے پانی نہیں پیا جو نہایت شیریں اور صاف اور موتی کی طرح چمکتا ہی بلکہ اُس حوض کو اصل چشمہ خیال کیا جو بیرو پضاع کی طرح گندہ ہو رہا ہی تم نے اپنے دینی عقائد اور مذہبی اقوال کو خدا کی کتاب سے خود تحقیق نہ کیا بلکہ لوگوں کی رایوں اور قولوں اور خیالوں ہی پر اپنے معتقدات کی بنیاد قائم کی تم نے اپنے فقہی مسائل اور شرعی احکام کو سچی باتوں سے رسول کی خرد دریافت نہیں کیا بلکہ جو لوگ لکھ گئے اور کہ گئے اُسی کو منزل من اللہ سمجھا اور پھر انوسر یہ ہی کہ اگر تم چاہل رہتے اور کچھ تعلیم نہ پاتے تو تم اس کورانہ تقلید میں پڑتے سے معذور ہوتے مگر انوسر اور ہزار انوسر اس پر ہی کہ تعلیم نے تم کو یہ نتیجہ دکھلایا اور علم کے حاصل کرنے سے بجائے تحقیق کے تم نے تقلید کو حق جانا *

تمہارے سامنے ہیں اور تم اُنکی حقیقت دریافت کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے اور اُسکی غلطی و صحت پر آگاہ ہونے پر متوجہ نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کہ تم میں جو علوم سے فارغ ہو چکے اور جنہوں نے پکڑی تفصیلات کی سر پر باندہ لی اور جنکو جناب سیدنا و اُستادنا نے معقول و منقول کی سند بھی دیدی ذرا میرے ساتھ اسٹیشن پر چلو اور ایک انجی کو دیکھو اُس کے چلنے کا سیب پتاؤ شاید تم وغیرہ ہی باتیں کر رہے جیسا کہ وہ دھقان جو اپنا ہل بیل چھوڑ کر اُسے دیکھکر حیرت زدہ ہو اور عامیانہ باتیں کرے نہ تم اُسکی دم سے واقف ہو گئے نہ سر سے پھر ذرا تارکھو کے کمرہ میں تشریف لیچو اور اُس کھرپائی قوت کی حقیقت پتاؤ وہاں بھی سوائے اظہار حیرت کے آپ لوگوں سے کچھ نہ ہوگا پس انروس کا مقام ہی یا نہیں کہ تمہارے معقولات اور ہندسہ اور ہیئت اور ریاضی اور طبیعیات نے تمکو ایک عامی آدمی کے درجہ سے بھی نہیں پڑھایا اور ذرا بھی کوئی مادہ تحقیق کا نہیں دیا پس آپ کے علم و فضل سے کیا توقع قوم کی ترقی اور علم کی روشنی پہنچانے کی کیجاوے *

اے ہوشیار طالب علمو کیا خدا نے تمکو اُڑ قورس کی طرح مادہ تحقیق کا نہیں دیا ہی یا تمہارے دل و دماغ کو ان باتوں کے سمجھنے کے لائق نہیں بنایا میرے نزدیک شاید ساری دنیا میں ہماری ہی وہ قوم ہی کہ جسکے دل و دماغ کے برابر دوسرا نہیں — کیا یہ وہ قوم نہیں ہی جسنے یرناتیوں کے چند مسائل سیکھے کر اُسے ایسی ترقی دی کہ اگر انلاطوں و ارسطو زندہ ہوتے تو وہ بھی قدموں پر گرتے کیا ہم لرگ رہے نہیں ہیں جنکے اجداد نے ساری دنیا کو معقولات کی روشنی سے منور کیا یورپ کا ملک کیا ہماری شاگردی پر کسی زمانہ میں نظر نہ کرتا تھا کیا اب یہ بڑے بڑے محقق ہمارے اسلاف کے علم و فضل سے فیضیابی کا اقرار نہیں کرتے پس رونے کا مقام ہی کہ ایک ایسی باہمت اور عالی دماغ اور بلند حوصلہ قوم ایسی پسند اور ذلیل اور ایترو حالت پر پھر نچ جارے کہ چماروں کے لڑکے کولیوں کے بچے اُنپر ہنسیں اور اُن کے دل و دماغ کو علوم کی تحصیل کے لائق نہ جانیں سچ ہی جو خدا نے فرمایا ہی تلک الایام ندوا لہابین الناس کیسی قوم کیسی ہو جاوے * لیکن اس ذلت و ادبار و جہالت کا سیب صرف تمہارا تمصب و تقلید ہی کوئی کہتا ہی کہ انگریزی پڑھنا منع ہی کوئی فرماتا ہی کہ علوم جدیدہ سیکھنا حرام ہی کوئی اس خطا میں مبتلا ہی کہ انگریزی مدرسوں میں تعلیم لینے سے مذہب جاتا رہیگا کوئی اس نشہ میں سرمست ہی کہ تحقیق کرنے اور پرانے خیالات کے چھوڑنے سے خرق اجماع کا الزام ہوگا اگر حقیقت میں تمہارا مذہب ایسا ہی بودا اور ناپائدار ہی اور وہ تمہارے نزدیک ایک طلسم کا کارخانہ ہی تو کب تک

یہہ تم نہ خیال کرو کہ معاذ اللہ میں مذہبی تعلیم کو برا جانتا ہوں میں کافر ہوں اگر ایسا خیال کروں بلکہ میں ہو مسلمان ہوں فرض سمجھتا ہوں کہ وہ مذہبی تعلیم پارے اور اپنے دینیات میں کامل واقفیت حاصل کرے لیکن اگر میں متاسف ہوں تو صرف اُس کی طرز و طریق پر کیونکہ جو تفلیدی تعلیم تم حاصل کرتے ہو یہہ حقایق دینی کے ادراک کے لیئے اور مسائل شرعی کی حقیقت پر پہونچنے کے لیئے نہ کافی ہی بلکہ مزاحم ہی انصاف کرو کہ کیا حاصل ہوا تمکو تعلیم سے جبکہ تمہارے خیالات میں بلندی اور تمہاری عقل میں ترقی نہوئی اور تمہارے دل نے اصل مذہب کی روشنی نہ پائی اور کیا فرق ہوا درمیان اُن عامیوں کے جو تمہاری تقلید کرتے ہیں اور درمیان تم عالموں فاضلوں کے جو تم اوروں کے پیچھے چلتے ہو پس اُس تعلیم سے جسنے تمکو کورانہ تقلید میں مبتلا کیا تمہارے مذہب کو کیا فائدہ ہوا *

مگر حقیقت میں یہہ قصور تمہارا نہیں ہی وہ سلسلہ تعلیم کا ایسا ہی کہ جب تک بڑی مضبوطی اور دانشمندی اور ایمانی قوت سے اچھی اچھی تحقیق اُس میں اصلاح نہ کریں اور اُس کے حسن و قبح سے بھٹ کر دوسری راہ نہ بتاریں تب تک تم سوائے اِس کے کہ آنکھ بند کر کے اُسپر چل کر سکتے ہو *

خیر مذہبی تعلیم کو چھوڑو اب اپنے معقولی سلسلہ پر نظر کرو اور سوچو کہ تقلید نے اُسے بھی کس ایترو حالت پر پھونچا دیا ہی اور اُس سے کیا نتیجہ تمکو حاصل ہوتا ہی تمہارا علم معقول چند یونانی مسئلوں کے جاننے پر منحصر ہی اور کئی ہوئی باتوں کی واقفیت پر اُس کا مدار ہی حقیقت میں معمولی کتابوں کے چند ورقوں کا اُلٹ پلٹ کر لینا اور طوطی کی طرح اُسی زبان سے کہدینا تمہارے علم کی انتہا ہی اور چند فلسفی باتوں کا جسکی حقیقت پر بھی ہرگز تم نہیں پہونچتے یاد کر لینا تمہارا مبلغ علم ہی حساب میں اگر تمنے خلاصۃ الحساب کی ضرب شبکہ سیکھے لی تم محاسب ہو گئے شرح چغینہ کے دو جزو اگر پڑھ لیئے تو تم رشک بطالمیوس بن گئے مجسطی کے لفظ یاد ہونے سے تم اپنے آپ کو انلاطوں جاننے لگے مگر اے میرے عزیزو تم اپنے اُن بھائیوں کو جو اسی مدرستہ میں ابتدائی تعلیم پاتے ہیں دیکھو اور اُنکی باتوں سے اپنے دقیق حایق کو مقابلہ کرو تب تمہیں معلوم ہو کہ تم کس غلطی میں پڑے ہو اے طالب علمو ذرا ان لڑکوں سے عناصر کی حقیقت سنو تب اسطیقسات اربعہ کی ماہیت جاننے پڑو خورش ہو ذرا طبیعیات کے مسائل کا تجزیہ کر کے دیکھو تب میبذی اور صدہ کی طبیعیات پڑھ لیئے پو ناؤ ذرا آسمان وزمین کا کرہ جو اِس وقت تمہارے سامنے رکھا ہی ہاتھ میں اُٹھا کر اُسکی کیفیت پوچھو پھر اپنے فلکیات پڑھ کر آسمان زمیں کے قلابے ملاؤ انروس ہی کہ یہہ سب چیزیں

تم غرہ کیا کرو گے اور مدرسے سے نکلنے کے بعد اپنی قوم کی کیا بھلائی کرو گے میرے نزدیک تمہارا معقول تر اس کام کا بھی نہیں کہ کسی علمی جلسہ میں بیٹھ کر بات سمجھنے کی بھی لیاقت اُس سے حاصل ہو چکے ہو کسی صنعت و ہنر کے ایجاد کرنے کی توقع ہو یا کسی نئی تحقیقات کرنے کی اُمید ہو ہاں اُسکا یہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ جب تم اپنے مشرب کے چند نو عمر آدمی بیٹھو تو اُن کتابوں کے حواشی اور حرواح اور زوائد لفظوں سے بھرتے ہو۔ چند ساعت اپنی عمر مزید ضایع کرو رہا تمہارا معقول اُس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کسی مسجد میں جا کر قصہ گوئی کرو گے جوڑی جوڑی باتیں دیں گی کہکر نہایت ذلت اور مکر کے ساتھ روٹیاں کھاؤ گے دنیا کی برائی دنیا داروں سے نفرت کا عطف کہکر کونجڑے قصائیوں کے سامنے اپنا دامن پہلاؤ گے شان نادر ایسے لوگ نکلیں گے جو سچا توکل کریں اور اپنے دل سے دنیا چھوڑ کر دیندار بنیں پس یہ نتیجہ تو تمہاری ذات کے لیئے ہوا رہی قوم کی بھلائی پس علم اور حکمت اور عقل کی ترقی کی تو تم سے کچھ اُمید نہیں کیونکہ وہ آتہ ہی تمہارے پاس نہیں جس سے وہ کام ہو ہاں دین کی ترقی کا تم خیال کر سکتے ہو مگر میرے نزدیک سوائے اسکے کہ تمصب اور جہالت اور تقلید کی ترقی ہو تمہاری ذات سے اور کچھ اُمید نہیں چند جہالت میں بیٹھ کر شیطانی باتیں کرو گے اُن کے دلوں میں جو تمصب اور تقلید کی آگ ہی اُسے اور مشعل کے گرد گئے نہ اخلاق میں تہذیب نہ عادات میں اصلاح نہ معاشرت کے طریقوں کی درستی نہ چال چلن میں شائستگی کی تم سے توقع ہی نہ غلط خیالات اور نہ پیہرہ اورام کے دور کرنیکی تم سے اُمید ہی کیونکہ تمہارے خود ہی ایسی تعلیم نہیں پائی دوسروں کو تم کیا تعلیم کرو گے *

پس اے میوے بھائیو جب تک کہ تم تمصب و تقلید نہ چھوڑو گے اور علوم جدیدہ کی تحصیل پر متوجہ نہ ہو گے تب تک تمہارا علم اور تمہارا جہل یکساں ہی *

میں نے تمہاری بہت سامع خواہی کی اور شاید تم میں سے بعض کو نہایت غصہ دلایا مگر الحق مر حق کہنے نے مجھے اس کہنے پر امداد کیا اگر یہ حال تمہاری نہوتی تو ہم سے ادنیٰ درجہ کے آدمیوں کو ایسی بڑی باتوں کی زبان سے نکالنے پر کب جرات ہوتی

بچائے آج نہیں کل نہیں پرسوں وہ گوجاریکا اور ان نئے منتروں جو یہہ بچے سیکھتے جاتے ہیں وہ طلسم درہم برہم ہو جاویگا اور ہمارے نزدیک تو وہ ایک ایسا مضبوط قلعہ ہی جسکی بنیاد بالیہ پہاڑ کی چوٹی پر ہی کہ طوفان نوح سے بھی اُسے صدمہ نہ ونچیکا اور علوم کی تحصیل اور حقایق اشیا کی تحقیق سے اُسکا ر اور چمکیگا *

اے میرے عزیزو ذرا ہارون رشید اور خلفاء عباسیہ کے مہد درلہ خیال کر رہا کہ کسی علمی مجالسوں کو دیکھو کہ اُنہوں نے علم و ترقی اور معقولات کی تحقیق میں کیا کیا کوششیں کیں اور اُنہوں کی تحقیق کی بدولت اسلام کی کیسی عزت شاہر کی خزاں اور رازی و برعلی اور فارابی اور حسن کیسے کیسے نامور ہوئے کہ چنکا م اب بھی غیر قوم کا کوئی محقق بغیر تعظیم کے نہیں لیتا مگر نسوس ہزار افسوس کہ وہ لوگ مر گئے اُنکی جگہ ہم پیدا ہوئے بریگان بادھا غرور دند و رفتند * تہی خمشا نہا کردند و رفتند

لیکن اگر تم کہو کہ اب بھی تم اُنکی باتیں جانتے ہو اور اُنہیں یہ تحقیقاتوں کو پڑھتے ہو تو یہ غلطی ہی یہی سی باتوں میں رن ہو گیا یہی سی چیزیں بدل گئیں تحقیقات اعلیٰ درجہ و پہونچ گئی اکثر چیزوں کی غلطیاں کھل گئیں اس واسطے وہ اپنے زمانہ کے خیال کے لحاظ سے محقق تھے مگر اب انکی تحقیقاتوں کے مانتے والے جاہل اور مقلد تھوہینگے دیکھو بطلمیوس ایسا بڑا حکیم تھا مگر ذرا اُسکا جغرافیہ دیکھو اُسنے جو ہرانی دنیا کا نقشہ کھینچا تھا اُسے ملاحظہ کرو اور اب کے جغرافیہ اور حال کی زمین کے کرہ سے ملاؤ تو کتنا فرق پاؤ گے کہ اگر اس زمانہ میں کوئی ایسے جغرافیہ در لکھے تو وہ احمق ٹہرے مگر سب اُس نامور حکیم کی اُس تحقیقات کو اُس کی عالی دماغی کا نتیجہ سمجھتے ہیں پس تم جو اس خیال میں مبتلا ہو کہ علم اگلوں پر تمام ہو گیا ساری تحقیقاتیں پوانے لوگ کر گئے اب اُنکا جاننا ہی ملتا ہے علم ہی یہہ قادانی ہی اس لیئے ذرا تم ان عامیانه خیالات کو چھوڑو اور اپنی قوم کی جسکے قدروں میں کچھ باقی نہیں رہا دستگیری کرو نہ کہ اور اُسکے فرق کرنے کی تدبیر کرو *

یہا انصاف سے اسکا جواب دو کہ تم عالم بھی ہو گئے نفیہ بھی ہیں گئے صدرہ شمس بازغہ پڑو کہ جامع معقول بھی تھوچکے مگر اب

خیر خدا رحم کرے اور ہماری قوم کے لیئے بھی ترقی عام و دولت کی راہ نہرونی *

نمبر ۹۱

غلطی

ایطال غلامی کا آرٹیکل جو تہذیب الاخلاق کے متعدد پرچوں میں چھپا ہی اور جسکا نام ”تہذیب الاسلام من ہین الامۃ و القلم“ ہی اُس آرٹیکل میں ایک بڑی غلطی ہم سے ہو گئی ہی *

یعنی اُسکے باب ہفتم میں بذیل بیان ازدواج مطہرات کے ہمنے ایک حدیث صحیح مسلم سے نسبت حضرت جویریہ کے نقل کی ہی انوس ہی کہ جس کتاب سے ہمنے اُس حدیث کو نقل کیا اُس میں غلطی تھی یعنی بجائے اس لفظ کے ”ناخبر فاطمة بجماعت وہی جویریہ“ یہاں غلط لفظ لکھے ”ناخبر فاطمة بجماعت ہی و جویریہ“ افسوس ہی کہ ہم نے اپنی جہالت سے اُسی غلط عبارت کی پیروی کی اُسی کو نقل کیا اور اُسی کو بطور ایک اختلاف کے لکھ دیا پس ہم اس خطا کا اور اپنی جہالت کا اقرار کرتے ہیں اور ناظرین تہذیب الاخلاق سے اُمید کرتے ہیں کہ پرچہ مطبوعہ یکم شوال سنہ ۱۲۸۸ ہجری کے صفحہ ۱۵۶ کے کالم اول کی سطر اول لفظ صحیح مسلم سے پانچویں سطر کے لفظ ہو سکتا ہی تک اور سولہویں سطر سے اخیر کالم تک جو عبارت لکھی ہی اُسکو کات دیں *

اب ہم اپنے شفیق مولوی علی بخش خاں صاحب سب آرڈینٹ جمع کورنگہ پور کا شکر ادا کرتے ہیں جنکے ارمانے سے ہم اس غلطی سے متنبہ ہوئے *

راۃ ————— م

سید احمد

اشتہار

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے بہت تعویذ کی ہی کہ خاص واسطے تعلیم مسلمانوں کے ہمال مغربی اضلاع میں چندہ جمع کرکے ایک بہت بڑا مدرسۃ العلوم قائم کرے جس میں دینی اور دنیوی تمام قسم کے علوم کی مسلمانوں کو تعلیم ہو *

مگر اس بات کی تعویذ کرنی ہی کہ کس شہر میں اُس مدرسہ کا قائم ہونا مناسب ہی اور ارادہ ہی کہ اُس مدرسہ کے مقام کا تفصیلاً جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کی راے دریافت کرنے کے بعد کیا چارے اس لیئے یہاں اشتہار دیا جاتا ہی کہ مسلمانوں میں سے جس کا دل چاہے اس باب میں اپنی راے لکھ کر راقم اثم کے پاس بمقام بقارس بھیج دے وہ سب رائیں کمیٹی میں پیش ہونگی مگر چونسا شہر اُس کے لیئے پسند کیا جارے اُس کی ترجیح کی وجوہات بھی ارقام ہو اور خط جو بھیجا جارے وہ بعد اداے معصوم مرسل ہو ورنہ پیرنگ خط واپس ہوگا *

تمام اخبار نویسوں سے یہاں درخواست ہی کہ بنظر رفاہ عام اس اشتہار کو اپنے اپنے اخباروں میں مندرج فرمادیں اور ایڈیٹران اخبار سے یہاں بھی اُمید ہی کہ وہ اپنی راے بہ نسبت اس مضمون کے مندرج اخبار فرمادیں اور جس پرچہ اخبار میں وہ مضمون چھپے اُس کا ایک پرچہ از راۃ عنایت بلاقیمت بنظر رفاہ عام راقم اثم پاس مرحمت فرمادیں کہ وہ تعویذ کمیٹی میں پیش ہوگی اور کمیٹی مسلمانان اُن کی اس عنایت کا نہایت شکر ادا کریگی *

راۃ ————— م

سید احمد

سکرتری کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان

مقام بقارس ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع

اشتہار

پرچہ ہاے تہذیب الاخلاق ابندائے اجراء یعنی یکم شوال سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۸ ہجری نابت سواہرس کے بہ ترنمب ایک جلد میں مرتب واسطے فروخت کے موجود ہیں قیمت اُنکی پانچ روپیہ ہی جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور ہو زر قیمت سید احمد خاں بہادر سی ایس اٹی پاس بمقام بقارس بھیج کر پرچہ ہاے مذکور طلب کر لے *

بمقام عیگدہ ————— مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۱]

یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے ابھی سے کی جارہے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے احرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط افہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو رہے کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر منظور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر لگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۹۲

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ اول

تمام موجودات کا خالق یا اُن کے وجود کا سبب اخیر یا علت العلل کوئی ہی اور اُسی کا نام ہی اللہ *

مذہب اسلام کا سب سے پہلا یہ عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا کوئی خالق ہی — یہ سب کچھ جو موجود ہی اور جس کو ہم کسی طرح جان سکتے ہیں یا سمجھ سکتے ہیں یا خیال کر سکتے ہیں ایک ایسے سلسلے سے مربوط ہی کہ ایک کا وجود دوسرے پر اور دوسرے کا تیسرے پر منحصر ہی — پس ضرور ہی کہ یہ سلسلہ کسی اخیر وجود یا علت یا سبب پر منتہی ہو اور جس پر یہ منتہی ہو وہی خالق اور خدا اور رب العالمین ہی *

اس بات پر یقین نہیں ہو سکتا کہ یہ سب کچھ جو موجود ہی خود آپ ہی اپنے وجود کی اخیر علت ہی — اگر موجودات میں سے ہر چیز اپنے وجود میں کسی دوسرے وجود کی محتاج نہوتی یا کسی کا وجود کسی دوسرے وجود کا معلول نہوتا تو شاید ہم ایسا یقین کر سکتے — مگر جب کہ ہر ایک چیز کو کسی علت کا معلول پاتے ہیں تو اُنہی چیزوں کے مجموعہ کو کس طرح کسی علت العلل کا معلول نہ سمجھیں *

تمام چیزیں جو موجود حقیقی موجود ہیں نہ محتاج ہیں نہ قابل عدم اگر وہ محتاج ہوتیں تو موجود کیوں ہوتیں اور اگر قابل عدم ہوتیں تو کبھی غیر موجود بھی ہوتیں *

ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی موجود حقیقی کبھی معدوم نہیں ہوتا صرف عوارض یا صور کا تبدیل ہوتا رہتا ہی — پانی ہوا ہو جاتا ہی ہوا پانی بن جاتی ہی بہت سی چیزیں ہیں جو مٹی ہو جاتی ہیں اور پھر مٹی سے عجیب عجیب چیزیں پیدا ہوتی ہیں فرض کہ کوئی ہی معدوم نہیں ہوتی صرف عوارض یا صورت کا بدل ہوتا رہتا ہی پس اگر تمام موجودات کے عوارض یا شخصیت معدوم ہو جائیں تو جو کچھ باقی رہیگا وہ نا قابل عدم ہوگا — و قد قال اللہ تبارک و تعالیٰ کل من علیہا فان و یبقی وجہہ ربک ذوالجلال والاکرام *

بالشہدہ اس بات کا فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ تمام موجودات کے عوارض نوعیت و شخصیت کے معدوم ہونے کے بعد جو وجود نا قابل عدم باقی رہیگا وہ کیا ہی اور وہ ایک ہوگا یا کئی — مگر اس بات کے فیصلہ نہونے سے خالق کے وجود سے انکار نہیں ہو سکتا — کیونکہ

اُس نا قابل عدم موجود کی حقیقت کو یا اُس کی وحدت و ثبوت کو خالق کے وجود کے ہونے یا نہ ہونے سے کچھ تعلق نہیں ہی *

اگر وہ متعدد ہوں تو البتہ یہ سوال کرنا پڑیگا کہ قبول عوارض کی قوت خود اُنہی میں ہی یا کسی دوسرے موجود سے ہی — خود اُنہی میں تو ہم اسلیئے نہیں مانتے کہ جب ہم تمام موجودات کو معہ عوارض نوعیت و شخصیت دیکھتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا معارض پاتے ہیں پس اُن موجودات کے عوارض نوعیت و شخصیت کے معدوم تصور کرنے کے بعد جو متعدد وجود نا قابل عدم باقی رہینگے ضرور وہ بھی ایک دوسرے کے معارض ہونگے — مگر اُن کے ایسا ہونے کے لیئے بلا کسی علت مشترک کے کوئی وجہ نہیں ہی — اب کچھ شبہ نہیں رہتا کہ اُن میں اُس معارضت کی علت مشترک کوئی اور وجود ہو اور اُسی وجود کو ہم کہتے ہیں اللہ *

اور اگر وہ واحد ہو تو یہ سوال ہوگا کہ قبول عوارض کی قوت خود اُسی میں ہی یا کوئی دوسرا وجود اُسکی علت ہی — اگر اُسی میں ہو تو اُسی کا نام اللہ ہی — اور اگر دوسرا وجود اُس کی علت ہو تو اُسی علت العلل کا نام اللہ ہی *

کیراہ اسلام کی راے اس میں مختلف رہی ہی انٹر کہتے ہیں کہ اُسی وجود ناقابل عدم میں دونوں قوتیں فعل و انفعال کی یعنی جسکو قوت قبول عوارض کہتے ہیں موجود ہیں اور اسی سبب سے وہ لوگ وحدت وجود کے قائل ہیں اور یوں کہتے ہیں —

خود کوزہ و خود کوزہ کوزہ خود گل کوزہ

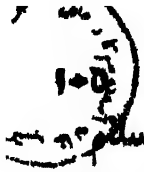
خود بوسر بازار خریدار ہو آمد — بشکست و رواں شد

اور بعضے کہتے ہیں کہ اُس قوت انفعال کی علت دوسرا وجود ہی اور اس سبب سے وہ لوگ وحدت شہود کے قائل ہیں مگر اصل یہ کہ — آں بزر از خیال و قیاس گمان وہم

رز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

یہو حال ان دونوں مسئلوں میں کوئی سا مسئلہ صحیح ہو اس اسلامی مسئلہ میں کہ تمام موجودات کا کوئی خالق ہی کی طرح کا تبدیل نہیں آتا *

وحدت شہود کے مسئلہ کو لوگوں نے کفر جانا ہی وہ اس دھوکے میں پڑے ہیں کہ اُس وجود ناقابل عدم کو بھی جس میں اُس قوت انفعال کی علت دوسرا وجود مانا ہی ازلی و ابدی ماننا پڑیگا جو ٹھیک ٹھیک شرک ہی یا اُنکا مذہب ہی جو خدا اور مادہ درجہوں کو ازلی و ابدی مانتے ہیں اور بعضی اسیکو ظلمت اور نور سے تعبیر کرتے ہیں — مگر یہ اُن لوگوں کی سمجھ کی غلطی ہی کیونکہ معلول کا وجود علت کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہی — مگر جب



پڑا ہوا ہی دیکھ کر یقین کرتے ہیں کہ اُس کو کسینے یہاں ڈالا ہی تو ہم کیونکر اسباب پر یقین نکریں کہ اُن سب چیزوں کو بھی جو انسان کی قدرت سے باہر ہیں کسی بڑے دانہ کاریگر نے بنایا ہی اور اُسی کاریگر کو ہم کہتے ہیں خدا ﷻ

یہہ خیال ہمارا جو خدا کے ہونے پر ہوا ہی اُسکو ایسی چیزوں نے پیدا کیا ہی جو ایک حقیقت ہیں یا یوں کہہ کر کہ جو حقایق مصدقہ ہیں اور ہمتے اس قسم کے خیال کو ہمیشہ ٹھیک اور بعد تجربہ کے مطابق واقع کے پایا ہی اس لیئے ہم اس خیال پر بھی یقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد تجربہ کے بھی جب کبھی کہ ہو یہہ ہمارا خیال بالکل مطابق واقع کے ہوگا اور اسی لیئے ہم اسکو خیال نہیں کہتے بلکہ یقین کہتے ہیں *

پس یہہ تمام موجودات عام عقل انسانی کے لیئے بضروری اسباب کی رہنما ہیں کہ اُنکا کوئی خالق ہی اور اس لیئے وجود خالق پر ایمان لانے کا ایسا مسئلہ ہی کہ عام عقل انسانی اُس کو بضروری سمجھ سکتی ہی اور اسی سبب سے انسان اُس پر ایمان لائیکو مکلف ہوا ہی۔ اگر یہہ مسئلہ عقل انسانی میں آئیے یا یوں کہہ کر کہ انسان کی سمجھ کے لائق نہوتا تو انسان ہوگز اس مسئلہ پر ایمان لانے کو مکلف نہ کیا جاتا۔ کہ قال اللہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا *

بانی اسلام کا یہہ مشاہد نہیں ہی کہ وجود صانع کا مسئلہ انسان بغیر سمجھ مان لیں یا اس وجہ سے اُس کو تسلیم کر لیں نہ پیغمبروں نے فرمایا ہی — ہانکہ بانی اسلام صاف صاف انہی موجودات کی دلیلوں سے اور نیچر یعنی قدرت اور فطرت کے عجائبات کو بتلا بتلا کر اور دکھلا دکھلا کر وجود صانع پر ایمان لانے کو کہتا ہی *

کس پیاری اور سچی زبان سے فرمایا ہی کہ ”اُسی کی نشانیں میں سے ہی نہ تمکو مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم انسان ہو جا بجا پھیلے ہوئے“ *

”اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ تمہارے لیئے تم ہی سا جورا پیدا کیا تاکہ اُس سے دل کو چین رہے اور ایک عجیب قسم کی محبت اور دل کی پگلاہٹ تم میں رکھی سمجھنے والوں کے لیئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں“ *

”اُسی کی نشانیں میں ہی آسمان و زمین کا پیدا کرنا تمہاری پرلیوں کا تمہاری رنگتوں کا مختلف ہونا اسی دت میں تمام دت“

لوگوں کے لیئے نشانیاں ہیں“ *

”اُسی کی نشانیں میں سے رات کو تمہارا سو روٹی کے دھندے میں لگنا“ *

معلوم کا وجود عام کے سبب سے ہی تو شرک کہاں وھا علت ازلی و ابدی کا معلول بھی ازلی و ابدی ہی — ہم تم بھی جبکہ علت ازلی و ابدی کے معلول ہیں تو ازلی و ابدی ہیں — تم بھی ازلی و ابدی ہو — ہم بھی ازلی و ابدی ہیں —

مطلوب شدیم و باخالت گشتیم

چائیکہ خدا بود من ہم بودیم

پس انہی موجودات کے وجود سے ہم خالق پر یقین کرتے ہیں * اس پر کہا جاسکتا ہی نہ یہہ تو یقین نہیں ہی بلکہ ایک خیال ہی جس کا تجربہ نہیں ہوا اور خیال کے مفہوم میں امکان اسباب کا کہ بعد تجربہ کے وہ مطابق واقع کے ہو یا نہر دونو داخل ہیں — ہمتے اس خیال کا تجربہ نہیں کیا پھر اس کے مطابق واقع ہونے پر کیونکر یقین ہو سکتا ہی *

یہہ کہنا سچ ہی مگر ہمارے خیالات در قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جنکو خود ہماری طبیعتوں نے پیدا کیا ہو یا اسباب غیر مصدقہ خیالیہ سے ہم میں پیدا ہوئے ہوں — بلاشبہ اس قسم کے خیال کے مفہوم میں امکان اسباب کا کہ بعد تجربہ کے مطابق واقع کے ہو یا نہر داخل ہی — مگر ہمارے خیالات جو دوسری قسم کے ہیں جنکو نہ از خود ہماری طبیعتوں نے پیدا کیا ہی اور نہ وہ اسباب غیر مصدقہ خیالیہ سے ہم میں پیدا ہوئے ہیں بلکہ اُنکو کسی دوسرے حقایق مصدقہ نے پیدا کیا ہی وہ ہمیشہ ہوتے ہیں اور بالکل مطابق واقع کے بعد تجربہ کے *

جبکہ ہم سنتے ہیں ایک آواز یا دیکھتے ہیں ایک دھواں تو ہم خیال کرتے ہیں کہ وہاں ہی ایک آواز کرنے والا یا وہاں ہی ایک آگ — ہمارا ایسا خیال کرنا بھی ایک خیال ہی مگر اس قسم کا نہیں ہی جو از خود ہماری طبیعت میں آ گیا ہو یا اسباب غیر مصدقہ خیالیہ نے ہم میں پیدا کیا ہو بلکہ ایک ایسا خیال ہی جس کو دوسرے حقایق مصدقہ نے پیدا کیا ہی — ہمارا ایسا خیال ہمیشہ ہوتا ہی ٹھیک اور بعد تجربہ کے بالکل مطابق واقع کے اگر ہم نے خود اُس چیز میں جس نے ہم میں ایسا خیال پیدا کیا ہی غلطی نہ کی ہو *

جبکہ ہم پاتے ہیں چند چیزوں کو ایک جگہ ترتیب سے رکھا ہوا یا خوبصورت بنا ہوا تو ہم یقین کرتے ہیں کہ اُن کا کوئی رکھنے والا یا بنانے والا ہی — پھر جب ہم دیکھتے ہیں اس تمام موجودات کو ایسی عمدہ ترتیب سے رکھا ہوا اور ایسی حکمت سے بنا ہوا اور ایسی خوبصورتی سے ڈھلا ہوا تو یقین کر سکتے ہیں کہ کوئی انکا ترتیب دینے والا اور بنانے والا ہی — جبکہ ہم ایک پتھر کو جو رستہ میں

پس مذہب اسلام کا کیا سچا مسئلہ ہی کہ تمام انسانوں کو جنگلی ہوں یا پہاڑی شہری ہوں یا دیہاتی تربیت یافتہ ہوں یا تہذیب یافتہ کسی نبی کی اُن کو خبر پہنچتی ہو یا نہ پہنچتی ہو کوئی مذہب اُن کو دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو اس بات پر ایمان لانا فرض ہی کہ تمام موجودات کا کوئی صانع ہی اور دہی ہی اللہ جل شانہ و جل جلالہ *

راقہ

سید احمد

نمبر ۹۳

نصیحت کا صلہ

جب کسی قوم کی حالت نہایت ایتری پر پہنچتی ہی اور کوئی مالی دماغ بلند حوصلہ مستقل مزاج اُس میں پیدا ہوتا ہی اور مہیت قومی اور ہمدردی کے جوش میں آخر نصیحت پر مستعد ہوتا اور اپنی قوم کی بھلائی چاہتا ہی تو دہی قوم اُسکی دشمن ہو جاتی ہی اور اُسکی سچی اور پاک نیت پر خود غرضی کے شیعہ کرتی ہی اُسکی محبت اور درد کو عداوت سمجھتی ہی جو کام وہ اُنکی بھلائی کا کرتا ہی اُسے اپنے حق میں برا خیال کرتی ہی اور اُسے لعنت و ملامت کا نشانہ بناتی ہی سب اُسکو اپنا دشمن کہتے ہیں مگر لوگوں کی عداوت کے حقیقت میں دو سبب ہوتے ہیں ایک جہالت کہ وہ اپنی حالت کو برا ہی نہیں جانتے اور اصلاح کے لائق نہیں سمجھتے اس لیے اُسکی دسروں کی باتوں کو عیب جوئی پر مہمول کرتے ہیں اور بجائے حق کو اُسے عیب جو کہتے ہیں اور چونکہ وہ ناصح کوئی چارہ نہیں دیکھتا بجز اس کے کہ اول اُنکے تقصروں اور معیروں کو بتا دے پھر اُسکی اصلاح کی تدبیر کرے اُس لیے جو کچھ وہ اپنی قوم کو اُن کے معیروں پر مطلع کرتا ہی اُسے وہ عداوت سمجھتے ہیں اور بغض الافخاص

صدنا من یطلع علی عیو بنا کی تصدیق کرتے ہیں *

دوسرا سبب حسد ہی کہ جو لوگ اپنی قوم میں سرور و ردة ہوتے اور جنگی جھڑتی عزت لوگوں کی نگاہوں میں ہوتی وہ اُس سچے ناصح کی باتوں کو اپنی عزت کے زوال کا سبب سمجھتے ہیں اور چونکہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو اُنہیں کے غلط خیالات کی تائید کرنے سے خوش رکھتے ہیں اور اُنکی جھڑتی نڈا و صفحہ کر کے اُنہیں اپنے آپ کو بارتعہ بناتے رکھتے ہیں وہ اُس قوم کے سینوں میں اُس ناصح کی دشمنی کی آگ کو بھڑکا رہتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی اُسکی سچی اور پاک نصیحت کو سننے نہیں دیتے لیکن اگر وہ ناصح حقیقت میں بھی ناصح ہو اور اپنی سچائی اور نیک نیتی پر پورے کر کے مستقل اور ثابت

”اُسی کی نشانیں میں سے بھلی بھی ہی جس میں کڑک کا خوف اور مینہ کی طبع ہی کہ پانی برسنے سے مری ہوئی زمین زندہ ہو جاتی ہی“ *

”اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ آسمان اور زمین اُسی کے حکم سے تھمے ہوئے ہیں“ *

”اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ سیلی ہوا مینہ آنے کی خوشخبری دیتی ہی“ *

”وہی اللہ ہی جو ہوا کو چلاتا ہی پھر اُس سے بادلوں کو ہٹاتا ہی پھر تمام آسمان میں جس طرح چاہتا ہی پھیلا دیتا ہی پھر اُن کو تھمے تھمے کر دیتا ہی پھر تم دیکھتے ہو کہ اُن میں سے بوڑھیاں نکلتی ہیں“ *

”آسمان سے اندازہ کے موافق مینہ برساتا ہی پھر اُس کو زمین میں ٹھراتا ہی پھر اُس کے سبب سے تمہارے لیے باغوں میں بہت سے میوے اور کھجوریں اور انگور پیدا کرتا ہی جن کو تم کھاتے ہو پہاڑ میں سے درخت اُگاتا ہی جس میں سے تیل نکلتا ہی“ *

”تمہارے لیے تو جانوروں میں بھی بڑی نصیحت ہی اُن کی جہاتیوں میں سے جو کچھ نکلتا ہی اُس کو پیتے ہو اور بہت سے داندے اُٹھاتے ہو بعضے جانور تمہارے کھانے میں آتے ہیں — جانور بھی تمکو اُٹھائے پھرتے ہیں اور کشتیاں بھی تمکو اُٹھا کر لیجاتی ہیں“ *

”زمین پر کس حکمت سے پہاڑ بنائے ہیں تاکہ وہ تلی رہے پھر اُن میں گھاٹیاں بنائی ہیں تاکہ رستہ چلنے میں ہرج نہر“ *

”اُسی نے پناہی ہی رات اور دن سورج اور چاند جو اپنے اپنے گھوڑے میں پھرتے ہیں“ *

”تم اُنکے ہی کو کیوں نہیں دیکھتے نہ کیسے عجیب طور سے بنایا ہی اور آسمان کو کس طرح اُڑتھا کیا ہی اور پہاڑوں کو کس طرح پر تازا ہی اور زمین کو کس طرح پر پھایا ہی“ *

غرض کہ اسی طرح جا بجا قرآن مجید میں بانی اسلام نے صانع کے وجود پر ایمان لانے کو تمام موجودات سے جس کو ہم دیکھتے ہیں استدلال کیا ہی اور کسی جگہ یہ بات نہیں فرمائی کہ تم بے سمجھے خدا پر ایمان لے آؤ *

ایک جگہ فرماتا ہی کہ ”اگر کانوروں سے بھی یہ بات پوچھو عوارض قریب و زمین کئے بنایا اور چاند و سورج کو کسے قاعدہ کیا باقی دھیمگا وہ اللہ نے“ *

”اُن سے پوچھو کہ کس نے آسمان پر سے مینہ بوسایا فیصل ٹھرنے سے اُن سے پھر زندہ کیا تو کہیں گے اللہ نے“ *

ستر کورس سے اُنکو مقرب کیا امام شافعی رحمۃ اللہ فی نسبت لوگوں نے حدیثیں تک بنالیں اور اضر من ابلیس کا کلمہ شارع کی زبان سے اُنکی پاک جناب کی طرف منسوب کیا پھر یمن سے پڑھنے یا پڑھنے سے وہ قید میں پڑ گئے اور حق گوئی کے پیچھے ذلیل ہوئے امام احمد بن حنبل کی خالق قرآن کے مسئلہ میں جو کچھ تکفیر ہوئی اور جو مصیبت اُن پر پھرنی رہی بیان کے لائق نہیں امام محمد اسماعیل بخاری جنکی کتاب کا آج اصح الکتاب بعد کتاب اللہ الباری لقب ہی حدیث کی بدولت در در مارے پورے اور جلا وطن ہوئے پایزید بسطامی بسطام سے علما کے قتل کی برکت سے یہ تہمت زندہ سات مرتبہ نکالے گئے ذوالنون مصری زندیق تھرو مصر سے مقید کیے گئے سہل ابن عبداللہ تستری کفر کی تہمت سے جیلخانہ میں مار کاٹے گئے جنید بغدادی توحید کے مسئلہ پر زندان میں پڑ کر مر گئے امام ابو الحسن شاذلی زندیق تھرو مصر میں مقید ہوئے امام حبیب الاسلام غزالی پر تکفیر کی تہمت ہوئی اور جو کچھ حال حضرات مرحدین اور ارباب تصرف کا جو جامع معقول منقول ہیں ہوا ہی وہ سب پر ظاہر ہی پس العلماء ورثة الانبیاء کا مقلد انہیں علما پر صادق ہی جنہوں نے نصیحت اور راست گوئی کے سبب سے بلا اور مصیبت جو اصلی میراث انبیاء کی ہی پائی اور حق کے ظاہر کرنے میں کسی کی حیا و شرم نہ کی ولعمہ ما قبل ما کان فیہ و ناصح فی عصر قما الا کان لہ عذر من السفلیۃ *

راقع
نجف علی سہررامی

نمبر ۹۳

ایک مسلمان کے خیالات

ان دنوں میں میں نے ایک کتاب دیکھی جس کے پشتے پر سنہری حروف سے لکھا ہوا تھا ”تہذیب الاخلاق“ بے اختیار میرا دل خوش ہوا اور اُس پاک صحیفہ کو جسے چند الہامی آدمیوں نے سوا برس کی مدت میں بذریعہ الہام کے لکھا ہی نہایت غور سے پڑھا بلا شبہ مضمون اُس کا تعجب خیز مطلب اُس کا حیرت انگیز عبارت اُس کی صاف اور شستہ دھنگ اُس کے لکھنے کا نیا اور عمدہ تحریر میں ایک خاص تاثیر ہی اُس کا پائی اپنے آپ کو مصالح دین و دنیا سمجھ کر اُن دینی باتوں کو جو رسم و رواج سے ملکر ایک خاص خاصیت پر ہو گئی ہیں یا اُن چیزوں کو جو مذهب میں داخل نہ تھیں اور اُس میں مل گئی ہیں اصلاح کر کے اپنی اصلی حالت پر لانے کا ارادہ کرتا ہی اور اُن چیزوں کو جو اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی برتاؤ اور معاملات میں نقص اور خرابی پیدا کرنے والی ہیں درست کرنے میں اپنی سعی ظاہر کرتا ہی اور بلا شک یہہ دونوں ارادے نیک اور مفید اور قابل تعریف کے ہیں اور اس سبب سے وہ مستحق ہی کہ اُسے مستعدن و فارص یا مصالح دین یا مجدد تہذیب و تمدن کہا جائے *

† مجدد کے سال کا حساب ہوتا ہی سال ہشت پیمانی نبرت سے اور اس سبب سے یہ شخص تیرہویں صدی کا مجدد نہیں ہی بلکہ ٹھیک چودھویں صدی کا مجدد ہی ۱۴ مہتمم

قدم رہا اور یہہ خیال کرے کہ اگر میں کامیاب ہوا تو نقد فزت فوز عظیم اور اگر اپنے جیتے جی مراد پر نہ پہونچا اور دل کی حسرت دل کے ساتھ لیکیا تو قدر و فتح اجری علی اللہ اپنے کام میں مصروف رہا نہ اپنی قوم کے جگر خراش طعنوں کو سنکر اُنکی نصیحت چھوڑی نہ اُنکی لعنت و ملامت کی باتوں پر خیال کرے اُنکی غیر خراہی سے باز رہا تو تھوڑے ہی دنوں میں اُسکی سچائی اور نیک نیتی اپنا نتیجہ دکھاتی ہی کچھ کچھ لوگ اُسکی نصیحت کو سننے لگتے ہیں چپکے چپکے اُسکی باتوں کی تصدیق کرتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آخر اُسکی لعنت و رحمت سے اور اُسکی ہجر ستائش سے مبدل ہو جاتی ہی اور پھر وہی قوم اُسے اپنے نفس و عزت کا ذریعہ سمجھتی ہی چنانچہ جتنے ناصح اور مصلح اور خیر خواہ اپنی قوم کے ہوتے ہیں اُنکے تاریخی حالات ہمارے اس قول پر شاہد ہیں اُنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صاحب ہمت ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کی بھلائی پر کمر باندھی ہو اور اُسی قوم کے ملامت کے تیروں کا نشانہ نہ بنا ہو اور جنکی خیر خراہی پر مستعد ہوا ہو اُنہیں نے اُسے اپنا دشمن نہ جانا ہو *

:- پانچ حصہ عالی دماغ ایسا ہوا ہی جس نے کسی زمانہ میں اپنے سچے اور صاف خیالات کو تمام لوگوں کے خیالات کے متخالف صاف صاف ظاہر کیا اور نفاق اور حیلہ کا لباس اوتار کر نہایت صداقت اور ایمان سے اپنے دلی عقائد کو ملائیم بیان کیا نہ کفر کے قتل سے قرا کہ دار پر چڑھنے اور شکنجہ عذاب میں رہنے سے خائف ہوا اور اپنی زبان کو اپنے دل کا آئینہ بنا کر حق گوئی سے نہ رکا اُس نے کونسی مصیبت اپنی قوم سے نہیں پائی اور کونسی روحانی یا جسمانی تکلیف اُنکے ہاتھوں سے نہیں اُٹھائی دے بڑے بڑے امام اور عارف جو آج اسلام کے تاج کے روشن مرتبی سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے زمانہ میں زندیق اور مرتد نہیں تھے اور دے عالی درجہ کے محقق مدقق جو اب فخر الاسلام اور حجة الاسلام سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے وقت میں کافر اور ملحد مشہور نہیں ہوئے جہاں تک ہم بڑے بڑے لوگوں کے حالات پر خیال کرتے ہیں سب کو حسد اور جھلا کی عداوت کا نشانہ پاتے ہیں دیکھو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو آج بمرتبہ نبی معصوم سمجھے جاتے ہیں اور جنکی تقلید کا ہار آج کورس آدمی کے گلے میں ہی صاحب الزام تھرایا وہ وہ باتیں اُن کی طرف منسوب ہیں جنکی نقل بھی بے ادبی ہی امام مالک نے پچیس برس طعنہ کرنے والوں کے ہجوم سے مسجد کا رہنا اور جمعہ و جماعت میں شریک ہونا چھوڑا تیسرے بھی جعفر ابن سلیمان نے ستایا اور پیغمبر کے ساتھ اُنت پر سوار کر کے کچھ بکرجہ پھرایا اور طلاق مکہ کے سچے مسئلہ کہنے پر

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

تھیک ہی کہ مذہب سچا دھبی جو بالکل عقل کے مطابق ہو مگر اُس بات پر اطمینان کر لینا جنہیں ہم نے معقول جانا ہی غیر ممکن ہی *

میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ اگر عقل رہنمائی کے لیئے کافی ہوتی تو بحث انبیاء کی ضرورت کیا تھی اور اگر عاقل اور حکیم ہی اپنی عقل و حکمت سے نیک و بد کی تمیز کر لیتے تو پھر دھبی سب سے بڑھکر خدا شناس ہوتے حالانکہ دھبی سب سے زیادہ انبیاء کے منکر ہوئے ہیں اس سے مجھے یہ شبہ ہوا کہ جس عقل کو ہم رہنما جانتے ہیں حقیقت میں وہ دھزن ہی *

پھر میں نے یہ خیال کیا کہ اگر عقل دھزن ہی تو کیا بے عقلی اور نادانی اور جہالت رہنما ہی اور وہ چیز جسے خدا نے انسان کے ساتھ مختصر کردیا ہی اور جسکے سبب سے اس خاک کے پتلے کو اپنی باتوں کا محرم بنایا ہی انسان کے لیئے وبال ہی تب میں یہ سوچا کہ انہیں بلاشبہ عقل رہنما اور انبیاء کی نبوت ثابت کرنے اور بحث کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے سوائے عقل کے دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہی لیکن ہر بات کا عقل میں آجانا اور ہر چیز کی ہر شخص کو تحقیق کر لینا انسان کی قدرت سے باہر ہی اسلیئے انبیاء کا قول ہماری عقل پر مقدم ہی اور اُن کی باتیں ہماری تحقیقات پر غالب ہیں کیونکہ عقل غلطی سے محفوظ نہیں اور انبیاء خطا سے معصوم ہیں *

اس خیال کو میری اس بات نے آڑ بھی قوی کر دیا کہ میں نے بہت سی باتیں انبیاء کی دیکھیں اور اُس کی تطبیق عقل سے ہی لیکن میں اُس میں کامیاب نہ ہوا میرے دل نے سوچا کہ نماز کے پانچ وقتوں کا روزہ کے رمضان میں ہونے کا ایک ایڑاہیم کے بنائے ہوئے گھر کے طرف کرنے کا خدا کی یاد کی ایک صورت خاص قرار دینے کا سو کیا ہی میری عقل میں کوئی سبب نہ آیا اور پڑے پڑے معقولوں کے اسرار و نکات کو دیکھا کسی پر قلبی اطمینان نہرا مگر پھر مجھے یہ خیال ہوا کہ اول تو یہ اصول مذہب میں نہیں ہیں بلکہ مذہب کی تئیم اور تکمیل کرنے والے ہیں اور دین کے شعار و علامت ہیں اسلیئے نجات اپدی جو نتیجہ سچے مذہب کا ہی اس پر منحصر نہیں اور بلا باز دوس یا بعد باز پرس اور ایک معین زمانہ کے عذاب کی خلاصی ہونی ضروریات سے ہی اور دوسرے اس میں سے کوئی بات عقل کے مخالف نہیں کیونکہ عقل کے مخالف تو وہ بات ہی جو یا واقع کے خلاف ہو یا اصول اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی یوتاؤ اور حکمت منواری اور سیاست مدنی کے مضر ہو مگر خدا کی یاد کے لیئے وقت مقرر کر دینا یا چند روز کے لیئے ایک وقت خاص تک ترک آب و طعام کرنا اور عام و خاص کو ان قیدوں کا مقید رکھنا اور لوگوں کا فرائض و واجبات کا پابند کرنا اور غفلت سے روکنا نہ عقل کے مخالف ہی بلکہ بالکل عقل کے مطابق اور حقیقت میں نیچر کے موافق ہی کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے انسان کی ترکیب میں ایک ہی قسم

اُس نے مذہبی خیالات کو ایک دل پر اتر کرنے والی عبارت میں جس کا عنوان ہی ”انسان کے خیالات“ ایسا ظاہر کر دیا ہی جیسا کہ ایک نوٹر گرائز کسی کی تشبیہ کھینچ کر اُس کی صورت کو دکھا دیتا ہو اور اُس نے نیکی اور حسن معاشرت کی خوبی اور دین و دنیا کے باہمی ارتباط کو اُن صاف اور سیدھے لفظوں میں بیان کیا ہی جس کی سرخی ”ایک نادان خدا پرست اور نادان دنیا دار کی حکایت“ اور ”دین دنیا کا رشتہ“ بلا شبہ یہ مضمون ایسے ہیں کہ اگر فارابی اور برہمائی اور دیگر فلاسفہ اسلام بھی چاہتے تو شاید اس سے زیادہ تہ لکھ سکتے اور ان دھنوں کو جو مثل حدوث و قدم کے ایک دوسرے کا نقیض ہیں ایک محصل پر نہ بٹھا سکتے پس آفریں ہی اُس رناور کے عمدہ خیالات پر اور حیرت ہی اُس مصلح اور معقول کی مالی دماغی پر بہت سا زمانہ چاہیئے کہ آسمان چکر کھارے اور اپنا دورہ تمام کرے کہ ایک ایسا فلسفی دانشمند پیدا ہو *

میں نے اُس کی باتوں کو دیکھ کر اول اول تو یہ خیال کیا کہ یہ روشن ضمیر حکیم صرف اپنی ذاتی شہرت اور عزت کا طلبگار ہی اور اُسی شوق نے اُس کو اس بوالعجبی پر برانگیخته کیا ہی مگر جب میں نے دیکھا کہ وہی خیال اُس کی ذات اور تحقیق کا سبب ہی اور انہیں باتوں سے اُس کے ہم نرم اُسے پرا جانتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا تو میں نے خیال کیا کہ اس پر بھی باز نہ ہونا اُس کا اور کوئی سنے یا نہ سنے اُس کا منادی کیئے جانا ہی اس بات کو دکھاتا ہی کہ نہ وہ شہوت کا طالب ہی نہ جھوٹی عزت کا خواہاں ہی تب میں نے یقین کیا کہ ضرور اُس کے دل میں یہ بات سمجھتی ہی کہ ہماری قوم کی دینی اور دنیاوی حالتیں ابتر اور خراب ہو گئی ہیں اور بغیر اس کے کہ نہایت صلابت اور قوت کے ساتھ وہ دور کی جارہیں اُن کا ازالہ غیر ممکن ہی وہ اس اصلاح پر مستعد ہوا ہی پس اگر اصلاح کر لی نقد فاز مرزا عظیم اگر اسی پر داعی اجل کو

لیک کہ اور دنیا سے کوچ کیا بعد دفع اجرہ علی اللہ * مجھے اُس کے مضمونوں کے دیکھنے سے بے انتہا خیالات پیدا ہوئے اور طرح طرح کی مفید اور مضر باتیں میری آنکھوں کے سامنے آئیں اور مختلف اور متناقض تصورات میرے دل میں گذرے اور اب بھی میرے دل کی وہ کیفیت ہی جو کہ اُس عاشق کے دل کی ہوتی ہی جسے نہ مصیوب کے وصال کی اُمید ہو نہ اُس کے ملنے سے کامل مایوسی ہو *

اس مصلح نے دین کی اصلاح کے لیئے یہ ایک عمدہ اصول قرار دیا ہی کہ مذہب سچا دھبی جو بالکل عقل کے مطابق ہو اور پھر دعویٰ کیا ہی کہ مذہب اسلام ایسا ہی ہی لیکن حقیقت میں یہ ایک ایسا دعویٰ ہی کہ جس کا ثابت کرنا نہایت مشکل ہی کیونکہ عقل کو وہم و شک سے پاک کرنا اور معقولات کو وہمیت سے جدا کر لینا ایسا مشکل ہی کہ قریب بے محال ہی پس گو یہ اصول نہایت

† میں نے اس مجدد سے سنا ہی کہ وہ کہتا تھا کہ جہاں مذہب و عقل کا ذکر ہو وہاں کبھی عقل شخصی سے بھٹ مٹا کر بلکہ عقل انسانی سے بھٹ کر پس ہماری عقل اس مقام پر کہنا اُس مجدد کے مشرب کے برخلاف ہی ۱۲ مہتمم

† اُس مجدد کا قول یہ نہیں ہی کہ سچا مذہب وہ ہی جو عقل کے مطابق ہو بلکہ اُس کا بہ قول ہی کہ جو نیچر کے یعنی قدرت و فطرت کے مطابق ہو اور اس لیئے وہ مشکلات جو یہاں بیان ہوئی ہیں رائج نہیں ہوتیں ۱۲ مہتمم

پھر میں اس سرچ میں گیا کہ تمام عالم فاضل امام پیشوا دین کے اُن باتوں کو مانتے آئے ہیں اور میرا خیال بالکل اُن کے مخالف ہی تو یہہ تطبیق دین کی عقل سے تطبیق تو نہیں ہی بلکہ تبدیل اور تعریف ہی تطبیق تو رہا ہوتی کہ جب اصلی باتیں مذہب کی بھوی دستور قائم دھتیں اور اُس کے اصول عقل سے مطابق ہو جاتے مگر پھر یہہ خیال آیا کہ ان باتوں کو اصول مذہب سمجھنے میں تو ہمارا ہی تصور ہی کیونکہ مذہب تو اصل میں وہ ہی جو خدا نے بنایا ہو اور جن باتوں کو ہم نے اصول مذہب ٹھہرا رکھا ہی رہا تو صریح اور صاف آیتوں سے خدا کی مخالف ہیں پس لوگوں کی سمجھہ کی غلطی اور اُن کی فہم و رائے کے تصور سے مذہب میں شک کرنا نادانی ہی *

پھر یہہ شبہ دل میں پیدا ہوا کہ ٹیڑھ تو ہو سکتا ہی نہ ساری اُمت محمدی کا ضلالت پر یا غلطی پر اجماع دھا اور جو بات حقیقت میں مذہب کی نہ تھی وہ اصول مذہب میں داخل کر دی گئی مگر اُسی وقت یہہ خیال آیا کہ یہہ دعویٰ تو وہ کر سکتا ہی جس نے سارے علما فقہا کی ساری قالیقات دیکھ لی ہوں اور جس قدر دنیا میں اب تک لوگ گزرے اُن کے مذہبی خیالات پر اطلاع حاصل کی ہو ہماری واقفیت تو ایسی محدود ہی کہ ہم لاکھ حصہ میں سے دس حصہ کی واقفیت کا یہی دعویٰ نہیں کر سکتے اب تک یہہ باتیں عربی زبان میں ہونے اور کتابوں کے نام ملنے سے پوشیدہ دھیں اور سوائے ایک خاص گروہ کے اُس کی اشاعت نہوئی اور تقید نے اُن کو یہی تحقیق سے روکا اور اُنہوں نے پھر ایک خاص تقلیدی تعلیم کے اور اپنے خیالات کی مرافق باتوں کے کسی اُڑ بات کی تحقیق یہی کم کی اور اگر کچھ لوگ محقق اور عالمی دماغ پیدا ہوئے اُنکی تحقیقاتوں کا اظہار نہ ہونے پایا کہ و ارتداد کے فترے نے اُن کی کتابوں کو جلا دیا تقلیدی فقہا کی حب جہا نے اُڑوں کو تحقیق پر مستعد نہ ہونے دیا لیکن اس پر یہی محقق اپنا اپنا کام کر گئے نہ اب اُن کی تحقیقاتیں گھامی کے صندوق سے باہر ہوتی جاتی ہیں ان سب پر ایک اُڑ مشکل اب تک یہہ تھی کہ اکثر باتوں کی صحت و غلطی جیسی کہ اب ظاہر ہوئی اُس زمانہ تک ظاہر نہ ہوئی تھی اس لیے اندر محققین کو اُس کا خیال نہ ہوا نہ اُنہوں نے اُس پر ترجعہ کی اسی واسطے بہت سی باتیں ویسی ہی خلط ملط رہ گئیں مگر اب جب کہ بہت سی باتیں کھل گئیں تو ہمارا تحقیقات نہ کرنا اور چند عالموں کی باتوں پر ساری خدائی کے خیالات کو خیال کر لینا ہماری ہی نادانی ہی نہ یہہ اُمت محمدی کا ضلالت پر اجماع کا سمجھنا ہی نہ سارے علما محققین کو گمراہ جاننا ہی *

پھر میں نے خیال کیا کہ اگر یہہ اصول صحیح ہی تو دین میں ایک بڑا انقلاب ہوگا اور مذہبی معاملات میں یوم تبدیل الارض عبر الارض کی کیفیت نظر آویگی بہت سے تئب خانے دہیوں کے ڈھیر بہت سے گھر علماء کے بے چراغ ہرجا رنگے اور جب ایسا ہوا تو ایک بڑا زلزلہ ارکان دین میں پیدا ہوگا مگر پھر میں سوچا کہ ہر پگڑی ہوئی چیز کی ایسی ہی شکل سے اصلاح ہوتی آتی ہی لیکن حقیقت میں نہ یہہ دین میں انقلاب ہی نہ ارکان میں اسلام کے زلزلہ ہی بلکہ اسلام کے چہرہ کے حجاب اور پردے دور کرنا اور اُس کی

کی چیز نہیں دھہی بلکہ بعض اشد ضروری بعض ضروری بعض صرف اُس کے حسن و جمال کی تکمیل کے لیے مثلاً دل و دماغ انسان کی زندگی کے لیے اشد ضروری ہیں آنکھ ناک کان وغیرہ اسکی زندگی کے پورے ہونے کے لیے ضروری ہیں باقی اُڑ بہت سی چیزیں مثلاً خما و خال اور مڑگانہ اور آہر وغیرہ کے صوف واسطے اُس کے حسن و جمال کے ہیں پس دین و مذہب کو یہی ایک ایسا ہی جسم سمجھنا چاہیئے جسکی زندگی کے واسطے بعض چیزیں اشد ضروری ہیں مثلاً توحید اور اقرار نبوت کے بعض چیزیں اُس کے سارے حواس کے قائم رکھنے کے واسطے لاپدی ہیں مثلاً ادالے فواض و واجبات کے بعض چیزیں اُس کے حسن و جمال کو بڑھانے والی ہیں مثلاً اُڑ پلائی نیکہ اور عبادت وغیرہ کے پس یہہ بھی عقل کا تصور ہی کہ ہم ان چیزوں کو عقل کے مخالف سمجھیں *

پھر میں نے یہہ خیال کیا کہ نیکیاں دو قسم کی ہیں ایک لازمی جسکا اثر اپنی ہی ذات پر محدود ہو دوسری متعدی جسکی تاثیر دوسروں پر ہو پس اصل نیکی وہ ہی جو متعدی ہی لیکن ہمارے مذہب میں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ وہ بجائے نیکی کے عقل میں ہدی کی صورت معلوم ہوتی ہیں اور اگر عقل ہی کو ہم تحقیق کے لیے کافی سمجھیں تو بجائے تصدیق کے مذہب کی تکذیب لازم آتی ہی خون کرنا لوگوں کو مارنا جبراً مذہب کا قبول کرنا اپنے ہی پھانسیوں کو پکڑنا پھروں عورتوں کو غلام و لونڈی بنانا جو ہمارے مذہب کے اصول ہیں بالکل عقل کے مخالف اور اصول اخلاق کے برعکس ہیں لیکن ان میں کوئی ایسی خوبی ضرور ہی جو ہماری سمجھہ اور ہماری عقل میں نہیں آتی *

مگر جب میں یہہ سوچا کہ کوئی بات جو عقل اور اصول اخلاق کے مخالف ہوگی وہ نیکی اور سچی مذہب کی تعلیم نہوگی اور یہہ باتیں ضرور عقل و اخلاق کے برخلاف ہیں تو بلاشبہ مذہب کی باتیں نہوتگی اس لیے میں غور میں پڑا اور سوچنے لگا آخر بہت دنوں کے بعد میرے دل سے پردے تقید کے دور ہوئے اور اصل مذہب سے اسکی حقیقت دریافت کی تو اُن باتوں کی حقیقت ہی اُڑ کچھ پائی لونڈی غلام کرنے کو جو اصلی نیکی کے برخلاف ہی ہمارے مذہب نے جائز ہی نہیں رکھا بلکہ اُسے قطعاً روک دیا اور اُس زمانہ میں جبکہ کسی بشر کے ذہن میں یہی اُس کی ایسی برائی نہ گذری تھی ہمارے ہی دین کے بانی نے امانتاً بعد و امانتاً کہہ کر اُس کو منع ٹھہرا دیا جبراً مذہب قبول کرانے کی ہمارے مذہب میں کچھہ اصل نہیں لاکراہ فی الدین ہمارے ہی مذہب کا قدوتی نشان ہی خون کرنا مارنا حق کے ساتھ بالکل اصول عقل و اخلاق کے مرافق ہی روکنا خدا کی منادی کو بند کرنا اُس کے قدرتی حق کا جو ہو شغصہ کو از روے قانون قدرت کے حاصل ہی تکلیف پہنچانا کسی کی جان و مال کو اطمینان سے نہرہنے دینا کسی کا حق نہیں اور جو اُسے اپنا حق سمجھہ اُس کا روکنا اور اُسے ایک قدرتی حق کا مزاحم سمجھہ کر اُس سے لڑنا عقل کے مخالف نہیں ہی اور یہی منشا ہمارے ہاں کی دینی لڑائی کا ہی نہ واسطے جبراً مسلمان کرنے اور پاکراہ اسلام لانے کے اور سوائے اس کے جو ملکی لڑائیں ہوئیاں اور ہوتی ہیں وہ اصول سیاست پر مبنی ہیں نہ دین و مذہب پر *

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

ہم سے اشارہ کرایہ میں بھی تو یہ بات نہ بتائی کہ یہ انسان کی فطرتی حال کی فرضی کہانی ہی *

پھر میں نے یہ خیال کیا کہ اگر اس قصہ کو تمثیلی اور حال کی زبان میں کہنا تکذیب قرآن ہی تو کوئی مسلمان پڑھا لکھا تکذیب اور انکار کے الزام سے بچ نہیں سکتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں سے مقام پر عالموں نے قرآن کی ایسی ہی حقیقت بیان کی ہے مثلاً آیت انما عرضنا الامانة على السموات والارض من كونى فنهين كهتا كه يه معاملة واقع میں ہوا ہو اور عرض امانت اور سوال جراب اور انکار اور اقرار مابین خدا اور انسان اور آسمان و زمین کہ خارج میں ہوا ہو وہ بھی اُس ملکہ اور استدلال کا بیان ہی جو انسان کو دی گئی ہے اور جس کے سبب سے وہ نیکی بدی کر سکتا ہے اور یہ گفتگو صرف تمثیلی اور زبان حال کی بیان کی گئی ہے تو کیونکہ ہم ایک ہی کیفیت اور ایک ہی حالت کو ایک ہی جگہ تمثیل اور حال پر معمول کر دین اور دوسرے کو اُس پر معمول کرنے سے تکذیب و انکار قرآن سمجھیں *

پھر میں نے خیال کیا کہ اگر ان حکایتوں کو بھی ہم زبان حال پر خیال کر کے عقل کے مطابق کر لیں تب بھی اور بہت سی باتیں قرآن کی عقل کے مخالف ہیں قیامت کا ہونا مردوں کا اپنے پرانے جیسوں سے اُٹھنا اُن کو جسمانی عذاب ہونا اُنکا دوزخ اور جنت میں جانا حور و غلمان کا ملنا قرآن سے ایسی ثابت ہیں کہ انکار اُنکا ہو ہی نہیں سکتا تو پھر یہ باتیں اصول عقل سے کیونکر مطابق ہو سکتی ہیں اور مذہب اسلام کیونکر سچا ہو سکتا ہے *

تب میں نے خیال کیا کہ یہ سب باتیں جہل کے قرآن اور عوام کے سمجھانے کے لیئے بیان کی گئی ہیں حقیقت میں سولے روحانی عذاب ثواب کے کچھ نہرگا نہ وہاں حشر اجساد ہی نہ وہاں کوئی آگ کی بھٹی اور خانہ باغ ہی نہ دودہ و ہمد کی ڈھریں ہیں نہ حرریں اور غلمان ہیں روحانی کیفیوں کو اس پیرایہ میں بیان کیا ہے *

اس مرتبہ پر پھر جب کہ میرا خیال رہ گیا اور یہ سرجنے لگا کہ اب یہ سچا اسلام ہی یا اصلی النہاد اور یہ تطبیق ہی یا تکذیب اور اس سے اسلام کی روشنی پہیلیگی یا الہاد کی تاریکی اور پھر اس طرح اور مذہب والے بھی اپنے تعویذات کی اصول عقل سے تطبیق کر سکیں گے یا نہیں اور ان کی تطبیق اور ہماری تطبیق میں کچھ فرق ہونا یا نہیں اور اگر وہ بھی اپنی مذہبی باتوں کو ایسی ہی طرز سے اصول عقل سے ملا دینگے تو ہم کو اُن کے مذہب کی سچائی پر بھی اعتقاد لانا ضرور ہوگا یا نہیں چنانچہ آخر میرے خیال میں یہ بات آئی کہ سولے ہمارے زمانہ کے لوتھر مقدس اور آدیسون معصق نے کوئی اس مشکل کو حل نہیں کر سکتا کاش وہ میرے ان خیالات پر آگاہ ہو اور میرے ان شبہات کو دور کرے + *

واۓ

دریم بخش عقافتہ
ساکن اٹارہ حال وارد سوزاپور

+ ہم دیکھتے ہیں کہ اُس مجدد مائتہ رابع عشر من سنین النبوة نے عقاید اسلام لکھنے شروع کیئے ہیں اور اس لیئے امید ہے کہ اُن تمام مشکلات کا حل انکے قلم الہام رقم سے ہوجاویگا ۱۲ مہتمم -

مردم صرورت کو دکھانا ہی اور وہ بدناما پھوس کے چہرہ پڑے جو اس نروانی عرش ونگ عمارت کے ارد گرد مدت سے قال دیئے گئے ہیں اور جس نے اصل عمارت کی غریبی کو چھپا دیا ہی اُس کا گراٹا ہی *

پھر میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے ساری سیر و تاریخ کو اپنے مذہب کی غلط جانا اور لائق اصلاح و ترمیم سمجھا تمام کلام اور عقاید کی کتابوں پر بھی خط نسخ کھینچا ساری تفسیروں کو بھی لوگوں کی صحتیح و غلط اقوال کا جامع جانکر دریا میں ڈالا حدیثوں کو بھی صحتیح و غلط باتوں کا مجموعہ سمجھکر کل مذہبی رراعات کو عقل پر قربان کیا تو مذہب میں صرف ایک قرآن وہ جاریگا لیکن اگر اُسکی باتیں بھی عقل کے مطابق نہ ہوئیں تو بس مذہب چھوڑنا اور قرآن کو بھی ایک غیر معصق باتوں کا مجموعہ ماننا پڑیگا مگر میں نے یہ خیال کیا کہ یہ سب رسومے اور شیطانی دھوکے ہیں اصل مذہب تو ہمارا قرآن ہی ہے پس ہم کو اُسپر تمسک چاہیئے اور فقط ترہات سے اُسکو مخالف عقل کے سمجھنا نادانی ہی چنانچہ میں نے سولے قرآن شریف کو دیکھنا شروع کیا پہلا پارہ تمام نہ ہونے پایا تھا کہ آدم کا قصہ نظر پڑا جسے میں نے خلاف واقع اور مخالف عقل کے جانا اور جس بات سے دتا تھا وہی میرے سامنے آئی چونکہ مجھے اس بات کا تو یقین ہی تھا کہ نہ جنت کوئی مادی چیز ہی نہ شیطاں کا کوئی خارجی وجود ہی کیونکہ ساری دنیا کا جغرافیہ میں نے پڑھا آسمان و زمین کا کورہ خاص گرنج کے رصد خانہ کا بھی میں نے دیکھا کسی میں نہ جنت کا ذکر ہی نہ کسی حصہ میں دنیا کے ایسا کوئی مقام ہی پس جسکا وجود نہ تصدیق سے ثابت نہ جسکے ہونے پر کوئی عقلی دلیل ہی نہ ہمارے کسی حراس سے اُسکا ادراک ہوتا ہی اس لیئے میں اپنے اس یقین سے تو پھر ہی نہ سکتا تھا مگر قرآن کے اس قصہ پر شک کرنے لگا اور قریب تھا کہ میں قرآن کے کلام الہی ہونے سے منکر ہوجاؤں مگر پھر مجھے یہ خیال آیا کہ ہمارے سمجھ کا قصور ہی خدا کے ظلم کے حق ہونے میں کچھ شبہ نہیں اگر یہ قصہ تمثیلی اور یزبان حال مان لیا جاوے تو بالکل ٹیپور اور قانون قدرت کے مطابق ہوتا ہی لیکن اگر وہ اصلی اور واقعی گذرا ہوا قصہ سمجھا جاوے تو حسن کی متنبوی اور یکاوی کا قصہ ہوا جاتا ہی پس یہ ہمارے سمجھ کا قصور ہی کہ ہم نے جنت کو پبلک گارتن یا خانہ باغ اور اُسکے درختوں کو اپنے باغ کے سے اشتجار اور دوزخ کو اپنے چولہے کی سی آگ کا قلعیر اور شیطاں کو ایک باون سر کا راون سمجھ رکھا ہی اور حوروں کو نشہیری کسیریوں کے موافق بڑی بڑی آنکھ رانی مردتیں اور ہمیشہ کو اُنکے رھنے کا چکلہ بنا رکھا ہی اگر اُسکی باتیں روحانی تعلیم سمجھی جاویں تو نہ مخالف عقل کی ہرتی ہی نہ کوئی دقت پیش آتی ہی *

اس خیال پر اول تو میں خوش ہوا مگر پھر سوچا کہ مذہب کو مذہب سے ثابت کرنا چاہیئے پس اگر ہم ان چیزوں کے وجود سے منکر ہوں اور ان حکایتوں کو تمثیلی زبان میں ایک فرضی قصہ سمجھیں تو یہ حقیقت میں تکذیب ہی نہ تطبیق کیونکہ جس نے وہ قصہ بیان کیا اور جس نے اُن چیزوں کا وجود ہم کو بتایا اُس نے

بمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمّد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۲]

۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونینشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت باپت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صوف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹاے جارہیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوارہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا در بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کرہیگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات رائگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات رائگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

نمبر ۹۵

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ دوم

وہ ہستی جسکو ہم اللہ کہتے ہیں واحد فی الذات ہی یعنی منک
اُسکے دوسری ہستی نہیں *

تمام موجودات پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو بادی النظر میں ہمکو
مجیب مختلف قسم کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور ہم سمجھتے
ہیں کہ ایک کو دوسری سے کچھ تعلق نہیں مگر جب یہ تعمق نظر
کالتے ہیں اور بظہری سوجھتے ہیں اور حقایق قدرت پر بقدر طاقت
پشری واقفیت حاصل کرتے ہیں تب سمجھتے ہیں کہ تمام موجودات
آپس میں نہایت مناسبت رکھتی ہی اور سب کی سب ایک راہ پر
چلتی ہی ایک کو دوسری سے ایسی مناسبت ہی کہ اگر ایک چیز بھی
موجودات میں سے معدوم ہو جاوے تو اس گر رکھ دھندے میں اُتنا
ہی نقصان آ جاوے *

تمام موجودات ایسی تدبیر و حکمت و مناسبت سے موجود ہی
جیسے ایک گھڑی یا کل کے مختلف پرزے آپس میں مناسبت رکھتے
ہیں اور اس سے ہمکو اسباب کی ہدایت ہوتی ہی کہ یہ گر رکھ
دھندا ایک ہی دانا حکیم کا نکالا ہوا اور ایک ہی کاریگر کا بنایا ہوا
ہی — اور عام عقل انسانی اس دلیل سے خدا کی وحدانیت پر اقرار
کر سکتی ہی اس لئے اس مسئلہ پر بھی ایمان لانا اسی طرح ہر ایک
انسان پر فرض ہی جس طرح کہ وجود خالق کے مسئلہ پر ایمان لانا
فرض تھا *

بلا شبہ یہ مسئلہ بہ نسبت پہلے مسئلہ کے کس قدر زیادہ باریک
ہی جو لوگ کہ فیچرل فلازنی یعنی علم طبیعیات سے زیادہ واقف ہیں اور
جنہوں نے موجودات عالم میں سے بہت سی چیزوں کی بنات اور پیدائش
اور پھر اُن کے انقلاب کا بقدر طاقت پشری علم حاصل کیا ہی اُن کا
یقین اس مسئلہ پر سب سے زیادہ پختہ اور مستحکم ہی اور اُن سے کم
درجہ کے لوگوں کو خود کس قدر غرر و فکر کی حاجت ہوتی ہی اور
اُس سے ادنیٰ درجے کے لوگ دوسرے کی تنبیہ سے متنبہ ہونے اور کسی
سے اُس کا بیان سننے کے محتاج ہوتے ہیں مگر یہ مسئلہ ایسا نہیں
ہی کہ عام عقل انسانی کی سمجھ سے باہر ہو تحقیقات کامل سے
خواہ خود سوچنے سے یا کسی کے سمجھانے سے انسان اُسکو بظہری سمجھ
سکتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ اس مسئلہ پر ایمان لانا بہ وجہ
مذہب اسلام کے تمام انسانوں پر فرض ہی — پانی اسلام نے بھی
اس مسئلہ کو کارخانہ قدرت کی دلیل سے سمجھایا ہی اور کسی جگہ
بغیر سمجھے ایمان لانے کو نہیں فرمایا *

ایک جگہ فرمایا ہی ”اُسکا ہی جو کچھ کہ آسمان و زمین
میں ہی اور جو اُسکا ہی (یا اُسکے پاس ہی) اُس کی اطاعت سے نہ
منصرف ہوتا ہی اور نہ تھکتا ہی رات دن اُسکی پزرگی یاد کرتا ہی
اور ذرا بھی سستی نہیں کرتا — کیا اُنہوں نے زمین کی چیزوں میں
سے کسیکو خدا ٹھہرایا ہی — اگر آسمان و زمین میں بہت سے خدا
ہوتے تو دروں کا کارخانہ بگڑ جاتا “ *

ایک اور مقام پر پانی اسلام نے اس سے بھی زیادہ فصیح و موثر
زبان سے پیچر سے خدا کی وحدانیت پر اس طرح استدلال کیا ہی کہ
کس نے پیدا کیا آسمان اور زمین اور کس نے ہر سب کو تمہارے لئے مینہ
پھر اُس سے نہایت پر رونق باغ اُگائے تمکو تو اُن کے اُگانے کی قدرت
نہ تھی پھر کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی “ *

”کس نے زمین کو تمہارے رهنے کی جگہ بنایا اور کس نے اُس کے
بیچ میں نہریں بہائیں اور کس نے اُس پر پہاڑ گارے اور کس نے دوسمندروں
کے بیچ میں زمین کا پردہ پیدا کیا — پھر کیا خدا کے ساتھ کوئی
دوسرا خدا ہی “ *

”کون تمکو اندھیوں جنگلوں میں اور سمندر میں رستہ بتاتا
ہی کون مینہ برسنے سے پہلے اپنی مہربانی کی خوشخبری دینے والی
تہنیتی ہوا چلاتا ہی — پھر کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی
اگر تم سچے ہو تو اُس کی دلیل لاؤ “ *

پس دیکھو کہ کس طرح پانی اسلام نے توحید کا مسئلہ صرف
کارخانہ قدرت کی حکمت اور اُس کی مناسبت سمجھانے انسانوں کو
سمجھایا ہی — یہ نہیں کہا کہ خواہ نثرانے سمجھے خدا کو
ایک مان لو اور جبکہ یہ مسئلہ ایسا اُتھا کہ ہر ایک انسان اُسکو
سمجھ سکتا تھا اس لئے پانی اسلام نے تمام انسانوں کو اس مسئلہ
پر ایمان لانے کا مکلف کیا اور کھدیا کہ تعالیٰ اللہ عما یشکرون *

ہاں بے شک ایک شبہ اس پر وارد ہوتا ہی کہ اس تمام کارخانہ
قدرت سے جو ہم دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں یہ خیال مت نہیں
سکتا کہ کیا صعب ہی کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ
قدرت ہو جسکو اس سے کچھ تعلق نہر اور اُس کارخانہ قدرت کا
ایسا ہی کوئی اور صانع اور مصالحہ اور موجود بالذات اربی و
ابدی ہو جیسا کہ اس کارخانہ قدرت کا ہی تو پھر توحید خدا کی
کس طرح پر ثابت ہوگی *

ہم اس شبہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلا شبہ یہ
ایک خیالی شبہ ہی جو رفع نہیں ہو سکتا مگر اسلام اور ایمان کی
بنیاد خیال پر نہیں ہی فلسفہ اور عقلیہ مباحثہ کو جو حالت فرضیہ

سید محمد میر بادشاہ صاحب منصف	...	مار
کابور	...	مار
جناب مینارۃ براۃہرست صاحب بہادر	...	مار
صاحب جچ بنارس	...	مار
منشی محمد ذکاۃ اللہ صاحب پروفیسر	...	مار
میر کالج الہ آباد	...	مار
جناب جلال ہنری بیکس ایرون سیٹ	...	مار
صاحب بہادر صاحب جچ غازی پور	...	مار
حاجی مرزا محمد جلال الدین صاحب	...	مار
رئیس بنارس	...	مار
سید مہربان علی صاحب رئیس گلاوٹی	...	مار
ضلع بلند شہر	...	مار
شیخ سمکان علی صاحب رئیس بنارس	...	مار
شیخ محمد امین الدین صاحب وکیل	...	مار
عدالت دیوانی بنارس	...	مار
مولوی محمد عنایت رسول صاحب	...	مار
رئیس چڑیا کورت ضلع اعظم گڑھ	...	مار
مرزا محمد سعید بخت بہادر شاہزادہ	...	مار
شوالہ	...	مار
مولوی محمد امین الدین صاحب وکیل	...	مار
عدالت دیوانی بنارس	...	مار
شیخ غوث علی صاحب وکیل عدالت	...	مار
دیوانی بنارس	...	مار
نواب محمد ہادی علی خاں صاحب	...	مار
وکیل عدالت دیوانی بنارس	...	مار
نواب محمد مبارک علی خاں صاحب	...	مار
رئیس میرتھہ	...	مار
سید جعفر حسین صاحب وکیل عدالت	...	مار
دیوانی بنارس	...	مار
مرزا محمد معز الدین بخت بہادر	...	مار
شاہزادہ شوالہ	...	مار
شیخ امین الدین احمد صاحب وکیل	...	مار
عدالت دیوانی بنارس	...	مار
مرزا محمد شرف الدین سکندر بخت	...	مار
بہادر شاہزادہ شوالہ	...	مار

غیر وجودیت سے ہر گز نہیں یقین سے اور ایمان سے کچھ مناسب نہیں
ہی مولانا نے اس کے حق میں نہایت خوب فرمایا ہی —
پائے استدلالیاں چوبیس پور

پائے چوبیس سٹھ بے تمکین پور

یقین کے لیئے ضرور ہی کہ معترض اول اسباب کا یقین دلانے کہ
در حقیقت ایسا ہی دوسرا کار خانہ قدرت موجود ہی اور اس وقت
کے کہ خدا کی توحید ثابت نہیں مگر وہی و فرضی باتوں سے خدا
کے متعدد ہونے کا ثبوت نہیں ہر سکتا ہے مذہب اسلام کی رو سے
انسان کو صرف اسی بات کا یقین کہ تمام چیزوں کا جنکو ہم دیکھتے
ہیں اور سمجھتے ہیں اور جو وجود پذیر ہیں اُن سب کا خدا ایک
ہی ہی کافی اور وافی ہی اور اسقدر پر انسان مکلف ہی — امثالہ
والحمد للہ علی ذلک *

واقہ

سید احمد

نمبر ۹۶

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

چندہ سابق

یعنی چندہ مندرجہ فہرست سابق ...

چندہ جدید

مولوی محمد حیدر حسین صاحب وکیل	...	مار
ہائی کورٹ الہ آباد	...	مار
مولوی سید فرید الدین احمد صاحب	...	مار
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد	...	مار
حضور عالی جناب انریبل سر ولیم مہور	...	مار
صاحب بہادر جی سی ایس آئی نواب	...	مار
لفٹننٹ گورنر بہادر خاص واسطے تعلیم	...	مار
دنیاوی علوم کے بر وقت شروع تعلیم	...	مار
جناب انریبل آر اسپینکی صاحب بہادر	...	مار
جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد	...	مار
منشی الہی بخش صاحب سب انسپینر	...	مار
اور ڈپٹی مجسٹریٹ نہر گنگ دوہرن	...	مار
بلند شہر	...	مار
محمد حکمت اللہ صاحب رئیس بدایوں	...	مار
متعلق سفارت سابق نواب ٹونک مقیم	...	مار
لندن	...	مار

ترقی چندیہ مدرسۃ العلوم ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ترقی چندیہ مدرسۃ العلوم

عبدالرحیم کوچوان ملازم سید احمد خاں لکھ
مرزا زورآور بخت بہادر شاہزادہ لکھ
مولوی احمد شفیق صاحب ہیڈ ماسٹر
اسکول وزیر آباد لکھ
ماسٹر نرنجننداس صاحب سکریٹ ماسٹر
اسکول وزیر آباد لکھ

میزان کل
سید احمد

موقوف ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع
سکریٹری

THE MUHAMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE FUND COMMITTEE.

With great pleasure and thankfulness we publish here a letter from the Private Secretary to His Excellency the Viceroy and Governor-General to the Secretary to the M. A. O. C. F. Committee. His Excellency's munificent donation, promised under certain conditions, is worthy of the giver, and will not soon be forgotten by the Muhammedans of India. Such liberality has never been equalled by any former Governor-General of India. The promised contributions to the College Fund now amount to Rs. 30,135-7-0.

COPY OF THE LETTER.

GOVERNMENT HOUSE, SIMLA.

July 19th, 1872.

DEAR SIR,

I am in receipt of your note of the 14th ultimo enclosing the Rules for the Guidance of the Muhammedan Anglo Oriental College Fund Committee and a printed circular inviting subscriptions towards the establishment of the College. Although these papers were addressed to me personally, I have laid them both before His Excellency the Viceroy and Governor-General, and I am now directed to make the following communication to you.

His Excellency is much gratified at the active interest in the matter of education, which the present endeavour to found a college evinces on the part of

مرزا محمد قیصر بخت بہادر شاہزادہ
شوالہ
عظیم اللہ عرف چہچو ملازم سید محمد
محمود مقیم لندن
شیخ نصرت حسین صاحب وکیل عدالت
دیوانی بنارس
مرزا محمد نادر بخت بہادر شاہزادہ
شوالہ
خواجہ محمد عبداللہ صاحب وکیل
عدالت دیوانی بنارس

نمبر ۹۷

ترقی چندیہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

ہم نہایت خوشی اور شکرگزاری سے حضور عالی جناب دیرمراے اور گورنر جنرل بہادر کشور ہند کے پریزنت سکریٹری کی چٹھی کی نقل جو بنام سکریٹری کمیٹی خزانۃ البضاعۃ آئی ہے اس مقام پر مندرج کرتے ہیں *

حضور جناب دیرمراے نے جو بشرط کامیابی نہایت فیاضانہ تونیشن عطا فرمایا ہے وہ اُن کی جاہ و جلال و شان و مرتبہ کا ثمرتہ ہے — مسلمانان ہند اس احسان کو کبھی نہ بھولیں گے اس سے پہلے کسی گورنر جنرل نے ایسی سخاوت و فیاضی نہیں کی *
اب تعداد زر چندیہ اس فیاض تونیشن کے سبب لفاہت ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع بقدر تیس ہزار ایک سو پینتیس روپیہ سات آنے کے ہو گئی ہے اُس کے بعد اور بھی بہت چندیہ ہوا ہے جو آئندہ مشہور ہوگا *

نقل چٹھی

پریزنت سکریٹری حضور نواب گورنر جنرل بہادر

بنام

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سکریٹری کمیٹی
خزانۃ البضاعۃ

عزیز دوست

آپ کی چٹھی مورخہ ۱۴ ماہ گذشتہ مع قواعد مجامع خزانۃ البضاعۃ لتاسیس مدرسۃ العلوم للمسلمین اور ایک چھپا ہوا سرکولر واسطے چندیہ مدرسہ کے میرے پاس پہنچا — کو یہ سب کاغذ میرے نام کے آئے مگر میں نے اُن کو بحضور عالی جناب دیرمراے

ترقی چندہ مدرسۃ العلوم ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ترقی چندہ مدرسۃ العلوم

yourself and other Muhammedan gentlemen of influence and position. His Excellency feels a deep interest in the subject of Muhammedan Education, and while it would be inconsistent with his religious opinions to give any personal pecuniary assistance to the religious teaching, which, as I understand, is to form part of the course of studies at the proposed college, he will gladly contribute to the study of "the Western Arts and Sciences," which it is one of the principal objects of the Committee to promote.

His Excellency considers, however, that any pecuniary assistance which he may render should be contingent on the interest shown in the matter by Muhammedan gentlemen themselves, and on the support afforded by them. He is not, therefore, at present, prepared to contribute any donation towards the establishment of the college, but I am desired to inform you that if the Committee succeed in establishing the college,—if the institution, when established shows a reasonable prospect of durability and general success, and if the course of instruction is such as to convince His Excellency that a really *bona fide* effort is being made to afford sound secular instruction, he is prepared to devote Rs. 10,000 to the perpetual establishment of a scholarship in some branch of European Literature or Science. Should this scholarship be ultimately established, the details connected with the method of competing for it, its tenure, &c., can form the subject of future correspondence.

"I remain,

"Dear Sir,

"Yours very truly,

"(Sd.) EVELYN BARING, CAPTAIN,
Private Secretary to the Viceroy."

To

MOULVI SYUD AHMED KHAN,
BAHADOOR, C. S. I.,
Secretary, M. A. O. C. F.,
Committee,
Benares.

و گورنر جنرل کشر ہند کے پیش کیا اور اب بموجب حکم حضور ویسرے ممدوح کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں *

تعلیم کے باب میں جو آپ اور دیگر صاحبان مسلمان ذی مرتبہ اور صاحب اقتدار سعی و کوشش کرتے ہیں اور جسکا ظہور ایک مدرسہ قائم کرنے کی تدبیر میں پایا جاتا ہی اُس سے حضور ویسرے نہایت معظوظ ہوں اور حضور جناب ویسرے مسلمانوں کی ترقی تعلیم پر دل سے مایل ہیں اور گو وہ اپنے مذہبی عقاید کے موافق مسلمانوں کی مذہبی تعلیم میں جسکو میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ معجزہ کی تعلیم کا ایک جزو ہوگی روپیہ سے مدد کرنا ٹھیک نہوگا تاہم وہ نہایت خوشی سے مغربی علوم و فنون کی تعلیم میں جسکی ترقی کرنا خاص مقصد کمیٹی کا ہی تائید فرماریں گے *

حضور جناب ویسرے کی یہ مرضی ہی کہ اُن کی مدد زر نقد سے اُس اندازہ کے موافق ہو جسقدر کہ خود مسلمان اس معاملہ میں اپنا شوق ظاہر کریں اور جیسیکہ وہ خود اُس میں مدد دیں پس اس وقت کچھ ترغیبات دے دینے کو بنام قائم کرنے مدرسہ کے وہ طیار نہیں ہیں مگر مجھکو اجازت ہوئی ہی کہ میں آپ کو اس بات سے اطلاع دوں کہ اگر کمیٹی مدرسۃ العلوم قائم کرنے میں کامیاب ہو اور بعد قائم ہوجانے کے اگر اُس مدرسہ سے معقول توقع عام ترقی کی پائی جارے اور نیز سلسلہ تعلیم بھی ایسا ہو جس سے حضور ویسرے کو یقین ہو کہ در حقیقت کامل دنیوی تعلیم میں کوشش ہوتی ہی تو اُس صورت میں دس ہزار روپیہ عطا فرماریں گے تاکہ زر مذکور سے مغربی تہذیب و علوم و فنون کی کسی شاخ میں اسکالرشپ ہمیشہ کے واسطے مقرر کیا جارے جب کہ اسکالرشپ مقرر ہوجاے تب اُسکی تفصیل کی بابت متعاقب تحریر ہوگی *

راقم

آپ کا دوست صادق

اردیان بیرونگ کپتان

پرپریت سکرتری ویسرے

مقام شملہ
صورتہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ء

روٹنڈاں مدرستہ العلوم مسلمانان ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری روٹنڈاں مدرستہ العلوم مسلمانان

مولوی مستمد نجم الدین صاحب رئیس چڑیا کورت ضلع
اعظم گڑہ *

مولوی معتمد حامد حسن خان صاحب بہادر رئیس یزیدی
سب آرڈیننس جج اعظم گڑہ *
منشی معتمد ذکاء اللہ صاحب رئیس دہلی پروفیسر میجر کالج
الہ آباد *

حکیم معتمد حکمت اللہ صاحب رئیس پدایوں *
سکرتری نے چٹھی پر رپورٹ سکرتری حضور عالی جناب ویسراے اور
گورنر جنرل لارڈ نارٹھ ہرک صاحب دام اقبالہ مورخہ ۱۹ جولائی سنہ
۱۸۷۲ ع پیش کی جس میں حضور ممدوح نے عام دنیاوی علوم کی
ترقی کے لیئے بے چند شرایط مندرجہ چٹھی مندر اس مدرستہ کے لیئے
دس ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہی *
صدر انجمن نے اس بات کی تحریک کی کہ حضور ویسراے نے
جو توجہ اور اپنا شوق واسطے تعلیم مسلمانوں کے پذریعہ عطا فرمائے
اس فیاضانہ توفیق کے ظاہر فرمایا ہی اُس کا دلی شکر کمیٹی کی
جانب سے ادا کیا جارے *

صدر انجمن نے یہ بھی تجویز کی کہ حضور ویسراے کو اس بات
کی بھی اطلاع دی جارے کہ تمام مسلمانان ہندوستان جن کی حکومت
و محافظت کے لیئے حضور مالکہ معظمہ نے آپ کو مامور کیا ہی
آپ کی ستاوت کے نہایت معنوں میں اور جب یہ مدرستہ قائم
ہو جاوے گا تو مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لیئے یہ بے نظیر ستاوت
ہمیشہ کو یادگار رہیگی *

سید معتمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور
ہوئی *

اُس کے بعد سکرتری نے چٹھی ہڑ ہائینس مستشار الملک سر سالار
جنگ بہادر کے سی ایس آئی وزیر اعظم حیدر آباد دکن مورخہ ۲۹
جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی اور کمیٹی کو اطلاع دی کہ ہڑ ہائینس
نے چار ہزار روپیہ واسطے مدرستہ العلوم مسلمانان کے مرحمت فرمایا
ہی دو ہزار روپیہ بالقلعہ اور دو ہزار ہر وقت قیام مدرستہ *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ ہڑ ہائینس کا اس فیاضانہ چندہ
کے لیئے کمیٹی کی جانب سے دلی شکر ادا کیا جارے اور یہ بھی اطلاع
دی جارے کہ کمیٹی کا خاص مقصد اور کوشش یہی ہی کہ اس مدرستہ
میں طالب علم ایسی ہی علمیت اور فضیلت حاصل کریں جیسی کہ
انگلستان میں اسکورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں میں طلبا حاصل
کرتے ہیں صرف اتنا فرق رہی کہ انگلستان کی یونیورسٹیوں میں جو
عیسائی مذہب کی تعلیم ہوتی ہی ہمیں اس کے ہمارے مدرستہ العلوم

نمبر ۹۸

مدرستہ العلوم مسلمانان

روٹنڈاں

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم
للمسلمين منعقدة ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

مقام بنارسی

صدر انجمن

مولوی عنایت رسول صاحب *

ممبران موجودہ

مولوی معتمد عارف صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

سید معتمد حامد صاحب *

منشی معتمد یار خان صاحب *

سکرتری

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی *

روٹنڈاں اجلاس منعقدة ۳۰ جون سنہ ۱۸۷۲ ع و ۵ جولائی
سنہ ۱۸۷۲ ع جو بے دستخط سکرتری مرتب اور کتاب روٹنڈاں میں
مندرجہ تھیں ملاحظہ ہوئیں *

اُس کے بعد بموجب دفعہ ۷ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ ع
کے صاحبان مندرجہ ذیل مجلس خزنة البضاعة کے ممبر مقرر ہوئے *
جناب عالی نواب معتمد فیض علی خان صاحب بہادر سی ایس آئی
رئیس پھاسو ضلع بلند شہر وزیر اعظم راج جے پور *
نواب معتمد احمد اللہ خان صاحب رئیس میرٹھہ پتھول
ہوشنگ آباد *

منشی معتمد الہی بخش صاحب رئیس دیوبند ضلع سہارنپور
سب انجمن اور ڈپٹی مجسٹریٹ نہرگنگ ڈوئزن بلند شہر *
منشی معتمد اکرم صاحب رئیس معتمد آباد ضلع اعظم گڑہ
گورنمنٹ رکیل ضلع اعظم گڑہ *

حضرت مولوی معتمد امانت اللہ صاحب رئیس غازی پور *
حاجی مولوی معتمد عبدالاحد صاحب رئیس نصیبہ بھٹیا ضلع
غازی پور وکیل عدالت غازی پور *
شیخ معتمد جان صاحب رئیس نصیبہ بھٹیا ضلع غازی پور وکیل
عدالت غازی پور *

شیخ فیاض علی صاحب رئیس نصیبہ مہ قاضی طبیب پور گڑہ سرورام
گورنمنٹ رکیل و انڈیری مجسٹریٹ درجہ اول ضلع الہ آباد *

کے نام کے فہرست چندہ میں مندرج ہونے سے جو مشروط بہ شرایط چندہ دیتے ہیں عذر و انکار ہی — مقصد کمیٹی کا یہ ہے کہ سرمایہ جمع کرتی جارہے جب تک کہ مدرسہ قائم کرنے کے لیے کافی ہو اگر لوگ ایسی شرطوں کے ساتھ چندہ دیں اور وہ منظور ہو تو سرمایہ کا جمع ہونا مدرسہ کے قائم ہونے پر اور مدرسہ کا قائم ہونا چندہ کے جمع ہونے پر موقوف اور منحصر ہوگا اور یہ ایک ایسا نقص ہی کہ جس سے میری رائے میں مقصد کمیٹی کا بالکل ضایع ہو جاویگا پس میری یہ رائے ہے کہ جو چندہ ساتھ کسی شرط و قید کے آوے (سوائے کسی خاص حالت کے) فوراً نامنظور ہو *

سکرٹری نے کہا کہ مجھے اس گفتگو کے سننے سے انوسر ہی حضور و یسرائے نے انہی شرطوں سے چندہ عطا فرمایا ہے اور کمیٹی نے اُس کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہیں کیا حضور نواب لفتننٹ گورنر بہادر کا چندہ بھی قریب قریب انہی شرطوں پر مشروط ہے جن پر کچھ عذر نہیں ہوا پس میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ باہر صاحب کے چندہ پر اس قدر اعتراض ہوتا ہے *

مولوی محمد عارف صاحب نے منشی محمد یار خاں کی رائے سے اتفاق کیا اور کہا کہ جو کچھ سکرٹری مجلس نے ابھی فرمایا وہ سب سچ ہی مگر حضور و یسرائے اور جناب نواب لفتننٹ گورنر بہادر کی شرائط چندہ کے قبول کرنے اور باہر صاحب کی شرائط چندہ کے منظور کرنے میں بڑا فرق ہے — اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ کمیٹی دل و جان سے چندہ جمع کرنے میں کوشش کر رہی ہے — اور اگر لوگوں کا شوق ایسا ہی رہے جیسا کہ اس وقت تک ہی اور وہ لوگ زر نقد دینے سے ایسی ہی مدد کریں جیسی کہ وہ اس وقت تک کر رہے ہیں تو اُمید قوی ہے کہ برس دو ہی برس کے اندر کمیٹی اپنے مقصد یعنی مدرسۃ العلوم قائم کرنے پر کامیاب ہو جاویگی اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مدرسہ قائم ہو جاویگا اور اگر پالعرض اس زمانہ میں کمیٹی کی کوششوں سے مدرسہ قائم ہونے میں توقف ہوا تو ہماری نسلیں اور ہمارے جانشین مدرسہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے تو کہ نہ کوئی عذر حضور و یسرائے اور جناب نواب لفتننٹ گورنر بہادر کا چندہ اس یقین پر قبول کیا گیا ہے کہ جب کبھی مدرسہ قائم ہو وہ چندہ ضرور ملے گا اگر ہماری موجودہ کمیٹی اپنی زندگی میں مدرسہ قائم کرے تو وہ خود وہ دونوں چندے پاویگی اور اگر اپنی زندگی میں قائم نہ کر سکے تو اُن کے جانشین حضور و یسرائے اور جناب نواب لفتننٹ گورنر بہادر سے یا اُن کے قائم مقاموں سے مجبورہ قائم ہونے مدرسہ کے چندہ پارینگے لیکن اور لوگوں سے ایسے زمانہ دراز اور پشتوں تک چندہ وصول ہونے کی کیا توقع ہے پس میری رائے

میں (جو انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن مستحسن یونیورسٹی کے نام سے نکارا جاویگا) مذہب اسلام کی تعلیم ہو ایک کمرہ میں اہل سنت و جماعت کی اور ایک کمرہ میں شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی * صدر انجمن نے اس بات کی بھی تحریک کی ہزہائینس کا اس تحریر کی نسبت بھی شکر کیا جارہے جو اُنہوں نے خیال فرمایا ہے کہ اگر یہ مدرسہ دوستی سے قائم ہو جارہے تو حضور ممدوح بھی حیدرآباد سے چند رئیسوں کے لوگوں کو اس مدرسہ میں تعلیم کے لیے بھیجینگے کیونکہ اس بات سے کمیٹی کو نہایت تقریر ہوئی ہے * سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکرٹری نے انریل آراسپینکی صاحب بہادر جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد کی چٹھی مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی اور اطلاع کی کہ صاحب ممدوح نے تین سو روپیہ راسلے مدرسہ کے عنایت فرمایا ہے *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ صاحب ممدوح کا دای شکر یہ ثابت قونیشن اور بالتخصیص اس طرز تحریر کی نسبت جس طرز میں صاحب ممدوح نے چٹھی لکھی ہے اور جس سے ایک فیاضانہ ٹیکہ اور ہمدردی مسلمانوں کی تعلیم میں پائی جاتی ہے ادا کیا جارہے *

سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکرٹری نے چٹھی باہر شیوا پرشاد صاحب سی ایس آئی انسپیکٹر محکمہ تعلیم سمیت سریم ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی جس میں باہر صاحب ممدوح نے اُنہی شرائط پر جو حضور و یسرائے نے مقرر کی ہیں اور چٹھی پریوٹ سکرٹری مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع میں مندرج ہیں اور نیز اس شرم پر کہ مدرسہ الہ آباد میں قائم ہو مدرسہ کے لیے ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ باہر صاحب نے جو ہمدردی مسلمانوں کے ساتھ ہے سبب سچی حب وطنی کے کی اُس کا شکر یہ کمیٹی کی طرف سے ادا کیا جارہے *

منشی محمد یار خاں صاحب نے کہا کہ میں صاحب صدر انجمن کی اس تجویز سے کہ باہر صاحب ممدوح کا شکر یہ ادا کیا جاوے اتفاق کوتا ہوں — اس میں کچھ شک نہیں کہ باہر صاحب نے سچی حب وطنی کے خیال سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہے مگر مجھ کو ایسے ترقیوں کی منظوری میں اور ایسے چندہ دینے والوں

روئدالمدرسۃالعلوممسلمانان یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

۳ البتہ مسلمان چندہ دینے والی اپنے چندوں میں مفصلہ ذیل شرطیں قائم کرسکتے ہیں *

(الف) اُنکا زر چندہ سرد میں نہ لگایا جاوے بلکہ اُس سے کوئی جائداد خریدی جاوے جسکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع میں مندرج ہی اور ممبران کمیٹی ان کی اس شرط کے بجالانے کے پابند ہونگے *

(ب) زر چندہ قسط وار ایک مہمان مناسب معین میں ادا کیا جاوےگا *

۴ سوائے مسلمانوں کے اور جو صاحب ہرہ فیاضی چندہ دیں وہ مجاز ہونگے کہ مفصلہ ذیل شرطوں میں سے اگر کسی شرط کا مقرر کرنا چاہیں تو مقرر کریں *

(الف) اُنکو اختیار ہوگا کہ اپنا چندہ صرف دنیائی علوم کی تعلیم کے لیئے مختصر کر دیں اور کمیٹی کو لازم ہوگا کہ اُس ذریعہ کو اُسی کام میں لگارے *

(ب) وہ بھی اپنا چندہ بذریعہ اقساط وقت مناسب اور معین میں دے سکیں گے *

(ج) وہ اس شرط کے مقرر کرنے کے بھی مجاز ہونگے کہ بعد قائم ہونے مدرسہ کے اُنکا چندہ ادا کیا جاوےگا مگر کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ بلحاظ مقدار زر چندہ اور نیز بلحاظ حالت چندہ دینے والے کے نہ اُس سے امید ترقی چندہ وصول ہونے کی ہو وقت قیام مدرسہ (گو کہ وہ کسی وقت قائم ہو) ہی یا نہیں اُس چندہ کو منظور یا نامنظور کرے سکتی ہو کہ ہدایت ہوتی کہ اس قسم کا چندہ بلا منظوری کمیٹی درج فہرست چندہ نہوا کرے *

بعد اسکے باتفاق رائے ممبران کمیٹی یہ امر قرار پایا کہ بابو شیوا پرندہ صاحب نے جو سچی حب وطنی سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہی اُس کا دلی شکر کمیٹی کی طرف سے کیا جاوے اور اسبات کی بھی اطلاع دیجارے کہ چونکہ اُن کی اخیر شرط خلاف دفعہ ۳۳ قواعد کمیٹی کے ہی اس لیئے کمیٹی اُن کا نام نامی اور دیاضانہ چندہ فہرست میں مندرج کرنے سے معذور ہی اگر بابو صاحب اُس شرط کو موقوف کردیں تو کمیٹی نہایت شکر کے ساتھ اُنکا چندہ قبول کریگی *

بعد اسکے شکریہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پرخاصہ ہوئی *

دستخط سید احمد
سکرٹری مجلس

میں چندہ کی فہرست میں ایسا چندہ مندرج کرنا جس پر خود کمیٹی کو یقین نہیں ہی معض ضرور ہی *

اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ میری گفتگو تو عموماً ایسے چندوں کی نسبت ہی جو مشروط بشروط ہوں لیکن بابو شیوا پرندہ صاحب کے چندہ کی نسبت مجھکو اور یہی اعتراض ہی بابو صاحب نے مدرسہ کے انتہاد میں قائم ہونے پر چندہ کا دینا مشروط کیا ہی اور بہ شرط برخلاف دفعہ ۳۳ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے ہی اگر اس شرط پر چندہ قبول کیا جاوے تو کمیٹی کی آزادی توہیگی اور گویا اسی وقت مقام مدرسہ کا تصفیہ ہو جاوےگا اور یہ کاروائی خلاف قاعدہ مذکور کے ہی جسکو میں پسند نہیں کرتا *

سکرٹری نے کہا کہ انسوس ہی کہ بابو صاحب نے حضور ویسوائے کی شرطوں سے یہی ایک شرط اور زیادہ کر دی پس بلحاظ اُن وجوہات کے جو میرے دوست مولوی محمد عارف نے قرائیں میں اُن سے بمجہوری اتفاق کرتا ہوں *

مگر اس خیال سے کہ آئندہ نسبت منظوری یا نامنظوری چندوں کے ممبروں میں اختلاف رائے نہ ہو میں یہ تعریک کرتا ہوں کہ نسبت قواعد چندہ کے کچھ تشریح کر دی جاوے *

کمیٹی نے اس تعریک کو پسند کیا اور دفعہ ۱۶ و ۱۷ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے حسب تفصیل ذیل تشریح کی *

تشریحات

۱ کسی شخص کا چندہ یا عطیہ کسی ایسی شرط پر جو برخلاف قواعد مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے ہو نہ منظور ہوگا اور نہ داخل فہرست چندہ کیا جاوےگا *

۲ کسی مسلمان کا چندہ (سوائے کسی صورت خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے) اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس وقت چندہ دیا جاوےگا نہ منظور ہوگا نہ درج فہرست چندہ کیا جاوےگا — کیونکہ مسلمانوں کا فرض اس وقت چندہ جمع کرنا ہی تاکہ مدرسہ جاری ہو کہ اُس کے اجرا پر چندہ دینے کا وعدہ کرنا ملازمہ اسکے جو کچھ مسلمان مدرسہ کے لیئے دیتے ہیں وہ بموجب اُن کے مذہب کے خیوات اور وقف فی سبیل اللہ ہی اور وقت دینے چندہ سے اُنکو اُس وقف کا مذہباً ثواب ملتا ہی گو کہ مدرسہ تثنی ہی مدت کے بعد کیوں نہ جاری ہو *

بمقام عینکدہ — مطبع علیکدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۳]

یکم رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹنارس بھیجا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دربار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر ایک خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا پھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۹۹

مسلمانوں کی قسمت

ایہ سچ ہی کہ زمانہ کبھی یکساں نہیں رہتا کبھی خوش نصیبوں کو بد نصیب کردیتا ہی اور کبھی بد نصیبوں کو خوش نصیب مگر ہر ایک تغیر و تبدل کے آثار شروع ہو جاتے ہیں جس سے آئندہ کے نتیجے کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے *

اس زمانہ میں ہم مسلمانوں کی قسمت کو دیکھتے ہیں کہ تقدیر اُنکی قسمت کو کچھ بلند کرتی ہے یا ایسا گرا دیتی ہے جسکے سنبھلنے کی پھر کچھ تدبیر نہ ہو *

اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مسلمان تمام ہندوستان کے اس بات کو دل سے قبول کرتے ہیں کہ ترقی دولت و حشمت و عزت و مذہب سب عمدہ تعلیم پر منحصر ہے اور اس بات کو بھی تمام ہندوستان کے مسلمان قبول کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی اور اُنکی اولاد کی تربیت کے لیئے کسی عمدہ طریقہ تعلیم کے قائم کرنے اور اُس کے اسباب و لوازم کے بہم پہنچانے کی نہایت اشد ضرورت ہے اور اس بات کا بھی سب کو یقین ہے کہ اگر ایسا ہی زمانہ چلا گیا اور کچھ تدبیر نہ کی گئی تو یہ مرض لاعلاج ہو جاوے گا اور اس بات پر بھی سب کی رائے متفق ہے کہ اسکا علاج صرف یہی ہے کہ ایک بہت بڑا مدرسۃ العلوم خاص مسلمانوں کے لیئے قائم کیا جائے جس میں جمیع علوم و فنون دینی اور دنیوی کی بدرجہ کمال تعلیم ہو *

اس درائے جاں بخشش کی خواہش سب کو تھی اور اب بھی ہے مگر اس خیال سے کہ کیونکر حاصل ہو ایک مایوسی ہوتی تھی اس دوا کا حاصل ہونا چنداں مشکل نہ تھا ہاں البتہ اسکے حاصل کرنے کو سعی اور کوشش اور ہمت درکار تھی پس اس زمانہ میں اس کام پر کوشش شروع ہوئی ہے اور بلا شبہ اُسکا کامیاب ہونا یا نہ ہونا پوری نشانی خوش نصیبی یا بد نصیبی مسلمانوں کی ہوگی *

پس اے مسلمانوں تم اس بات پر غور کرو کہ ہمیشہ مرقع اور بت ہاتھ نہیں آتا جیسی کوشش اس وقت تک مدرسہ کے لیئے ہو رہی ہے کبھی ایسی کوشش ہونے کی توقع تھی — دیکھو خدا کی مہربانی سے کیسے اچھے سامان نظر آتے ہیں حضور جناب لہذا نارنگیہ بیروک صاحب دیسوالے و گورنر جنرل بہادر نے اپنی جیب خاص سے ہم مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے دس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے حضور ثواب لفتنٹ گورنر بہادر نے اپنی جیب خاص سے عطیہ عطا فرمانے کے علاوہ گورنمنٹ کی جانب سے گریڈنگ ان ایڈ دینے کا وعدہ فرمایا ہے *

یہ وعدہ کچھ کم نہیں ہی بلکہ ہمارے سرمایہ کو یک لخت دوگنا کردیتا ہے اگر ہم پانچ لاکھ روپیہ جمع کر لیں تو وہ اس عطیہ گریڈنگ ان ایڈ سے حقیقت میں دس لاکھ ہو جاتے ہیں اور اگر دس لاکھ جمع کریں تو بیس لاکھ ہو جاتے ہیں پس ایسی بڑھتی دولت کی ہم کو کب توقع تھی *

دور دور کے مسلمان بھی اپنی قوم کی ترقی کے سامان دیکھ کر خوش ہوئے ہیں اور چندہ وصول کرنے اور دینے میں کوشش و فیاضی دونوں کو کام میں لا رہے ہیں *

ہندوؤں نے بھی ہمارے ساتھ ہمدردی و فیاضی کی ہے چند قریب آدمیوں نے اور بعض بڑے آدمیوں نے بھی چندہ دیا ہے پس اس وقت جو کوشش ہو رہی ہے وہ ایسی کوشش ہے جس کی ترقی ہوگزر نہ تھی پس اب سب مسلمانوں کو زیادہ ہمت اور زیادہ کوشش کرنی چاہیئے تاکہ یہ سعی حسب مراد کامیاب ہو *

اے مسلمانوں اس بات کو بھی تم خیال کرو کہ اگر اس وقت تم نے ہمت نہ کی اور سعی و کوشش میں کوتاہی کی اور خدا نخواستہ یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی تو پھر کبھی تمہاری بھلائی اور تمہاری بہبودی کی توقع نہوگی *

کہاں سے یہ وقت پھر ہاتھ آوے گا جو اس وقت ہاتھ میں ہے ہی *

کہاں سے یہ موقع پائی رہیگا جو اس وقت ہے *
کون تمہارے لیئے اپنی جان اپنا مال اپنا وقت اپنا آرام تم پر فدا کرنے والا پیدا ہوگا جو پھر تمہارے لیئے کوشش و سعی کریگا *
کس کو ایسی ہمت و جرأت ہوگی کہ اس کوشش کو خدا نخواستہ ناکامیاب دیکھ کر پھر آئندہ کسی قسم کی سعی و کوشش کرنے کی ہمت کرے *

اے مسلمان بھائیوں میں خوب جانتا ہوں کہ تم میری حرکات و افعال ناخوایستہ سے اس وقت ناراض ہو میرے افعال و اقوال کو تو خدا پر چھوڑ دو اور میرے حق میں یہ شعر حافظ کا پڑھو —

یکے از عقل می لاند دگر طامات می پاند

بیانیوں داری ہا را بہ پیش داور اندازیم

مگر اس بات کو سوچو کہ جس کوشش و سعی سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی علوم کی تعلیم کے لیئے مدرسہ قائم کیا جاتا ہے اُس سے اور میری اُن باتوں سے کیا تعلق ہے *

مدرسہ کے لیئے جو تم چندہ دیتے ہو میرے لیئے نہیں ہی بلکہ اُن کے لیئے ہے جنکو تم عزیز دیکھتے ہو پس کیا تم میرے لیئے اپنی قوم کو اور اپنی اولاد کو اور اپنی قوم کی اولاد کو قربانے اور مرنے دے گے *

کس تدبیر سے اُس کا قایم ہونا سمجھا ہی قطع نظر اس بات سے کہ مدبران تعلیم اُس کو بچنے سے بھال رکھیں یا کچھ تغیر و تبدیل کریں تم تو اپنا نقشہ ہم کو پتلاؤ تاکہ ہم کو کچھ خیال ہو کہ یہ مدرسہ العلوم کیا ہوگا اور کس طرح پر ہوگا پس لاچار جو ہماری سمجھ میں ہی ہم بیان کرتے ہیں جو ابھی تک شیخ چلی کے خیالات سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا *

ہم اس مدرسہ العلوم کو معتمد یونیورسٹی یعنی دارالعلوم مسلمان بنانا اور بالکل انفریڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹی کی (جس کو ہم دیکھ آئے ہیں) نقل اوتارنا چاہتے ہیں اور وہ نقل اس طرح پر اُترے گی *

ذکر مکانات

ایک نہایت خوش آب و ہوا شہر میں جو منجملہ شہر ہاے گل نہر جس میں طالب علموں کا دل پڑھنے سے ارجح کرتے کی بہت سی توفیہیں موجود ہوتی ہیں اور نہایت چھوٹا قصبہ بھی نہر اور اودہ اور مہوتی اضلاع پنجاب سے بھی بہت دور نہر (کیونکہ اُس کے مغربی اضلاع کے لیئے غالباً لاہور پرانی درستی مفید ہو) اور نیز رھیلکھنہ کو ٹھیک اپنے سے ملاتا ہو ایک وسیع ٹکڑا زمین کا خوش فضا جسکی مقدار پانچ سو چھ سو بیس پختہ سے کم نہو لیا جاوے اور اُس میں سڑکیں نکال کر اور درخت لگا کر بالکل پارک کے طور پر بنادیا جاوے ہندوستان کے رھنے والوں نے پارک کو جو قدرتی نمونہ پر ایک قسم کا پوستاں ہوتا ہی نہیں دیکھا ہی مگر الہ آباد کے رھنے والوں کو الفرق پارک جو بن رہا ہی دیکھ کر کچھ اُس کا خیال آویگا ۔ اُس میدان میں مفصلہ ذیل عمارتیں پٹائی جارہیگی *

اول مدرسہ العلوم جو نہایت وسیع و عالیشان مکان بنایا جاویگا اُس کے بیچ میں بہت بڑا ہال ہوگا جس میں انشاء اللہ تعالیٰ معتمد یونیورسٹی کے جلسے اور تقسیم انعام اور بعد حصول چارٹر عطاے خطاب اور حضور دیسراے و گورنر جنرل بہادر اور جناب نواب لقیٹ گورنر بہادر کے تشریف لانے کے وقت اجلاس ہوا کریگا (کیا عمدہ بات ہو اگر پہلا اجلاس حضور لارڈنارٹھ پورک صاحب کا ہو اگرچہ یہ بات ہنسی معلوم ہوتی ہی مگر خدا کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ابھی پانچ برس اُنکر رھنا ہی) *

اُسکے دونوں طرف چار کمرے پرنسپل اور پروفیسر اور ہیڈ ماسٹر کے لیئے رھنگے اور اُنکے ادھر ادھر ہر ایک جماعت کے لیئے جدا جدا مناسب رستے کے کمرے رھنگے اس مدرسہ العلوم کا نقشہ کسی پڑے انجینیر سے توپ توپ نمونہ پر روز کی کالج کے بنایا جاویگا *

اے نا صحتان شفیق میں آپ کی نصیحتوں کا بڑا احساند ہوں مگر اُس دن کو اس وقت رھنے دو اور اپنی قوم اور اپنے اہل مذہب کی خبر لو اور جو کوشش اُن کی بھلائی کے لیئے ہو رھی ہی اُس میں مدد کرو *

اے مجھ پر طعنہ کرنے والے بھائیوں تم ذرا سرچو اور انصاف کرو کہ مجھ کو تو اتنی بھی توقع نہیں ہی کہ اگر یہ کوشش کامیاب بھی ہو جاوے اور مدرسہ قایم بھی ہو جاوے تو بھی اُس کے نتیجے دیکھنے تک میں زندہ رھوں پھر کیا میری ذات کو اس مدرسے سے کچھ تعلق ہی میں تو صرف اُنہی لوگوں کی بھلائی کے لیئے جنکو تم اچھا اور اپنا پیارا جانتے ہو کوشش کرتا ہوں میں تمہارا ددکارا سہی مگر تم اپنے پیاروں کے لیئے کوشش کرو *

اے بھائی مسلمانوں تم خرب جان لو کہ یہ وقت میں تمہاری قسمت آزمائی کا ہی اگر تم ہوشیار نہرگے اور اس مدرسہ کے قایم رھنے میں دل و جان سے مدد نہرگے تو تم یقین جان لینا کہ کیا کیا کچھ مصیبتیں نہونگیں جو تم پر اور تمہاری اولاد پر نہ پڑینگی مگر ہم اُس وقت نہونگے مگر ہمارے یہ چند کلمے محبت و درہ آمیز تمہارے سامنے موجود رھنگے *

الہی تو اپنے بندوں مسلمانوں کو توفیق نیک دے اور اُن کے دل کی آفتوں کو رھن کر تاکہ وہ موجود حالت کو دیکھیں اور آئندہ کی حالت کو سمجھیں سچ ہی — تمز من تشاء و تدل من تشاء بیدک الغیور انک علی کل شی تدیر *

راقم

سید احمد

نمبر ۱۰۰

مدرسة العلوم مسلمانان

ہم سے لوگ باصرار پوچھتے ہیں کہ مدرسہ العلوم معجزہ میں طریقہ تعلیم کیا ہوگا اور اُس تعلیم میں اور گورنمنٹ کالجوں کی تعلیم میں کیا فرق ہوگا اور جو لڑکے اُس میں رھینگے وہ کیونکر تربیت پارینگے اور جو لڑکے وہاں کرھینگے وہ کیونکر داخل رھنگے *

ہم جواب دیتے ہیں کہ جب مدرسہ العلوم قایم ہوگا تو ایک جدا کمیٹی اُس کے انتظام کی مقرر رھگی جو سینڈیکٹ یعنی مجلس مدبران تعلیم کہلائیگی اور جس میں مسلمان بلا لحاظ فرقہ شریک رھنگے اُس کمیٹی کی راے پر اُن سب باتوں کا انتظام منحصر ہوگا — مگر وہ لوگ اس جواب پر بس نہیں کرتے اور یہ بات کہتے ہیں کہ ہر گاہ تم اس کے پانی ہو تو تم پتلاؤ کہ تم نے کیا نقشہ سوچا ہی اور

ہفتم ایک جگہ انگریزی دوائی خانہ سے ایک ٹیٹو ڈاکٹر اور
کمپوٹر کے رہنے کی جگہ اور ایک یونانی دوائی خانہ جسمیں دوا ساز
کے رہنے کی بھی جگہ ہوگی تعمیر ہوگا *
ہشتم ایک ہنگہ آؤر بنایا جارہا جو بنام شفا خانہ نامزد ہوگا
اس لیٹم کہ اگر کوئی لڑکا کسی قسم کی بیماری سے دفعتاً بیمار ہو جاوے
تو اُس میں رہے *
نہم مکانات اصلیل اور شاگرد پیشہ و پاروچیتانہ اور گودام بطور
مناسب تعمیر ہونگے *

ذکر رہنے لڑکوں کا مکانات مدرسه میں

جو لڑکے اُن مکانات میں سکونت اختیار کریں گے اُن پر اُس طرح
جسطرح کہ کیمبرج اور اسکورڈ کے کالجوں کے لڑکوں پر گرجا میں جانا اور
نماز میں شریک ہونا ضرور ہی اپنی اپنی مسجدوں میں جانا اور
نماز میں شریک ہونا فرض ہوگا یعنی لڑکوں کو پانچویں وقت کی
نمازوں میں حاضر ہونا اور نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہوگا اور
شیعہ لڑکوں کو صرف تین وقت اسلیٹے کہ وہ ظہر و عصر مغرب و عشا
ساتھ پڑھ لینگے *
جو لڑکے صرف مدرسه میں پڑھنے کو حاضر ہونگے اُن کو ظہر
و عصر کی نمازوں میں شریک ہونا واجب ہوگا *
اگر سینڈیکٹ یعنی مہبران تعلیم سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم
کے لڑکے کو مدرسه العلوم میں پڑھنے کی اجازت دینے کو وہ صرف
مسجد میں حاضر ہونے اور نماز میں شریک ہونے یا اور کوئی مذہبی
کام کرنے سے بڑی رکھا جارہا جسطرح کہ اسکورڈ اور کیمبرج میں
غیر مذہب کا طالب علم گرجے میں حاضر ہونے اور رسومات مذہبی
ادا کرنے سے بڑی رہتا ہی *

جسقدر طالب علم اسکورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں میں پڑھتے
ہیں اُنکو ایک قسم کا کورٹ اور ایک قسم کی ٹرپہ ملتی ہی تاکہ ایک
قسم کا لباس سب کا ہو جاوے اس سے نہایت عمدہ فائدے ہیں جنکا
بیان اس مقام پر ضرور نہیں مدرسه العلوم کے طالب علموں کو بجائے
کورٹ کے کالے الپکے کا ڈیڑھ آستین جتنہ اور لال ترکی ٹوپی جسکا رواج
روم اور مصر اور عرب و شام میں ہی اور اب وہ ٹوپی خاص ترکوں
یعنی مسلمانوں کی ٹوپی سمجھی جاتی ہی دی جارہی اس کے سزا
ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جیسا لباس چاہے ویسا پہنے *

تمام طالب علم جو مکانات مدرسه میں سکونت رکھتے ہوں یا
نرہتے ہوں جب مدرسه میں یا کتب خانہ میں یا عجائب خانہ میں
یا اخباروں کے کمرے میں آویں گے تو پخیر اُس چٹہ اور ٹرپہ کے آنے کے

دوم جس طرح کہ کیمبرج و اسکورڈ کی یونیورسٹیوں میں ہر ایک
کالج کے ساتھ ایک گرجا ہی اسی طرح اس مدرسه العلوم مسلمانان کے
ساتھ دو مسجدیں منسوب قطع پر ہونگی ایک سنٹیوں کے لیٹے اور
دوسری شیعوں کے لیٹے جنکا اہتمام اُسی مذہب کے لوگوں سے متعلق
رہیگا *

سوم جسطرح کہ یونیورسٹی اسکورڈ اور کیمبرج میں ذہمقدر
طالب علم اور امیروں اور دولت مندوں کے لڑکے رہتے ہیں اور اُنکے لیٹے
مکانات تیار ہیں اسی طرح اُسی احاطہ میں بنارو مناسب سر لڑکوں
کے رہنے کے لیٹے مکانات بنائے جارہیں گے اور پورے ضرورت اور زیادہ
ہوتے جارہیں گے ہر لڑکے کو ایک غسل خانہ ایک سونے کا کمرہ اور ایک
پیٹھنے اور لکھنے پڑھنے کا کمرہ ملیگا *

یہہ مکانات بطور جائداد مدرسه بنائے جارہیں گے کیونکہ جو لڑکے
اُس میں وہیں گے اُن سے اُسنا کرایہ لیا جارہا اور بطور آمدنی جائداد
مدرسه میں خرچ ہوگا *

ان مکانات سکونت کے شامل دو بڑے ہال بھی بنیں گے ایک اُن
میں سے وہ ہوگا جس میں سب لڑکے کھانا کھا رہیں گے اور دوسرا وہ ہوگا
جس میں لڑکے چھٹی کے وقت مختلف قسم کے کھیل جتنے عقل یا
بدن میں قوت ہو کر پڑھ کرینگے *

چہارم اُسی میدان میں ایک قطعہ مناسب منتخب کیا جارہا
جس میں لڑکوں کے کھیلنے کا میدان دھب کے فرش زمردین سے آراستہ
ہوگا اُس قطعہ میں گیند کھو بنایا جارہا میدانی گیند کھیلنے کی
جگہ درست کی جارہی اُسی جگہ انگریزی قطعہ پور یعنی پٹا ہوا
مکان کے اندر بہت بڑا حرض بنایا جارہا جو نہانے اور ٹیوٹا سیکھنے
کے کام آویگا — اُسی کے پاس گھوڑے دوڑ کا چکر ہوگا جہاں لڑکے
گھوڑے پر چڑھنا سیکھنے گے *

یہہ سب چیزیں بطور جائداد مدرسه منظور ہونگی کیونکہ ان
سب چیزوں کی پابست بطور فیس اُن لڑکوں سے کچھ لیا جارہا اور
کچھ حصہ اُس کا مدرسه میں اور کچھ حصہ ان کھیل کی چیزوں
کی فرستی میں خرچ ہوگا *

یہہ سب اخراجات اُنہیں امراء اور دولت مند لڑکوں سے متعلق
ہونگے جو مکانات مذکورہ بالا میں سکونت اختیار کریں گے اور اُن لڑکوں
سے جو صرف مدرسه میں پڑھنے آتے ہونگے کچھ متعلق نہونگے *

پنجم چار ہنگے اُس احاطہ میں بنائے جارہیں گے جسمیں انگریزی
پرنسپل اور پرنس اور ہیڈ ماسٹر رہا کریں گے *

ششم ایک ہنگہ آؤر بنایا جارہا جسمیں گورنر یعنی منتظم
مدرسه جو تمام لڑکوں کی خبرداری اور تمام چیزوں کی نگرانی کریگا
رہا کریگا *

تمام اسباب پلاننگ وغیرہ اور پچھونا فروش سب منتظم مدرستہ مہیا کریگا کسی سامان یا نرنیچہ کی کسی طالب علم کو فکر و تدبیر کرنی نہوگی * تمام خدمت گار فراش سقہ و دھریبی ہاررچی کھار سب منتظم مدرستہ مقرر کریگا اور مکانات میں تقسیم کردیگا وہی تمام کام خدمت لڑکوں کی کرینگے کسی طالب علم کو اپنا خاص خدمتگار رکھنا ضرور نہوگا پچھن کسی خاص حالت کے جس کو منتظم مدرستہ منظور کریگا *

لڑکوں کو صفائی سے رھنے کی نہایت تاکید ہوگی اور قبل اس کے کہ کرنی لڑکا سکونت کے لیئے مکانات میں داخل ہو یہ بات دیکھ لی جاوے گی کہ جس قسم کے وہ کپڑے پہنتا ہی اُس کے پاس اسقدر تعداد سے ہیں جن سے وہ صفائی اور اُچلے پن سے وہ سکے یا نہیں * کسی لڑکے کو اجازت نہوگی کہ وہ گوتے اور کڈاری لگا ہوا یا بازار کا رنگا ہوا رنگین و نیم رنگ یا ایسا باریک جس میں سے بدن دھائی دے یا ایسا تنگ جس سے چوچی اور پیت نظر آوے کپڑا پہنے *

کسی لڑکے کو اجازت نہوگی کہ وہ بہت بڑے بڑے بال جو کان کی لو سے زیادہ نیچے ہوں سر پر رکھے یا کانلیں بنادے یا پٹیاں جمارے یا مسی لگارے یا انگڑھی و چولے پہنے یا کسی اُنکلی پر مہندی لگارے *

کوئی شخص مدرستہ میں اور کوئی طالب علم جو وہاں رھتا ہی پان کھانے یا ہندوستانی حقہ یا چرت پینے کا مجاز نہوگا * جو لڑکے وہاں رھتے نہوں صرف پڑھنے آتے ہوں اُن کے لیئے ایک جگہ تجویز کی جاوے گی جہاں اُن کی ٹوپی اور جفہ اور انگریزی جوتے رکھے رھینگے جب وہ مدرستہ میں آوینگے وہاں سے پہن کر چلے آوینگے اور جب جاوینگے وہاں رکھے جاوینگے *

جو لڑکے پڑھنے آوینگے اگر وہ میلے ہونگے اور صاف کپڑے پہنے ہونے نہونگے تو جماعت میں بیٹھنے کی اُن کو اجازت نہوگی * بیرون احاطہ مدرستہ بھی کچھ مکانات بنانے اور بنوانے کی فکر کی جاوے گی تاکہ غریب لڑکے جو اس قدر خرچ سکونت اختیار نہیں کر سکتے اُن مکانوں میں بطور خود جس طرح پر چاہیں رھیں *

تہذیب و تادیب

لڑکے جو تصویر کرینگے اُن کو کسی قسم کی سزاے بدنی یا ایسی سزا جس سے رتہ رتہ غیرت جاتی رھتی ہی نہیں دی جائیگی ماسٹروں کو اختیار ہوگا کہ جو لڑکا کچھ تصویر کرے یا سبق یاد نہ کرے اُس کو یہ سزا دیں کہ جس قدر رتہ پڑھنے کا ہی اُس کے

مجاز نہونگے اور مدرستہ کے رھنے والے طالب علم اُن دنوں میں جبکہ مدرستہ کھلا ہوگا اگر مدرستہ سے باہر جاوینگے تو بھی جفہ اور ٹوپی پہن کر جاوینگے *

ہو طالب علم کو مدرستہ میں انگریزی جوتہ اور موزہ پہن کر آنا ہوگا ننگے پاؤں پھرنے یا ہندوستانی جوتہ پہنکر آنے کی اجازت نہوگی *

کوئی طالب علم دھرتی پہنکر مدرستہ میں آنے کا مجاز نہوگا * تمام طالب علم جو وہاں رھتے ہونگے بعد نماز صبح پیدادہ پا ہوا کھانے احاطہ میں ایک قاعدہ کے ساتھ پھرینگے اور جازوں میں قبل مغرب اور گرمیوں میں بعد مغرب گاڑیوں میں ہوا کھانے جاوینگے اُنکے لیئے ایک قسم کی گاڑیاں ہوا خوری کی جسمیں جوتی گھوڑوں کی جتی ہوگی اور سولہ یا بارہ لڑکے اُس میں بیٹھے سکینگے مہیا اور موجود رھینگے *

لڑکوں کے پڑھنے اور کھانے اور کھانے اور سونے اور تھانے اور کپڑے پدائے کے سب رتہ معین ہونگے اور ہر لڑکے کو اُس وقت رھتی کام کرنا ہوگا جو اُس وقت کے لیئے مقرر ہی یہاں تک کہ جو وقت سونے کا ہی اگر طالب علم چاہے کہ میں اُس وقت پڑوں اور تھوڑی دیر کے بعد سرؤں تو وہ ایسا نہیں کر سکیگا بلکہ اُس کو ضرور ہوگا کہ سونے کے وقت پر سو رھے اگرچہ بالفرض نید نہ آوے تو پلاننگ پر اُنکے پند کیئے پڑا رھے *

کھانے کے متعدد قسم کے کھیل کے سامان موجود ہونگے اور جو کھیل جس کو پسند ہوگا وہ اختیار کریگا گھوڑے پر چڑھنا بندوق لگانا تیرنا یہ سب کام بھی مناسب طور اور اندازہ پر سکھایا جاوے گا * الفاظ بد جو لڑکوں کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں اُن کے پرلنے کا سخت امتناع ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی کو جھوٹا کہہ پیٹھیکا تو وہ ہمزائہ دشنام سخت کے سمجھا جاوے گا *

تمام طالب علم مدرستہ کے رھنے والے ایک کمرہ میں ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھاوینگے طرز کھانے کا یا تو مثل لڑکوں کے ہوگا جو میز کرسی پر بیٹھ کر کھاتے ہیں یا مثل عذروں کے ہوگا جو زمین پر بیٹھ کر اور چوکی پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں *

ان دنوں طریقوں میں وہ طریقہ اختیار کیا جاوے گا جس کو خود لڑکے کثرت رائے سے پسند کرینگے *

تمام چیزیں کھانے کی وقتاً فوقتاً پکائی جاوینگی اور ہر موسم کا موزہ بھی لڑکوں کو مناسب طور سے دیا جاوے گا اور ہر ہفتہ میں ایک خاص کھانا خود لڑکوں کی فرمائش سے پکایا جاوے گا جسکو وہ خود اپنی کثرت رائے سے قرار دینگے بشمولیکہ پلھان موسم کے وہ صحت کو مضر نہو *

بنا اُس روپیہ کی آمدنی سے ہوگی جو چندہ سے جمع ہوتا ہی تو یہی فیس ماہواری اور فیس داخلہ لینے کا قاعدہ جاری رہیگا البتہ محبوبان کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ جو غریب لوگ ہوں اُن سے فیس نہ لیں اور بلہ فیس داخلہ کریں یا نہایت قلیل فیس اُس کے لینے مقرر کریں اُس تدبیر سے غریب اور محتاج لڑکوں کی تعلیم میں بھی ہرج نہر ہوگا اور نہی مقدور لڑکوں کی فیس سے آمدنی مدرسہ میں اضافہ اور پھر وہ فیس اُنہی لڑکوں کی تعلیم میں صرف ہوگی *

طریقہ تعلیم

انگریزی کالجوں میں تمام طالب علموں کو یکساں علوم پڑھائے جاتے ہیں جو چیزیں ایک لڑکا جانتا ہی وہی دوسرا جانتا ہی گویا وہاں کے طالب علم مثل چھاپہ کی کتابوں کے ہوتے ہیں یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہی بلکہ ہر قسم کے علوم کی جدا جدا شاخیں مقرر ہونگی اور طالب علموں کو اختیار ہوگا کہ جس قسم کا علم تحصیل کرنا چاہیں اُس میں داخل ہوں *

ابتدائی تعلیم البتہ سب کی یکساں ہوگی اور وہ علوم بقدر حاجت کے سب کو یکساں پڑھائے جائیں گے جو دیگر علوم کے لینے بمنزلہ الہ کے ہیں اور جو عام تعلیم کہلاتی ہی جسکی واقفیت عموماً سب کو چاہیئے مگر اُس درجہ تک تعلیم پانے کے بعد حسب تفصیل ذیل جدا جدا قسمیں علوم کی بنیادی جابجائی اور ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جو کس علم چاہے اختیار کرے پھر اُسی میں اُس کی تعلیم ہوگی اُسی میں اُس کا امتحان ہوگا اُس میں خطاب پاریگا اور اُسی علم کا عالم کہلاریگا اور وہ قسمیں یہ ہونگی *

اول علم ادب — یعنی علم انشاء جسکو زبان دانی کہتے ہیں صرف تین زبانوں کا علم انشاء سکھایا جائیگا انگریزی — عربی فارسی — اور فارسی میں اردو بھی شامل سمجھی جائیگی * کسی لڑکے کو مجبور نہ کیا جائیگا بلکہ اُس کو اختیار ہوگا کہ ان زبانوں میں سے جو کس زبان کا چاہے علم ادب سیکھنا اختیار کرے اور چاہے دو زبانوں کا علم ادب سیکھنا پسند کرے *

زبان دانی حقیقت میں کوئی علم نہیں ہی لیکن جو کہ اب ہم مسلمانوں کے لینے عربی و فارسی ایسی ہی غیر اور اجنبی زبان ہوگئی ہی جیسے انگریزی ہی اسلئے ہم کو اُن زبانوں کا حاصل کرنا ہی بمنزلہ ایک علم کے ہوگیا ہی اور اب ہم کو زبان دانی میں کامل ہونے کی نہایت ضرورت ہوگئی اور ہماری بہت سی دنیوی ضرورتیں بلکہ دینی ضرورتیں بھی کامل زبان دانی پر منحصر ہوگئی ہیں خصوصاً انگریزی زبان کی نہایت عمدہ اور کامل زبان دانی پر *

علامہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے اور پڑھے اور اُس کو چھٹی اُڑ لڑکوں کے ساتھ نہ دی جاوے یا جماعت میں وقت معین تک کھڑا کر دیا جاوے تاکہ اور لڑکے دیکھیں کہ اس نے تقصیر کی ہی اگر اس سے بھی زیادہ سزا کے لائق تقصیر ہو تو ہیئت ماسٹر کے پاس رپورٹ ہوگی اور ہیئت ماسٹر دریافت حال کرنے کے بعد یہ سزا دے سکیگا کہ ایک خاص تپائی پر ميعاد معین تک اُس کو کھڑا کر دیا اور ایک کاغذ کی ڈرپی جس پر اُلو کی صورت بنی ہوئی ہوگی رکھ دیا *

یہ سزا بھی کم عمر طالب علموں کو دی جائیگی مگر جو طالب علم ہوشیار اور سمجھدار ہوگئے ہیں اُن کو صرف تہمیش زبانی ہوگی اور جو لڑکا ایسا نالایق ہوگا کہ اُس قسم کی سزائیں سے اُسکو غیور نہوگی اور شرارت نہچھوڑیگا تو مدرسہ سے خارج کیا جائیگا تاکہ اور لڑکے اُس کی بد خصلتیں نہ سیکھنے پاویں *

جو لڑکے کسی قسم کے کھیل میں شرارت کریں گے اور خلاف قاعدہ عمل کریں گے اُن کی سزا بھی ہوگی کہ چند مدت کے لینے وہ اُس کھیل سے خارج کیئے جائیں گے اور اُس میں شامل نہ ہوں گے *

جو لڑکے آپس کی ملاقات اور سوسائٹیاں میں کوئی تقصیر کریں گے وہ چند روز کے لینے سوسائٹی سے خارج کر دیئے جائیں گے نہ اُن کو ساتھ کھانا ملیگا نہ ساتھ کھینا نہ ساتھ رہنا نہ کسی لڑکے سے ملنا اور بات چیت کرنا اور جس لڑکے کے لینے یہ سزائیں کافی نہ ہونگی وہ مدرسہ سے خارج کیا جائیگا *

جھوٹ بولنا کو وہ کیسی ہی خفیف بات میں کیوں نہو ایک بہت بڑا جرم سوسائٹی کا سمجھا جائیگا اس طرح کسیکو جھوٹ کہہ بیٹھنا جرم سوسائٹی متصور ہوگا کہ اُس شخص نے جھوٹ ہی کیوں نہ بولا ہو *

حالت بیماری

کسی قسم کی بیماری کی حالت میں فی الفور ڈاکٹر صاحب سے یا ہندوستانی طبیب سے جو مدرسہ سے متعلق ہوگا حسب مرضی لڑکوں کے مربیوں کے رجوع کی جائیگی دونوں قسم کے دروا خانہ سے دوا ملیگی اور فی الفور اُن کے مربیوں کو اطلاع دی جائیگی تاکہ جس طرح اُن کی مرضی ہو اُس کے مطابق کیا جاوے — یہ تمام طریقے تو لڑکوں کے رہنے اور ترقیت پانے کے تھے اب اصل مقصد جو تعلیم ہی وہ ہیں کیا جاتا ہی *

طریق داخلہ و فیس

یہ بات خوب یاد رہے کہ ہر شخص کو آمدنی مدرسہ کے اضافہ ہونے کی فکر نہنی چاہیئے کیونکہ جس قدر آمدنی زیادہ ہوگی اُس قدر عمدہ سامان تعلیم مہیا ہوتا جائیگا اس لینے کو کہ اُس مدرسہ کی

پنجم علم الہیات اسلامی اس قسم میں علم عقاید علم تفسیر علم فقہ علم حدیث اصول فقہ اصول حدیث علم سیر علم کلام داخل ہونگے *

اس پانچویں قسم کے لیئے در حصہ جداگانہ ہونگے ایک سنہوں کے لیئے ایک شیعوں کے لیئے اور جدا جدا مدرس بھی ہونگے اور اس قسم کی تعلیم کا انتظام بھی جدا جدا معیروں سے متعلق ہوگا سنی مذہب کے معیر سنہوں کی اس تعلیم کا اور شیعہ مذہب کے معیر شیعہ مذہب کی تعلیم کا انتظام کریں گے *

نہایت سختی کے ساتھ نید ہوگی نہ کسی وقت اور کسی مرتع پر شیعہ و سنی اڑے آپس میں کچھہ ذکر مذہب کا نکیا کریں گے اور جو طالب علم کریگا وہ سوسٹیٹی کے برخلاف کام کرنے کے جرم کا مجرم متصور ہوگا اور سوسٹیٹی سے علحدہ کر دیا جائیگا *

زبانیں جنہیں علوم تعلیم ہونگے

ایک حصہ اس مدرسہ کا انگریزی ہوگا اُس میں تمام علوم و فنون جو اُپر مذکور ہوئے سب انگریزی میں پڑھائے جاوینگے الا ہو ایک طالب علم کو دوسری زبان بھی مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی لیٹن و اردو یا لیٹن و فارسی یا لیٹن و عربی اور اُسکو بشمول اپنی تعلیم کے کچھہ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقاید کی عربی یا فارسی یا اردو کسی ایک زبان میں پڑا لیٹنی ہونگی *

دوسرا حصہ اس مدرسہ کا اردو ہوگا اور تمام علوم و فنون مذکورہ بالا سب اردو میں پڑھائے جاوینگے مگر اسی کے ساتھ ہر ایک طالب علم کو دوسری کوئی زبان مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی انگریزی یا فارسی یا عربی *

تیسرا حصہ اس مدرسہ کا عربی فارسی کا ہوگا اور بہت حصہ اُن اُتوں کے لیئے ہوگا جو عربی یا فارسی کا علم ادب یا مسلمانی مذہب کی الہیات پڑھنی چاہتے ہوں جو قسم پنجم تعلیم ہی اس میں انہو طالب علم دوسرے حصہ مدرسہ کی تحصیل تمام کرنے کے بعد ترقی کو کر آوینگے اور ایسے طالب علم بھی داخل ہونگے جنہوں نے خارج از مدرسہ کہیں تعلیم پائی ہو اور صرف اُن ہی درجو تسموں کے علوم کو پڑھنا چاہتے ہوں اور اُن علوم کے پڑھنے کی لیاقت و استعداد بھی رکھتے ہوں *

مدرسوں و پروفیسروں

ہر ایک حصہ مدرسہ میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہوگی اور نہایت لائق و قابل پروفیسر و مدرس ہر حصہ کے لیئے ہونگے پرنسپل انگریزی مدرسہ نہایت نیک اور نہایت لائق اور نامی شخص ہوگا

اسی قسم سے متعلق رہیگا علم تاریخ اور جغرافیہ کیونکہ علم ادب اور تاریخ و جغرافیہ بالکل لازم و مازوم ہیں علم ادب پڑھانے کو تاریخ کا سکھانا اور تاریخ کے لیئے جغرافیہ کا سکھانا لازم و ضرور ہی *

اسی قسم میں ہر ایک زبان کی جسمیں علم ادب پڑھا جاوے صرف و نحو و معنی و بیان و عروض و قافیہ سب داخل ہی اور مشکل کتابیں نظم و نثر کی پڑھنی اور اُس زبان کی انشا پردازی اور اُس زبان میں گفتگو کرنا و نظم و نثر لکھنی سب اس میں شامل ہی *

انگریزی زبان کا علم ادب سیکھنے والوں کو لیٹن زبان کا سیکھنا بھی ضروریات سے ہوگا اور گریک یعنی یونانی کا بھی کسیقدر اُس کے ساتھ سیکھنا طالب علم کی خوشی پر منحصر ہوگا *

درم علم ریاضی — اس علم کی چھتیس شاخیں ہیں اور اس میں تمام علوم جو ہندسہ اور حساب اور جبر مقایہ اور ہیئت و مثلث و علم جزئیات و کلیات اور ہندسہ بالجبر اور علم مناظر وغیرہ سب شامل ہیں *

اسی شاخ میں انجینیئری اور علم آلات یا سام جو ٹیک علم حرکت و سکون علم آب ہوا اور پیمائش اور نقشہ کشی اور طیارہ و تضمینہ نقشہ مکانات شامل رہیگا *

سرم علم اخلاق — اس قسم میں علم اخلاق اور علم قری انسانی اور علم منطق اور فلسفہ معہ اصول علم حکمت اور علم سیاست مدن یعنی اصول گورنمنٹ اور علم انتظام مدن اور اصول قوانین اقوام قدیم اور اصول قوانین اقوام مختلفہ جوائنٹرنیشنل لا کھلاتا ہی اور اصول قوانین مروجہ زمانہ حال سب داخل ہیں *

اسی میں شامل ہیں تاریخ قوانین اور درم کپڑ کے پوانے قوانین جن پر قوانین اقوام یورپ زمانہ حال مبنی ہیں *

چہارم علم طبیعیات یعنی وہ علوم جو انگریزی زبان میں نیچرل سائنس کہلاتے ہیں اور اُس میں مفصلہ ذیل علوم داخل ہیں *

کیمسٹری یعنی علم کیمیا *

منرالجی یعنی علم معدنیات *

جیا لوجی یعنی علم طبقات الارض *

باڈنی یعنی علم نباتات *

زوالوجی یعنی علم حیوانات *

علم تہذیب *

علم برق وغیرہ *

مدرسہ کی بنیاد کے دن جس قدر حکام انگریزی اور نامی رئیسوں و راجگان و نوابان موجود ہوئے اُن سب کے نام سنگ مرمر پر کندہ ہوئے اور وہ پتھر مدرسہ کے پڑے حال میں لگایا جاویگا — ہم کو خدا سے اُمید ہی کہ اُس پتھر پر سب سے اول لارڈ نارٹھ پیرک ہمارے زمانہ کے دیسراے و گورنر جنرل ہندوستان کا نام نامی ہوگا *

ملاوہ اس کے سنگ مرمر پر اُن تمام لوگوں کے نام نامی جنہوں نے پانسو روپیہ یا اُس سے زیادہ چندہ دیا ہوگا معہ تعداد چندہ کندہ ہوکر مدرسہ کے پڑے حال میں لگایا جاویگا تاکہ آئندہ کی نسلیں یاد رکھیں کہ کون لوگ اُن کے موبی ہوئے تھے *

جو لوگ پڑے پڑے حاصی اس مدرسہ کے ہوئے ہیں اُن کی روغنی تصویریں قد آدم نہایت عمدہ سنہوی چوہٹوں میں لگی ہوئی ہمیشہ کی یادگاری کے لیئے مدرسہ میں رکھی جاوینگی *

اور اُمید ہی کہ سب سے پہلے تصویر لارڈ نارٹھ پیرک ہمارے زمانہ کے دیسراے و گورنر جنرل ہندوستان کی ہوگی اور ہندوستانیوں میں اپنی قوم کے خیرخواہ جناب عالی خلیفہ سید محمد حسن صاحب رزیر اعظم راج پٹیلالہ کی ہوگی جنہوں نے نہایت ترجہہ اس کام میں فرمائی ہی *

ہم کو یہ بھی اُمید ہی کہ حضور عالی جناب نواب محمد ناب علی خاں بہادر والی رام پور کی جانب سے اس مدرسہ کے لیئے ایسی مدد ملیگی کہ ہندوستانی والیان ملک میں سب سے اول اُن کی تصویر رکھی جاوے گی اور خدا ایسا کرے کہ اُنہی کے پاس اُنکے رزیر اعظم مولوی محمد عثمان خاں صاحب کو جگہ ملے *

یہ سب باتیں ابھی تو مثلک ایک خواب کے ہیں یا تو خدا نصراستہ و عی ملک ہوگی کہ اتنے میں آنکھ کول کئی یا انشا اللہ تعالیٰ بعینہ اُس کا ظہور ہوا اور ٹھیک تعبیر ہوئی *

ہم کو خدا سے اُمید ہی کہ ٹھیک تعبیر ہی ہوگی کیونکہ الریا شعبۂ من النیرۃ نہایت متبرک قول ہی *

اب دعا یہ ہے کہ خدا ہمارے کام میں برکت دے اور اس امر عظیم کو جو ہماری طاقت سے باہر ہی اپنے فضل و کرم سے پورا کرے آمین ثم آمین *

جیسے کہ ایک زمانہ میں ڈاکٹر ہائین ہارس کالج میں تھے یا اب ہمارے زمانہ میں مسٹر گزیتہ صاحب ہارس کالج میں اور مسٹر دیٹن صاحب آگرہ کالج میں ہیں *

انگریزی لٹریچر کا پروفیسر بھی ایسا ہی عالم اور ٹیک شخص ہوگا جیسے کہ اس وقت میں مسٹر دیارتن صاحب ہارس کالج میں ہیں *

انگریزی ٹیچر سٹاز اور میٹھی مٹکس کا پروفیسر بھی کوئی نہایت لائق اور ٹیک انگریز ہوگا نہایت مضبوط ارادہ ہی کہ کوئی دقیقہ عمدگی اور عمدہ تعلیم کا ثمر گذاشت نہ کیا جاوے *

ملاوہ ان کے انگریزی حصہ میں ہندوستانی ماسٹر بھی ہونگے جنہوں نے انگریزی کالجوں میں اعلیٰ تعلیم اور پروفیسرئوں کے خطاب پائے ہیں *

اُردو حصہ بھی انگریزی حصہ کے انسور کے تابع اور اُن کی نگرانی میں رہیگا اور اُس کے ہندوستانی پروفیسر ہونگے جو اُن علوم کو پڑھا سکتے ہونگے اور انصوان حصہ انگریزی اُن کی مدد اور اُن کو ہدایت کرتے رہینگے اور مضامین مشککہ پتا دیا کریں گے *

موبی اور فارسی کے علم ادب کے لیئے ایک بہت بڑا مولوی ادیب پیش توار مشاہرہ پو نوکو ہوگا اور وہی مدرس اول کھلاریکا اور اُسکے ماتحت بقدر حاجت اور بھی پروفیسر یعنی مدرسان ملازم ہونگے *

مسلمانی علم الہیات یعنی قسم پنجم کی تعلیم کے دو پڑے عالم ایک سنی مذہب کا اور ایک شیعہ مذہب کا نوکر ہوگا تانہ اپنی اپنی جماعت کو علوم مذکورہ کی تعلیم دے *

مدرسہ میں ہمیشہ مختلف علوم پر لکچر ہوا کریں گے اور ہمیشہ میں ایک ذمہ مذہبی مدرسہ اپنی مسجدوں میں اپنے مذہب کے لوگوں کو مذہبی لکچر سنایا دینگے *

خود لڑکے بھی باہم ملکر ایک کلب جس کا نام انشا اللہ تعالیٰ مثل کیہ بروج کی کلب کے یونین کلب کھلاریکا جس کا ترجمہ مجلس متفقہ ہی منور کریں گے اور اُس میں یاتروں اور دنیاوی علوم میں مباحثہ نہوا کریگا اور قواعد اسپچ بعینہ وہی ہونگے جو کیہ بروج یونین کلب میں ہیں *

مدرسہ کی بنیاد جس دن رکھی جاوے گی وہ دن ہمیشہ مدرسہ کی سالگرہ کا ہوگا اُس دن ہمیشہ مدرسہ کی یادگاری کے لیئے مجلسیں ایز خوشیاں کی جایا کریں گے *

نمبر ۱۰۱

خط

متعلق بحث وجوہ آسمان

سلامت

مخدومی مکرمی ایڈیٹر اخبار تہذیب الاخلاق

بعد سلام نیاز گذارش یہ ہے کہ نیازمند نے پرچہ میو گزٹ میں وجود آسمان کی نسبت ایک مضمون چھپا ہوا دیکھ کر اس کی نسبت ایک عریضہ خدمت میں مہتمم اخبار موصوف کے لکھا ہے چونکہ وہ آپ کے اخبار کے پڑھنے والوں کے بھی ملاحظہ کے قابل ہے اس لیے اس کی ایک نقل حرف بہ حرف آپ کی خدمت میں اس امید سے بھیجتا ہوں کہ آپ بھی ازراہ نوازی اپنے اخبار میں اس کو چھاپ دیں زیادہ نیاز و پس *

آپ کا خادم
محمد میو

سلامت

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب میو گزٹ

آپ کے اخبار کے پرچے جن میں آپ نے اثبات وجود خارجی شیطان پر اور اثبات وجود آسمان پر بحث کی ہے ان کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا حقیقت میں راقمان تہذیب الاخلاق کی تحریر جمہور مفسرین اور علمائے متقدمین کے برخلاف ہے پس جبکہ دلائل اس کے برخلاف اور بتائید علمائے متقدمین دیکھے جاتے ہیں تو دل نہایت غش ہوتا ہے مگر ایک مشکل نظر آتی اور وہ یہ ہے کہ راقمان تہذیب الاخلاق کا منشاء بہت معلوم ہوتا ہے کہ دلائل علم ہیئت اور ریاضی اور علم طبیعات سے ان کے نزدیک یہ بات ثابت اور مستحق ہو چکی ہے کہ وجود آسمان کا جیسا کہ مسلمان خیال کرتے آئے ہیں ویسا فی الواقع نہیں ہے اور جو اعتراض کہ علوم مذکورہ کی رو سے وجود آسمان کے تسلیم کرنے سے واقع ہوتے ہیں وہ ان کی رائے میں موقوف نہیں ہوسکتے اور جو دلیلیں کہ علوم مذکورہ کی رو سے عدم وجود آسمان پر قائم ہوتی ہیں ان کی وہ تردید نہیں کرسکتے بلکہ سب کو صحیح اور ٹھیک تصور کرتے ہیں اور چونکہ وہ لوگ قرآن کو حق اور منزل من اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تو ان کا یہی خیال ہے کہ قرآن مجید حقیقت واقع کے خلاف نہیں بلکہ مفسرین اور علمائے متقدمین نے غلطی کی ہے جو قرآن مجید کے ایسے معنی بیان کیئے ہیں کہ خلاف واقع ہیں پس آپ کا استدلال وجود آسمان پر آیات قرآنی سے اس وقت مفید ہوگا جب کہ اول آپ ان اعتراضوں کا جواب شافی دیدیں جو علوم مذکورہ کی رو سے بحالت تسلیم وجود آسمان وارد ہوتے

ہیں اور نیز حقائق دلیلوں کی بقدری تردید کردیں جس سے اذروے علوم مذکورہ عدم وجود آسمان ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر آپ ایسا کریں گے اور بالفرض آپ قرآن مجید سے وجود آسمان ثابت کردیں گے اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہ ہے ہوگا کہ نمود بالہ قرآن مجید حقیقت واقع کے برخلاف ہے مجھ کو راقمان تہذیب الاخلاق کی خدمت میں نیاز ہے اور میں چند دفعہ ان تحریروں کو ان کے پاس لے گیا ہوں جو ان کے مخالف چھپی ہیں اور ان کو وہ تحریریں دکھائیں ان لوگوں نے انکو دیکھا اور کہا کہ مکتبی کے جالے سے بھی پر دی ہیں بہت سے سوچنے کے بعد اس کا منشاء یہی معلوم ہوا کہ جو لوگ ان کے مخالف گفتگو کرتے ہیں وہ بیچ میں سے بات کو لے لیتے ہیں جو کو نہیں پکڑتے۔ اس لیے وہ لوگ اس پر کچھ ترجیح نہیں کرتے *

امید ہے کہ آپ اس بات پر بقدری غور کریں گے اور میری ان سطروں کو اپنے اخبار میں مستمر فرمادیں گے کہ راقمان تہذیب الاخلاق کے مضامین کے جواب میں جو لوگ کچھ لکھنا چاہیں وہ اس بات پر لحاظ کر کے لکھیں تاکہ پھر ان کو جاے گریز باقی نہ رہے *

نمبر ۱۰۲

چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

چندہ سابق

تعداد چندہ جسکی فہرست پہلے چھپ چکی
... عشاء ۷۔

چندہ جدیدی

ہز ایکسانسی تی ریت اریبل طامس
جارج بیرنگ بیون لارڈ فارتھہ رزوک
آف استر یتن جی ایم ایس آئی
ویسرائے اور گورنر جنرل آف انڈیا ...
شجاع الدولہ مختارالملک سید تراب علی
خان بہادر سرسارچنگ کے سی
ایس آئی ...
بابو شیو پرشاد صاحب بہادر سی ایس
آئی رئیس بنارس ...
جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب
مہر منشی سرکار پتیالہ ...

+ واضح ہو کہ اخیر شرط جو بابو صاحب نے چندہ میں لکھی تھی چسپہر کمیٹی میں بھی ہوئی وہ انہوں نے منسوخ کر دی ہے۔

سید مظفر علی خان صاحب ناظر منصفی	مولوی خواجہ محمد بوسف صاحب
ہاتھرس ... ع	رئیس علیگڑہ ... ص
عبدالرحمن خان صاحب داروغہ توشخانہ	حضرت مولوی سید امدان علی صاحب
نواب صاحب سابق والی ٹونک ... ع	رئیس بھاگلپور سب اردنیت چیچ گبا ... ص
مولوی نجم الدین صاحب رئیس چڑیا کوت	راجہ شہباز نوابین سنگھ بہادر ... ص
ضلع اعظم گڑہ ... ع	راجہ چیکشن داس بہادر سی ایس آئی
لالہ چنی لال صاحب رئیس بنارس وکیل	رئیس مراد آباد ... ص
عدالت ... ع	راجہ پرتاب سنگھ بہادر رئیس تاجپور
مرزا ضیاء الدین بیگ صاحب مدرس	ضلع بجنور کمشنری روہیلکھنڈ ... ص
اسکول ہاتھرس ... ع	مولوی شاہ اسد علی صاحب رئیس غازیپور
محمد نور صاحب صوفیہ دار ملازم نواب صاحب	وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ... ص
سابق والی ٹونک ... ع	مولوی محمد حسن صاحب رئیس
مرزا محمد علی بیگ صاحب مدرس	بدایوں مدارالمہام نواب صاحب سابق
ہاتھرس ... ع	والی ٹونک ... ص
منشی سراج الدین احمد صاحب محکور	مولوی فضل احمد خان صاحب رئیس
بندوبست تحصیل ہاتھرس ... ص	دعویٰ قہتی کلکٹر بہادر غازی پور ... ص
احمد خان صاحب از ہاتھرس ... ص	منشی خواجہ غلام غوث خان بہادر میو
شیخ امجد علی صاحب محکور تحصیل	منشی محکمہ عالیہ گورنمنٹ شمالی
ہاتھرس ... ص	و مغربی ... ص
میر احمد علی صاحب مختار از مقام ہاتھرس ... ص	ایک بہم صاحبہ کی طرف سے (خ) ... ص
بہادر خان صاحب مختار از ہاتھرس ... ص	صاحب رادہ محمد عبدالکبیر خان صاحب
میر امم علی صاحب از ہاتھرس ... ص	اقرباے نواب صاحب ٹونک ... ص
محمد سلیمان خان صاحب رسالدار ملازم	ایک بہم صاحبہ کی طرف سے (ج) ... ص
نواب صاحب سابق والی ٹونک ... ص	مولوی محمد معصوم علی خان صاحب
محمد معزاللہ خان صاحب رسالدار ملازم	پیشکار ہاتھرس ... ص
نواب صاحب سابق والی ٹونک ... ص	مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس
اعظم الدین صاحب جمعہ از چونداران ملازم	علیگڑہ ... ص
نواب صاحب سابق والی ٹونک ... ص	مولوی محمد لطاف اللہ صاحب مدرس
محمد امان صاحب ملازم نواب صاحب	اول مدرسہ عربی علیگڑہ ... ص
سابق والی ٹونک ... ص	مرزا محمد عزیز بیگ صاحب سردار
پانچ روپیہ سے کم جو چندہ ہوا ... ع	محکمہ اسسٹنٹ بانسواڑہ ... ع
مہزان کل ... ع	محمد کرامت خان صاحب کوتوال
	ہاتھرس ... ع

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبد الرزاق کے انتظام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۲]

۴۰ رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت معبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توہین کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے غرضتہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجراء سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجراء و ترقی میں صرف کیا جارہیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۰۳

روٹنڈان

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدة ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۵

صدر انجمن

ہواری محمد عارف صاحب *

ممبران موجودہ

سید محمد حامد خاں صاحب *

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب *

منشی محمد یار خاں صاحب *

سکرتری

سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی *

روٹنڈانیں اجلاس ہائے منعقدة ۳۱ جولائی و ۸ اگست سنہ

۱۸۷۲ ع جو بدستخط سکرتری مرتب اور کتاب روٹنڈان میں مندرج

تھیں ملاحظہ ہوئیں *

سید محمد حامد خاں صاحب نے کہا کہ ہمارے کمیٹی کے قوائد وصول چندہ میں جو یہ امر قرار پایا ہے کہ چندہ صرف مسلمانوں اور عیسائیوں سے طلب کیا جاوے اور ہندوؤں کی نسبت یہ بات تصدیق ہوئی کہ اگر وہ مہربانی سے دیں تو نہایت شکر گذاری سے لیا جاوے مگر درخواست کہ کرنی چاہیئے *

جس اصول پر یہ قاعدہ قرار پایا ہے وہ بلاشبہ صحیح اور عمدہ ہے بیشک عیسائی گورنمنٹ جو ہم پر حاکم ہے اس کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جو مڈل اور قروموں کے اس کی رعایا ہیں مدد کرے پس اس سے درخواست چندہ کی کرنا کچھ بیجا نہیں تھا اور مسلمانوں کا تو خاص فرض ہے کہ وہ اپنے ہم قوم و ہم مذہب لوگوں کی تعلیم اور بھلائی میں جہاں تک ممکن ہو مدد کریں اگر بعض درخواست کرتے کے کرنی ایسا قاعدہ جاری کرنا ممکن ہوتا کہ بے جبر ان سے لیا جاوے تو بھی مضائقہ نہوتا اور

میں سمجھتا ہوں کہ ہندوؤں سے درخواست نہ کرنے کی تصدیق اس لیے کی گئی تھی کہ اس مدرسہ میں کوئی خاص طریقہ ان کی تعلیم کا قرار نہیں دیا جاسکتا تھا بلاشبہ عام طور پر ان کا بھی تعلیم پانا ممکن ہے مگر جب کہ ان کی تعلیم عام طور پر ہو تو ان سے خاص چندہ طلب کرنا غیر مناسب تھا اور اس لیے یہی بات مناسب تھی کہ جو ہندو رئیس ہموطن ہونے کی ہمدردی سے چندہ دے تو نہایت شکر گذاری سے قبول کیا جاوے یہ پچھلا اصول عام لوگوں سے بالکل مناسب رہتا ہے الا ان راجاؤں سے جو صاحب ملک ہیں اور ہزاروں مسلمان ان کے ملک میں بطور ان کی رعیت کے بستے ہیں کسی طرح مناسب نہیں رکھتا معزۃً مدرسة العلوم کسی خاص ملک کے مسلمانوں کو ہی فائدہ نہیں پہنچانیکا بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچانیکا اور کچھ شہہ نہیں ہے کہ راجاؤں کے ملک کے مسلمان جو ان کی رعیت ہیں وہ بھی اس مدرسہ میں تعلیم پانے کو آرہے اور جو کتابیں علوم کی بذریعہ اس مدرسہ کے جاری ہونگی اور مقبور ہونگی اور ہر ملک میں پھیلیں گی ان سے راجاؤں نے ملک کے تمام مسلمانوں کو یہی فائدہ پہنچانیکا اور جو طالب علم اس مدرسہ میں تعلیم پا کر اطراف میں جارہے ان سے بھی ہندوستانی ریاستوں کی مسلمان رعایا کو بہت کچھ فائدہ ہوگا پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان راجاؤں سے جو والیان ملک ہیں جن کی عملداری میں مسلمان بطور رعیت کے بستے ہیں چندہ کی درخواست نہ کی جاوے کچھ شہہ نہیں ہے کہ ہر وقت مرتب کرنے قواعد کے اس امر پر لحاظ نہیں ہوا تھا اس واسطے میں تحریک کرتا ہوں کہ دفعہ ۱۶ قواعد کی ترمیم کی جاوے تاکہ ممبران مجلس کو ان راجاؤں سے بھی جن کی عملداری میں مسلمان بطور رعایا کے بستے ہیں چندہ کی درخواست کرنے کی اجازت ہو *

صدرانجمن نے اس تحریک کی تائید کی اور سب نے اتفاق ظاہر کیا جو کہ پلاطاب رائے جملہ ممبران کمیٹی کے قواعد مذکورہ کی ترمیم نہیں ہوسکتی اس لیے بالاتفاق یہ تصدیق ہوئی کہ باقی ممبران کمیٹی سے بھی جو اس وقت شریک جلسہ نہیں ہیں نسبت اس ترمیم کے رائے طلب کی جاوے *

بعد اس کے شریک صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاستہ ہوئی *

(دستخط)

سید احمد خاں

سکرتری مجلس خزنة البضاعة

کمیٹی کے حسب تصریح اجلاس گذشتہ مہینے تمام ممبران کمیٹی سے
سوائے اُن دس ممبروں کے جو ہندوستان میں موجود نہیں ہیں رائے
طلب کی تھی جسکا نتیجہ حسب تفصیل ذیل ہی *

مفصلہ ذیل ممبروں نے ترمیم منظور کی

- ۱ مولوی محمد عارف صاحب *
- ۲ سید محمد حامد خاں صاحب *
- ۳ مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب *
- ۴ منشی محمد یار خاں صاحب *
- ۵ سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *
- ۶ منشی محمد سبھان حیدر صاحب *
- ۷ مولوی اشرف حسین خاں صاحب *
- ۸ نواب محمد حسن خاں صاحب *
- ۹ شیخ غلام علی صاحب *
- ۱۰ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *
- ۱۱ شیخ محمد جان صاحب *
- ۱۲ شیخ محمد فیاض علی صاحب *
- ۱۳ مولوی محمد انعام صاحب *
- ۱۴ مولوی فضل احمد خاں صاحب *
- ۱۵ سید محمد میرو پادشاہ صاحب *
- ۱۶ مولوی محمد حیدر حسین صاحب *
- ۱۷ مولوی خواجه محمد یوسف صاحب *
- ۱۸ مولوی سید زین العابدین صاحب *
- ۱۹ مولوی محمد عنایت رحول صاحب *
- ۲۰ نواب محمد احمد اللہ خاں صاحب *
- ۲۱ مولوی سید مہدی علی صاحب *
- ۲۲ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب *
- ۲۳ مختار الدولہ نواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی *
- ۲۴ سید ظہور حسین صاحب *
- ۲۵ مولوی محمد اسماعیل صاحب *
- ۲۶ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب *
- ۲۷ مولوی سید امداد علی صاحب *
- ۲۸ حکیم محمد حکم اللہ صاحب *
- ۲۹ منشی محمد صدیق صاحب *
- ۳۰ سید محمد احمد خاں صاحب *

مفصلہ ذیل ممبروں نے ترمیم کو نا منظور کیا

* * * * *

نمبر ۱۰۴

روٹداد

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدة ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۶

صدر انجمن

نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر *

ممبران موجودہ

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب *

سید محمد حامد خاں صاحب *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

مولوی محمد عارف صاحب *

منشی محمد یار خاں صاحب *

سکرٹری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

روٹداد اجلاس منعقدة ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جو بدستخط

سکرٹری مرتب اور کتاب روٹداد میں مندرج تھی ملاحظہ ہوئی *

سکرٹری نے چٹھی سکرٹری حضور نواب لفتننٹ گورنر بہادر اضلاع

سمال و مغرب مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جسکے ساتھ نقل

چٹھی سکرٹری حضور عالی جناب نواب گورنر جنرل بہادر مورخہ ۹

اگست سنہ ۱۸۷۲ ع نمبر ۳۳۹ شامل تھی پیس کی + جو ترجمہ

کہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کی نسبت

دومانی اور یہ وعدہ فرمایا ہی کہ جو مدد کہ گورنمنٹ سے اس

مدرسۃ العلوم کے لیئے ہوسکتی ہی وہ کی جارہی اور دلی توجہ حضور

نواب لفتننٹ گورنر بہادر نے فرمائی ہی اُس سب سے مطلع ہوئے تمام

ممبروں کو ایک بڑی تقریب ہوئی اور حضور عالی جناب نواب گورنر

جنرل بہادر اور حضور جناب نواب لفتننٹ گورنر بہادر کا شکریہ

بالاتفاق مجلس نے ادا کیا *

بعد اسکے سکرٹری نے اطلاع کی کہ واسطے ترمیم دفعہ ۱۶ قواعد

+ یہ چٹھیاں انگریزی مع ترجمہ اخیر میں مندرج ہیں *

مفصلہ ذیل ممبروں کے پاس سے جواب نہیں آیا

- ۱ جناب مولوی محمد عثمان خاں صاحب *
- ۲ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب *
- ۳ محمد عنایت اللہ خاں صاحب *
- ۴ شیخ خیر الدین احمد صاحب *
- ۵ منشی محمد الہی بخش صاحب *
- ۶ مولوی محمد امانت اللہ صاحب *
- ۷ حاجی مولوی محمد عبدالاحد صاحب *
- ۸ مولوی محمد نجم الدین صاحب *
- ۹ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب *

مفصلہ ذیل ممبر ہندوستان میں موجود نہیں ہیں

- ۱۰ حافظ احمد حسن صاحب *
- ۱۱ سید محمد محمود صاحب *

صدر انجمن نے تصریح کی کہ جو کہ ثبوت رائے ممبروں کی اس دہے کی ترمیم پر ہرگئی راسلئے اُس کی ترمیم عمل میں آئے چنانچہ حسب مندرجہ ذیل ترمیم کی گئی *

دفعہ ۱۶ موجودہ حال

ممبروں کا اول کام جمع کرنے سرمایہ کا ہی اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنکی قومی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری میں بھی اُنکو ایسی ہی مدد کرنی فرض ہی جیسیکہ اور قوموں کی) چنڈہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان دو قوموں کے اور کسی قوم سے چنڈہ کی درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہ ہوگا الا اگر کوئی اور قوم اور مذہب کا شخص اپنی خوشی سے بلا درخواست کچھ چنڈہ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکرگذاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۶ ترمیم شدہ

ممبروں کا اول کام جمع کرنے سرمایہ کا ہی اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنکی قومی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری میں بھی اُن کو ایسی ہی مدد کرنی فرض ہی جیسیکہ اور قوموں کی) اور اُن راجاؤں اور مہاراجاؤں سے (جو صاحب ملک اور حکومت ہیں

اور اُن کی عملداری میں مسلمان بطور رعایا بستے ہیں) چنڈہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان لوگوں کے اور کسی سے چنڈہ کی درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہ ہوگا اگر کوئی اور قوم و مذہب کا شخص اپنی خوشی سے بلا درخواست کچھ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکرگذاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

مرزا محمد رحمۃ اللہ بیگ صاحب نے کہا کہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ء کو جو اجلاس ہوا اُس میں شریک تھے اُس اجلاس میں دفعہ ۱۶ و ۱۷ قواعد مجلس کی جو تشریح کی گئی تھی اُس میں متفقہ و عذر ہی میں تسلیم کرتا ہوں کہ ممبران مجلس کو قواعد مجلس کی کسی دفعہ کے معنی اور مراد بیان کرنے اور اُس کی تشریح کرنے کا اختیار ہی مگر کوئی ایسے منہی یا تشریح بیان کرنے کا جو اصول قواعد مجلس کے برخلاف ہو یا جس سے ترمیم قواعد مجلس لازم آتی ہو اختیار نہیں ہے تشریحات مذکورہ کی تشریح دوم میں کمیٹی کو اجازت دی گئی تھی کہ صورت خاص میں مسلمانوں کا چنڈہ اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس وقت چنڈہ دیا جاوے گا منظور کرے *

اور تشریح چہارم کی ضمن سوم میں سوائے مسلمانوں کے اور شخصوں کو مجاز کیا گیا ہے کہ وہ بشرط منظوری کمیٹی شرط مذکورہ بالا پر اپنا چنڈہ منحصراً کر سکتے ہیں *

یہ تشریحات بالکل متضاد اصول قواعد مجلس کے ہیں کیونکہ قواعد مجلس کا یہ منشاء ہے کہ قلیل قیام مدرسہ چنڈہ جمع کیا جاوے تاکہ چنڈہ کافی جمع ہوجائے کے بعد مدرسہ جاری ہو تہ یہ کہ چنڈہ کا وصول ہو نا قیام مدرسہ پر منحصر ہو اُس لیئے میں تصریح کرتا ہوں کہ اُن تشریحات کو منسوخ کیا جاوے یا اُن کی ترمیم عمل میں آوے *

منشی محمد یار خاں صاحب نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اُس تاریخ کے جلسہ میں شریک تھا اور میری شرکت رائے سے تشریحات مذکورہ قائم ہوئی تھیں لیکن میں اپنے دوست مرزا محمد رحمۃ اللہ بیگ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور اُس کی تائید کرتا ہوں *

اس پر قلیل مباحثہ درمیان ممبران موجودہ کے ہوا اور آخر کار اُن تشریحات کی ترمیم پر سب نے اتفاق کیا اور اُن کی ترمیم حسب تفصیل ذیل ہوئی *

تشریح موجودہ حال

تشریح ۲ کسی مسلمان کا چنڈہ (سوائے کسی صورت خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے) اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس

ہوگا کیونکہ اُن دیہات سے منافع بہ نسبت پرامیسری نوٹوں کے زیادہ حاصل ہوگا پس ہم کو جائداد خریدنے کی فکر پیش ہی لیکن جائداد کا خریدنا حتی المقدور اُسی ضلع میں مناسب ہوگا جہاں کہ مدرسہ قائم ہو اور اگر اُس خاص ضلع میں کوئی جائداد ملے تو اُس کے قریب تر ضلعوں میں خرید کرنی ہوگی اور اس لیے مقام مدرسہ کے تصفیہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہی پس میں تحریر کرتا ہوں کہ ممبروں سے رائے پوچھی جاوے کہ کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہوگا تاکہ اُس ضلع یا اُس کے قریب و جوار کے ضلعوں میں جائداد خریدی جاوے *

سید محمد حامد صاحب نے اس تحریر کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب نے یہ بات کہی کہ صرف ایک دو حرفی خط مقدمہ طلب رائے ممبروں کے پاس بھیج دینا کافی نہیں بلکہ میں اس بات کی تحریر کرتا ہوں کہ سکرٹری کو اجازت دی جاوے کہ اس باب میں وہ ایک کمیٹی تشکیل دیں کہ کس ضلع میں مدرسہ قائم ہونا مناسب ہوگا اور جس ضلع میں وہ اُس کا مقام تجویز کریں اُس کی وجہ اور دیگر اضلاع پر اُس کی ترجیح کیا وجہ تحریر کرکر کمیٹی کے اجلاس میں پیش کریں اور ممبران سبک جلسہ اُس پر بحث کرکر اپنی اپنی رائے ظاہر کریں اور وہ کمیٹی اور مباحثہ اور رائے ممبران شریک جلسہ کی اُن ممبروں کے پاس بھیجی جاوے جو شریک جلسہ نہیں تاکہ وہ سب لوگ اُن مباحثوں پر فرد کرکر اپنی رائے دیں *

صدرانجمن صاحب نے اس تحریر کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعدہ بموجب دفعہ ۷ قواعد مجلس کے جناب محمد مسعود علی صاحب خان بہادر رئیس چھتاری ضلع بلند شہر مجلس خزانۃ البضاعۃ کے ممبر مقرر کیئے گئے *

بعد اس کے شکریتہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس ہوئی *

[دستخط]

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی
سکرٹری مجلس خزانۃ

نہ چندہ دیا جاویگا نہ منظور ہوگا نہ درج فہرست چندہ کیا جاویگا کیونکہ مسلمانوں کا فرض اس وقت چندہ جمع کرنا ہی تاکہ مدرسہ اُری ہو الخ *

تشریح ترمیم شدہ

تشریح ۲ کسی شخص کا چندہ عیسائی ہو یا مسلمان یا ہندو اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اس وقت چندہ دیا جاویگا نہ منظور ہوگا نہ درج فہرست چندہ کیا جاویگا کیونکہ ہو چندہ دینے والے کا فرض ہی کہ اس وقت چندہ دے تاکہ مدرسہ جاری ہو الخ *

تشریح ۳ میں سے لفظ (البتد) نکال ڈالا گیا اور تشریح ۳ حرف الف میں سے الفاظ (جنکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ ع میں) نکالے گئے اُسکی جگہ یہ الفاظ قائم ہوئے (جنکی تفصیل ان قواعد میں) *

تشریح ۴ کی ضمن ۳ میں بالکل منسوخ اور خارج کی گئی *

بعد اس کے سکرٹری نے بیان کیا کہ جن صاحبوں نے چندہ پر دستخط کیئے ہیں اُنہوں نے چندہ بھیجنا شروع کیا ہی جن لوگوں نے اپنے چندہ کو مشروط بشرطہ جائداد کیا ہی اُسکی تفصیل میں ملحدہ رکھتا ہوں اور جن صاحبوں نے کوئی شرط نہیں کی اُسکی تفصیل ملحدہ میرے پاس موجود ہی — زر چندہ غیر مشروط میں سے دو پرامیسری نوٹ ہزار ہزار روپیہ کے مینے خریدے ہیں اور عنقریب اور پرامیسری نوٹ اور بعض موضع معافی خریدا جاویگا اگر یہ کمیٹی حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع رجسٹری نہوگی تو تمام جائداد خاص میرے نام پر خریدی جاویگی اور میرے اور میرے وارثوں کی طرف سے منتقل ہو سکے گی میں اس بات کو پسند نہیں کرتا اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمام جائداد کمیٹی کے نام خریدی جاوے اور اس لیے ضرور ہی کہ کمیٹی کی رجسٹری حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع ہو جاوے پس مجھے اجازت دی جاوے کہ اس کمیٹی کی رجسٹری ہونے کی حسب ضابطہ درخواست کروں *

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب نے اس تحریر کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

سکرٹری نے کمیٹی سے کہا کہ زر چندہ جو مشروط بشرطہ جائداد ہی وہ بھی وصول ہونا شروع ہو گیا ہی اور روپیہ کر بیکار پڑا رکھنا مناسب نہیں ہی اور یہ بھی میری رائے ہی کہ اگر دیہات معافی ہاتھ آریں تو اُنکا خریدنا بہ نسبت پرامیسری نوٹوں کے زیادہ مفید

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL
COLLEGE FUND COMMITTEE.

COPY No. 92 OF 1872.

From THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT,
N. W. Provinces.

To SYUD AHMED KHAN, BAHADOOR, C. S. I.,
Secretary to the Select Committee,
for the better diffusion and advance-
ment of learning among Maho-
medans in India.

Dated Nynce Tal, the 28th of August 1872.

GENERAL (EDUCATIONAL) DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

In continuation of the docket from this office, No. 2395A, dated 1st June last, having reference to the scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, I am directed to forward, for the information of the Committee, the accompanying copy of a letter from the Secretary to the Government of India, Home Department, No. 339, dated 9th August 1872, and to state that it affords His Honor the Lieutenant-Governor sincere satisfaction to be the medium of conveying so gratifying and well deserved an acknowledgment of the labors of the Committee.

* * * * *

I have &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,
Secy. to the Govt., N. W. P.

COPY No. 339.

From H. L. DAMPIER Esq.
Offg., Secy., to the Govt. of India,

To THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT OF THE
N. W. Provinces.

Simla, the 9th August 1872.

HOME DEPARTMENT—EDUCATION.

SIR,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter No. 2396, dated the 1st ultimo, forwarding, with other papers, copy of an able and valuable Report by the Select Committee for the better diffusion and

چٹھی

نمبر ۹۲

صاحب سکوتری نواب لفٹننٹ گورنر بہادر اصلاح

شمال و مغرب

بنام

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سکوتری سلیکٹ کمیٹی
خواسمکار ترقی تعلیم مسلمانان ہند

از مقام نینے تال مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ع

صیغہ تعلیم

صاحب من — بہ تسلسل ڈاکٹ محکمہ ہذا نمبری ۲۳۹۵

حرف (اے) مورخہ یکم جون گذشتہ پابت تجویز تقرر اینگلور
اورینٹل کالج واسطے تعلیم مسلمانان — میں حسب ہدایت
نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ایک چٹھی صاحب سکوتری گورنمنٹ
ہند ہوم ڈپارٹمنٹ نمبر ۳۳۹ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ع واسطے
اطلاع کمیٹی کے ارسال کرتا ہوں اور یہ بھی اطلاع دیتا ہوں
کہ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کو اس امر کی نہایت دلی خوشی
ہی کہ کمیٹی کی کوششوں کی پسندیدگی کی خوشخبری اُنکی معرفت
دی جاتی ہی *

[دستخط] سی اے ایلٹ

سکوتری گورنمنٹ شمال و مغرب

نقل

نمبر ۳۳۹

چٹھی

ایچچہ ایل ڈیپٹیٹر صاحب قائم مقام سکوتری گورنمنٹ ہند

بنام

سکوتری گورنمنٹ اصلاح شمال و مغرب

از مقام شملہ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ع

میں حسب ہدایت جناب نواب گورنر جنرل بہادر آپ کو اس
ہوم ڈپارٹمنٹ امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کی چٹھی نمبری
صیغہ تعلیم ۲۳۹۶ مورخہ یکم ماہ گذشتہ معہ عمدہ اور لائق

advancement of learning among Mahomedans of India, and in reply to state that His Excellency the Governor General in Council has received with deep interest and much gratification the account contained therein of a scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, and he earnestly hopes that the scheme will meet with the success it so well deserves.

2. This movement on the part of the Mahomedans of Upper India is entitled to every encouragement which the Government can give, and reflects the highest credit on Syud Ahmed Khan, Bahadoor, and those associated with him for the attainment of such a laudable object.

I have &c.,

(Sd.) H. L. DAMPIER,

Offg. Secy. to the Govt. of India.

ایکٹ بمواد رجسٹری ہونے اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقی عامہ ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہوں *
ہرگاہ یہ امر قرین مصلحت ہی کہ بمواد ترقی حیثیت قانونی اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقی عامہ ادب یا فلسفہ یا حکمت یا منسکو کرنے علم مفید خلافت یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہوں شرائط مناسب نفاذ پائیں لہذا حسب ذیل حکم ہوتا ہے *

دفعہ ۱ جائز ہے کہ منجملہ اُن اشخاص کے جو واسطے ترقی عامہ ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے یا کسی اور غرض سے جو دفعہ ۲۰ ایکٹ ہذا میں مذکور ہے شریک ہوں سات یا زیادہ نفر شرکاء قلعہ یاد داشہ پور جو بلفظ میمورینڈم آف ایسوسی ایشن نامزد ہوئی ہے اپنے دستخط ثبت کرے اور اُسکو مطابق ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۷ ع پاس صاحب رجسٹر جماعت ہائے مشترک کے بھیجے اس ایکٹ کے مطابق اپنے تئیں سوسائٹی مقرر کریں *

دفعہ ۲ یاد داشت مذکور میں یہ مراتب مندرج ہونگے *

نام سوسائٹی کا *

منشاء اور غرض سوسائٹی کی *

نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب اُن اشخاص کا جنکو مطابق قواعد سوسائٹی کے انصرام کار و بار سوسائٹی مفوض ہو اور جو سوسائٹی میں حیثیت گورنر یا کونسل یا کانٹریکٹر یا کمیٹی کی یا اور

رہنورد سلیکٹ کمیٹی ترقی تعلیم مسلمانان ہند اور نیز دیگر کافذات کے پہنچی *

نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کو تجویز مندرجہ رپورٹ کی اطلاع سے جو بابت قایم کرنے اینگلو اورینٹل کالج کے ہی نہایت خوشی حاصل ہوئی اور نواب صاحب مدد دل سے اُمید رکھتے ہیں کہ اس تجویز میں جیسی کہ کامیابی ہوئی چاہیئے ریسی ہی ہوگی *

۲ شمال مغربی اضلاع کے مسلمانوں کی یہ تدبیر مستحق اس بات کی ہی کہ جہاں تک ممکن ہو گورنمنٹ اُس میں مدد کرے *

سید احمد خاں بہادر اور اُن صاحبوں کی کوششیں جو اس عمدہ کام میں اُن کے شریک ہیں نہایت تحسین اور آفرین کے قابل ہیں *

(دستخط) ایچ۔ ایل۔ ڈیمپئر

قایم مقام سکرٹری گورنمنٹ ہند

مضمون نمبر ۱۰۵

قانون

وقفی اور رفاہ عام کی کمیٹیوں کی رجسٹری کا قانون

روئداد مجلس، خزنة البضاعة جو ہمارے تہذیب الاخلاق میں چھپی ہے اُس سے تمام مسلمانوں کو معلوم ہوا ہوگا کہ اُس مجلس کی رجسٹری ہونے کی تجویز میبران مجلس کی جانب سے عمل میں آئی ہے — ہم اُس قانون کو جسکے بموجب اُس مجلس کی رجسٹری ہوئی ہے جسکے ۱ لپٹے حایتے ہیں تاکہ تمام مسلمان اس بات سے واقف ہوں کہ نسبت حفاظت اُس سرمایہ کے تدبیر کافی کی گئی ہے گو مدرسۃ العلوم کبھی قایم ہو وہ روپیہ بلا کسی قسم کے نقصان کے ہمیشہ اُسی کام کے لئے جمع و ہیکل اور اُس کے سوا کسی کام میں نہ آسکیگا — اُمید ہے یہ سب انتظام چندہ دینے والوں کو بشربی مطمئن کریں گے کہ اُنکا روپیہ دیا ہوا کسی طرح تلف نہوگا بلکہ اُسی کام میں آریگا جسکے لئے اُنہوں نے دیا ہے اور وہ قانون یہ ہے *

ایکٹ ۴۱ سنہ ۱۸۶۰ ع

لیجس کیٹف کونسل کی تجویز سے حسب منظوری جناب نواب گورنر جنرل بہادر ملک ہند کے ۲۱ مئی سنہ ۱۸۶۰ ع کو صادر ہوا *

کسی اہلکار یا شخص دیگر کو جوابدہی کے لیئے نامزد نہ کریں تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ خود پریزیڈنٹ یا میجر مجلس یا سکریٹری اعلیٰ یا امانت داران سوسائٹی کے نام نالاش کرے *

دفعہ ۷ کوئی نالاش یا مقدمہ جو کسی عدالت دیوانی میں دائر اور زیر تہریر ہو اس وجہ سے ساقط نہ ہو جاویگا کہ وہ شخص جس کی طرف سے یا جس کے نام نالاش یا مقدمہ رجوع ہوا تھا فوت ہو گیا ہو یا اُس کو وہ حیثیت باقی نہ رہے جو شروع نالاش یا ابتداً جوابدہی میں اُس کو حاصل تھی بلکہ نالاش اور مقدمہ مذکور اُس شخص کے وارث کی طرف سے یا وارث کے نام دائر اور قائم رہیگا *

دفعہ ۸ اگر کوئی ڈگری اُس شخص یا اہلکار کے نام صدور پارے جو سوسائٹی کی طرف سے نامزد ہوا ہو تو جائز نہ ہوگا کہ ڈگری اُس شخص یا اہلکار کی ذات خاص یا جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پر جاری ہووے بلکہ سوسائٹی کی جائداد پر جاری ہونا چاہیئے اور درخواست اجراء ڈگری میں یہہ مراتب درج ہونگے کہ نالاش مقدمہ کی ڈگری صادر ہوئی اور مدیران ڈگری صرف سوسائٹی کی طرف سے نالاشی یا جوابدہ ہوا تھا اور اُس درخواست میں یہہ استدعا ہوگی کہ ڈگری سوسائٹی کی جائداد پر جاری کی جاوے *

دفعہ ۹ جب حسب مراد کسی بائبل یعنی قاعدہ درمیانی جو مطابق قواعد یا قوانین عام سوسائٹی کے تحریر پایا ہو یا اگر اُن قواعد میں بائبل کے تحریر کرنے کی شرط نہ ہو تو حسب مراد اُس بائبل کے جو یہ تحریر شریک سوسائٹی بوقت اجتماع مجمع عام بد منظور ہیں حصہ منجمہ پانچ حصہ شرکاء حاضرین کے قرار پاورے کوئی تاوان نقدی بہاداش انصاف کسی قاعدے یا بائبل مقرر سوسائٹی کے عائد کیا جاوے تو جائز ہوگا کہ زر تاوان بذریعہ نالاش رجوع اُس عدالت کے وصول کیا جاوے جس کے علاقہ میں مدعا علیہ مسکن گزین یا سوسائٹی واقع ہو یعنی جس طرح پر راے عہدہ داران ذی حکومت سوسائٹی کی قرار پاورے *

دفعہ ۱۰ اگر کوئی شریک کسی قدر زر حصہ جو مطابق قواعد سوسائٹی اُس کے ذمہ واجب ہو باقی میں قالے یا سوسائٹی کی کسی جائداد پر اُس طریق سے متصرف ہووے یا اسکو اپنے قبضہ میں رکھے جو خلاف قواعد سوسائٹی ہو یا سوسائٹی کی جائداد کو ضرر پہنچاوے یا تلف کرے تو جائز ہو کہ نالاش حصول زر باقی یا زر ہرجہ بابہ تصرف یا تقاضی بیچا یا ضرر یا اتلاف جائداد مذکور کے اُسی طرح

طرح پر حکومت کا اختیار رکھتے ہوں اور لازم ہی کہ نقل قواعد اور دستور العمل سوسائٹی مصدق بدستخط کم سے کم تین نفر عہدہ داران اہل حکومت کے شامل یادداشت مذکور کے داخل سررشتہ ہووے *

دفعہ ۳ جب یادداشت اور نقل مصدقہ مفصلہ بالا داخل ہو جاویں تو رجسٹر کو لازم ہی کہ سارٹیفکٹ بمضمون رجسٹری ہو جانے سوسائٹی مطابق ایکٹ ہذا کے اپنے دستخط سے لکھدیوے اور ہر ایک رجسٹری کی بابت رجسٹر کو زر فیس بقدر پچاس روپیہ یا کسی کم تعداد کے جو وقتاً فوقتاً بتجویز جناب ثواب گورنر جنرل بہار ہند اجلاس کونسل مقرر ہووے دیا جاویگا اور رجسٹر زر فیس مدخلہ کا حساب گورنمنٹ میں داخل کیا کریگا *

دفعہ ۲ مناسب ہی کہ اُس تاریخ سے جو مطابق قواعد سوسائٹی کے متعلق عام سالانہ کے اجتماع کے لیئے مقرر ہو چودہ روز بعد یا اگر اُن قواعد میں متعلق عام سالانہ کی شرط نہ ہو تو مہینہ جنوری میں قطعہ فہرست یہ تفصیل نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب گورنو یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی یا دیگر عہدہ داران اہل حکومت کے جنکو اس وقت انصوام امور سوسائٹی مفوض ہو ہر سال میں ایک مرتبہ صاحب رجسٹر جماعت ہائے مشترکہ کے سررشتہ میں داخل ہوا کرے *

دفعہ ۵ اگر جائداد منقولہ اور غیر منقولہ مملو کہ اُس سوسائٹی کی جو اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کی جاوے خاص امانت داروں کے نام نہ لکھی گئی ہو تو وہ جائداد ایام بقاء سوسائٹی تک سوسائٹی کے عہدہ داران اہل حکومت کی ملکیت سمجھی جاویگی اور جملہ عمل دو آمد عدالت ہائے فرجداوی اور دیوانی میں جائز ہوگا کہ وہ جائداد ساتھ لقب مناسب عہدہ داران ذی حکومت سوسائٹی کے اُن عہدہ داروں کی ملکیت قرار دی جاوے *

دفعہ ۶ اگر کسی کو ایسی سوسائٹی پر نالاش کوئی منظور ہو جس کی رجسٹری مطابق ایکٹ ہذا تعین پا چکی ہو تو جائز ہی کہ نالاش مذکور بقاء پریزیڈنٹ یا میجر مجلس یا سکریٹری اعلیٰ یا امانت داران سوسائٹی کے جس طرح پر سوسائٹی کے قواعد اور دستور العمل میں مشروط ہو رجوع کی جاوے اور اگر اُن قواعد وغیرہ میں اُس کی بابت کچھ شرط نہ ہو تو جائز ہی کہ نالاش اُس شخص کے نام دائر کی جاوے جو عہدہ داران اہل حکومت کی طرف سے اُس وقت جوابدہی کے لیئے مقرر کیا جاوے مگر ملحوظ رہے کہ اگر پورقت گذرنے درخواست مدعی کے عہدہ داران ذی حکومت سوسائٹی

تین حصہ منجملہ پانچ حصہ شرکاء سوسٹیٹی اصلتاً یا مختاراً اُسپر رضامند ہوں اور مجمع ثانی حسب اشتہار عہدہ داران ذی حکومت مجمع اول کی تاریخ سے ایک مہینے بعد مجمع ہو کر تین حصہ منجملہ پانچ حصہ شرکاء حاضرین اُس راء کو منظور اور پکال رکھیں *

دفعہ ۱۳ منجملہ پانچ حصہ شرکاء سوسٹیٹی کے اگر تین حصہ یا تین حصہ سے زیادہ شرکاء کو سوسٹیٹی کا شکست کرنا منظور ہو تو اُن کو اختیار ہی کہ اُسی وقت یا کسی تاریخ آئندہ پر سوسٹیٹی کو شکست کریں اور اُس صورت میں لازم ہی کہ واسطے تصفیہ اور وعدہ جائداد اور مطالبہ جات اور زر ہائے یاقینی اور ذمگی سوسٹیٹی کے مطابق قواعد مقررہ سوسٹیٹی یا اگر قواعد مقرر نہ ہوں تو حسب ہدایت عہدہ داران ذی حکومت کے پیروی ضروری عمل میں آوے اور اگر مابین عہدہ داران ذی حکومت اور دیگر شرکاء سوسٹیٹی کے کچھ نزاع برپا ہو تو تصفیہ کاروبار سوسٹیٹی کا اُس ضلع کے محکمہ ابتدائی درجہ اعلیٰ کی معرفت ہوگا جس میں سوسٹیٹی کا دفتر خانہ کلاں واقع ہو اور اُس صورت میں حاکم عدالت ایسا حکم صادر کریگا جو اُسکو مناسب معلوم ہو مگر ملحوظ رکھے کہ کوئی سوسٹیٹی شکست نہوگی الا اُس صورت میں کہ منجملہ پانچ حصہ شرکاء کے جو بعد اجراء اشتہار کے مجمع عام میں حاضر ہوں بقدر تین حصہ شرکاء اپنی اپنی راء مشعر رضامندی شکستگی سوسٹیٹی اصلتاً یا مختاراً ظاہر کریں اور یہ بھی شرط ہی کہ اگر گورنمنٹ کسی سوسٹیٹی کا شریک یا مددگار یا بطور دیگر واسطہ دار ہو اور سوسٹیٹی مطابق ایکٹ ہذا رجسٹری ہو چکی ہو تو وہ سوسٹیٹی بلا استثناء گورنمنٹ شکست نہ کی جارہیگی *

دفعہ ۱۴ اگر سوسٹیٹی رجسٹری شدہ کی شکستگی کے وقت بعد ایفا کے کامل فیوں اور زر ہائے ذمگی سوسٹیٹی کچھ جائداد فاضل نکلے تو وہ جائداد مابین شرکاء سوسٹیٹی یا ایک یا چند شریک کے تقسیم نہوگی بلکہ کسی اور سوسٹیٹی کو جسکو تین حصہ شرکاء منجملہ پانچ حصہ شرکاء بر وقت شکستگی سوسٹیٹی حاضر ہو کر اسالاً با

رجوع کی جارے جیسا اوپر لکھا گیا ہی اور اگر اُس ثالث یا مقدمہ میں جو حسب تعریک سوسٹیٹی کے رجوع ہووے مدعا علیہ غالب رہے اور اُس کے حق میں خرچہ پانے کا حکم ہووے اُس کو اختیار ہوگا کہ زر خرچہ اُس اہلکار سے جو ثالث میں مدعی ہوا تھا یا خود سوسٹیٹی سے وصول کرے اور اگر سوسٹیٹی سے وصول کرنا چاہے تو اُس کو اختیار ہوگا کہ حسب مرقومہ بالا سوسٹیٹی کی جائداد پر حکم نامہ جاری کرادے *

دفعہ ۱۱ اگر کوئی شریک سوسٹیٹی سوسٹیٹی کے کسی زر نقد یا دیگر جائداد کو چوری یا غبن یا تغلب کرے یا سوسٹیٹی کے مال و اسباب کو دیدہ و دانستہ بے نیت قاسد نقصان پہونچاوے یا تلف کرے یا کوئی وثیقہ یا تمسک یا ضمانت نامہ یا رسید یا اُڑر دستاویز مصروف طیار کرے اور اُس جمل سے سوسٹیٹی کے سرمایہ میں نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو وہ اُسی طرح مستوجب ماذونہ اور در صورت ثبوت جرم سزا پابی کے لایق ہوگا جس طرح دیگر اشخاص جو سوسٹیٹی کے شرکاء نہوں اُس جرم کی پابست ماذونہ اور سزا پاب ہو سکتے ہیں *

دفعہ ۱۲ جب کوئی سوسٹیٹی جو کسی خاص غرض یا اغراض سے موضوع ہوئی ہو رجسٹری سے مکمل ہو جارے اور اُس کے عہدہ داران ذی حکومت کو یہ امر منظور ہو کہ وہ اغراض کم یا زیادہ کی جاریں یا اُنکے عوض دوسری اغراض قرار پاریں یا کہ سوسٹیٹی مذکور کلاً یا جزاً کسی دوسری سوسٹیٹی میں شامل کی جارے تو عہدہ داران ذی حکومت کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ رپورٹ مکتوبہ یا مطبوعہ کے اپنی راء سوسٹیٹی کے باقی شرکاء پر ظاہر کریں اور مطابق قواعد سوسٹیٹی کے واسطے اجتماع مجمع خاص بغرض تنقیح اُس امر کے اشتہار دیں مگر ملحوظ رکھے کہ کوئی راء قسم بالا لایق تعمیل کے نہوگی الا اُس صورت میں کہ رپورٹ مذکور اُس تاریخ سے جو واسطے اجتماع مجمع خاص حسب تجریز اہالی حکومت مقرر ہوئی ہو دس روز پہلے ہر ایک شریک سوسٹیٹی کو بالائے ذاک مرسل ہووے یا اور طرح پر پہنچائی جارے معہذا اُس راء کے استحکام کے لیئے ضرور ہی کہ

اختیار ہوگا کہ اشتہار ضابطہ جاری کر کے اپنی تجویز سے سوسٹیٹی کے امور کے انصرام کے واسطے عہدہ داران ذی حکومت مقرر کریں *

دفعہ ۱۸ واسطے حصول اس امر کے کہ کسی سوسٹیٹی کو جو دفعہ ماضی کے اقسام سے ہر فائدہ رجسٹری مقررہ ایکٹ ہذا دستیاب ہو رہے کانی ہی کہ عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی قطعہ یادداشت موصوفہ میمورینڈم آف ایسوسی ایشن مشعر تفصیل نام اور غرض اور مقصود سوسٹیٹی اور نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب ہر ایک عہدہ دار ذی حکومت معہ نقل قواعد اور دستورالعمل سوسٹیٹی حسب مکتومہ دفعہ ۲ اور نقل عمل تحریری اُس مجتمع عام کی جسکی راے کے بموجب رجسٹری کی درخواست کی جاتی ہی باطابق شرائط ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۷ع رجسٹر جماعت ہاے مشترک کے سرشتہ میں داخل کریں *

دفعہ ۱۹ ہر شخص کو اختیار ہی کہ ہر معاہدہ کی بابت زر نیس بقدر انک روپیہ ادا کر کے تمام دستاویزات مدخلہ سرشتہ رجسٹری کو معاہدہ کرے اور اجرت تحریر بحساب در آنہ ہر سو رو لفظ پیچھے داخل کر کے کسی دستاویز کی کل یا جزو و عبارت کی نقل یا انتضاب مصدق بدستخط رجسٹر کے حاصل کرے اور ہر ایک مقدمہ یا معاملہ دائرہ عدالت میں وہ نقل مصدقہ اُن مراتب کی بابت ثبوت کانی سمجھی جاوے گی جو اُس میں مندرج ہوویں *

دفعہ ۲۰ اقسام سوسٹیٹی مفصلہ ذیل اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری ہو سکتے ہیں یعنی وہ سوسٹیٹی جو واسطے انتظام امور وقف کے مروع ہو رہے اور سوسٹیٹیاں جو پریزیقنسی ہاے ہند میں واسطے خرید و فروشی سرمایہ یتیموں نوج کے مقرر ہیں اور سوسٹیٹیاں جو واسطے ترغیب اور ترقی علوم ادب اور فلسفہ اور حکمت اور ہنر اور تعلیم اور انتشار علم مفید خلائق اور انتظام کتب خانہ عام اس سے کہ کتب صرف مالکوں یا عوام الناس کے ملاحظہ میں آئی ہوں اور انتظام مکانات عجائب خانہ اور تصویر خانہ اور مکانات دانش صنعت کاری نادر اور انبار اشیاء غریبہ پیدوار زمین اور مکانات ذخیرہ آلات فلسفہ و کیمیا وغیرہ اور آؤر ذخیرہ آل ہاے نو ایجاد کے مروع ہوویں *

مستشاراً نامزد کریں یا جو اُنکے سکوت کی حالت میں عدالت کی تجویز سے نامزد کیجاوے گی مگر شرط یہہ ہی کہ یہہ دفعہ اُس قسم کی سوسٹیٹی سے متعلق نہوگی جو بطور کمپنی مشترک بذریعہ اداے زر حصص از جانب حصہ داروں کے موضوع یا مقرر ہوئی ہو *

دفعہ ۱۵ ہمراہ اس ایکٹ کے لفظ شریک سوسٹیٹی اُس شخص پر صادق آوے گا جو مطابق قواعد اور دستورالعمل سوسٹیٹی کے بھرتی ہو کر زر مقررہ ادا کرچکا ہو مگر ملاحظہ رہے کہ ہر عمل درآمد حکمی ایکٹ ہذا میں کوئی شخص جسکے ذمہ کاروپیہ تین مہینے سے زیادہ موصہ تک باقی رہا ہو راے دینے یا شریک توار پانے کا مستحق نہوگا *

دفعہ ۱۶ سوسٹیٹی کے گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی یا اساتذہ دار لوگ یا اور اشخاص جاکو مطابق قواعد اور دستورالعمل سوسٹیٹی انصرام امور سوسٹیٹی مقرر ہوا ہو سوسٹیٹی کے عہدہ داران ذی حکومت متصور ہونگے *

دفعہ ۱۷ ہر ایک کمپنی یا سوسٹیٹی جو واسطے ترغیب علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہو کر حسب شرایط ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع مستفید رجسٹری ہوئی ہو اور ہر ایک سوسٹیٹی جو بغرض مذکورہ صدر ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے موضوع ہو کر فائدہ رجسٹری مقررہ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع حاصل کرچکی ہو ممتاز ہوگی کہ آئندہ اپنے تئیں اِس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کراوے مگر کسی کمپنی یا سوسٹیٹی مسبق الذکر کو اِس ایکٹ کے مطابق رجسٹری حاصل نہوگی الا اُس صورت میں کہ منجملہ پانچ حصہ شرکاء کے تین حصہ شرکاء مجتمع عام میں جو بذریعہ اشتہار مشہورہ عہدہ داران ذی حکومت کے مجتمع کیا جاوے اصالتاً یا مستشاراً حاضر ہو کر رجسٹری کرانے پر راضی ہوویں اور اگر کمپنی یا سوسٹیٹی مطابق ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع رجسٹری ہوئی ہو تو اُس کے ڈائریکٹر لوگ عہدہ داران ذی حکومت متصور ہونگے اور اگر رجسٹری نہوئی ہو اور شرکاء سوسٹیٹی نے کوئی عہدہ دار ذی حکومت مقرر نہ کیا ہو تو شرکاء کو

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوت میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۵]

۲۹ شعبان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظر ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضامین اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اختیار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگتہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مقیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس کو ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریع قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا در بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

خط

متعلق قصہ آدم و وجوں خارجی شیطان

مشہوری — پس از فراوان نیایش ہاے چاکرانہ عرض یہہ ہی میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے خط مرقومہ ۲۸ جون کو بڑے تہذیب الاخلاق مورخہ ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں چھاپ دیا ہی نہایت خوش ہوا — مگر از آنجا کہ وہ خط خانگی جیسا آپ کی خدمت میں لکھا کرتا ہوں تھا جس میں ضمناً آپ کی تحریر داپذیر کے ذکر میں در ایک باتیں اپنے دکانی بھی لکھی تھیں — اسلئے اب میں چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات کو جو آپ کی تحریرات کے پڑھنے اور مسئلہ قصہ آدم اور وجود شیطان پر سوچنے سے دل میں گذرے ہیں تسلسلہ بستر و تفصیل کے ساتھ اس خط میں گزارش کروں — اگر حضور مناسب سمجھیں تو اسکو درج تہذیب الاخلاق فرماویں *

وہو هذا

۱ قصہ حضرت آدم [علیہ السلام] اور اُنکا بہشت سے نکالا جانا میری سمجھ میں یوں آیا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا یہہ انسان مثلاً اور انواع حیوان کے صرف ادراک جزئی رکھتا تھا یعنی اُس میں صرف عقل حیوانی جسکو انگریزی میں انسٹنکٹ کہتے ہیں تھی جس سے سارے حیوان ذبح مضرت اور جلب منفعت پر قادر ہوتے ہیں — اسوقت حضرت انسان میں ادراک کلی بالکل نہیں تھا جس کے ذریعہ سے وہ بذریعہ معلومات کے معجولات کا استخراج کرے اور توتیب تقاضا سے قیاس کی ترکیب دیکر نتائج نکالے پس خوف و رجا جس کا مشاہد گذشتہ اور آئندہ پر سوچنا ہی — اور حال اور گذشتہ پر نظر ڈالکر آئندہ کو قیاس کرنا ہی اُس میں نہیں تھا لامتناہی نہ اُسکو موت کا خوف تھا اور نہ آخرت کا اندیشہ — کچھ عجیب نہیں کہ اسی عالم بیخبری کا نام وہ بہشت ہی جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو رکھا تھا —

عالم بیخبری طرہ بہشتی بردہ اسے

حیف صد حیف کہ مادیہ خبردار شدیم

آخر کو آدم نے شیطان کے دوسرے سے اُس درخت کا پھل کھایا جسکا نام شجرۃ العلم ہی جسکو کسی نے درخت گندم اور کسی نے درخت سیب اور کسی نے درخت انگور سے تعبیر کیا ہی — اب سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت اُس درخت کی کیا تھی — حضور نے بجا لکھا ہی کہ اُس درخت سے لاو انسان کا بپریا یا کلو باغبان کا لگایا درخت مراد نہیں ہی البتہ یہہ درخت علم کا درخت ہی جسکے پھل کے کھانے سے تجرید و تعمیم کی قوت انسان کے ذہن میں آئی ہی اور بذریعہ اس قوت تجرید و تعمیم کے انسان مدرک

کلیات ہوا اور حیوان فاعل بنا — تصریح اسکی یہہ ہی کہ پدر فلرت میں اُسکے ذہن میں صور جزئیہ جو تمائیل و اشیاء خارجیہ کی ہیں منطبع اور مرتسم ہوتی تھی — اب تجرید و تعمیم کی قوت اُسکے ذہن کو دی گئی جسکے ذریعہ سے وہ صور جزئیہ سے بعد حذف تشخصات کذائیہ جزئیہ کے مفہومات کلی کو انتزاع کرلیتا ہی اور اُن مفہومات کلیہ کے لیئے اسماء عام وضع کرلیتا ہی جو افراد انسان کی معاش تمدنی میں تفاهم و تعاون کا سرمایہ بنتا ہی — یہہ قوت تجرید و تعمیم کی اب تک تمام افراد انسان میں موجود ہی — چنانچہ ایک چھوٹا لڑکا جس نے مثلاً کبھی گھوڑا نہیں دیکھا پہلے گھوڑے کی صورت دیکھ بمتجرد اُسکے مشاہدہ کرنے کے اُس خاص گھوڑے کی صورت اُس کے ذہن میں مرتسم ہوگئی بعد اُسکے پھر اُس نے جب متعدد گھوڑے بار بار دیکھے تو اُس پہلے گھوڑے کی صورت جزئیہ یعنی خصوصیات تشخص کذائی اُسکے ذہن سے جاتے رہے یعنی ذہن نے اُن تشخصات کو حذف کرکے گھوڑے کی صورت کلی کو یاد رکھا اور پھر اُس مفہوم کلی کے مقابل میں لفظ گھوڑا یا اسب یا فرس بحسب خصوصیات لغات متذرعہ اقوام مختلفہ کے وضع کرلیا — اسی عمل ذہنی کا نام منطقیین کے اصطلاح میں تجرید ہی پس یہیں سے ادراک کلی کا منبع ذہن انسان میں جاری ہوا اور ادراک کلی کی بدولت اُسکو معلومات سے معجولات کے استخراج کی قوت حاصل ہوئی جس سے اُسکا سرمایہ علم برابر بڑھتا جاتا ہی تجرید سے تعمیم اور تعمیم سے مقایسہ برابر کرتا جاتا ہی یہاں تک کہ اسرار ملکوت اور حقایق علویات اور سقلیات کے استکشاف پر قادر ہوتا ہی — پھر بعض افراد انسان حقایق اشیاء کا استکشاف کرتے کرتے اقصیٰ مدارج علمی میں پہنچ جاتے ہیں پھر یہہ اُس درخت تک پہنچتے ہیں جسکو لسان رمز میں سدرۃ المنتہی کہا ہی کہ وہیں تک ملائکہ کی پہنچ ہی یعنی قرآنہ عقلیہ جنکو حضور نے ملائکہ سے تعبیر کیا اُنکی وسائی وہیں تک ہی —

اگر یک سر مورے یوتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم

اور بعض خراس عباد نے اُس درجہ سے بھی تجاوز کیا ہی [جسکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ قصہ معراج کی حقیقت میں بیان کررنگا] خلاصہ یہہ ہی کہ جب یہہ ادراک کلی آدم کو دیا گیا تو معرفت خیر و شر کی ہوئی اور خوف و رجا سے مستقبل میں گرفتار ہوئے اور مفہوم موت کا اُن کے دل میں آیا اس لیئے توبہ میں آیا ہی کہ جب آدم نے اُس پھل کو کھایا تو

معروض موت کا ہوا اور قرآن شریف میں جو ہی کج فہمت لہماسو اُنہما اور ترویض مقدس میں بھی ہی کہ وہ یعنی آدم و حوا اپنی بوجھگی پر

† قال البیضاری فی تفسیر قولہ تعالیٰ عند سدرۃ المنتہی ای التی منتهی الیہا علم الخلاق و اعمالہم —

و حالات اُن مسمیات کے ہیں پس اُن کا وجود اسماء کے وجود سے متاخر ہی بلکہ اُن کا مفہوم اسماء کے مدلول سے منتزع ہیں چنانچہ اسی لیئے اطفال شکستہ گفتار جو پہلے بولنے لگتے ہیں اُن کے منہ سے صرف اسماء نکلا کرتے ہیں پھر بتدریج جب حد کمال کو پہنچتے ہیں اور اسناد اور نسبت کے مفہوم کو سمجھنے لگتے ہیں تب افعال و حروف کو جو بمنزلہ روابط کے ہیں اسماء کے ساتھ ترتیب دیکر پورے جملے جو مشعر مفہوم تام ہیں بولنے لگتے ہیں اور اسی لیئے حالت اضطراری میں صرف اسم ہی منہ سے نکلتا ہی جیسا جب سانپ کو چلے آتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں سانپ سانپ *

۲ بعد آدم کے پیدا ہونے کے اللہ تعالیٰ نے جو ملائک کو آدم کے سجدہ کرنے کا حکم کیا یہہ بات قرآن مجید میں ہی اگرچہ تدریج میں سجدہ ملائک کا ذکر نہیں ہی مگر یہودوں کی حدیثوں کی کتاب میں جسے تلمود کہتے ہیں اس کا ذکر آیا ہی پس اس قصے میں اگر ملائک سے قرآنے ملکیت مراد لیں جیسا آپ نے انادہ کیا ہی تو مضائقہ کیا ہی حضرات متعصبین نے خواہ نضرۃ فرغا متپایا ہی کیونکہ جن کو لسان شرع میں ملائک کہتے ہیں اُنہی کو لسان حکمت میں قرآن سے تعبیر کرتے ہیں یہہ صرف نزاع لفظی ہی * خراب یک پاشد ولیکن مختلف تعبیر ہا * للہ در من قال *

دبائی

..

حق جان جہاں است و جہاں جملہ بدن
اوراح و ملائکہ قرآنے آں تن
ازکان و نجمرم جملہ اکوان اعضاء
توحید ہمیں است و دگر ہا ہما فن

جیسا آپ نے ملائک کو قرآن کہا ہی اسی طرح بعض ندما نے قوی کو ملائک سے تعبیر کیا ہی چنانچہ شیخ امام محمد بن محمد القزربنی نے جو مشاہیر علمائے اسلام میں سے تھے اپنی کتاب مصابیح المتشورات و غرایب المصنوعات میں کہا ہی — القرآن صف من الملائکہ خلفہا

اللہ تعالیٰ لتدبیر الابدان و قوام منافع اعضاء ہا من الافعال و الاراکات الخ — یعنی قوی ایک قسم ملائکہ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے واسطے تدبیر ابدان اور منافع اعضاء کے (جو افعال و ادراکات ہیں) بھال رکھنے کے لیئے پیدا کیا ہی — علامہ اس کے تشبیہی بیان کو بڑی وسعت ہی — چنانچہ شعرا نے بھی بعض جگہ ملکات حسنہ کو ملائک سے تعبیر کیا اور قوت غصبیہ کو شیطان سے — سعدی *

چو لشکر پروں کاغذ خشم از کمین * نہ انصاف اماند نہ تقویٰ ندین
ندیدم چوین دیو زیر قلم * کز میگزیند چاندین ملک

مطلع ہوکر شرمائے تو میرے ذہن ناقص میں آتا ہی کہ جب تک آدم اپنی حالت اصلی میں تھے تب تک اُن کو خیر و شر کا مطلقاً علم نہیں تھا اور اپنی برائیوں سے آگاہ نہیں تھے جب اُنہوں نے اُس بھل کو کھایا یعنی جب ادراک کلی ہوا تو مفہوم شر اُنپر ظاہر ہوا اور پہلے برے کی پہچان کی قوت اُن میں نمود ہوئی اور حیا اور شرم اُن میں پیدا ہوئی اُسوقت بیضبری کا لباس یا معصومیت کا پوشاک جو لڑکوں میں اب تک بھی ہی اُن سے اُتر گیا اُن کو ضرورت ہوئی کہ صنایع لباس سے اپنی صورت کو ڈھانپے اور پابند قیود شرعیہ و اخلاقیہ کا ہوں پس لفظ سراۃ کے معنی حقیقی و مجازی دونوں مراد ہو سکتے ہیں اگرچہ معنی مجازی اثوب و اعلیٰ ہی معنارہ عربی میں بھی لباس اور ثیاب سے عرف و نامرس مراد لیتے ہیں آپ نے اپنی پہلی تحریر درمادۃ آدم میں لکھا ہی کہ ”جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہی کہ عقل و عام کی قوت کو استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے تو اُس حالت کا نام انبیاء کی زبان میں شجرۃ ممنوعہ کا کھانا یا چکھنا ہی اور زبان شرع میں اُس کا مکلف ہونا اور زبان حکما میں اُس کا پالغ ہونا ہی“ یہہ نہایت سچی بات ہی اس لیئے کہ جب فکر و تربیت کی قدرت انسان کو ہوتی ہی تب ہی وہ مکلف ہوتا ہی اور اپنے اعمال کا جوابدہ گنا جاتا ہی اسی لیئے اُس ہتی کو جو بعد بلوغ کے لڑکوں کے گلو میں اُبھرتی ہی جسکو ہندی میں کٹھہ کہتے ہیں زبان لائق میں نرم آدمی کہتے ہیں جس کے معنی سیب آدم ہیں یعنی یہہ نتیجہ اُس درخت کے پھل کھانے کا ہی جس کو بعض نے درخت سیب سے تعبیر کیا ہی *

میں نے اوپر کہا کہ ذہن انسانی کا پہلا عمل تجرید و تعمیم ہی وہ پندیرہ اُس کے صور جزئیہ سے بعد حذف خصوصیات شخصیت کے مفہومات کلی کو انتزاع کرلیا کوتا ہی اور اُن مفہومات کلی کے لیئے اسمائے عام وضع کرلیتا ہی جن کو ہر فرد ایک قوم کے جو متحداللغہ ہیں سمجھتے ہیں تاکہ معاش تمدنی میں جس کی جز ایک دوسرے کی معارف ہی تفہیم و تفہام کا باب مقتوح ہو اور ایک دوسرے کے ضمائر کو سمجھنے لگیں اسی وضع اسمائے عام کی طرف اشارہ ہی آیت کریمہ میں کہ علم ادم الاسماء کھا پس یہہ اسماء اجناس عالیہ ہیں تفسیر کشاف میں ہی کہ اے الاجناس الیٰ خلقہا اسماء کی تخصیص کرنے میں نکتہ یہہ ہی کہ جب پہلے آدمی کا بچہ شعر کو پہنچتا ہی اور اُس کے حواس ظاہرہ اپنے اپنے کام میں لگتے ہیں تو پہلے پندیرہ باصرہ کے صور و تماثل اشیاء خارجی کے جو مسمیات اسماء اور جواہر قارہ ہیں اُسکے ذہن میں منطبق ہوتے ہیں اور عمل تجرید و تعمیم اُنہی پر ہوتا ہی اور افعال و صفات من قبیل عراض

کہتا ہی انسان کے جسم میں موجود ہی جسکا وجود صرف بذریعہ اُس کے آثار کے جو اقرا اور تلقین بڑے بڑے خیالات کے ہیں ثابت ہوتا ہی — قرآن مجید میں جو اس پر جن کا اطلاق ہوا ہی اس کا پھیل پھیل ہی کہ لفظ جن مشتق ہی جنین سے جسکے معنی مضفی رہنا یا ڈھنپ جانا ہی اور اسی سے لفظ جنہ یا مجننہ جو بمعنی سپر ہی نکلا ہی کیونکہ وہ بھی سپردار کو ڈھانپ رکھتا ہی — اسطرح جنوں بھی اس سے مشتق ہی کیونکہ وہ عقل کو ڈھانپتا ہی علیٰ ہذا القیاس جنین کہتے ہیں اُس لڑکے کو جو ماں کے پیٹ میں رہتا ہی کیونکہ وہ بھی ڈھنپا رہتا ہی اور قبر کے اندر کے مردہ کو بھی جنین کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی ڈھنپا رہتا ہی — پس لفظ جن کا اطلاق اُن موجودات پر ہوا کرتا ہی جو ڈھنپی ہوئی اور چھپی ہوئی رہتی ہیں اور آیہ کریمہ خلق الجن من النار سے مستنبط ہوتا ہی کہ جن ایک لطیف نار سے مشروط ہیں پس قرل اللہ جل شانہ کا ابلیس کے حق میں کہ کان من الجن نفس من امر ربہ نہایت ٹھیک ہی کیونکہ عقل تولد شیطان کا بھی وہی نار لطیف ہی جسکو انگریزی کہتے ہیں بس طوقہ جن سے ہونا اُسکا کوں انکار کرسکتا ہی اور چونکہ شیطان بڑے بڑے خیالات کے مبدأ کا نام ہی اس لیئے قرآن مجید میں اُس کو وسواس بھی کہا ہی جو بمعنی وسوسہ کے ہیں پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے من شر الواسوس النجاس الذی یوسوس فی صدور الناس یعنی خدا کی پناہ میں آتا ہوں بدی سے اُس چھپے ہوئے وسوسہ کی جو لوگوں کے دلوں میں بڑے بڑے خیالات ڈالتا ہی اور چونکہ وہ مبدأ شر مستور و مضفی ہی اس لیئے اُسے خناس کہا جسکے معنی مستور کے ہیں *

زمان قدیم میں عادت تھی کہ واقعات کو بطور تمثیل کے بیان کیا کرتے تھے مگر علما اُسی تمثیل سے اُسکے معنی باطن کو سمجھتے چلے آئے ہیں نہ معنی ظاہری کو چنانچہ توریت مقدس میں جو قصہ آدم و شیطان ہی اُس میں شیطان کا نام نہیں ہی بلکہ لسان مرمرز میں شیطان پر سانب کا اطلاق کیا گیا ہی کہ میدان کے حیوانوں میں سے سانب بڑا شریو تھا اُسنے بی بی حرا کو توفیق دیکر اُس پہل کو کھلایا مگر بارجود اسکے علمائے پھر و نصاریٰ وہاں سانب سے شیطان ہی مراد لیتے ہیں علامہ اسکے انبیاء علیہم السلام کے تمثیلی بیان کو اختیار کرنے میں حکمت یہ تھی کہ عوام اور خواص دونوں پر حسب اپنی اپنی استعداد کے اُنکی تعلیمات سے فیضیاب ہوں —

بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارد

پرنگ اصحاب صورت را بپر او باب معنی را

هذا مبدأی من التحقیقات واللہ اعلم بالصواب *

البراقہ

عبید اللہ عابدی

مقام چچوڑہ ہونگی کا ۱۲ اگست سنہ ۱۸۷۷ ع

پس اس شعر میں خشم کو شیطان کہا اور انصاف اور تقویٰ اور دین کو ملائکہ سے تعبیر کیا *

بلاشبہ جن ملائکہ کو شرح میں مذہبات الامر کہتے ہیں یعنی جو تمام مظاہرات میں مدبر ہیں یہ وہی ہیں جنکو حکما قوی سے تعبیر کرتے ہیں ان قوی میں سے ہر ایک اپنے اپنے وظائف خاص میں مشغول ہیں — باقی دھے ملائکہ مقربین یا کروبین سو اُن سے اگر عالم حیرت مرمرز ہوں تو کچھ عجب نہیں — یہ مطلب ہمارا لفظ جبرئیل کے معنی سے بھی مستنبط ہوتا ہی جبرئیل معرب ہی لفظ عبرانی جبرئیل کا — یہ لفظ مرکب ہی گبر سے جو مرادف ہی لفظ عربی جبر کے جو بمعنی قوت کے ہی — اور ایل بمعنی اللہ کے — پس لفظ جبرئیل جو ایک بڑے نرشتہ کا نام ہی بمعنی قوۃ اللہ کے ہی — اور اسی لیئے قولن مجید میں بھی جبرئیل کو شدید القوی کہا گیا ہی حیث قال اللہ تعالیٰ علیہ شدید القوی پس اگر ہم قوۃ اللہ یا قوۃ اللہ کو جو اس عالم میں متصرف ہی اور جسکو حکمائے مشائخ نے عقل فعال کہا ہی جبرئیل کہیں تو مضایفہ کیا ہوگا *

باقی رہا وجود شیطان پس واضح ہی کہ قدمائے اشراقیین یونان اور مواخذہ ایران اور حکمائے ہند در اصل کے قائل ہیں جنکو لسان حکمت میں — نور و ظلمت یا قائل و مادہ یا نور و پریرکت — اور مذہبی اصطلاح میں ہورمزہ و اهریمن یا اصل الثیر و اصل الشر یا یزدان و دیو یا یرمہا و ہمیش کہتے ہیں اب اسلام میں انہیں درتوں اصل کو ملک و شیطان کہتے ہیں — اگرچہ عقاید اسلام میں اللہ تعالیٰ کو خالق خیر و شر دونوں جانتے ہیں — مگر شیطان کو مغربی اور ملکن ہر سمجھا کرتے ہیں — تو اب تحقیق کیا چاہیئے کہ وہ کیا ہستی ہی — اس میں کچھ شک نہیں کہ شیطان مبداء قوائے حیوانی کا نام ہی جسکی اصل مادہ یا ہیولی ہی جیسا آپ نے اور دوسرے عرفا نے بھی تحقیق کیا ہی پس وہ مبداء اگرچہ ہر شخص میں ملحدہ ہی مگر اُس کی ماہیت منتزعہ ایک نالی طبعی ہی پس شیطان کے موجود فی الخارج ہونے میں وہی جھگڑا ہی جو کلی طبعی کے موجود فی الخارج ہونے کے مادہ میں ہی — باقی رہا اُنہ کریمہ کامن الجن نفس من امر ربہ الایۃ پس حقیقت اس کی یوں ہی — کہ بہت سی ایسی چیزیں فطرت میں موجود ہیں جنکا وجود خارجی صرف اُن کے آثار سے ثابت ہوتا ہی — ذات اُس کی خفی اور غیر معروض رہتی ہی جیسے الکتریسیٹی کہ تمام اجسام میں مضفی ہی صرف بعض حالات خاص میں اُس کا وجود بذریعہ اُس کے آثار عجیبہ کے ظاہر ہوتا ہی پس عقل مان لیتی ہی کہ وہ شی موجود ہی اسی طرح ایک شی جسکو کرٹی مبداء قوائے حیوانی اور کرٹی شیطان

نمبر ۱۰۷

طعام اہل کتاب

محققہ مولوی سید احمد خاں کی کتاب
طعام اہل کتاب اور اُس کے جواب
امداد الاحتساب پر

چند روز ہرے کہ سید احمد خاں صاحب نے ایک کتاب بہ نسبت
عام طعام اہل کتاب اور جواز مواصلت اُن کی تالیف کی اور مولوی
امداد العالی صاحب نے اُس کا جواب لکھا مگر اب تک کسی شخص نے
دونوں کتابوں کی نسبت نہ کوئی رائے ظاہر کی تھ اُن کے مضامین
کی صحت و غلطی سے بحث فرمائی اس لیے میں نہایت غور و تأمل
کے بعد اُن دونوں کتابوں کے حاس اہم مسائل کی نسبت اپنی رائے
ظاہر کرتا ہوں اور جو کچھ میری ناقص سمجھ میں اُن میں غلطی
و صحت ہی اُسے لکھتا ہوں *

جس شخص نے سرسری نظر سے بھی دونوں کتابوں کو دیکھا ہی
بہ سمجھ گیا ہوگا کہ دونوں کتابوں کی تالیف کا اصول مختلف ہی
سید صاحب نے اپنی کتاب کو بلا پابندی تقلید کے لکھا ہی اور اپنے
قوال پر کتاب و سنت سے استدلال کیا ہی نہ فقہی کتابوں اور فقہاء کے
قوال پر اور اگر کسی مقام پر کسی فقہیہ یا عالم کا قول نقل بھی کیا
ہی تو صرف واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے اور مولوی امداد العالی
صاحب نے اپنے رسالہ کو اصول تقلید پر لکھا ہی اس واسطے اپنے جواب
میں انٹرو فقہاء اور علماء کے فتاویٰ اور فقہی روایات سے استناد فرمایا ہی
در اپنے کلام کو بہت خوبی سے پسند اقوال علماء مدلل کیا ہی مگر
میں اپنی رائے بہ نسبت خوبی اور عمدگی اُس اصول کے ظاہر کرتا
ہوں جسکا سید صاحب نے التزام کیا ہی کیونکہ میرے نزدیک تقلید
بہ تحقیق حق کے لیے کافی ہی تھ بمقابل کتاب و سنت کے کسیکا قول
وائے کے لایق ہی مگر چونکہ ہمارے بھائیوں کے نزدیک دنیا میں اب
وئی ایسا آدمی ہی نہیں ہے جو کتاب و سنت سے کسی مسئلہ کا
استنباط کر سکے یا اُس کے معنی تک سمجھ سکے بلکہ مبداء فیاض کا
یض ہی اُن کے نزدیک اگلے لوگوں پر تمام ہو چکا اس لیے اُن کے
سمجھانے اور مطمئن کرنے کے لیے اگلی کتابوں اور پرانے علماء کے
قوال جو ملاق کتاب و سنت کے ہوں نقل کرنا اور اپنے کلام کی تائید
تقریب میں اُسے بیان کرنا ذلہ سے خالی نہیں سمجھتا چنانچہ
میں نے اپنے اس مقالہ میں اسی اصول کا لحاظ کیا ہی *

میں دونوں کتابوں کے کل مسائل سے بحث نہیں کرتا بلکہ صرف
انہیں باتوں سے جو نہایت ضروری اور اہم ہیں اور نہ اُن غالیوں پر

کچھ توجہ کرتا ہوں جو متعلق اُن خاص مسئلوں کے نہیں ہیں
جن کی تحقیق منظور ہی کیونکہ میری فرض اس مقالہ سے تھ
ملاحظہ ہی تھ معاذلہ تھ تردید کسی کے بلکہ صرف حق کا ظاہر کرتا
ہی اور چونکہ ایک زمانہ ایسا سمجھ پر گذرا ہی کہ میں سید صاحب
کی تحریروں پر معترض اور اُن کی تالیف کی تردید کرتا تھا اس لیے
میں اپنے اُدھر راجب سمجھتا ہوں کہ میں اپنی سچی رائے کو جو
اب ہی ظاہر کروں اور ایک غلط بات کی پیروی کرنے پر جہل مرکب
کی بیماری میں مبتلا رہنے سے بچوں *

میں اول جواز و عدم جواز طعام اہل کتاب سے بحث کرتا ہوں
پھر مواصلت سے ساتھ اہل کتاب کے بحث کرتا *

سید احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۴ میں ایک
حدیث ترمذی سے نقل کی ہی کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا علی اللہ
علیہ وسلم سے یہ نسبت طعام نصاریٰ کے سوال کیا آپ نے فرمایا تھ
لا یتصلحون فی صدرک طعام ضارعت ذبہ النصرانیۃ تھ نہ خلیجان میں
قالے تیرے دل کو کوئی کھانا کیا متاہر ہو گیا تو نصرانی لوگوں کے اور
ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہی کہ راعمل علی ہذا عند
اہل العلم من الرحمة فی طعام اہل الکتاب کہ عمل ہی اس حدیث پر
اہل علم کے نزدیک رخصت اور جواز میں کھانے اہل کتاب کے *

مولوی امداد العالی صاحب بہادر اپنی کتاب کے صفحہ ۵۱ میں
فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ترمذی ادرجہ رخصت طعام اہل کتاب
کی سمجھتا ہی لیکن ظاہر ہی کہ اس حدیث میں منع ہی کھانے
طعام نصاریٰ سے پسب مشابہت کے ساتھ نصرائیت کے پس ترجمہ
اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ ہی کہ نہ جیسے تیرے
دل میں ساتھ شک کے حرمت اُس عالم کی کہ مشابہ ہوتا ہو تو
اُس میں نصرائیت کے اور اپنے اس قول کی تائید میں سیوطی اور
ابراطیب کے در قول اور مجمع البحار کی ایک عبارت نقل کی ہی *

میری رائے میں سید صاحب کی رائے صواب پر اور مولوی صاحب
کی رائے غلطی پر ہی چند وجوہ سے *

پہلی وجہ — اگر اس حدیث سے حرمت طعام اہل کتاب ثابت ہو
تو وہ مخالف ہوتی ہی نص قرآنی کے جو اہل کتاب کے طعام کی
حالت میں نازل ہوئی ہی یعنی آیۃ طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم *

دوسری وجہ — چونکہ مشرکین اور بت پرستوں کا کھانا بھی حرام

پانچویں وجہ - واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے میں چند عالموں کے قولوں کو بھی نقل کرتا ہوں تاکہ اُس سے بھی حالت طعام اور منع و حواس ثبت ہو جاوے *

مجمع البہار میں لکھا ہے قولہ لا یتصلحون ای لا یتحکم ذیہ شی من الشک ویزوی بالعداوی المہملۃ واصل الاحتلاج العرتۃ والاضطراب قولہ ضارعت ای شایعت النصرانیۃ والربہانیۃ فی تصنیفہم و تشدیدہم و کیف و انت علی الصنیفۃ السہلیۃ یعنی نہ آوے تیرے دل میں کچھ شک اور اختلاج نہوے تجھے یعنی حرکت اور اضطراب کیا تو مشابہ ہوگا نصرانیوں اور رہبانوں کے اپنے اور تو تنگی کرنے اور تشدد کرنے میں اور یہ کیونکہ ہو سکتا ہے کیونکہ تو ایسے دین پر ہی جو سیدھا اور آسان ہے *

فتح البودود میں نقلاً عن الطیبی لکھا ہے کہ جماعۃ ضارعت جواب شرط معذرت ای ان شکک شایعت ذیہ الربہانیۃ والجماعۃ الشرطیۃ مستانفۃ لیبیان سبب النہی والمعنی لا یدخل فی قلبک ضیق و حرج لانک علی الصنیفۃ السہلیۃ اذا شکک و شدت علی نفسک ہمک هذا شایعت ذیہ الربہانیۃ یعنی ضارعت جواب ہے شرط معذرت کا اور معنی اُس جملہ کے یہ ہے کہ اگر تو شک کریگا تو مشابہ ہوگا رہبانیت کے اور جملہ شرطیہ واسطے بیان سبب نہی کے ہے اور معنی یہ ہے کہ نہ آوے تیرے دل میں کچھ تنگی اور شک کیونکہ تو ایسے دین پر ہی جو سیدھا اور آسان ہے پس اگر تو شک کریگا اور اپنے اوپر سختی اور شدت روا رکھیگا ایسی باتوں میں تو مشابہ ہوگا تو رہبانیت کے فقط اور چونکہ نصارے میں رہبانیت جاری تھی اور رہبان حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے اور اُسے نیکی اور عبادت جانتے تھے اور ہر بات میں شک و شبہ کرنے کو زہد سمجھتے تھے اور چونکہ حضرت نے اپنے دین میں ایسے تشدد اور وسوس کو منع کر دیا اس کیلئے شک کرنے کو حالت میں طعام اہل کتاب کے رہبانیت سے مشابہ نہمایا *

مرۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قولہ لا یتصلحون معناۃ بالمہملۃ لا یدخل فی قلبک ذیہ شی دائۃ مباح و بالمعنی لا یتصرکن فی واپک الشک فرشکہ ہمارے نزدیک جواز طعام اہل کتاب میں اوزوے قرآن و حدیث کے کچھ کلام نہیں رہا یہ امر کہ اہل کتاب سے وہی بہرہ و نصارے مراد ہیں جو اپنے تئیں ملت موسوی اور مذہب عیسوی کا معتقد کہتے ہیں یا نہیں چنانچہ سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں اسی امر کے مدعی ہیں مگر مولوی امداد العالی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵ اور صفحہ ۴۶ میں اسے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد اس آیت میں رہا اہل کتاب ہیں کہ جنکی عبادت

الہی کا نزول مبعوث اور بیہادۃ نہ تھے اگر مقلدین کو الفاظ آیت اور حدیث سے حالت میں طعام اہل کتاب کے شبہ ہو تو وہ مفسرین اور محدثین کے قولوں پر وجہ کریں اور اُن اقوال کو جو سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳ اور ۱۴ میں نقل کیئے ہیں ملاحظہ فرماویں تاکہ طعام اہل کتاب کے حلال ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے بلکہ خود مولوی امداد العالی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں جہاں آیت طعام الذین ارتوا الکتاب سے بحث کی ہے صاف لکھ دیا ہے کہ ”ہاں اس قدر البتہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ طعام اہل کتاب کا کھانا اور اُن کو اپنا کھانا جائز ہے“ پس جبکہ آیت سے طعام اہل کتاب کا حلال ہونا مولوی صاحب نے قبول فرمایا تو پھر اس حدیث میں اُن سیدھے اور صاف معنوں سے جو بہ نسبت حالت اور جوار طعام کے ہیں مدلل کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی مگر ہاں شاید اس حدیث سے اُس کھانے کی حرمیت مراد ہو جس سے مشابہت نصاریٰ کی پائی جاوے اور جو کھانا صرف اُنہیں سے مخصوص ہو تاکہ مسلمان من تشبہ بقوم نہر منہم کی وعید میں داخل نہوں لیکن کیا خوب ہوتا اگر مولانا صاحب اُس طعام کی کچھ تہذیبی سی تفصیل بھی فرما دیتے تاکہ معلوم ہو جاتا کہ کس کھانے میں تشبہ اُن کا ہے اور کس میں نہیں *

تیسری وجہ - اسی حدیث کو جسے ترمذی سے سید صاحب نے نقل کیا ہے ابوداؤد نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور جس باب میں اُسے لکھا ہے اُس باب کے عنوان پر یہ تصریح کیا ہے باب کواہیۃ التذکر للطعام یعنی باب مکروہ ہونے میں کھانے سے کھانے میں لیکن اگر اس حدیث کے وہ معنی ہوتے جو مولوی صاحب نے فرمائے تو ابوداؤد کو یہ لکھنا مناسب ہوتا کہ باب مکروہ یا حرام ہونے میں طعام نصاریٰ کے *

چوتھی وجہ - اس حدیث کو جس طرح سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں و سئلہ رجل فقال ان من الطعام طعاماً اتخرج منہ فقال لا یتصلحون فی نفسک شی اور اس سے حالت طعام ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب پوچھنے والے نے اپنے وسوس اور کراہیت کو بیان کیا اور اُس کے جواب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کچھ شک نہ کر تو یہ فرمانا صاف حالت طعام پر اور منع کرنے وسوس پر دلالت کرتا ہے نہ اُسکی حرمیت پر اور اگر اسی سوال کے جواب میں ان لفظوں سے حرمیت کے معنی مراد لیئے جاویں اور نبی کے کلام میں کی ایسی تفسیر کی جاوے تو اُس میں اور تصریح میں کیا فرق ہوگا *

کونسی شیعہ نہیں ہی لیکن اگر تسمیہ اور عدم تسمیہ پر وقت ذبح کے لحاظ کیا جائے تو ابو داؤد کی حدیث پر رجوع کرنا چاہیئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم تسمیہ وقت ذبح کے اہل کتاب سے متعلق نہیں ہے چنانچہ وہ حدیث ابن عباس کی ابو داؤد سے سید احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷ میں نقل کی ہے قال نکرو ما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ منسوخ است

من ذلک قال طعام الذین او ترا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم یعنی یہ آیت کہ نہ کھاؤ تم اُس چیز سے کہ جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو نسخ ہوئی اور کھانا اہل کتاب کا بموجب آیت طعام الذین او ترا الکتاب کے مستثنی ہو گیا مولوی امداد العالی صاحب بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳ میں اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس قول ابن عباس سے یہہ نہیں نکلتا ہے کہ اہل کتاب کے ذبح میں مراقبہ ہمارے قواعد ذبح کی شرط نہیں ہے بلکہ یہہ نکلتا ہے کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہے کہ ذابح کتابی ہو یا مسلم جیسا کہ مذہب ابن عباس کا ہے کہ متروک التسمیہ مطلقاً عمدأ ہو یا سہراً اُنکے نزدیک حلال ہے اگرچہ بعد اُسکے مولوی امداد العالی صاحب نے عمدأ متروک التسمیہ کی حرمت ثابت کی ہے لیکن اس قول کو حضرت ابن عباس کے تسلیم کیا ہے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ایک جماعت عام صحابہ و تابعین کی آیت لا تاكلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے منسوخ ہونے کی قایل ہے جیسا کہ تفسیر ابن کمال میں لکھا ہے روزی من ابی الدرداء و مبادۃ ابن الصامت و جماعۃ من التابعین انہا منسوخۃ لقولہ تعالیٰ و

طعام الذین او ترا الکتاب حل لکم و اجازوا ذبائح اہل الکتاب و ان ام یذکر اسم اللہ علیہا و لانسہ ذلک نسخا بل ہو تخصیص اور روایت خطاب سے شرح سنن ابو داؤد میں بذیل حدیث حضرت عائشہ کے عدم شرط ہونا تسمیہ کا ثابت ہوتا ہے کما قیل فیہ دلیل علی ان التسمیہ غیر شرط علی الذبیحۃ لانہا لو کانہ شرط لم تیج الذبیحۃ بالامر المہکوک فیہ *

امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک ترک تسمیہ سے عمدأ ہو یا سہراً حرمت ذبیحہ نہیں ہوتی وہ دو دلیلیں بیان کرتے ہیں - اول ایک حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جسے صاحب ہدایہ نے

نقل کیا ہے السلام یذبح علی اسم اللہ تعالیٰ سبی اول یمس کہ مسلمان خدا ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے خواہ اُس نے وقت ذبح کے تسمیہ کیا ہو یا نہ کیا ہو دوسرے ترک تسمیہ کا سہراً پہلے حرمت ذبیحہ نہ ہونا اس پر دلالت کرتا ہے کہ تسمیہ حلیہ ذبیحہ کے لیئے شرط نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے و ان التسمیہ لو کانہ شرطاً للحل

لہا سقطت بعد النسیان کالطہارۃ فی باب الصلوۃ و لو کانہ شرطاً فانما

تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحیدین یہود و نصاریٰ میں سے تھے *

میوے نزدیک ثابت کرنا اس امر کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض نصاریٰ کی عادت تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحیدین سے تھے اور بعض کی عادت تسمیہ کی نہ تھی اور وہ مشرکین سے تھے ایسا مشکل ہے کہ سوائے دعویٰ کرنے کے شاید کوئی عالم اسکو ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ کوئی فرقہ نصاریٰ کا ایسا نہ تھا اور نہ ہی کہ جسمیں تسمیہ اور غیر تسمیہ کی عادت کا وقت ذبح کے اختلاف ہو یہہ خیال کرنا کہ نصاریٰ بہ سبب اعتقاد مسئلہ تثلیث کے مشرکین میں ہیں اور اس لیئے ذبیحہ اُنکا ناجائز ہے غلطی ہے کیونکہ وہ مدعی توحید ہیں اور جو کہ مدعی توحید ہو اُسپر اطلاق شرک نہیں ہو سکتا علماء حنفیہ کے کلام سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ ہدایہ کی کتاب الذبائح میں لکھا ہے و من شرطہ ان یکون الذابح

صاحب مائۃ التوحید اما اعتقاداً کالمسلم او دعویٰ کالتابی اور کفایہ خوارزمی میں اُسکے حاشیہ پر لکھا ہے کہ فائتہ مدعی التوحید پس ظاہر ہوا کہ جو شخص مدعی توحید ہو مثل یہود و نصاریٰ کے اُسکا ذبیحہ ویسا ہی جائز ہے جو کہ موحید ہو اعتقاداً پھر اسکی تائید صاحب ہدایہ کے دوسرے قول سے ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ و ذبیحۃ الکتابی و المسلم حلال اما ترائنا و لقولہ تعالیٰ و طعام الذین او ترا الکتاب حل لکم و اطلاق الکتابی ینظم الکتابی الذی و العربی و العربی و التغلیبی لان

الشرط قیام الملت علی مامر اس سے ظاہر ہے کہ کتابی کا اطلاق سب اہل کتاب پر ہے خواہ وہ ذمی ہوں یا عربی عربی ہوں یا تغلیبی اور اُنکا ذبیحہ جائز ہے کیونکہ قیام ملت واسطے جواز ذبح کے شرط ہے اور پھر صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ لا تزل ذبیحۃ المجرسی لانہ لا یدعی التوحید فانہ مدعی الملتۃ اعتقاداً و دعویٰ کہ ذبیحہ مجرسی کا کھانا جائز

نہیں کیونکہ وہ توحید کا دعویٰ نہیں کرتا پس ملت معدوم ہے اعتقاداً اور نیز دعویٰ اور اسکی تائید عینی شرح صحیح بخاری کے قول سے بھی ہوتی ہے نقل عدۃ الایۃ فی معرض استدلال علی جواز اکل ذبائح اہل

الکتاب من الیہود و النصارى من اهل العرب و غیرہ لان الامداد من قوله تعالیٰ ذبائحہم یہ قال ابن عباس و ابو امامۃ و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطاء و الحسن و المکحول و ابو اہیم النخعی و اسدی و مقاتل

ابن حبان و هذا امر مجمع علیہ بین العلماء ان ذبائحہم حلال للمسلمین لانہم لا یعقدون الذبائح غیر اللہ تعالیٰ و لا یذکرون علی ذبائحہم الا اسم اللہ و ان اعتقدوا فیہ ما ہو منزہ عنہ اگرچہ صاحب ذبیحہ اہل کتاب میں

تھا کہ ذبیحہ مشرکین کا قطعاً حرام ہی اور اکثر مشرکین مثل چمار وغیرہ کے بارہی انگریزوں کے ہوتے ہیں اور پرند جانوروں کو وہی بارہی گردن مرور کو مار ڈالتے ہیں تو بغیر تفتیش کے ایسے پرند جانوروں کا کھالینا گویا چماروں کے ہاتھ کے گردن مرور سے ہونے جانور کا کھالینا ہی اگر حسن ظن پر خیال کیا جائے تو یہ اس وقت ہر سکتا تھا جب کہ انگریزوں کا تعامل مسلمانوں سے ذبح کرانے یا خورد ذبح کرنے کا ہوتا برقرار اُنکا بالکل برخلاف اُسکے ہی تو ایسی صورت میں کوئی وجہ حسن ظن کی نہیں لیکن صحیحہ سے جب سید صاحب سے زبانہی گفتگو ہوئی تو اُنہوں نے کہا کہ میں جب جانتا ہوں کہ بارہی کسی انگریز کا ہندو ہی تو ضرور ذبیحہ کی تحقیق کر لیتا ہوں ہاں جہاں یہ معلوم ہی کہ بارہی مسلمان ہی وہاں تحقیق نہیں کرتا *

سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ اگر ہم کو یہ احتیاط ہو تو اہل کتاب سے پوچھ کر لینا چاہیئے کہ یہ ذبح کیا ہوا ہے یا نہیں مگر مولوی امداہد العالی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کے قول کے معتبر ہونے میں اختلاف ہی میرے نزدیک اول تو اہل کتاب کے قول کے معتبر ہونے میں شبہ کرنا اس وقت چاہیئے تھا جبکہ جو وہیے بولنا اُنکی شریعت میں یا اُنکے نزدیک جائز ہوتا و اذلیس فلیس اور ظاہراً کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی کہ وہ غیر ذبیحہ کی نسبت کسی مسلم سے ذبیحہ ہونا اُسکا کہہ دیں دوسرے فقہاء کے کلام سے بھی ایسا ہی

ثابت ہوتا ہی جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہی کہ من ارسل اجیوا لہ مصبراً و خادماً ناشتوی لہما فقال اشتویۃ من یہودی ارضرائی او مسلم و سہ اذلہ پس مجوسی مشرک کا یہ کہدینا کہ مینے گوشت کو یہودی یا نصرانی یا مسلم سے لیا ہی واسطے کھانے اُس گوشت کے کافی ہی پس خود اہل کتاب کا قول کیونکر لائق اعتبار کے نہواں اور قوازل میں لکھا ہی کہ سئل ابو مطیع عن نصرانی دمی رجل الی طعام وقال

اشتریت اللحم من السوق اذنا کتہ قال ابو مطیع سالت ابن ابی مرزہ عن

ذالک قال کل و ذالک قال مقاتل ابن حیان اما اصحابنا فانہم قالوا لا

کل حتی نریۃ انه قد ذبح یعنی کسی نے ابو مطیع سے پوچھا کہ اگر ایک نصرانی کسی کی دعوت کرے اور کھانے کو بلائے اور یہ کہہ کہ مینے گوشت بازار سے مول لیا ہی تو ہم اُسے کھاویں ابو مطیع کہتے ہیں کہ مینے ابن ابی مرزہ سے پوچھا اُنہوں نے کھانے کی اجازت دی اور ایسا ہی کہا مقاتل ابن حیان نے لیکن ہمارے اصحاب نے کہا ہی کہ ہم نہ کھاویں گے جب تک نہ دیکھ لیں کہ اُس نے ذبح کیا ہی پس اس روایت سے ابو مطیع اور ابن ابی مرزہ اور مقاتل ابن حیان کے نزدیک

ایہی مقامہا کافی الناسی کہ اگر تسمیہ واسطے حلف ذبیحہ کے شرط ہوتا تو وہ شرط بغیر بھول کے ساتھ نہ ہوتی جیسے کہ ماہر تہذیب کے لکھے ہی اور اگر تسمیہ شرط بھی ہو تو مات اور مذهب ہی قائم مقام تسمیہ کے ہی جیسے تسمیہ کے بھولنے والے کے ذبیحہ کی نسبت سمجھا گیا ہی پس موافق قول امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے بھی تسمیہ شرط ذبیحہ نہیں اور غیر مقلدین کو ہو مسئلہ میں تقلید کسی امام کی لازم نہیں پس ترک تسمیہ کو شرط ذبیحہ نہ جاننے سے زیادہ اُس سے زہری الزام نہیں دے سکتا جیسا کہ امام شافعی یا اُن کے متلدین کی نسبت دیا جاسکتا ہی *

سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں حدیث ابو داؤد کی سند پر جو ابو مرزہ مذكور ہوئی یہ لکھا ہی کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن توڑ کر مار ڈالنا یا سو بھڑ کر مار ڈالنا زکوۃ سمجھتے ہیں تو ہم مسلمانوں کو اُسی کا کھانا درست ہی اس کے جواب میں مولوی امداہد العالی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں لکھا ہی کہ اس روایت سے صرف یہ نکلتا ہی کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہی میرے نزدیک اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب نے بڑی غلطی کی ہی کیونکہ جو دعویٰ اُنہوں نے کیا ہی وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا اور کتابی کا ذبیحہ بلا تسمیہ کے جائز ہونے کے حوالے اس قول سے اور کچھ نہیں نکلتا اور چونکہ مشفقہ کی حرمت صراحت ایک دوسری آیت مستحکم سے ثابت ہی اور اُسکی تخصیص یا تنسیخ کسی دوسری آیت سے نہیں ہوئی تو تعجب ہی کہ کیونکر اُنہوں نے اس روایت سے یہ خیال کیا کہ اہل کتاب کا گردن مرور کو مار ڈالنا بھی ذبیحہ میں داخل ہی اور جو قول ابن عربی اور معیار کا اُنہوں نے نقل کیا ہی وہ ایک عالم کی + رائے ہی جو قرآن و حدیث کے ظاہری الفاظ سے متخالف ہی اس لیے ہم کو اُسپر کچھ اعتنا نہیں *

پھر سید صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں کہ طعام اہل کتاب میں ہم کو تفتیش اس بات کی کرنی کہ کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہی کچھ حاجت نہیں بجز اب اُسکے مولوی امداہد العالی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ جب نصاریٰ ہمارے ملک کے ذبح نہیں کرتے اور کسی جانور کا گوشت ہو اور کسی مارا ہوا ہو کھالیتے ہیں تو اہل اسلام کو جب اُنکے یہاں کا گوشت پکا یا پتہ سامنے آوے تفتیش اسکی بہت ضرور ہی ہمارے نزدیک اس میں یہی رائے سید احمد خاں صاحب کی غلطی پر ہی اُنکو سرچنا چاہیئے

+ اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب متعبد نہیں ہیں بلکہ بعض علماء متقدمین نے بھی اُسکو حلال سمجھا ہی ۱۴ مہتمم

خلاف تقویٰ ٹھہرا کر جوارے بلکہ ممنوع اور حرام اور قریب بہ کفر کو دیا جوارے ورنہ جو شخص ذرا بھی انصاف کریگا اور اصول شریعت کو فور سے دیکھیگا وہ ہرگز نہ کہیگا کہ مسلمانوں کا مذہب کھانے پینے میں ہندوؤں کا سا ہی یا اُن کی طرح چھوٹ و پڑھیز کا قاعدہ اُن میں بھی جاری ہے کہ کسی کے ساتھ کھا لینے یا کسی کے گھر کے کھانا کھا لینے سے دین جاتا رہتا ہے نہ تو باللہ من ذلک اگر مولوی صاحب اسی پر قناعت فرماتے کہ انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانا بغیر تحقیق و تحقیق معام کے مکروہ اور بہت تحقیق بھی خلاف تقویٰ ہی تو ہمیں منصف مزاج سکوت کو جاتے مگر اُنہوں نے تو اس قدر مبالغہ کیا کہ مواصلات کو ہر ترقیہ شرک باللہ و انکارِ نبیؐ بنا دیا پس سوائے اُن لوگوں کے جو رسوم ہندوؤں کے مقلد ہو گئے ہیں اور چھوٹ و پڑھیز میں اُن کی طرح کفر و اسلام کا اطلاق فرمانے لگے ہیں کوئی دانشمند سمجھدار آدمی تو اس بات کو نہ مانیگا *

ان باتوں سے قلع نظر کر کے اگر ہم عمل پر مسلمانوں کے نظر کریں تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ نہ اگلے زمانہ میں احتراز مواصلات سے تھا اور نہ اب اور ملک کے مسلمان مسترز ہیں چنانچہ ہم نے کتاب اثاثۃ الہقان سے ایک روایت نقل کر کے اُسے دکھا دیا ہے کہ اصحاب نبویؐ نے ایک رومن کیتھولک عیسائی کی دعوت قبول کی۔ اور اُس کے عبادت خانہ میں جا کر اُس کا کھانا کھایا اور نوازل میں جو لکھا ہوا ہے نہ سنل ابو مطیع من نصرانی دمارجلالہی طعام وقال اہدیت اللہم من السرق

انکانہ قال ابو مطیع سألہ بن ابی مرۃ عن ذلک قال و کذلک قال مقاتل ابن حیان کہ کسی نے ابو مطیع سے پوچھا کہ اگر کوئی نصرانی ہماری دعوت کرے اور کھانے پر بلوے اور کچھ کہ میں نے گوشت بازار سے مول لیا ہے تو ہم کھادیں یا نہ کھادیں تو اُنہوں نے ابن ابی مرۃ سے پوچھا اُنہوں نے اجازت دی پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ دعوت قبول کرنا نصرانی کی جائز ہے اور اُس کے کھانے پر نہ گوشت بازار کا خریدنا ہوا ہے گوشت کا کھانا بھی درست ہے پس اگر اُن کی دعوت قبول کرنا درست نہ ہوتا تو یہی جواب کافی ہوتا کہ اُنکی دعوت کی اجابت ہی حرام اور کفر ہے نہ کہ اُنکے گھر کا پکا ہوا گوشت کھانا اور اُن کے قول کو دیانات میں معتبر جاننا *

سب سے زیادہ تصریح جواز مواصلات کی سیرت سلطان صلاح الدین سے ہوتی ہے جو تالیف بن عباس کی ہے اور جس میں خود اُس نے اپنی آنکھ دیکھی ہوئی باتوں کو لکھا ہے کہ اُس نے اُس کتاب میں چند مقام پر لکھا ہے کہ سلطان صلاح الدین نے عیسائی بادشاہوں کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اُن کی تعظیم و تکریم کی حالانکہ اُس

نصرانی کے گھر کا گوشت کھانا صرف اس کھانے پر کہ اُس نے بازار سے مول لیا ہے جائز ہی بغیر اس کے کہ اُس کا ذبیحہ خود اُس نے کیا ہو اور مسلمان نے دیکھا ہو لیکن جب اہل کتاب ذبیح کا ہونا خود بیان کرے تو اُسکی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں *

دوسری بحث بک نسبت مواصلات کے

سید احمد خاں صاحب نے مواصلات کو ساتھ اہل کتاب کے جائز قرار دیا ہے اور مولوی صاحب نے اُسے نہ صرف ممنوع اور حرام ٹھہرایا ہے بلکہ نسبت کفر کی اُس کے مرتکب کی طرف کی ہے اور یہی وجہ حرمت کی بیان کی ہیں مگر جتنی وجوہ حرمت کی بیان کی گئی ہیں وہ سب ایسی ہیں کہ جنکا نفل کرنا اور رد کرنا بھی فضول ہی کیونکہ اُن سے صرف مواصلات اہل کتاب کی حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ سوائے اعلیٰ درجہ کے متقی پڑھیز گاروں کے اور سب مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھانا بھی حرام اور ممنوع ہوتا ہے اور اہل کتاب سے ملنا اُن کی تعظیم کرنا اُن کی نوکری کرنا بھی نہ صرف حرام بلکہ قریب بکفر ہوا جاتا ہے لیکن جب ہم میں سے انہر مسلمان ہیں جو غیر متقی مسلمانوں کی صحبت سے نفرت نہیں کرتے اور مشرکین اور بت پرستوں کے اختلاط و ارتباطا دوستانہ سے باز نہیں رہتے اور اُنہیں اہل کتاب کے سامنے جن کی مواصلات کو حرام بتاتے ہیں اُس ادب اور تعظیم سے پیش آتے ہیں کہ ایک ادنیٰ درجہ کا خدا زاد غلام اپنے اعلیٰ مرتبہ کے آقا کے سامنے بھی اُس تذلل سے پیش نہ آویگا اور پھر نہ صرف عوام اور جاہل اس میں مبتلا ہیں بلکہ بڑے بڑے جناب مولانا وسیدنا و قبلہ و کعبہ ادنیٰ درجہ کے انگریزوں کی رضا کے خدا کی رضا سے زیادہ طالب ہیں اور خلاف مآزِل اللہ الیہ کے احکام صادر کر کے اُن سے ترقی دنیا کی خواہش کرتے ہیں اور پھر اُن میں سے نہ کوئی کانٹا ٹھہرتا ہے نہ کرسٹیاں تو پھر وہ شخص جو انگریزوں کے ساتھ یہ دعویٰ مسواست کھانا کھارے کیونکہ کانٹا و کرسٹیاں ہر گا ذلک ظن الذین لا یعقلون *

جہاں تک میں غور کرتا ہوں مولوی صاحب نے یہ مبالغہ کیا ہے اور حد سے زیادہ تشدد فرمایا ہے شاید مولوی صاحب نے جواب ترکی بہ ترکی کے مقصود پر عمل کیا ہے کہ جب سید صاحب نے انگریزوں کے کھانے کو بلا تحقیق و تحقیق جائز کر دیا۔ اور اہل کتاب کی گردن سرزوی ہوئی مرغی کو بھی حلال ٹھہرایا تو اُس کا جواب یہی ہے کہ انگریزوں کا کھانا اور اُن کے ساتھ کھا لینا نہ صرف مکروہ اور

+ مسلم ہمارا کھانڈوالے نصرانی کو نصرانی کھانا جہالت کی بات ہے اس سے بلاشبہ گنہگار ہوتا ہے کھانے والا توبہ کرے — فقہی مولوی سعد اللہ مفتی رامپوری —

نمبر ۱۰۸

اجماع

منجملہ اُن مذہبی الفاظ اور فقہی مصطلحات کے جنکی حقیقت نہ جاننے سے لوگوں کے خیالات غلط ہوئے اور ہوتے ہیں اور جنپر استدلال کرنے سے بے اصل باتیں صحیح مسائل کی صورت پر ہو گئیں اور ہوتی جاتی ہیں لفظ اجماع ہی علماء نے کتاب و سنت کی طرح اُسے ایک شرعی حجت مانا ہی تھا نے اُس کے منکر کو کافر سمجھا ہی پابندی ہر رسم و عادت کی جو مسلمانوں میں جاری ہی اُس پر استدلال کرنے سے ایمان کی نشانی سمجھی جاتی ہی اُنکے حسن و قبح سے بھٹ کرنے والے پر خرق اجماع کا الزام لگانا تکفیر کی نسبت ہوتی ہی اسلامیہ اُسکی حقیقت کا بیان کرنا اور اُن نتائج سے جو اُسپر مترتب کیئے جاتے ہیں کچھ بھٹ کرنا مناسب ہی *

یہ بات مسلمات سے ہی کہ ایمان نام ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا اُن سب باتوں میں جو وہ خدا کی طرف سے لائے پس حاضرین کے واسطے خود اُنکا زبان مبارک سے سنا حجت تھا اور اُسکی تصدیق کے لیئے دوسرے ذریعہ کی اُنکو حاجت نہ تھی لیکن ہم لوگوں کے لیئے اُن باتوں کی تصدیق اُنکی تصدیق پر مقدم ہی اسلامیہ کسی ذریعہ کی ضرورت ہی وہ ذریعہ کیا ہی نقل اور روایت لیکن چونکہ اُس میں صدق و کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہی اسلامیہ کذب کے احتمال دور کرنے کے لیئے کرئی قطعی دلیل چاہیئے وہ کیا ہی تواتر و اجماع پس اگر کسی خبر کی نسبت مشہور صادق کے وقت سے لیکر الیومنا هذا سب کا اتفاق ہو اور اُسکی صحت پر سب کا اجماع تو وہ خبر ہمارے حق میں بھی رویت کی برابر ہی اور ایسی متواتر اور مجتمع علیہ خبر حقیقت میں ہی نفسہ شرعی حجت ہی لیکن اگر کسی خبر کی نسبت یہ درجہ ثبت نہ ہو یعنی مشہور صادق کے وقت سے اُسکا تواتر اور اُسکی صحت پر اجماع نہ ہو ہم اس سے کہ وہ خبر پھر کسی اور زمانہ میں شہرت اور تواتر کے درجہ پر پہنچے جارے یا آیندہ زمانوں میں بھی وہ اس مرتبہ پر نہ پہنچے تو وہ خبر اپنی اصلی حالت پر رہیگی یعنی مایہتمل الصدق والکذب پس پہلے زمانہ سے لیکر ہمارے وقت تک جتنے واسطے اُس کی نقل کے ہوئے ہوں اُن کی صداقت اور اعتبار ثابت ہو اور وہ شمار میں بھی لائق لحاظ کے ہوں تو اُسکا جانب صدق غالب ہوگا اور اگر اُن میں سے کسی کی صداقت بشروطی ثابت نہ ہو یا اُنکا تسلسل اور اتصال معلوم نہ ہو یا اُس کے بیان کرنے والے ابتدا میں ایک دو سے زیادہ نہوں تو اُس کی دونوں جانب صدق و کذب کی برابر ہوگی اور ایک کے رجحان کو دوسرے پر کسی

پادشاہ کی مطرت اور صلیب مشہور ہی اور بیت المقدس کا فتح ہوا اُس کے اسلام کی اب تک ایک بڑی نشانی موجود ہی میں اُس کتاب سے دو نقلیں کرتے ہوں جس کی زیادہ اس سے دیکھنا منظور ہو و اصل کتاب کو دیکھ صفحہ ۲۵ میں اُس کتاب کے یہ لکھا ہی و ادوائیتہ و قد دخل علیہ صاحب صیدا بالاصرة فاحترمه و اکرمه و اکل معہ الطعام و مع ذلک عرض علیہ الاسلام مذکر لہ طرفاً من معاصرتہ و حثہ علیہ یعنی میں نے خود دیکھا کہ سلطان صالح الدین کے پاس امیر صیدا آیا تو سلطان نے اُس کا احترام اور اکرام کیا اور اُس کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر باوجود اس کے خوبیوں اسلام کی اُس کے سامنے بیان نہیں اور مسلمان ہونے پر اُسے برانگیختہ کیا اور پھر صفحہ ۹۰ میں لکھا ہی کہ و صاحب الشفیق برے مدینین معہ عدم السلامۃ نری ان اصلاح حالہ معہ قد تعین طریقاً الی سلامتہ منزل پنعمہ و ما حسسہا بہ الا وہو قائم علی باب خیمۃ السلطان فاذن لہ تدخل فاحترمه و اکرمہ و کان من کبارالفرنجیۃ و عقلائہا و کان یعرف بالبریۃ فحضر بین یدی السلطان و ال معہ الطعام خلاصہ یہ کہ وائی شفیق جو پڑے امیروں اور دانشمندوں سے انگریزوں کے تھا سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اُس کی تعظیم و تکریم کی اور اُس کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا یہ حال تو اگلے لوگوں کا تھا اور اب روم کے سلطان اور اُن کے علماء فضلاء کا حال ظاہر ہی کچھ پرشیدہ نہیں کہ شاہ فرانس اور ملکہ انگلستان کے مہمان ہوئے اور خوب دعوتیں لیں اور خوب کھانے کھائے اور کسی نے علماء مکہ یا مقام مدینہ میں سے اُن کے نفر و ارتداد کا فتویٰ نہ دیا *

جہانگیر میں نے سوچا اور غور کیا مجھے نفس موائع کے حواز میں کچھ شیعہ نہیں یعنی اگر اہل کتاب ہمارے یہاں آکر ہمارے ساتھ کھانا کھاریں تو یہ موائع بلاشبہ جائز ہی اور اگر ہم اُن کے یہاں جائیں اور اُن کے گوشہ کا ذبح کیا ہو ہرنا ثبت ہو جائے اور خواب و سوز نہ ہوئے تو بھی اس موائع میں کچھ نلام نہیں اور اگر گوشہ کا ذبیحہ نہ ہو ثابت ہو جائے تو اُس گوشہ کی حرمت میں کچھ شک نہیں اور اگر شراب و سوز بھی اُس میں ہوئے تو وہ شرب اور موائع کراہت سے خالی نہیں اس سے زیادہ جو کوئی کچھ کہے وہ افراط و تفریط اور عذاب و تعصب ہی والہ اعلم بالصواب *

راۃ

مہدی علیہ

کوئی صاحب الوحي والکتاب ہی نہ اُنکی تصدیق و تہذیب پر ایمان و نفور کا مدار ہی پس جبکہ بانفرادہ کوئی ایک اُن میں سے ایسا نہیں ہے جس کی رائے یا قول یا فعل ہمپر حصہ ہو تو مجموعہ اُن کی رائے یا قول یا فعل کی حصہ ہونے کی وجہ سے ہاں اُن کی بات کو ایک ایسی وقعت ہے کہ اُس کی صحت کا ہلہ بہ نسبت اُس کی غلطی کے غالب سمجھا جاوے گا اور جب تک کہ اُس کی غلطی ثابت نہ ہو تب تک وہ ماننے کے لائق ہوگی مگر احتمال غلطی کا موجود رہیگا اور ممکن ہے کہ کبھی اُس کی غلطی ثابت ہو جاوے اور کسی زمانہ میں اُس کی غلطی پر دوسرا اتفاق ہو جاوے اور یہ بھی اُس حالت میں ہے جبکہ اتفاق سب لوگوں کا ہو اور کوئی اُس رائے یا قول یا فعل سے کسی زمانہ میں منکر نہ ہو یا کم سے کم جو ارگ صلاحیت رائے دینے کی رکبتے ہوں اُنہوں نے مخالفت نہ کی ہو لیکن اگر کسی جماعت یا کسی گروہ میں کوئی بات بغیر بعض و مباحثہ کے جاری ہوگئی ہو یا کسی عارضی وجہ سے مثل خوف یا شرم یا لحاظ یا جہالت کے لوگوں نے مان لیا ہو اور امتداد زمانہ نے اُسے قری کر دیا ہو یا اُس کی صحت میں اہل رائے نے اختلاف کیا ہو اور بعض مجتہدین نے اُسے صحیح نہ جانا ہو گو کسی خارجی سبب سے اُس انکار کو شہوت یا قوت نہ ہوئی ہو تو ایسے اتفاق کو وہ وقعت بھی نہیں ہے بلکہ اُسپر اتفاق یا اجماع کا اطلاق کرنا ہی غلطی ہے + پس یہ معتبر حقیقت اجماع اور انکار اجماع کے نفور ہونے کی ہی اسپر غور کرنے کے بعد اب ہمکو

+ میں اپنے علماء کے اقوال بھی بہ نسبت اس مسئلہ کے بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اُنکی رائے بھی لوگوں کو معلوم ہو جاوے امام غزالی نے کتاب التفرقة میں لکھا ہے و شرطہ (اے اجماع) ان یجتمع اهل العلم والعقدا علی صعيد واحد فیتفقون علی امر واحد اتفاقاً بلفظ صریح ثم یستمدون علیہ مدۃ عند قوم والی تمام انقراض العصر عند قوم اور مسلم میں لکھا ہے کہ قیل اجماع الاثر مع ندرة المتخالف اجماع والمختار انه لیس باجماع لان قلة الکمل قلیل لیس حجة اصلاً وقیل هو حجة ھنیئة اور مرفقات الامول میں ہے کہ الاجماع اما بالتواتر او بالشہرة او بالاحاد واتر التواتر اجماع الصحابة اذا انقضوا حتی اذا لم یبقوا لم یکن الاجماع اتفاقاً كما مر فهو کالایة القطعیة الدلالة والخبر المتواتر فیکفر جاحدة وان لم یکن سکتاً حتی اذا کان سکتاً لم یکن متواتراً علیہ ایضاً فلا یكفر مخالفة ثم اجماع من بعدہم بالشرط السابق فیہم یرونیہ خلافہم فهو کالمشہور من الخبر یضلل جاحدة ولا یكفر اجماعاً ثم الاجماع المختلف فیہ فهو کاصحیح من اخبار الاحاد لا یضلل جاحدة ایضاً کمالا یكفر اور امام حجة الاسلام نے منخل میں لکھا ہے انہ قد یثبث الخلاف فی کون الاجماع حجة ولا یكفر منکره فہمکرا لاجماع علیہ اذا

اور دلیل کی حاجت ہوگی اور اگر اُس کے بیان کرنے والوں کی بے اعتباری پائی جاوے تو اُسکا جانب نہ پڑاجے ہوگا بلکہ اگر اُنکا کذب و ہودتہ یقیناً ثابت ہو تو اُس میں احتمال صدق کا ذاتی نہ رہیگا *

پس منجملہ اخبار معتبر صادق کے وہ خبر جسکا تواتر اُس کے وقت سے لیکر اب تک ثابت ہے اور جسکی صحت پر اجماع ہے قرآن مجید ہی اور جو اُس مرتبہ پر نہیں ہے وہ حدیث ہی پھر بعض اُسمیں یعنی حدیث میں سے وہ ہیں جنکا جانب صدق غالب ہے اور بعض وہ ہیں جنکے دونوں پلے برابر ہیں اور بعض وہ ہیں جنکا جانب کذب غالب ہے اور بعض وہ ہیں جو نہی غلط اور بالکل چھوٹی ہیں فرضکہ یہ دونوں چیزیں ہمپر حصہ ہیں پہلی چیز یعنی کتاب قطعی حصہ ہی کیونکہ اُس کی صحت قطعاً ثابت ہے اور دوسری چیز یعنی سنہ ظنی حصہ ہی کیونکہ اُسکی صحت ظنی ہے اور باعتبار اپنے مرتبہ صحت کے وہ ہمپر حصہ ہی رہا اجماع پس اگر اُس سے مراد ہے اجماع سب کا اور ہر صحت اُس خبر کے تو امداً و صدقاً کہ ایسا اجماع حصہ شریعی ہے لکن لانی ذاتہ یل بغیرہ کیونکہ حقیقت میں وہ اجماع ایک کامل شہادت اور قطعی دلیل اُس خبر کی صحت کی ہے اور وہ خبر فی نفسہ ہمپر حصہ ہی اور اُسی اجماع کا منکر بھی یقینی کانہ ہے کیونکہ وہ منکر اُس خبر کا ہے جسکی صحت ثابت ہو چکی اور جسکا انکار فی ذاتہ کفر ہی پس اگر کوئی کسی آیت کا قرآن مجید کی منکر ہو تو وہ پسہا کانہ ہی جیسا کہ صاحب الوحي کی زبان سے سنکر اُسکا منکر ہوتا کیونکہ تواتر اور اجماع نے اُس کی صحت کو ایسے یقین کے درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ احتمال غلطی کا باقی نہیں رکھا لیکن اگر اُس سے مراد ہے اتفاق کر لینا لوگوں کا اور ہر کسی معنی و مقصد کے جو معتبر صادق کے لفظوں سے صریحاً ثابت نہ ہو یا اور ہر حقیقت کسی چیز کے جسکا بیان بہ تصریح خود معتبر صادق نے نہ کیا ہو یا اور ہر تفصیل کسی اجمال کے جسے اُسے مجمل ہی رہنے دیا ہو یا اور ہر تصریح کسی شی کے جس میں اُس نے اشارہ استعارہ پر ہی تفایس کی ہو یا اور ہر باتوں کے جو شارع کی باتوں کی علت دریافت کر کے قیاساً اسپر نکالی گئی ہوں جبکہ اُس علت کو خود شارع نے بیان نہ کیا ہو یا اور کسی ایسے مذہبی اعتقاد یا قول یا فعل کے جو اُس کے اخبار متواتر سے ثابت نہ ہو یا اُسکے منصوصات کے مخالف اور اُس کے اصلی اصول کے معارض ہو تو ایسا اتفاق کچھ قطعاً ہی نہیں اور نہ ایسے اجماع کا منکر کانہ ہی اور نہ اُن باتوں کا جو ایسے اتفاق پر مبنی ہوں نہ ماننا یا اُنسے مخالفت کرنا تکذیب رسول ہی کیونکہ یہ اجماع ایک قیاس یا قول یا فعل ایسی جماعت کا ہے جس میں سے نہ کوئی معتبر صادق ہی نہ جس میں سے کسی کی رائے معصوم ہی نہ جس میں سے

لکھا ہوتا اور اُس کو ایک مخصوص طائفہ سیکھتا اور تقلیداً اُسے تلقی بالقبول کوتا تو بلا شبہ وہ اجماع اجماع ہی مگر اُسے ہم لایعیناً کہتے ہیں اور خود ہمارے ہی علماء کے بیان سے اُس پر اجماع کا اطلاق نہیں ہو سکتا نہ کہ معاذ اللہ اُس کے انکار پر اطلاق کفر کا ہو پھر اکثر مسائل اعتقادی یا عملی ایسے ہیں جن کی بنا حقیقت میں ایک خبر احاد پر اور بعض حالات میں ایک خبر ضعیف پر یا فقط تیس اور رے پر ہی مگر تقلید کی پرکھ سے اُسے عوام و خواص میں ایسی شہرت ہو گئی ہے کہ وہ خبر متواتر اور نص قطعی سمجھی جاتی ہے و حد المتواتر مالا یمكن الشک فیہ کالعلم بوجود الانبیاء و وجود الہام المشہورہ وغیرہا و انہ متواتر فی الاعصار کما مصرأ بعد مصر الی زمان النبوة و لم ینفص عدد التواتر فی مصر من الاعصار فالقول بالتراتب فی غیر القرآن من اعمش الاشیاء *

پس ہمارا اپنے مسائل اعتقادی و عملی کی نسبت جس کا ثبوت پہ نص صریح قرآن مجید یا بعدیت متواتر نہ ہو اجماع کا دعویٰ کرنا ہی غلط ہے اور اسی غلطی کی وجہ سے بہت دعویٰ ہوئے اور اکثر مقاطعہ میں پڑ گئے ہر گز کہنے اپنے اپنے خیالات کے موافق ایک مذہب کوڑا کر لیا ہر طائفہ نے اپنی رسمیات اور عادات کو اجماع کی دلیل سے فرایض و واجبات سمجھ لیا اور اپنے چال چلن کو ایک غیر مبدل شریعت بنا لیا یہاں تک کہ جب اُن بڑی بڑی عالیشان عمارتوں کی جتنکے کنگرے آسمان سے ملے ہوئے ہیں بنیاد دیکھی جاتی ہے تو ایک رب کے ذرے کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا اور کوئی بنیادی پتھر دکھلائی نہیں دیتا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف لوگوں کے ہاتھوں پر رکھی ہوئی ہے نہ فی نفسہ اُسکی اصل مضبوط ہے نہ در حقیقت اُسکی بنا مستحکم ہے اگر لوگ اپنے ہاتھ اُٹھالیں اور بنیاد کے سہارے پر اُسے چھوڑ دیں تو نہ اُسکی خوبصورت دیواروں کا نشان ملے نہ اُسکی خوشنما محرابیں نظر آویں نہ اُسکی ملمع کاری کی چوٹ باقی رہے بلکہ دکھالارض دکا کی کیفیت ہو جاوے اور تبدیل الارض غیر الارض کی صورت نظر آوے یہہ حقیقت ہے اجماع کی جو میرے نزدیک ازروے اصول شریعت کے ثابت ہے من اعتقد غیر ذالک فلیجد عقیقتہ و لیتب من قصبہ ثم من ادعی بطلان هذا البیان فعلیہ ان ینظر فی میدان البرہان اما بتغذیر اللسان و اما بتعزیر الیدیان و الحق یعلو علی البطلان *

و از ————— م

مہدی علی عفا عنہ ربہ

کوئی بتا دے کہ جو عوام و خواص ہر جزئیہ فقہیہ اور ہر مسئلہ نلامیہ کی نسبت اجماع کا لفظ زیات پر لاتے ہیں اور اُس کے انکار کو بوجہ انکار اجماع کے کفر بتاتے ہیں وہ کس قدر صحیح ہے اور کس قدر غلط سوائے قرآن مجید کی تصریح صریحہ کے اُردو عقائد و مسائل جو استخراج و استنباط کیئے گئے ہیں اور جو کتابوں میں بڑی شد و مد سے لکھے گئے ہیں اُن میں سے کتنے عقیدوں اور کتنے مسئلوں پر اجماع کا اطلاق ہو سکتا ہے اور کتنے پر نہیں اگر اجماع کا نام ہی چند کتابوں میں

ام یکن من ضروریات الدین لم یکنفہر اور امام الحرمین ابوالمعالی نے فرمایا ہے کیف نکفر من خالف الاجماع ونحن لانکفر من رد اصل الاجماع وانما تبذیر و ضلالہ والمتمد منذ الشانعیۃ عدم اطلاق تکفیر المجمع علیہ اور امام نووی نے روضہ میں لکھا ہے کہ ایسی تکفیر جاحداً المجمع علیہ علی اطلاقہ بل من جحد مجمعاً علی فیہ نص فہر من الامور الظاہرۃ الیٰی یشترک فی معرفتہا القواص و لعوام کا لصلوۃ و تعزیم النہر و تہرہما فہر کافر و من جحد مجمعاً علیہ لایعرفہ الا القواص کاستحقاق ہنک الابن السدس مع ہنک الصاب و تہرہ فلیس بکافر اور ابن دقیق العبد نے شرح عمدہ میں لکھا ہے اطلق بعضهم ان متخالف الاجماع یکنر والحق ان المسائل الاجماعیۃ تارۃ یصحبہا التواتر عن صاحب الشرع کوجوب الخمس و قد لا یصحبہا فاللہ یکنر جاحداً لمخالفة التواتر لا لمخالفة الاجماع اور تلویح میں لکھا ہے کہ اما لہکم الشرعی المجمع علیہ فان کان اجماعاً ظنیاً فلا یکنر جاحداً اتفاقاً و ان کان قطعياً فقیل یکنر وقیل لا یکنر والحق ان تہرہ العبادات الخمس مما لم یأضرورة کوئہ من الدین یکنر جاحداً اتفاقاً و انما الخلاف فی غیرہ اور ان سب سے عمدہ وہ ہے جو در متنازع کے حاشیہ شامی میں لکھا ہے کہ اذا لم تکن الایۃ والخبیر المتواتر قطعی الدلالة اولم یکن الخیر متواتراً او کان قطعاً لکن فیہ شبہۃ اولم یکن الاجماع اجماع التجمیع او کان ولم یکن اجماع الصحابۃ او کان و لم یکن اجماع جمیع الصحابۃ او کان اجماع جمیع الصحابۃ و لم یکن قطعاً فان لم یثبت بطریق التواتر او کان قطعاً لکن کان اجماعاً سکوتاً ففی کل هذه الصور لایکون الجحد کفراً نہ اگر آیت یا خبر متواتر قطعی الدلالة نہ ہو یا خبر ہی متواتر نہ ہو یا متواتر نہ ہو مگر قطعی نہ ہو اور اُس میں شبہ نہ ہو یا اجماع سب کا اجماع نہ ہو یا سب کا اجماع ہو مگر صحابہ کا اجماع نہ ہو یا وہ بھی ہو مگر سب صحابہ کا اتفاق نہ ہو یا سب صحابہ کا اتفاق ہو، ہو مگر قضی نہ ہو یعنی بطریق تواتر ثابت نہ ہو یا قطعی بھی ہو مگر اجماع سکوتی ہو پس ان سب حالتوں میں انکار اجماع کا کفر نہیں

ہے *

THE PROPOSED MUHAMMEDAN COLLEGE.

It is our belief that even truth does not possess any miraculous power of impressing itself on the minds of men. The only miracle it possesses is that it fears no discussion or contradiction.

Without reference to the fact whether the discussions lately published in Newspapers on the proposed Muhammedan College are favorable or unfavorable to our scheme, we beg to say that they afforded us very great pleasure. The subject has attracted the attention of the people and has induced them to discuss it, and this gives us a stronger hope of the ultimate success of our undertaking.

The writer of an article published in the excellent paper, the *Pioneer*, assures us that the proportion of Muhammedan pupils reading in Government Colleges and Schools is not low. This is indeed a very gratifying assurance for us. We congratulate ourselves on this glad tidings, but at the same time would remark that the number regarded by the writer as sufficiently large is still too small in our estimation. We are not satisfied with it, we wish it could increase considerably, and at the same time trust that this desire of ours will not be a subject of raillery or ridicule to any one who is a friend to mankind.

We see no reason why we should remain contented with the number of Musulman students at present attending Government Colleges and Schools, and why those who find fault with the Government system of education (though they may perhaps be mistaken in their views) should not attempt to improve it.

The writer of an article published in the *Indian Observer*, dated 28th September, delights to call us arrogant and bigoted, and states that these qualities prevent us from availing ourselves of the advantages of education afforded in Government Institutions.

A first perusal of the article above alluded to caused us much anxiety and a considerable amount of trepidation. We were anxious to know whether the article was written by Mr. D. P. I., or Mr. C. S.; for if written by the latter, we were afraid lest he might be a Lieutenant Governor in embryo, and thus at some future time have the lives of the poor Muhammedans in his hands. On a more careful perusal however of the article in question, we were delighted to find that the views it inculcated were precisely similar to those which we have often heard before, and thus our anxiety and fear were at once allayed.

We admit that we are both arrogant and bigoted, but this is no reason why we should not adopt a system of education which may not impair our arrogance and bigotry, but at the same time further our advancement in learning. The writer again aims a taunt at us, and says he does not understand why we should

نمبر ۱۰۹

مدرسۃ العلوم مسلمانان

ہمارا یہ عقیدہ ہی کہ، درستی رائے میں بھی کوئی ایسی کرامت نہیں ہوتی کہ وہ از خود لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاوے۔ اُس میں جو کچھ کرامت ہوتی ہی وہ صرف اسقدر ہوتی ہی کہ مباحثہ کا اُس کو خوف نہیں ہے۔

منجوزۃ مدرسۃ العلوم مسلمانان پر جو بعض اخباروں میں ہوئی (بالفاظ اسبات کے کہ وہ ہماری تدبیر کے موافق تھی یا مخالف) اُس سے ہم کو نہایت خوشی ہوئی ہی اور اسبات کے دیکھنے سے کہ لوگوں نے اُس پر توجہ کی اور مباحثہ کیا ہم کو اپنے مقصود کے حاصل ہونے کی ترقی تر امید ہوئی ہی *

نہایت نامی اخبار پائونیر میں آرٹیکل لکھنے والا ہم کو یقین دلاتا ہی کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کی تعداد کم نہیں ہی اس خوش خبر سے ہم نہایت خوش ہیں اور اپنے تئیں مبارکبادی دیتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ جس تعداد کو اُس آرٹیکل لکھنے والے نے کافی سمجھا ہی وہ ہماری رائے میں بہت کم ہی آکر بہت زیادہ ہوئی چاہئے اس تعداد سے ہماری تسلی نہیں اور زیادہ ہو اور زیادہ ہو پس یہ ہماری خواندہ غالباً کسی انسان دوست آدمی کی نگاہ میں کسی طعنہ یا تقریر کے قابل نہ ہوگی جو تعداد کہ مسلمان طالب علموں کی اب گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں ہی کیوں ہم اُسی پر قناعت کریں اور جو لوگ اُس تعلیم میں کچھ نقصان دیکھتے ہیں (گو اُنکا ایسا خیال غلط ہی ہو) کیوں نہ اُنکی ترقی تعلیم کے لیئے کوشش کریں *

انڈین ایبزرور مطبوعہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ع میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم کو سخت متکبر اور متعصب کہا ہی اور یہی سبب ہم کو گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں سے کم دائدہ حاصل کرنے کا قرار دیا ہی اس آرٹیکل کو پڑھکر اول اول تو ہم کو بہت تردد و خوف معلوم ہوا تردد تو اس بات کا ہوا کہ یہ کس کا لکھا ہی مسٹر ڈی بی آئی کا یا مسٹر سی ایس کا اور خوف اس بات کا تھا کہ اگر پچھولے کا ہو تو ایسا نہ ہو کہ وہ کبھی ہمارے ملک کا لٹننٹ گورنر ہو جاوے اور مسلمانوں کی زندگی اُس کے ہاتھ میں پڑ جاوے مگر جو کہ اُس آرٹیکل کے مضمون اکثر وہ ہیں کہ جو مدت ہوئی کہ ہم سن چکے تھے اسلئے ہمارا وہ تردد اور خوف دنوں جاتے رہے *

مگر ہم کہتے ہیں کہ ہاں ہم متکبر ہیں اور متعصب بھی ہیں پو کیوں نہ ہم ایسا طریقہ تعلیم اختیار کریں جس سے ہمارے متکبر و تعصب میں بھی خال نہ آوے اور ہم تعلیم بھی پادیں *

seek for the aid of Infidels, viz., the English, to establish a purely Muhammedan College. "The existence" "he says, of such an Institution, if it is owed solely "to their own exertions, will be a proof of desire for "improvement, and an earnest of better things. If "however, it is artificially produced, as we fear it will "be, by the generosity of men like Lord Northbrook, "it will be a sign of no inward life, and will be of "little use." It scarcely befitted a Christian, and above all one of that race whose aid we sought, one of that which purports to be the true friends and well-wishers of mankind, to write thus. But we sincerely admit that what the writer has said is perfectly true. Who would direct the attention of our co-religionists to such taunts and remind them that if they still turn a deaf ear to them, if they do not render help in establishing the college with all their heart, and with all their wealth, they will prove themselves the most shameless, and the lowest of all the nations on the face of God's earth.

The writer further laughs at our defective English, but we are not at all sorry for it. It is rather a proof of the excellence of the Indian Educational system. We cannot help it, for such is the instruction afforded us by our Directors of Public Instruction, and by our Universities. Our education only has not been defective; there are thousands and tens of thousands who, in point of training and education, are no better than ourselves; and it is for this reason that we dislike the system and keep ourselves aloof from it.

In certain Vernacular Newspapers, we find that the publication of the project of the establishment of the Muhammadan College has created a great agitation in certain quarters which is quite unnecessary, and which could have been avoided by a due consideration of the subject. Some seem to believe that the number of boys who would receive education in this College would be inconsiderable, and that the establishment of one or even of ten such Institutions would not go far towards improving the Muhammadan race. They therefore propose as the surest means of improvement that a large number of petty Muhammadan schools should be opened in different parts of the country. We are not entirely opposed to this view, but we wish it to be understood by our co-religionists that the view in question is not entirely free from faults. Our desire is to further the national improvement and to raise the national honor of the Muhammadans. This can only be accomplished when our children have opportunities of improving their manners and morals, and their modes of livelihood, and also when the means to attain to a high degree of knowledge are brought within their reach. This is however quite impossible without the establishment of an Educational Institution such as we have already proposed. National honor can only be attained when

انڈین ایبزرور کا آرٹیکل لکھنے والا ہمکو طعنہ دیتا ہے کہ "خاص مسلمانوں کے کالج قائم کرنے کے لیئے کافروں سے [یعنی انگریزوں سے] کیوں مدد لیجاتی ہے اور یہ بھی لکھتا ہے کہ اگر ایسا مدرسہ خود مسلمانوں ہی کی کوششوں سے قائم ہوگا تو یہ ترقی و بہتری کی دلی خواہش کا ثبوت ہوگا لیکن اگر لارڈ نارٹھ بروک صاحب سے لوگوں کی سفارش سے قائم ہوا تو کچھ دلی خواہش کا نشان نہ ہوگا، اگرچہ ایسا لکھنا ایک عیسائی کو اور خصوصاً اُس قوم والے کو جس سے ہم نے مدد مانگی اور جو اپنے تئیں انسان کے خیرخواہ و سچے دوست سمجھتی ہے زیادہ نہ تھا مگر ہم دل سے قبول کرتے ہیں کہ جو کچھ اُس آرٹیکل لکھنے والے نے لکھا ہے بالکل صحیح اور بالکل سچ ہے اور ہم اپنی قوم سے یہ بات کہتے ہیں کہ درحقیقت وہ نہایت نالایق اور بے شرم اور بے حیا اور تمام دنیا کی قوموں میں ذلیل ہوگئی جو اب بھی ایسے طعنے سنکر اس مدرسہ کے قائم ہوجانے میں دل و جان سے روپیہ سے اور کوشش سے مدد نہ کریں گے *

انڈین ایبزرور میں آرٹیکل لکھنے والا ہماری ناقص انگریزی کی ہنسی اڑاتا ہے مگر ہمکو اس سے کچھ رنج نہیں ہے کیونکہ یہ جو کچھ ہے انڈین ایجوکیشنل سسٹم کی مددگی کا ثبوت ہے ہم معذور ہیں کہ ہماری یونیورسٹیاں اور ہمارے ملک کے ڈائریکٹر پبلک انٹرکشن کی ایسی ہی تعلیم ہے اور صرف ہماری ہی ایسی تعلیم نہیں ہے ہزاروں در ہزاروں کی ایسی ہی تعلیم ہے اسی لیئے ہم اُس سے بھاگتے ہیں و نفرت کرتے ہیں *

اُردو اخباروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مدرسہ کے قائم ہونے کی تجویز کے مشہور ہونے پر لوگوں کے دلوں میں بغیر کامل غور و فکر کرنے کے بیجا وارلے پیدا ہوئے ہیں کئی یہ سمجھتا ہے کہ اس مدرسہ میں کے آدمی تعلیم پڑھانگے ایسا کالج خواہ ایک مقرر کیا جاوے خواہ دس مسلمانوں کی ترقی کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ وہ یہ تدبیر بتاتے ہیں کہ چھوٹے اسکول مسلمانوں کے بہت اثر سے جا بجا قائم کرائے جاویں تب مسلمانوں کی ترقی ہوگی ہم اس رائے کے مخالف نہیں ہیں مگر اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں کہ اس رائے میں کسیقدر نقص ہے ہم مسلمانوں کی قومی ترقی اور قومی عزت کی ترقی دینے کی خواہش کرتے ہیں اور یہ ترقی جب ہی ہو سکتی ہے کہ ہماری قوم کے لڑکوں کو کئی ایسا موقع ملے جس سے اُن کی عادت اور خصلت اور طریق معاشرت اور اخلاق درست ہوں اور نیز اُنکو علم میں اعلیٰ درجہ تک کا کمال حاصل کرنے کا موقع حاصل ہو اور یہ بات جب تک کہ کئی ایسا دارالعلم جیسا کہ تجویز ہوا ہے قائم نہ ہو حاصل ہونے میں ممکن ہی نہ ہوگی قومی عزت جب ہی ہو سکتی

we have in the nation a certain number of men who, owing to their perfection in learning may rightly take their position at its head. An average amount of knowledge must also be possessed by the middle class, and we may then think of the diffusion of general education amongst the masses. Let us suppose that we establish ten lacs of petty Muhammadan schools without providing for the attainment of higher and middle class education, the result will be that, our youth will always be in the same rude and ignorant state that we now find them in. They will read generation after generation, the same Mubadi-ul-Hisab, Soorajpore ki Kahani, and Mr. Kempson's English translation of the History of India, and the Director of Public Instruction will record in his report that his students cannot be useful members of society, but that they may be able to teach the books which they have themselves been taught. Thus, it is one of our first duties to provide means for the acquirement of the highest standard of education by the people of our nation, so that those who will may avail themselves of the opportunity and acquire that which may improve the honor of their nation. If a single individual belonging to our race attains to that high standard of learning which we have at heart by means of the system of instruction proposed in the projected College, he will add greatly to the national honor. Supposing however that not even one single such student emerged from the College, we shall at least have no reason to regret that, as at present, there are no means at hand by which to attain a high standard of education.

To neglect this most important action, and to allow themselves to be carried away by fond hopes of general education will prove a great misfortune to the Muhammadans. It is not at all difficult to open petty Muhammadan schools for general education. It is difficult however to accomplish the work we have at heart, and every effort should therefore be made by us to do it.

Another ambition by which the people of the Punjab seem more particularly to have been deluded is to establish a similar College for themselves in their own country instead of rendering any help to the people of the North Western Provinces. In support of their opinion they say that a single institution of the kind in the North Western Provinces cannot be sufficient for them and for the whole of India. They also assert that the people of the North Western Provinces rendered no assistance in the establishment of the Punjab University College. Such ideas at the outset are undoubtedly strong proofs of the misfortune of the Musalman race. Indeed the angel of darkness is trying to deceive them in disguise of the angel of light.

We have never said that one single Institution will suffice for the whole of India. We simply ask that

ہی جبکہ تمام قوم میں ایسے کچھ اعلیٰ درجہ کے عالم بھی موجود ہوں جو قوم کے لیئے ہمنزل تاج کے ہوں پھر اُسکے بعد متوسط درجہ کے عالم لوگ موجود ہوں پھر اُسکے بعد عام لوگوں میں عام تعلیم پھیلائی جاوے اگر بالفرض ہم نے چھوٹے چھوٹے دس لاکھ مسلمان اسکول قائم کر دیئے اور اوسط اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم کا کچھ سامان نہ کیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے لوگ ویسی ہی گدھے کے گدھے رہینگے اور مبادی الحساب اور سورج پور کی کہانی اور انگریزی میں مسٹر کیمن صاحب کا ترجمہ تاریخ ہندوستان پڑھتے پڑھتے نسلیں گنوجاریگی اور پھر قارئین صاحب اپنی رپورٹ میں لکھینگے کہ یہ تو ابھی سوسائٹی میں ملنے کے بھی لائق نہیں ہونے شاید جو کتابیں انہوں نے پڑھی ہیں وہ پڑھا سکیں پس ہمارا فرض ہی کہ سب سے اول ہم اپنی قوم کے لیئے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کا موقع پیدا کریں تاکہ جس کا دل ہو وہ وہاں آوے اور اُس چیز کو حاصل کرسکے جس سے اُس کی قوم کو عزت ہو اگر ایک شخص بھی ہماری قوم کا ام کالج سے ایسی تربیت پالیکا جیسی ہماری خواہش ہی تو اُسی سے ہماری قوم کو عزت ہوگی اگر فرض کرو کہ ایک بھی اس کالج میں تعلیم نہ پاویگا تو ہمارے دل کا یہ داغ تو کہ ہمارے قوم کے لیئے ایسی تعلیم کا جیسے کہ دل چاہتا ہی موقع نہیں ضرور ملے گا جیسا کہ عام تعلیم کے دھوکے میں پڑنا اور اس امر اہم سے درگزر کرنا نہایت بد قسمتی مسلمانوں کی ہوگی چھوٹے چھوٹے مسلمان اسکول عام تعلیم کے قائم کرنے کچھ مشکل نہیں ہیں جو سب سے مشکل اور سب سے زیادہ ضروری اور مقدم ہی یہی ہی اس وقت اسی کے انجام پر سب کو توجہ کرنی چاہیئے *

ایک دوسرا بیجا راولہ لوگوں کو اور بغیر کافی فکر کے خصوصاً اہل پنجاب کو یہ اُٹھا ہی کہ ہم خود ہی اپنے لیئے ایسا کالج کیوں نہ قائم کریں کہ شمال مغربی اضلاع کے کالج کی مدد کریں اور وہ لوگ اپنی رائے کی تائید میں بیان کرتے ہیں کہ کیا وہ ایک کالج ہمارے لیئے اور تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا یہ مدعا بھی پیش کیا جاتا ہی کہ پنجاب یونیورسٹی کالج کی شمال مغربی اضلاع کے رئیسوں میں سے کسی نے مدد نہیں کی تھی مگر حقیقت میں اس قسم کے خیالات کا ابتدا میں پیدا ہونا پوری دلیل بد قسمتی مسلمانوں کی ہی در حقیقت تاریکی کا فرشتہ و روشنی کے فرشتہ کی صورت بنا کر آنکھ دھوکا دیتا ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک کالج تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا مگر یہ کہتے ہیں کہ پہلے ایک نمونہ بنانے میں سب لوگ یکدل و یک جان ہو کر کوشش کرو اُس نمونہ کو پورا پورا پہلے بنالو اُس کی خوبیاں اور اُس کے فوائد لوگوں کو دیکھنے دو یہی

all may first try with one heart to set up an example in its complete form and let people see its advantages and the ultimate good that can be derived from it. To make a good beginning is the most difficult of tasks. When once a sample is shewn, it will be speedily copied. The difficulty lies only in starting and continuing the work. When the first project is vigorously carried out, subsequent obstacles will be easily surmounted. When the people of our nation come to know the advantages to be derived from the proposed College, we shall be able to raise a sum of money equal to that estimated for the establishment of this College from each Division almost, not to speak of each Presidency, and we shall then be able to found similar Institutions wherever they may be found necessary. But on the contrary, if opposition be made at the very commencement, and if each individual desires to build his own castle in the air according to his own ideas, neither the one nor the other will ever come into existence, and the Muhammadans will linger on in their present forsaken and degraded state. They will fall between two stools.

If my readers will just reflect for a moment they will find that the Punjab University College does not owe its foundation entirely to the public. We are far from lowering its value, nay, we highly admire it, and are deeply thankful to its founders for the benefits it confers, but we, at the same time can not help regarding it as a work of public utility erected by Government similar to many others which Government always erects for the benefit of its subjects. But the scheme for the establishment of the proposed College has originated entirely from the people themselves, and above all, men of our own nation have proposed it for the improvement and welfare of their brethren according to their own choice, and it is for this reason that subscriptions are invited from them with the claim of being of the same fraternity and of the same religion.

The subscriptions paid for the Punjab University College were intended to please the official authorities, whereas the pecuniary help now asked for is to save our own brothers who are now on the brink of mental ruin. The difference between the subscriptions now asked for and those paid for the Punjab University is as great as that between earth and heaven. In order to raise funds for the projected College we feel ourselves entitled to ask our co-religionists for help by supplication and almost, we would say, by force! Could the Punjab University College claim the same privilege?

We therefore request our co-religionists to get rid of all their erroneous notions and ambitions, and to direct their chief aims towards the actual establish-

کام سب سے مقدم اور سب سے زیادہ مشکل ہی جب ایک نمونہ قائم ہو جاوے گا پھر از خود اُس کی مثالیں قائم ہوتی جاوے گی پہلی دفعہ اس کا قائم ہونا اور چل جانا مشکل ہی پھر کچھ مشکل نہوگی جو روپیہ اس کے لیئے تھمینہ کیا گیا ہی جب کہ ہماری قوم کے لوگ اس کے فوائد سے واقف ہو جاوے گے تو اُس قدر روپیہ ایک پریسیڈنسی کیا ایک ایک ضلع سے جمع ہو سکیگا اور ہم ہر ضلع میں ایسا کالج بنا سکیں گے لیکن اگر ابھی شروع ہی میں اس کی مزاحمت ہوئی اور وہ ایک نے اپنی قیڑہ اینٹ کی مسجد جدا بنانی شروع کی تو نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا اور ہماری قوم اُسی طرح ذلت اور خدا کی پھٹکار میں مبتلا رہیگی *

پنجاب یونیورسٹی کالج اگر غور کر کر دیکھو تو خالص بدلت کی جانب سے تھ تھا بے شک وہ نہایت عمدہ چیز ہی ہم اُس کی بہت تعریف کرتے ہیں اور اُس کے بانیوں کے بہت شکر گزار ہیں الا سکر ایسا ہی ایک رفاہ عام کا کام سمجھتے ہیں جیسا کہ گورنمنٹ اپنی رعایا کے فائدہ کے لیئے اُڑ کام رفاہ عام کے کیا کرتی ہی مگر یہ تدبیر اس معجزہ کالج کے قائم کرنے کی ایک ایسی تدبیر ہی جو خالص رعایا کے دل سے نکلی ہی اور خود ہماری قوم نے اپنے بھائیوں کی ترقی و بہتری کے لیئے اور خود اپنی تجویز سے اور اپنی مرضی کے موافق قائم کی ہی اور اُسی سبب سے اپنے بھائیوں ہم قوموں سے پادعائے برادری و ہم قومی چنڈہ مانگا جاتا ہی پنجاب یونیورسٹی کا چنڈہ حکام کے غرض کرنے کے لیئے تھا اور بہت چنڈہ اپنے قریب الہرگ جاں باب رسیدہ ماں جائے بھائیوں کی جان بچانے کو ہی پس ان دونوں کالجوں کے چنڈوں میں زمین و آسمان کا فرق ہی — اس کالج کا چنڈہ جمع کرنے کو ہمارا حق ہی کہ ہم اپنے قومی بھائیوں سے ہاتھ جوڑ کر چنڈہ لیں توہری میں ہاتھ ڈال کر چنڈہ لیں کان پکڑ کر چنڈہ لیں سخت مست کہہ کر چنڈہ لیں جہیں کر چنڈہ لیں کیا یونیورسٹی کالج پنجاب کو ایسا حق تھا فرض ہماری اس وقت یہہ ہی کہ ہماری قوم کو چاہیئے کہ اس وقت تمام خیالات کو دل سے دور کریں اور تمام ولولوں کو اپنے دل سے مٹا دیں اور صرف یہی ایک ولولہ اپنے دل میں رکھیں کہ یہہ کالج معجزہ قائم ہو جاوے جہان تک ممکن ہو اُس کی تائید کریں نہ یہی بات اُن کے حق میں بہتر ہی — ہم اپنی سی کیئے جاتے ہیں اور کہے جاتے ہیں یہی ہمارا فرض ہی آئندہ ہونا یا نہ ہونا خدا کے ہاتھ ہی واللہ المستعان *

رائے
سید احمد

ment of the proposed Muhammedan College, and to try all possible means in their power to support it. Their real good consists in their so doing. We say and we do what we think proper. To accomplish our desire, our success or failure rests with the Omnipotent and Omniscient God before whose will every other thing must bow.

SYED AHMED.

بمقام عیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۶]

۱۵ رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اختیار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضین کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجتا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوتا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۰

THE "INDIAN OBSERVER" ON MAHOMMEDAN EDUCATION.

At the present time, the Mahommedans of India are in such a degraded state, that the worst language might reasonably be employed to describe it. Consequently we are not in least offended by the insolent tone of the *Observer*. Moreover we hope that the result of the *Observer's* reflections will be productive of some good, in as much as it will make the Musulmans feel the really miserable condition in which they are, and will incite them to improve their *status*. Therefore, the views of the scientific oracle who speaks through the medium of the *Indian Observer*, ought to be known by our co-religionists.

The Select Committee discussed the question "why is the effect of education in India not similar to that in England?" In reply to this question the *Indian Observer* says that "they (Mahommedans) cannot expect Government to make a silk purse of a sow's ear." Thus we observe that we have been compared to swine and therefore it is for us to decide whether we ought to bow humbly to the compliment paid us by the *Observer*. Why not, improve our intellectual *status* and then let the world decide who deserves the epithet of swine.

It is further asserted that "the material on which it (education) works is very different. The tool used may be the same but cut it as you will, you cannot make a diamond out of a pebble or a sparkling ruby out of a lump of sandstones." Is it proper for us to suffer to be compared to such worthless things as pebbles or sandstones or is it necessary to rouse ourselves from the mental stupor in which we have fallen and shew signs of inward life and activity?

It is natural that bad language proves a man to be wanting in the essential characteristics of good breeding. The writer of the article in the *Observer*, calls us arrogant and begotting whereas he appears himself to be more the so. However we think it very mean to take notice of such words told by our opponent; we simply ought to learn something from his sayings.

انڈین آبزورر اور مسلمانان

ہماری یہ رائے ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی ایسی حالت ہے کہ جو لفظ سخت سے سخت اور خراب سے خراب انکی نسبت استعمال کیئے جارہیں وہ سب درست و بجا ہیں اور اسی سبب سے ان ان سرلیڈز الفاظ سے جو انڈین آبزورر میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم مسلمانوں کی نسبت لکھے ہیں ہمکو کچھ ناراضی نہیں ہوتی بلکہ اس قسم کی تحریر ہمکو ترغیب دیتی ہے کہ ہماری قوم کو غیرت اور شرم آویگی اور وہ اپنی حالت کی درستی اور اصلاح پر متوجہ ہوگی پس اس آرٹیکل میں ہمارا مطالب اسقدر ہے کہ ہم اپنی قوم کو جتلاویں کہ ہمارے زمانہ کے علم کے دیوتا نے ہماری نسبت کیا کہا ہے *

سلیکٹ کمیٹی خواسٹار ترقی تعلیم مسلمانان میں یہ سوال بحث میں آیا تھا کہ "ہندوستان میں انگریزی تعلیم کا اثر ایسا کیوں نہیں ہوتا جیسا کہ انگلستان میں ہوتا ہے" پس اس کا جواب انڈین آبزورر کا آرٹیکل لکھنے والا یہ دیتا ہے کہ "انکر (یعنی مسلمانوں کو) گورنمنٹ کی ذات سے یہ ترغیب بھی نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ سور کے بالوں سے ریشم کی تھیلی بنادے" پس اب ہم اپنی قوم سے پوچھتے ہیں کہ علم کے دیوتا نے ہمکو سور کا خطاب دیا ہے پس ہمکو اسی خطاب میں خوش رہنا چاہیئے یا کوشش کرکر اور اپنی حالت کو درست کرکر دنیا کو بتلانا چاہیئے کہ اس خطاب کا مستحق کون تھا *

دوسرا جواب اسی سوال کا اس آرٹیکل کے لکھنے والے نے یہ دیا ہے کہ "جس شی پر اسکا (یعنی تعلیم کا) اثر ہوتا ہے وہ دونوں ملکوں (یعنی ہندوستان اور انگلستان) میں مختلف ہی ہو گا۔ دونوں کا ایک ہی ہو سگریزہ یا کنکر سے ایک روشن ہیرا یا لعل نہیں بن سکتا" پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا ہماری قوم کو سگریزوں میں اور کنکروں میں پڑا رہنا اور ہو ایک کی ٹھوکریں کھانا اور دشنام سننا ہی پسند ہے یا اپنی حالت میں کچھ ترقی کرنے کا بھی ارادہ ہے *

یہ سچ ہے کہ جو شخص بد زبان کسیکی نسبت استعمال میں لاتا ہے وہ خود ارگ اپنے آپ کو ان سرلیڈز ثابت کرتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اس آرٹیکل کا لکھنے والا ہمکو متکبر اور سخت متعصب بتاتا ہے حالانکہ وہ ہم سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے مگر ہمکو اس پر خیال کرنا نہیں چاہیئے بلکہ جو لفظ ہمارے دشمن نے بھی ہمارے حق میں کہیں ہوتا ہے یہ بھی ہمکو نصیحت پکڑنی چاہیئے *

We also come across the following passage :—

“ It would be well for the Committee * * * * to search and see if any great philosopher or poet or man ever came out of a nation that could honestly describe as they have done.” If this assertion refer to the period since which the Director of Public Instruction has had the management of the educational affairs, then we must confess that there has not been a single man worthy to be called great. If on the contrary the writer of the article does not refer to any particular period, we cannot help pitying at his ignorance of common subjects and we must advise him to take a trip to Cambridge, and devote his attention towards the study of the Histories of Philosophy and Oriental Literature.

SYED AHMED.

PROCEEDINGS OF THE MEETING OF THE
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COL-
LEGE FUND COMMITTEE.

Held on the 8th November, 1872.

No. 9.

Present :

Sheikh Ghulam Ali, President.

Members.

Mirza Muhammad Rahmut-ullah Beg.

Munshi Muhammad Subhan Hyder.

Munshi Syed Ali Hassan.

Moulvi Muhammad Arif.

Syed Muhammad Hamid Khan.

Munshi Muhammad Yar Khan.

Syed Ahmed Khan, Bahadoor, C. S. I.—Member
and Secretary.

The proceedings of the Meeting held on the 19th October 1872, No. 8, recorded in the book of proceedings under the signature of the Secretary, having been confirmed, the business of the Meeting was commenced.

The Secretary then addressed the Committee and said that as directed in the Meeting of the 25th September, 1872, he begged to submit his report as regards the selection of a suitable locality for the estab-

ایک مقام پر اُس آرٹیکل کا لکھنے والا لکھتا ہی کہ ” کمیٹی کو مناسب ہی کہ * * * * اس امر کی تفتیش کرے کہ آیا اُس قوم میں (یعنی مسلمانوں میں) کبھی کوئی بڑا فلسفی یا شاعر پیدا ہوئی ہوگا جو ایمانداری کے ساتھ اپنی نسبت خود یہ باتیں بیان کرے جو کمیٹی نے بیان کی ہیں “ اگر اس عبارت کا یہ مطلب ہو کہ ہمارے ملک کے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کے وقت میں کوئی شخص ہمارے قوم کا ایسا ہوگا ہی یا نہیں تو اُس کا تو جواب صاف ہی کہ نہیں اور اگر کبھی کے لفظ سے غیر مفید زمانہ مراد ہو تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اس آرٹیکل کے لکھنے والے کو دوبارہ ٹیمپریج یونیورسٹی میں جانر ہیسٹری آف فلازنی اور ہسٹری آف اوریینٹل لٹریچر پڑھنی چاہیئے *

راۓ

سید احمد

نمبر ۱۱۱

روئڈاں

اجلاسی مجلس خزانۃ البضائع لتاسیس مدرسۃ العلوم

لامسلمین

منعقدہ آٹھویں نومبر سنہ ۱۸۷۲ع — مقام بنارس

نمبر ۹

صدر انجمن

شیخ غلام علی صاحب

ممبران موجودہ

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

منشی محمد سپہان حیدر صاحب

منشی سید علی حسن صاحب

مولوی محمد عارف صاحب

سید محمد حامد خان صاحب

منشی محمد یار خان صاحب

سکرتری

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

اجلاس شروع ہوا اور روئڈاں اجلاس منعقدہ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ع

نمبر ۸ جو بدستخط سکرتری مرتب اور کتاب روئڈاں میں مندرج تھی

ملاحظہ ہوئی *

lishment of the proposed Muhammadan College, and to inform that he had fixed upon the District of Allygurh as the most eligible site for the new College.

He (Secretary) then read his report before the Meeting as given at the end of this proceeding, and stated that the Members named below had expressed their full concurrence with the proposal that the College should be established at Allygurh.

Those Members, with whom he (Secretary) had an interview, gave in their consent verbally while the others communicated it to him by means of letters.

2. Khalifa Syed Muhammad Hussan Prime Minister of Puttiala.

3. Hafiz Ahmed Hussan Dewan of the Ex-Nawab of Tonk.

4. Syed Muhammad Mahmood, Barrister-at-Law, who is shortly expected here from London.

5. Moulvi Syed Mehdi Ally, Deputy Collector, Mirzapore.

6. Moulvi Syed Zain-ul-Abadin, Sudder Ameen, Boolundshahar.

7. Nawab Muhammad Mahmood Ali Khan of Chhatari.

8. Raja Syed Muhammad Bakar Ali Khan, of Pindrawul.

9. Koonar Muhammad Lutf Ali Khan of Chhatari.

10. Muhammad Masood Ali Khan, alias Mashook Ali Khan, of Danpore.

11. Mirza Muhammad Abid Ali Beg Munsiff of Hathrass.

12. Munshi Muhammad Mushtaq Husain, Nayab Sirishtedar, Collector's Office, Allygurh.

13. Muhammad Masood Shah Khan, Munsarim, Munsiff's Court, Hathrass.

14. Moulvi Muhammad Sami-ullah Khan, Pleader, High Court, N. W. P.

15. Muhammad Enayat-ullah Khan, of Bheekampore.

16. Moulvi Muhammad Ismail of Allygurh.

17. Khwaja Muhammad Yusooff of Allygurh.

After the Secretary's report was read the following Members present in the Meeting also expressed their approval,

سکرتری نے کہا کہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء کے اجلاس میں مجھ کو ہدایت ہوئی تھی کہ میں ایک کیفیت اس امر کی نسبت پیش کروں کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہے پرطبق اُس کے میں کیفیت مطروکہ پیش کرتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے لیئے علیگڑہ کو منتخب کیا ہے *

بعد اس کے سکرتری نے اپنی رپورٹ ممبروں کے سامنے پڑھی جو روٹڈاں کے اخیر میں شامل ہے اور ہمہ بیان کیا کہ ممبران مفصلہ ذیل نے پتہ رسید تحریر اور نیز زبانی مجھ سے بروقت ملاقات کے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے اور علیگڑہ میں مدرسۃ العلوم مسلمانان قائم ہونا منظور فرمایا ہے *

۲ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیاہ

۳ جناب حافظ احمد حسن صاحب سفیر نواب صاحب سابق والی ٹونک مقیم لندن

۴ سید محمد محمود صاحب پیرسترات لا جو منقریب لندن سے ہندوستان میں آئے والے ہیں

۵ مولوی سید مہدی علی صاحب قیٹی کلکٹر بہادر مرزاپور

۶ مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امین پلندہ شہر

۷ نواب محمد محمود علیشاہ صاحب رئیس چھتاری

۸ راجہ سید محمد باقر علیشاہ صاحب رئیس پندرناول

۹ کزور محمد لطف علیشاہ صاحب رئیس چھتاری

۱۰ مسعود علیشاہ صاحب عرف معشرق علیشاہ صاحب رئیس دانپور

۱۱ مرزا محمد عابد علی بیگ صاحب منصف درجہ اول ہاتھرس

۱۲ منشی محمد مشتاق حسین صاحب نایب سررشتہ دار کلکٹری علیگڑہ

۱۳ محمد مسعود شاہ خاں صاحب منصرم منصف ہاتھرس

۱۴ مولوی محمد سعید اللہ خاں صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

۱۵ محمد عثمانی اللہ خاں صاحب رئیس بھیکم پور

۱۶ مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ

۱۷ خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس علیگڑہ

بعد سامعہ رپورٹ سکرتری کے ممبران موجودہ مفصلہ ذیل نے بھی اس بات کو کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڑہ میں قائم ہو بالاتفاق قبول و منظور کیا *

18. Syed Muhammad Hamid Khan.
19. Munshi Muhammad Yar Khan.
20. Mirza Muhammad Rahmut-ullah Beg.
21. Moulvi Muhammad Arif.
22. Munshi Muhammad Subhan Hyder.
23. Munshi Syed Ali Hussan.
24. Sheikh Ghulam Ali.

25. Nawab Muhammad Hussan Khan, who came after the business of the Meeting was over, read over the papers and the Secretary's report, and approved of the proposal.

In conclusion it was unanimously carried out that copies of the proceeding of the Meeting and of the Secretary's report be sent to the other Members with request that they may be pleased to inform the Secretary of their approval or dis-approval of the proposal in question.

The Members then thanked the Chairman and the Meeting broke.

SYED AHMED.

Secretary.

To

THE PRESIDENT AND MEMBERS OF THE
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE
FUND COMMITTEE, BENARES.

Sirs,

With reference to the proposal made in the Meeting of the Committee held on the 25th September, 1872, I have the honor to submit my report as regards the selection of a suitable locality for the establishment of the proposed Muhammadan Anglo-Oriental College as follows :-

I read the discussions published in Newspapers on the subject, and had personal conversation with some of my friends whom I had the honor to see during the Dussehra vacation. And, after due consideration, I now beg to report that the district of Allygurh is the best place for the establishment of the College.

۱۸ سید محمد حامد خان صاحب

۱۹ منشی محمد یار خان صاحب

۲۰ مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

۲۱ مولوی محمد عارف صاحب

۲۲ منشی محمد سبحان حیدر صاحب

۲۳ منشی سید علی حسن صاحب

۲۴ شیخ غلام علی صاحب

۲۵ واضح ہو کہ بعد ختم اجلاس نواب محمد حسن خان صاحب تشریف لائے اور بعد ملاحظہ کاغذات و رپورٹ سکریٹری انہوں نے بھی تجویز مذکورہ بالا سے اتفاق کیا *

بعد اسکے بالاتفاق یہ تجویز ہوئی کہ نقل اس رکنداد کی معہ نعل رپورٹ سکریٹری بقیہ ممبران کے خدمات عالیات میں اس امید سے بھیجی جارے کہ صاحبان ممدوح بھی اپنی اپنی رائے سے نسبت اتفاق یا اختلاف تجویز مذکورہ بالا مطلع فرمائیں *

بعد اسکے مذکورہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاست ہوئی *

دستخط

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی
سکریٹری

رپورٹ بعالی خدمت پریذیڈنٹ و ممبران

مجلس خزانۃ البصاعۃ لیسس مدرستہ العلوم

للمسلمین

میں بمرجب اس تجویز کمیٹی کے جو ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ع کو ہوئی تھی اپنی رپورٹ اس امر کی نسبت کہ مدرستہ العلوم مسلمانان کس جگہ ہونا چاہیئے کمیٹی میں پیش کرتا ہوں *

وہ مباحثات جو اسباب میں اخباروں میں چھپی اُنکو بھی میں بغور دیکھا اور اس تعطیل میں جن جن درستوں سے ملاقاتیں ہوئیں اُن سے بھی میں گفتگو کی اور بالآخر میری رپورٹ یہ ہے کہ علیحدہ سے بہتر کوئی جگہ مدرستہ العلوم کے مقرر کرنے کے لیئے نہیں ہے *

جس قسم کا مدرستہ العلوم مقرر کرنا تجویز کیا گیا ہے اور جس سے یہ مقصد ہے کہ طالب علموں کے اخلاق درست ہوں اور اُنکے خیالات پریشانی سے معذور رہیں اور جمہیت اور تسکین کی طرف مائل ہوں اور جذبات انسانی کو اعتدال پر لایا جارے اور حسن معاشرت اُنمیں پیدا ہو اس قسم کے مدرستہ کے لیئے ضرور ہے کہ وہ ایسے مقام پر مقرر

The nature of the Institution itself, viz, that the students should have as few temptations as possible, as are likely to mislead them from their proper ends, that their thoughts and notions, instead of wandering astray, should take a turn to calmness and serenity, and that their manners and morals should improve, requires that the College should be opened, not in any of the large towns where temptations to evils are great, nor in any small village where even the necessities of life are hardly procurable. I am glad to say that our requirements will be most conveniently fulfilled by fixing upon Allygurh as the site of the new College.

The next point for our consideration is the excellence of the climate of the place where we will establish the College, where our boys will live and will be brought up, and the climate of which place will have a great effect on their health, intellect, and on their other mental and moral faculties. Allygurh is well known for the excellence of its climate. It would not be too much to say that the climate of Allygurh excels that of any other District in the North Western Provinces in salubrity. I have since consulted Mr. J. R. Jackson Civil Surgeon of Allygurh on the point, and now beg to append hereto his opinion and remarks as regards the healthiness of the place.

Further I beg leave to submit for the consideration of the Committee that our proposed College would at present be the only one of the kind, [God grant that the example may be followed in scores] and the fact therefore makes it incumbent on us to establish it in a locality where it is likely to be of the greatest use to the Muhammadans, and with reference to this fact, every one would give preference to Allygurh which is at no great distance from Delhi and the Eastern Districts of the Punjab. It connects itself with the the N. W. corner of the country comprising Meerut, Saharunpore, and Roorki by means of the Railway line. The junction of the Rohilkhand Railway with that of the E. I. Railway just at Allygurh, by means of which it connects the latter city with the whole of the Rohilkhand Districts, makes it a still more valuable place. It is again at a most convenient distance from the Southern parts comprising Agra, Mathura,

کیا' جاریہ جو منجملہ شہر ہائے کلاں کے نہر جہاں بہت سی ترغیبتیں اُن مقاصد کے برخلاف موجود ہوتی ہیں اور نہ بہت چھوٹا گاؤں ہو جہاں اشیائے ضروری بھی بہ مشکل دستیاب ہوتی ہوں یہہ صفات مطلوبہ نہایت خوبی کے ساتھ ملیگڈہ میں موجود ہیں *

اسکے بعد ہمکو اُس مقام کی آب و ہوا کی خوبی پر خیال کرنا بھی نہایت ضروری ہے جہاں مدرسۃ العلوم کا مقرر کرنا تجویز ہو کیونکہ ہمارے لڑکے وہاں رہینگے وہیں کی آب و ہوا سے پرورش پانینگے اُن کی صحت و تندرستی اور نیز اُن کے ذہن اور دل و دماغ کی قوت پر وہاں کی آب و ہوا کا بہت کچھہ اثر ہوگا ملیگڈہ اپنی آب و ہوا کی خوبی میں مشہور و معروف ہے اگر میں کہوں کہ تمام شمال و مغربی اضلاع سے وہ آب و ہوا میں عمدہ ہے تو کچھہ بیجا اور ناراجب نہوگا میں نے اس باب میں جناب قانٹر جہس آرجیکسن صاحب بہادر ایم ڈی سول سرجن ملیگڈہ سے مشورہ کیا تھا اور جو رائے کہ اُنہوں نے نسبت ملیگڈہ کی آب و ہوا کی خوبی و عمدگی کے دی ہے وہ میری اس رپورٹ کے ساتھ شامل ہے *

اسکے بعد ہمکو اس بات پر خیال کرنا چاہیئے کہ ہر گاہ بالکل یہہ ایک ہی مدرسہ اس قسم کا قائم ہوتا ہے (خدا کرے کہ آئندہ بیسیوں ایسے ہی مدرسے قائم ہوں) تو جہاں تک ممکن ہو ہمکو ایسی جگہ قائم کرنا چاہیئے جو مسلمانوں کے لیئے زیادہ تر مفید ہو اس لحاظ سے جو شخص کوئی جگہ تجویز کریگا ملیگڈہ ہی کو تجویز کریگا۔ ملیگڈہ دہلی اور اضلاع مشرقی پنجاب سے بہت دور نہیں ہے — میرٹھ و سہارن پور روزی وغیرہ اُن اضلاع کو جو شمالی مغربی کرنے پر واقع ہیں ریلوے کے سلسلہ سے اپنے ساتھ ملتا ہے — رھیلکنڈ ریل جو خاص ملیگڈہ میں آئے کو ملی ہے اُس کے ذریعہ سے یہہ مقام اور بھی زیادہ مفید ہوگیا ہے اور تمام رھیلکنڈ کو اپنے میں ملا لیا ہے — جنوبی سمت جہمیں آگرہ و مہترا و بہرت پرر کے علاوہ کئی مسلمان سادات کی پستیاں اور علاوہ دھولپور و کوالیار ہے اُس کے لیئے بھی مناسب قریبی پر واقع ہے — لکھنؤ اور اپنے مشرقی اضلاع کو بھی ریلوے کے سلسلہ سے جدا نہیں ہونے دیتا پس اس مدرسۃ العلوم کے مقرر کرنے کے لیئے ملیگڈہ سے زیادہ مناسب کوئی جگہ واقع میں نہیں ہے *

اسکے بعد ہمکو اس بات پر خیال کرنا ہے کہ اُس مقام میں یا اُس کے گرد نزاح ہیں کس قسم کے لوگ بستے ہیں جس سے ہمکو اس بات کی توقع کرنی چاہیئے کہ وہ لوگ اور اُن کی اولاد اس مدرسہ کی ہمیشہ معین و مددگار و سرپرست و درسوں حال رہینگے — اس

parts of Bharathpore occupied by Saiyads, Dholpore, and Gwalior, Lucknow, and the districts situated on the East of it are similarly connected with it by the Railway line. In short, no other place in the North Western Provinces is more fitted for the establishment of the College than is Allygurrh.

We should not also lose sight of the fact that the place where we would establish the College, or the neighbouring district must have for its population a people from whom and from whose descendants we might expect an uninterrupted and cordial support for the continuance of the College. But I am sorry to say that when I look around I can discover no place whence I could expect the realization of this hope. The people of Allygurrh however, hold out some hope (though a meagre one) in this respect. Allygurrh and the neighbouring towns have all Muhammadan population. Moreover, Allygurrh and Boolundshahar which are adjacent to one another have many well to do Muhammadan gentlemen and Talookdars, some of whom are well known for their intelligence, foresight, and for their sympathies with their co-religionists, though there may be some who may be possessed of just the opposite qualities. The estate of Pindrawal is situated just close to Allygurrh. The owner is a Shia gentleman. We have sanguine hopes that all these men, as well as their descendants will always feel a deep interest in the support of the College. This particular advantage which I have just referred to in connection with Allygurrh, and which in fact ought to have preference over all others, I dare say, is not to be met with in any other town or city in the North Western Provinces, and these considerations lead me to select Allygurrh as the best place suited to our purpose.

With reference to the climate, extensive population, or dear living in Allahabad, or with reference to the fact that a Government College has already been established there, the Members of the Committee will not, I believe, think it proper to establish their College there. The climate of Rohilkhand, and its situation in a corner, (as if it were the America or the New World of the North Western Provinces) make it quite out of place to think of establishing

خیال ہے جب میں آنکھ اٹھانے دیکھتا ہوں تو چاروں طرف اندھیرا ماحول ہوتا ہے پھر جو کچھ تھوڑی بہت توجہ دیتی ہے تو علیگڑہ ہی کے نواح کے لوگوں سے پڑتی ہے — علیگڑہ اور اُسکے گرد کے تمام نصیبات مسلمانوں کی آبادی کے ہیں اور علیگڑہ میں اور بلند شہر میں جو بالکل اُس سے ملا ہوا ہے تمام مسلمان رئیس بڑے بڑے تعلقہ دار قبی مقدور ہیں اور بعض اُن میں سے روشنی و بصیرت اور سمجھ دار اور مآل کار پر غور کرنے والے اور اپنی قوم کی خراب حالت پر اندرس کرنے والے بھی موجود ہیں (گو بعض قبی طبیعتیں اُسکے برخلاف بھی ہیں) اور ایک نہایت عمدہ ریاست پندرہ راول کی اُس کے قریب ہی جس کے رئیس شیعہ ہیں اور اُن تمام لوگوں سے اور اُن کی اولاد سے اُن سے بھی زیادہ توقع ہے کہ یہ سب نہایت دل سے ہمیشہ اس مدرسہ کے حاسی و سرپرست رہینگے یہ خاص صفت جو میں نے علیگڑہ کی نسبت بیان کی (اور جسکو سب سے اعلیٰ اور مقدم سمجھنا چاہیئے) میں نہایت مضبوطی اور تفریط سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام اضلاع شمال و مغرب میں کسی ہوسری جگہ نہیں ہے جس اُن وجوہات سے میں نے علیگڑہ کو دارالعلم بنانے کے لئے عمدہ مقام تجویز کیا ہے *

ممبران کمیٹی اس بات کو یقینی تسلیم کرتے ہوئے کہ اس مدرسہ العلوم کے لئے الہ آباد کا مقام تجویز کرنا کیا بنظر وہاں کی آب و ہوا کے اور کیا بلحاظ اُس کے موقع کے کہ زیادہ تر جانب شرق واقع ہے اور کیا بنظر کلانی شہر کے جو روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کیا ہسپ اخراجات کثیر کے جو لوازمات روز مرہ کے سر انجام میں وہاں واقع ہوتے ہیں اور کیا بنظر اس بات کے کہ خاص اُس مقام پر حال میں ایک مدرسہ اعظم گورنمنٹ کی جانب سے قائم ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے *

روہیلکھنڈ بھی کیا بنظر آپ و ہوا کے اور کیا اس سبب سے کہ ایک طرف کو پڑا ہے جو اور اضلاع کی نسبت بمنزاعہ امریکا کے اس مدرسہ العلوم کے لئے جو ابھی صرف ایک ہی قائم ہوتا تجویز ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے *

آگرہ البتہ غور کے قابل تھا مگر اُسکی آب و ہوا ہمیشہ سے بہت ناقص ہے اور انسان کے مزاج کو چنداں مناسب نہیں ہے جہانگیر بادشاہ نے اپنی تروک میں لکھا ہے ”ہوئے آگرہ گرم و خشک اسب سفی اطباء انس کہ درج را بہ تھلیل مہ پرد و ضعف سے آرد و بہ اثر ملایع ناسازگار اسب مگر بلغمی و سرداوی مزا جان را کہ از ضرران ایمن اند و ازین جہات اسب کہ حیواناتے کہ این مزاج و طبیعت دارند صحت نیل و کارمیش وغیر آن ہوں آب و ہوا خرابی میسرند“ علامہ اُسکے

the new College there, especially when we are to have only one institution of the kind.

Agra is a place which might claim some consideration, but the unhealthiness of its climate, its situation more towards the South, and away from the places named above, and also on account of its being an ancient and large city where, under the principle noticed above, the College cannot be founded, make it quite unfit for the purpose.

People are desirous that the College may be founded in some famous town which will give celebrity to the College, but I would observe that the establishment of the College itself will give the place a name which will eclipse the fame of all other towns of India. Is not the towns of Oxford and Cambridge with their limited number of population more conspicuous than all other famous towns of England?

People have said much about the establishment of the College in Delhi which has nothing more than some ruined walls, and tombs of some of the most learned and noble personages who lie buried in them. But the Committee are well aware that from the very beginning all our proceedings in connection with the establishment of the College have been taken under the impression that it would be founded in the North Western Provinces, and that it is the Government of the North Western Provinces from which we have received assurances of help.

It is therefore quite useless to think of such places as are situated beyond the limits of the North West Provinces. But there are other reasons which make Delhi quite unfit for our purpose.

I now beg to conclude my report with the observation that Allygurh is in itself a dear name. The words of our Prophet are well known who has said "I am the city of all knowledge, and Ally is the Entrance to it."

I therefore wish with all my heart that the proposed Muhammadan College which, in fact is hoped to be the entrance to knowledge, should be established in Allygurh.

I have the honor to be
Sirs,

Your Most Obedient Servant.

SYED AHMED.

Secretary.

موقع آگرہ بھی خراب نہیں ہے کیونکہ وہ جنوب کر زیادہ مایک ہی اور اُس ملکوں سے جتنا میں نے ارپہ ذکر کیا ایک طرف کر پڑتا ہے اور نیز ایک قدیم ہرانا پڑا شہر ہے جو ہمارے اصول موضوعہ کے بموجب ایسا مدرسہ قائم کرنے کے لیے مناسب نہیں ہے *

لوگوں کا یہ بھی قول ہے کہ یہ مدرسہ کسی نامی شہر میں ہونا چاہیئے جس کے سبب سے مدرسہ اعلیٰ نام ہو اور شہرت پارے مگر میں کہتا ہوں کہ خود یہ مدرسہ اُس مقام کو جہاں قائم ہوگا ایسا نامی کر دینا کہ تمام ہندوستان کے مشہور و نامی شہر اُس کے آگے پست ہو جائیں گے کیا ایکسفرز اور کیمبرج کی چھوٹی سی آبادی تمام انگلند کے نامی مقاموں سے زیادہ نام آور نہیں ہے *

ویران دہلی میں (جہاں بجز چند دیوارہائے لٹیدہ و بزرگان گور خرابیہ کے اور کچھ نہیں ہے) مدرسۃ العلوم قائم کرنے پر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے مگر جو کہ کبھی کو معلوم ہے کہ ابتدا ہی سے شمال مغرب اضلاع ہی میں مدرسہ کے تقرر کے خیال سے سب کارروائی ہوئی ہے اور شمال مغربی اضلاع ہی کی گورنمنٹ نے تمام امدادوں کا وعدہ کیا ہے تو اُن مقاموں کی نسبت بحث کرنا جو حدود اضلاع شمال و مغرب سے خارج ہیں مختص بیٹانڈہ ہی علاقہ اس کے بہت سے وجوہات ہیں جن کے سبب سے دہلی اس مدرسۃ العلوم کے لیے مناسب بھی نہیں ہے *

اب میں اپنی رپورٹ کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ علیحدہ ایک پیارا نام ہے — ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مشہور ہے کہ "انا مدینۃ العلم و مایٰ ہابہا" پس یہ پہلا مدرسہ ہم مسلمانوں کا جو درحقیقت علم کا دروازہ ہوگا علیحدہ ہی میں ہونا چاہیئے *

دستخط

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکرتری

یادداشت نوٹہ ڈاکٹر آر جیکسن صاحب

بہادر

مجھے سے اس معاملہ میں رائے طلب کی گئی ہے کہ علیحدہ واسطے قائم کرنے مدرسۃ العلوم مسلمانوں کے قابل پسند کے ہے یا نہیں *

اگرچہ اس مقام کی آب و ہوا کی نسبت میرا تجربہ دو برس سے بھی کچھ کم کا ہے لیکن ڈاکٹر کلکلی صاحب اور ڈاکٹر کلکلی

MEMO.

My opinion has been asked as to the eligibility of Allygurh as a site for the new Muhammadan College.

My experience only extends over a period of less than two years, but this again is supplemented by that of my predecessors, Doctors Clark and Kilkelly. I have no hesitation in asserting on my own judgment, corroborated by the authority of these gentlemen, that Allygurh is one of the healthiest stations of the North-West Provinces. It is particularly free from malarial disease, especially that low form of fever, which has of late ravaged the Saharunpore, Mozuffer Nuggur and Meerut Districts.

Being situated on the line of Railway it is of course liable to epidemic visitation. Lately Cholera and Dengue made their appearance in the city of Coel; but the former of these diseases at any rate did not assume the virulent form which so generally prevailed in so many of the other towns of the North-West. Coel enjoyed a similar comparative immunity in previous visitations of Cholera, and this fact testifies to the general salubrity of the place.

The well water, an element on which the inhabitants lay so much stress, and with just cause, is of the best quality, filtering through a porous, sandy soil, and containing but a small proportion of lime salts. The water is soft, plentiful, and procurable at a uniform depth of about 20 feet from the surface.

There are no very extensive Jheels in the neighbourhood, and near the station the drainage is tolerably good; but there is room for improvement in this respect.

If it shall be decided that the College is to be built at Allygurh, I would recommend that a Committee consisting of the Magistrate, Civil Engineer, and Civil Surgeon be convened to act in concert with a Committee selected by the native gentlemen concerned, to fix on a proper site, after careful inspection of the most eligible sites near Coel, due regard being paid to natural drainage, the vicinity of marshes, railway embankments, prevailing winds and other local peculiarities bearing on the question of health.

ALLYGURH: } (Sd.) J. R. JACKSON, M. D.
18th October, 1872. } Offg. Civil Surgeon.

صاحب کے تجربہ کا نتیجہ ہی جو مجھے سے پیشتر یہاں رہے ہیں میں بلا تامل اپنی تجویز سے اور صاحبان مدرسہ کی سند سے کہہ سکتا ہوں کہ علیگڑھ کی آب و ہوا ممالک مغربی و شمالی کے تمام شہروں سے زیادہ تر صحت بخش ہی یہہ مقام رہا کی آند سے خصوصاً اُس دھبے پختار سے بالکل پاک و صاف ہی جس نے اضلاع سہارنپور اور مظفرنگر اور میروٹھہ کو پرہاد کر دیا *

چونکہ یہہ شہر ریلوے کی سڑک پر واقع ہی اسلیئے ایسی بیماریاں جو علی العموم ہوا کرتی ہیں یہاں بھی ہو جاتی ہیں یہاں حال میں مرض ہیضہ اور ڈنگیونیور یعنی تب شہر کوڑ میں ہوئی تھی مگر ہیضہ کی ایسی شدت نہیں ہوئی جیسے کہ مومبا شمال و مغربی اضلاع کے اور شہروں میں ہوئی اس سے پیشتر بھی جو ہیضہ کا مرض ہوا ہی تر بمقابلہ اور شہروں کے کوڑ میں تخفیف ہی رہی ہی پس اس بات سے ثابت ہوتا ہی کہ اس مقام کی آب و ہوا علی العموم تندرستی کے لیئے مفید ہی *

یہاں کے کنروں کا پانی جس سے لوگوں کو بڑا تعلق ہی اس سبب سے نہایت عمدہ ہی کہ ریتالی زمین سے چھن کر بالکل صاف نکلتا ہی اور اُس میں شوریست بھی بہت کم ہی یہاں کا پانی ثقیل نہیں ہی اور ندرت سے ہی ہر جگہ پینس فیت کی گہرائی پر نکل آتا ہی *

اس کے قرب و جوار میں بڑی بڑی چھیلیں نہیں ہیں اور شہر کے پانی کا نکاس بھی اچھا ہی لیکن اُسکی ممدکی میں اور بھی ترقی ہو سکتی ہی *

اگر یہہ تجویز قرار پارے کہ مدرسہ مذکور علیگڑھ میں قائم ہو تر میری یہہ رائے ہی کہ صاحب مجسٹریٹ اور سول سرجن اور سول انجینیر کی ایک کمیٹی مقرر ہو اور یہہ کمیٹی اُس کمیٹی کے اتفاق اور شرکت سے جسکو وہ ہندوستانی ہریف لوگ جو مدرسہ کے کار و بار سے تعلق رکھتے ہیں قائم کریں ہمہ تحقیقات کے جو خوب احتیاط کے ساتھ کی ہو ایک عمدہ موقع مدرسہ کا کوڑ کے قریب تجویز کرے جہاں قدرتی ایشادوں اور دلدل اور ریلوے کی سڑک کے بالادہ اور ہوا کے نفاذ اور اسی قسم کی اور خصوصیتوں کا بھی جو صحت و تندرستی سے علاقہ رکھتی ہیں پختربی لحاظ اور خیال کیا جاوے *

دستخط

ڈاکٹر جیمس آر جیکسن ایم ڈی
قائم مقام سول سرجن علیگڑھ

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

یعنی چندہ مندرجہ فہرست سابق

چندہ جدید

حضور عالی ہز ہائینس جناب نواب محمد کلب

علی خان بہادر والی رامپور دام اقبالہم ...

حضور عالی ہز ہائینس جناب نواب صاحب بہادر

والی بہاول پور دام اقبالہم ...

خواجه احسن اللہ صاحب خلف آنریبل خواجه

عبدالغنی خان بہادر سی ایس آئی رئیس قہاکہ

راچہ سید محمد باقر علی خان صاحب رئیس

پنڈراول ضلع بلند شہر ...

محمد عنایت اللہ خان صاحب رئیس و تعلقہ دار

ہوہیم پور ضلع علیگڑہ ...

حافظ احمد حسن صاحب رئیس ہدایوں سفیر

نواب صاحب سابق والی ٹونک مقیم لندن

کدور محمد وزیر علی خان صاحب رئیس دان پور

ضلع بلند شہر ...

انتخاب الامرا مختار الہام صاحب زادہ محمد

عبید اللہ خان صاحب بہادر فیروز جنگ ...

نواب فیہ الدین احمد خان بہادر لوہارو والا ...

موزا محمد عابد علی بیگ صاحب رئیس مراد آباد

منصف درجہ اول ہاتھرس ...

کنور محمد لطف علی خان صاحب فرزند رئیس

چھتاری ضلع بلند شہر ...

نواب محمد علی خان صاحب رئیس چھتاری آباد

ضلع باند شہر ...

محمد سلطان خان صاحب ڈپٹی منجسٹریٹ

نہر گنگ رئیس دہلی ...

داروغہ محمد عباس علی صاحب رئیس نصہ

سیواڑہ ضلع بجنور اسسٹنٹ انجینیر شہر لکھنؤ

محمد اسماعیل خان صاحب فرزند حاجی محمد

فیض احمد خان صاحب رئیس دتارلی ضلع علیگڑہ

جناب سی اے ایلپٹ صاحب سکریٹری گورنمنٹ

ممالک مغربی و شمالی ...

منشی نجم الدین حیدر صاحب رئیس ہدایوں ڈپٹی

کلکٹر آگرہ ...

شیخ محمد جان صاحب وکیل عدالت دیوانی

غازی پور ...

مولوی حاجی عبدالاحد صاحب وکیل عدالت

دیوانی غازی پور ...

قاضی محمد لطافت حسین صاحب وکیل عدالت

دیوانی علیگڑہ رئیس مارہڑہ ...

محمد امراؤ خان صاحب رئیس چکاتھل ضلع

علیگڑہ ...

منشی محمد عبدالعزیز صاحب تحصیلدار علیگڑہ

رئیس سہان پور ...

محمد صفات احمد خان صاحب رئیس غازی پور

پنڈت اندر نارین صاحب سکریٹری انجمن مرزا پور

محمد ظفریاب خان صاحب رئیس خورجہ وکیل

عدالت علیگڑہ ...

بابو بھگوانداس صاحب رئیس بنارس

قاضی عنایت حسین صاحب ملازم نواب صاحب

ٹونک رئیس ہدایوں ...

سید امداد علی صاحب دیوان متعلق ریاست

پٹیالہ ...

ماسٹر رام چندر صاحب ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم

پٹیالہ ...

شیخ فخر الدین صاحب نائب صدر عدالت صیغہ

دیوانی از پٹیالہ ...

سید نیاز علی صاحب وکیل سرکار مہاراجہ پٹیالہ

حاضر ہاش کشنری انبالہ ...

جناب الگنڈر شکسپیو صاحب بہادر کمشنر بنارس

سی بی ...

مسٹر طامس نکلس صاحب اسکوائر

موتی رام ساء صاحب رئیس اعظم بینی تال ...

سید محمد حامد خان صاحب رئیس دہلی

اسپیشیل سب رجسٹرار بنارس ...

منشی محمد اکرام الدین حسین خان صاحب

رئیس مارہڑہ سررشتہ دار فوجداری سہان پور

میر بہر علی صاحب نائب تحصیلدار بجنور ضلع

بجنور ...

مرزا احمد بیگ صاحب تحصیلدار پٹیالہ ...

لالہ پتر چند صاحب ناظم امرگڑہ علاقہ پٹیالہ ...

محمد نامدار خان صاحب ناظم اناحدگڑہ علاقہ

پٹیالہ ...

محمد حرمت خان صاحب مختار عدالت

فوجداری و مال علیگڑہ ...

منشی خواجه احمد حسین صاحب رئیس علیگڑہ	قاضی سید قزاق علی صاحب رئیس علیگڑہ و
چودھری محمد طالع اسد اللہ صاحب رئیس علیگڑہ	قاضی شہر معہ قاضی احمد حسین صاحب
...	...
منشی حیدر حسین صاحب معزز خواجه محمد	وکیل سرکار و رئیس علیگڑہ
...	...
یوسف صاحب از علیگڑہ	محمد مغنور اللہ خان صاحب رئیس بلوئہ ضلع
...	...
سید احمد حسین صاحب مختار عدالت فوجداری	علیگڑہ
...	...
علیگڑہ	غلام مصطفیٰ خان صاحب وکیل منصفی و نمبردار
...	...
شیخ محمد اعتقاد علی صاحب رئیس علیگڑہ	قصبہ خاص فتح آباد ضلع آگرہ
...	...
خواجه محمد یعقوب علی صاحب رئیس علیگڑہ	جناب مولوی علی احمد صاحب ناظم قسمت
...	...
مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب رئیس دہلی	کرم گڑہ علاقہ ریاست پٹیالہ
...	...
مقیم علیگڑہ	مولوی محمد فضل حسین صاحب از رتلام
...	...
حکیم سید غلام مرتضیٰ خان صاحب ملازم سرکار	سید اولاد علی صاحب معاون دیوان منغلہ ریاست
...	...
مہاراجہ پٹیالہ	پٹیالہ
...	...
سید مقبول حسن صاحب کوتوال شہر پٹیالہ	سید عنایت علی صاحب نائب بخشی متعلق
...	...
اسیر خان صاحب کرنیل متعلق سرکار پٹیالہ	ریاست پٹیالہ
...	...
لالہ دیوا سنگھ صاحب وکیل سرکار پٹیالہ حاضر	ماسٹر محمد خدا بخش خان صاحب ناظم
...	...
باش کرنال	امور ات نہر پٹیالہ
...	...
حافظ نظام الدین صاحب سوداگر رئیس علیگڑہ	مولوی ولایت احمد صاحب نائب سررشتہ دار
...	...
خلیفہ سید محمد رضا صاحب متعلق سرکار پٹیالہ	اجلاس خاص سری مہاراجہ پٹیالہ
...	...
کنڈن لال سادہ صاحب رئیس اینی تال	سید محمد علی صاحب تحصیلدار لکھی علاقہ
...	...
سوندی خان صاحب تحصیلدار گوہن گڑہ علاقہ	سرکار سری حضور مہاراجہ پٹیالہ
...	...
پٹیالہ	خلیفہ سید محمد متحسن صاحب مصاحب
...	...
میر اصغر علی صاحب فوٹو گرافر ملازم سرکار پٹیالہ	سری حضور مہاراجہ پٹیالہ
...	...
حافظ عبدالرحمن صاحب رئیس چنہجانیہ ملازم	محمد اوصاف علی خان صاحب رئیس علیگڑہ
...	...
سین ٹینک سوسائٹی علیگڑہ	محمد رزق خان صاحب انسپکٹر پولیس علیگڑہ
...	...
قاضی عظیم الہی صاحب قنون گرد رئیس غازپور	سید غلام امام صاحب نائب افسر ڈیویژنی معلی
...	...
شیخ محمد حسن صاحب وکیل عدالت دیوانی	مہاراجہ پٹیالہ
...	...
غازی پور	محمد مصطفیٰ خان صاحب رئیس بوڑہ گائون
...	...
میان عبدالصمد صاحب سررشتہ دار صدر عدالت	ضلع علیگڑہ
...	...
پٹیالہ	خواجه شرف الدین احمد خان صاحب رئیس
...	...
حافظ عنایت اللہ خان صاحب رئیس علیگڑہ	دہلی
...	...
جناب کالیتخان صاحب نائب ناظم قسمت کرم گڑہ	سید محمد علی صاحب سررشتہ دار اجلاس
...	...
متعلقہ بھوانی گڑہ علاقہ ریاست پٹیالہ	خاص سری حضور مہاراجہ پٹیالہ
...	...
جناب شیخ حسین بخش صاحب نائب ناظم	حاجی حسن ہندی سوداگر مقیم قسطنطنیہ
...	...
قسمت کرم گڑہ متعلقہ سنام علاقہ ریاست پٹیالہ	مہر بسم اللہ صاحب پیشکار کلکٹری بنارس
...	...
غلام حسین خان صاحب خلف اسایش خان	خواجه محمد ابراہیم صاحب رئیس دہلی
...	...
صاحب متعلق سرکار پٹیالہ	امین منصفی دیوبند ضلع سہارنپور
...	...
شیخ الہی بخش صاحب نائب ناظم انانہ گڑہ	قاسم خان صاحب منصرم تعمیر سرائے جدید
...	...
علاقہ پٹیالہ	سرکاری پٹیالہ
...	...
...	خواجه محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ
...	...

سوندھے خاں صاحب اہلحد مقدمات سنگین معکمہ	بختاور سنگھ صاحب اہلحد خفیف برادر زادہ
نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ... صہ	حقیقی منشی گڑھی مل صاحب سائن صاحب
سید شاہ گروتر صاحب اہلحد مقدمات دیوانی نیابت	گڈہ علاقہ پٹیالہ ... عہ
کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ... صہ	سید محمد حسن صاحب تھانہ دار متعلق سرکار
غلام حسین خاں صاحب معزز معکمہ تحصیل	پٹیالہ ... عہ
بہوانی گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ ... صہ	سید محمد محمود الحسن رئیس دہلی معزز
میر احسان علی صاحب نمبردار پٹی سید دیدار	کلکتہ بلند شہر ... عہ
ساکن سامانہ علاقہ ریاست پٹیالہ ... صہ	سید محمود علی صاحب منیجر مطبع پٹیالہ
حکیم شمس الدین صاحب عرف حکیم محمد مرزا	اخبار ... عہ
صاحب رئیس بنارس ... صہ	شیخ ایزد بخش صاحب سرور شہ دار نظامت اناحد
شیخ امیر بخش صاحب انسپکٹر ڈویژن غاز پور	گڈہ علاقہ پٹیالہ ... لہ عہ
مرزا نواز علی بیگ دفتر عدالت سب ارتقایت	شیخ دالور حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ جنگی
چیچ بنارس ... صہ	ہاتھرس ... عہ
شیخ محمد برکت اللہ صاحب رئیس علی گڈہ ... صہ	عبدالرحیم خاں صاحب سرور شہ دار معکمہ نظامت
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نذر اللہ بابت	کرم گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ ... عہ
شکرہ کامیابی سید محمد محمود صاحب	قاضی محمد خلیل صاحب وکیل عدالت دیوانی
بیر سنگھ اتالا ... صہ	غازی پور ... عہ
شیخ نجیب اللہ صاحب سوداگر نیننی تال ... صہ	مولوی امین الدین صاحب مدرس اول درجہ
معز الدین خاں صاحب تھانہ دار بہدور علاقہ پٹیالہ	فارسی مدرسہ اعظم پٹیالہ ... عہ
غلام محی الدین خاں صاحب تھانہ دار متعلق	سید برکت علی صاحب کرنیل توپ خانہ متعلق
سرکار پٹیالہ ... صہ	پٹیالہ ... عہ
نعت الدین خاں صاحب معزز متعلق سرکار پٹیالہ	سید سقاوت حسین صاحب مختار کار نواب
فضل کریم صاحب مثل خواں متعلق سرکار پٹیالہ	محمد محمود علی خاں صاحب رئیس
محمد حسن خاں صاحب مثل خواں متعلق	چھتاری ضلع بلند شہر ... عہ
سرکار پٹیالہ ... صہ	پنڈت گنگادت صاحب منصرم عدالت نیننی تال
ہر نرائن جمعدار اناحد گڈہ علاقہ پٹیالہ ... صہ	شیخ عزت علی صاحب تھانہ دار بھکئی علاقہ پٹیالہ
منشی حفیظ اکرم صاحب معزز پلتن سوجان سنگھ	کریم بخش رسالہ دار متعلق سرکار پٹیالہ ... عہ
کرنیل متعلق سرکار پٹیالہ ... صہ	حشمت علی خاں صاحب ساکن سامانہ علاقہ پٹیالہ
علی محمد خان صاحب میجر رجمنٹ چہارم سرکار	شاہ محمد خاں صاحب تھانہ دار کرم گڈہ ... عہ
پٹیالہ ... صہ	منشی عماد الدین صاحب ملازم مولوی فرید الدین
مراد علی شاہ صاحب بسی والا اہلحد نیابت نظامت	صاحب وکیل ہائی کورٹ ... صہ
راج پورہ علاقہ ریاست پٹیالہ ... صہ	شیخ ظہور علی صاحب مثل خواں معکمہ نیابت
پانچ روپہ سے کم جو چندہ ہوا ... صہ	کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ... صہ
پانچ روپہ سے کم جو چندہ ہوا ... صہ	فیض الدین صاحب سرور شہ دار صدر عدالت پٹیالہ
پانچ روپہ سے کم جو چندہ ہوا ... صہ	غلام الدین صاحب تھانہ دار بہوانی گڈہ علاقہ پٹیالہ
پانچ روپہ سے کم جو چندہ ہوا ... صہ	شیخ تفضل حسین صاحب معزز جنگی ہاتھرس
پانچ روپہ سے کم جو چندہ ہوا ... صہ	برکت علی خاں صاحب اہلحد مقدمات دیوانی
پانچ روپہ سے کم جو چندہ ہوا ... صہ	معکمہ نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ... صہ

میزان کل

۶۱ پائی

بمقام علی گڈہ — مطبع علی گڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد سوم [یکم شوال سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی — یوم المبارک عید الفطر] نمبر ۱۷

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونین کے منایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امہار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خدایہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار اٹھ مہینہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۳

سمجھ

یعنی تمیز جس سے پہلائی برائی میں امتیاز
کیا جاتا ہے

میرا بچہ خیال ہی کہ اگر انسانوں کے ہاں کو چیز کو اُنکا حال دیکھا جارے تو دانا اور نادان دونوں کے دلوں میں کچھ توہرے ہی سا فرق نکلیگا دونوں کے دلوں میں ہمیشہ بہت سے لہر اور پھوڑے خیال آتے ہیں بے شمار دوسرے دونوں کے دلوں میں اُٹھتے ہیں مگر اُن دونوں میں بڑی فرق ہوتا ہے کہ دانا آدمی اُن میں سے انتہا کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کون سے خیالات ایسے ہیں جنکو گفتگو میں لانا چاہیئے اور کون سے ایسے ہیں جنکو چھوڑ دینا چاہیئے — نادان آدمی ایسا نہیں کرتا اور جو خیال اُس کے دل میں آتا ہے بے سونچ سمجھ منہ سے نکلتا جاتا ہے دانشمند آدمی بھی دوستوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں نادان کی مانند ہوتا ہے — جو اُس کے دلوں میں آتا ہے بے تردد دوسرے سے کہتا ہے گویا اُس کو خیالات ہی ایک بلند آواز میں آتے ہیں *

دستِ صاحب کا چہہ قول ہی کہ انسان کو دشمن کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ رکھنا چاہیئے کہ اُسکو دوست بنالینے کا موقع دے اور دوست سے اس طرح برتاؤ کرنا چاہیئے کہ اگر کبھی وہ دشمن ہو جارے تو اُس کے ضرر سے بچنے کی جگہ دے — اس قول کی پہلے بات جو دشمن کے ساتھ برتاؤ کی ہے وہ تو نہایت عمدہ ہے — مگر پچھلی بات جو دوست کے ساتھ ہے نہ تو برتاؤ کی ہے وہ کچھ اچھی نہیں اُس میں سمجھ کی کچھ بھی بات نہیں ہے بلکہ نری مکاری ہے — ایسے برتاؤ سے انسان زندگی کی بہت بڑی خوشی سے محروم رہتا ہے اپنے دلی دوستوں سے بھی دل کی بات نہیں کہہ سکتا یہ سچ ہے کہ بعض دفعہ دوست دشمن ہو جاتے ہیں اور دوست کے بھید کو کھول دیتے ہیں مگر دنیا اُنہی کو دغا باز اور برا کہتی ہے اور دوست پر بھروسہ کرنے والے کو ناسمجھ نہیں کہتی — ہاں الہیہ دوستوں کے منتہی کرنے میں بڑی سمجھ چاہیئے *

سمجھ صرف باتوں ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے کاموں سے بھی متعلق ہے اور گردِ ہمارے زندگی میں ہمارے تمام کاموں کی رہنما اور ہمارے لیئے ہمارے قادر مطلق خدا کی ذیاب ہے — انسان میں بہت سی بڑی عمدہ عمدہ صفات ہیں مگر سمجھ سب سے زیادہ نادر ہے — سمجھ ہی کے سبب سے اور تمام صفات کی قدر ہوتی

ہی — سمجھ ہی کے سبب سے وہ تمام صفات اپنے اپنے موقع پر کام آتی ہیں — سمجھ ہی کے سبب سے وہ شخص جس میں وہ صفات ہیں اُن صفات سے فائدہ اُٹھاتا ہے — سمجھ بغیر علم اور عقائدوں ناچیز ہیں — پہلائی برائی دکھائی دیتی ہے بارِ چوبکہ انسان میں نہایت عمدہ عمدہ خصلتیں ہوتی ہیں مگر سمجھ بغیر اُنکے برتاؤ میں غلطیاں کرتا ہے اور نقصان پر نقصان اُڑھاتا ہے — سمجھ ہونے سے صرف اُنہی خوبیوں کا جو اُس میں ہیں مالک نہیں ہوتا بلکہ دوسروں میں جو خوبیاں ہیں اُن کا بھی مالک بن جاتا ہے — سمجھ دار آدمی جس سے گفتگو کرتا ہے اُس کی لیاقت کو بھی جان لیتا ہے اور اُس کی لیاقت کے موافق گفتگو کرتا ہے — اگر ہم انسانوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں اور جماعتوں کی مجلسوں کے حالات پر غور کریں تو ہمکو صاف معلوم ہوگا کہ ہر ایک مجلس میں نہ کسی عقلمند کی گفتگو کو غلبہ ہوتا ہے اور نہ کسی بہادر اور دلیر کی گفتگو کو بلکہ اُس شخص کی گفتگو سب پر غالب رہتی ہے جس کو سمجھ ہے اور جو اہل مجلس کی لیاقتوں کو اور جو بات کہنی ہے اور جو نہ کہنی ہے اُس میں تمیز کر سکتا ہے — جس شخص کو بڑی سی بڑی لیاقت حاصل ہو پھر سمجھ نہ ہو وہ ایک نہایت قوی اور زبردست پڑ اندھے آدمی کی مانند ہے جو پسپا اپنے اندھے پٹ کے اپنے زور د قوت سے کچھ کام نہیں لے سکتا ہے — گو ایسے شخص کو دنیا میں اُڑ سب طرح کے کمال حاصل ہوں مگر سمجھ نہ ہو تو وہ دنیا میں کسی کام کا نہیں — برخلاف اُسکے اگر اُسکی سمجھ پوری ہو اور صرف اسی ایک صفت میں اُسکو کمال ہو اور باقی اوصاف متوسطہ درجہ کے رکھتا ہو تو وہ اپنی زندگی میں جو کچھ چاہے کر سکتا ہے *

سمجھ جس طرح کہ انسان کے لیئے ایک بہت بڑا کمال ہے اُسی طرح مگر اُس کے حق میں بہت بڑا رول ہے — نیک دل کی منتہائی خوبی سمجھ ہے اور بد دل کی منتہائی بدی مگر یا یوں کہو کہ وہ نیک دل کے لیئے معراج ہے اور بد دل کے لیئے کمال — سمجھ نہایت عمدہ اور نیک مقصد پیدا کرتی ہے اور اُن کے حاصل ہونے کو نہایت عمدہ عمدہ اور تعریف کے قابل ذریعے قائم کرتی ہے مگر مگر میں صرف خود غرضی ہوتی ہے — سمجھ مثل ایک روشن آنکھ کے ہے جس میں بے انتہا رستہ ہے اور تمام دنیا کو اور دور دور کی چیزوں کو آسمانوں کو اور آسمانوں کے ستاروں کو پھربھی دیکھ سکتی ہے — مگر مثل ایک کوتاہ نظر آنکھ کے ہے جو پاس پاس کی ناچیز چیزوں کو دیکھ سکتی ہے اور دور کی چیزیں کو وہ کیسی ہی عمدہ اور روشن ہوں اُسے نظر نہیں آتیں — سمجھ جسقدر ظاہر

ایک مصنف کا قول ہے کہ سمجھ ہی ایسی روشنی کی چیز ہے جسکو کبھی زوال نہیں جو اُس کو چاہتے ہیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں جو اُس کو دھندلتے ہیں وہ آسانی سے ہاتھ ہیں — اسکی تلاش میں اُنکو بہت دور جانا نہیں پڑتا کیونکہ وہ اُسکو اپنے ہی دروازہ پر پاتے ہیں — اُس کا خیال رکھنا ہی اُس میں کمال حاصل کرنا ہے — جو کوئی اُس پر خیال رکھتا ہے اسی دم جسے وہ جو سے چھوڑ جاتا ہے کیونکہ وہ خرد ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتی ہے اور جو اُس کے لائق ہیں اُن کو رستہ ہی میں ملتی ہے اور پھر بچی اُن کا ساتھ نہیں چھوڑتی *

انوس کہ ہماری قوم میں سب کچھ ہی پر یہی نہیں *

راز —

اے قی سید احمد

نمبر ۱۱۲

عام محبت

یعنی غیر مذہب والوں کے ساتھ محبت اور

دوستی

آج کل ہندوستان کے مسلمانوں کے بعض مسائل کا تصفیہ اکثر اس مصلحت پر مبنی ہوتا ہے کہ غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت شرعاً ممنوع ہے — بہت سی باتیں جنکو ہماری سہل شریعت نے مباح کر دیا ہے وہ اسی مصلحت کے لحاظ سے مذہم و ملکہ نا جائز سمجھی جاتی ہیں غیر مذہب والوں کے ساتھ کھانا اور پینا جو فی نفسہ مباح ہے اسی ایک مصلحت کے سبب سے منکروں کو رہا ہے یہاں تک کہ بعض مقدس مزاج اور محتاط طبیبین غیر مذہب والوں کے ساتھ آمدورفت اور نشست و برخاست کو بھی پسند نہیں کرتے — علماء اسلام کا یہ حال ہے کہ وہ دنیا اور مہنیہ کے حالات سے تر مطلق آگاہی نہیں رکھتے اُن کو یہ کچھ نہیں معلوم کہ اور ملکوں میں کیا ہو رہا ہے اور ضرورت وقت کے لحاظ سے ہمکو کیا کرنا چاہیئے وہ نیک نیتی سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر غیر مذہب والوں سے اس قسم کی راز و رسم جاری کی جاوے تو اس بات کا قری اندیشہ ہے کہ عوام اہل اسلام جو اپنے مذہبی مسائل سے ناواقف یا کم واقف ہوتے ہیں وہ غیر مذاہب والوں کی صحبت میں خراب اور اپنے دین و مذہب سے منحرف ہو جائیں گے اس لیے وہ بالخصوص مسلمانوں کو مباحثات شریعہ کے عمل میں لانے کی اجازت نہیں دیتے اور خود اس لیے اُن کا استماع نہیں کرتے کہ جو بات باپ دادوں سے نہیں ہوئی اُسپر حوروت کرنا مشکل ہے اور جن علماء کی ثابت قدمی اس مشکل پر غالب رہی آسکتی ہے وہ اس لیے اُن مباحثات سے کنارہ کو جاتے ہیں کہ ہم

ہوتی جاتی ہے اُسقدر انسان کا اختیار اور اعتبار بڑھتا جاتا ہے مگر مگر کات کی ہندیا کی مانند ہے کہ جب ایک دلع کھل گیا تو پھر اُسکی قوت اور عزت بالکل جاتی رہتی ہے — پھر انسان کسی کام کا نہیں رہتا جو کام کہ وہ ایسی حالت میں کر سکتا ہے کہ لوگ اُس کو ایک سیدھا سادھا بھولا بھالا آدمی سمجھتے اب وہ کام بھی وہ نہیں کر سکتا — سمجھ عقل کے لیے نال ہے اور ہمارے کاموں کے لیے رہنما — مگر ایک قوت ہے جو صرف حال ہی کے فائدوں کو دیکھتی ہے — سمجھ نہایت علممند اور نیک آدمیوں میں پائی جاتی ہے — مگر اکثر جانوروں میں اور اُن لوگوں میں جو جانوروں کی مانند یا اُنسے کچھ بہتر ہوتے ہیں پایا جاتا ہے — سمجھ نفس الامر میں ایک نہایت خوبصورت دلکش چیز ہے اور مگر گویا اُسکی بگڑی ہوئی عقل ہے — سمجھ والے آدمی کی طبیعت ہمیشہ زمانہ حال اور استقبال دونوں پر لگی رہتی جو باتیں کہ زمانہ دراز کے بعد ہونے والی ہیں اور جو اب ہو رہی ہیں دونوں کو دیکھتا ہے — وہ جانتا ہے کہ رنج و خوشی جو دوسری زندگی یعنی قیامت میں ہونے والی ہے وہ بے شک ہوگی گو اُس کا زمانہ ابھی بہت دور ہے وہ اُس کے دور ہونے کے سبب سے اس لیے اُس کو حقیر نہیں سمجھتا کہ دوسری زندگی یعنی قیامت کی تکلیف و راحت امتحانہ پاس آتی جاتی ہے اور اسطرح سے رنج و خوشی دیرینگی جیسیکہ زمانہ حال میں رنج و خوشی ہوتی ہے — اس لیے وہ نہایت غور و فکر سے اُن خوشیوں کے ہاتھ آئے کے لیے کوشش کرتا ہے جو قدرت نے اُسکے لیے بنائی ہیں اور جنکے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے — وہ اپنے خیال پر ہر کام کے انجام تک دراز جاتا ہے اور اُس کے حال و مال کے نتیجوں پر غور کرتا ہے اور اس فانی دنیا کے تھوڑے سے نفع اور فائدہ کو اگر در حقیقت وہ نفع اور فائدہ اُس کی سچی حقیقت کے خیال کے مخالف ہو چھوڑ دیتا ہے غرضکہ اُس کی تمام تدبیریں عمدہ ہوتی ہیں اُسکا رویہ ایسے شخص کی مانند ہوتا ہے جو اپنا فائدہ بھی سمجھتا ہے اور اُس کے حاصل کرنے کا مناسب طریقہ بھی جانتا ہے سمجھ جسکو مہینے اس مضمون میں بطور ایک ٹپکی اور نال کے بیان کیا ہے وہ صرف دنیا ہی کے کاموں کے لیے مفید نہیں ہے بلکہ ہماری ہمیشہ و ہنر والی زندگی کے لیے بھی فائدہ مند ہے — وہ صرف اس فانی انسان کے لیے ہی رہنما نہیں ہے بلکہ اُس اصلی نا فانی انسان کے لیے بھی جو ہم میں بولتا ہی رہتا ہے — بعض مصنف اسی کو عقل کہتے ہیں اور بعض سمجھ — یہ تمیز جس سے اچھی و بُری اور بھلائی اور بُرائی میں امتیاز کیا جاتا ہے — حقیقت میں یہی چیز سب سے بڑی ہے اس کے فائدے بے انتہا ہیں اور پھر اس کا ہاتھ نہایت ہی آسان ہے *

کوٹا ہوا دیکھو عوام بھی ویسا ہی کرنے لگینگے اور پھر وہی خوابی پیش آدینگے جس کا اندیشہ ہی — حالانکہ یہہ اندیشہ بالکل غلط اور اس غلطی کا یہہ علاج اور زیادہ غلط ہی عوام کا عقیدہ جنکا عمل بالکل یوں سوں بالغیب پر ہی اسقدر ہفتہ ہوتا ہی کہ بعض اوقات ہدایہ اور صدی پڑھنے والے طالب علموں کو اپنے بعض مذہبی مسائل کی طرف سے تردد ہر جاتا ہی مگر عوام کو کبھی خواب میں بھی کوئی تشویش لاحق نہیں ہوتی اور یقیناً یہی کیفیت اُن کی غیر مذہب والوں کی مصیبت میں بھی باقی رہیگی پس عوام کے خوف سے اپنے مسائل کو آزادی سے بیان کرنے میں کامل کرنا بلکہ ڈال جانا اور اُس کو اپنے وہمی اندیشہ کا علاج خیال کرنا حقیقت میں سخت الزام کی بات بلکہ گناہ اور مصیبت میں داخل ہی اور اپنی شریعت میں ایک قسم کی تخریف ہی *

اور ایسے مالوں اور عایدوں سے بھی زمانہ خالی نہیں ہی جو اُس مباحات سے صرف اس غرض سے متمتع نہیں ہوتے کہ ہمارا تشخص اور نفوس صاحبان دول کے دلوں میں جو اُن کے مایہ توکل ہیں اور اُن کے باعث رونق ہیں قائم رہے — اس اخیر گورہ کی ذلت تو اب خدا کی عنایت سے روز بروز کامل ہوتی چلی جاتی ہی امراء بھی اب اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں اور اہل مذاق نے اپنی اصطلاح میں اُن کا لقب تھیلدار رکھ لیا ہی جو اوقات معین پر دورہ کرتے ہیں اور اپنا نذرانہ معینہ وصول کرلیجاتے ہیں — اس مضمون میں ان تھیلداروں کے اعمال و انعام سے کچھ بھٹ نہیں ہی بلکہ گفتگو اول الذکر فرقوں کے خیالات سے ہی *

پس واضح ہو کہ مصیبت کی دو قسمیں ہیں ایک مصیبت من حیث الٰہین اور یہہ وہ مصیبت ہی جو مسلمانوں کے باہم صرف تردد مذہب کے لحاظ سے ہوتی ہی — ایک مسلمان عالم اور دیندار جس کو پہلے ہم نے کبھی نہ دیکھا ہو اسی مصیبت کے سبب سے ہمارے نزدیک راجب التعظیم ہوتا ہی اسی جوش مذہبی کے سبب سے اُس دیندار اور عالم کی مصیبت ہمارے دل میں اثر کر جاتی ہی پس یہہ مصیبت مسلمانوں کو صرف مسلمانوں سے ہر سکتی ہی اور مسلمانوں ہی پر منحصر نہیں دنیا میں جسقدر اہل مذاہب ہیں اُن سب کی یہی کیفیت ہی کسی مذہب کا آدمی دوسرے مذہب والوں سے مصیبت من حیث الٰہین پیدا نہیں کر سکتا *

دوسری قسم کی مصیبت وہ ہی جو امر و معاشرت اور روز مرہ کے دنیاوی پرتاؤ کے واسطے خدا نے آپنیش عالم کے ساتھ ساتھ پیدا کی ہی اور وہ ایسی ضروری ہی کہ نظام عالم کے بڑے بڑے ارکان اُسی پر منحصر ہیں ماں باپ نو اپنے بچوں سے بھائی کر بھائی سے میاں کو

بی بی سے اور بی بی کو میاں سے اپنے خاندان والوں سے اپنے ہم محلہ سے اپنے ہر والوں سے اپنے ملک والوں سے اپنے ہم جنسوں سے اور اپنے مددگاروں اور اپنے محسنوں سے جو مصیبت ہر انسان کو ہوتی ہی وہ اسی دوسری قسم کی مصیبت ہوتی ہی — البتہ مصیبت من حیث الٰہین اکثر اس مصیبت من حیث المعاشرت سے شامل ہو جاتی ہی — برخلاف اسکے اگر ہم یہہ دعویٰ کریں کہ ماں باپ کو اپنے بچوں سے اس لیئے مصیبت ہوتی ہی کہ بطن غالب آخر کو وہ اولاد اپنے ماں باپ کے مذہب کی پیروی کریں گے تو اس بات کی کیا وجہ ہوگی کہ چوپایوں اور پرندوں میں بھی جو کچھ مذہب نہیں رکھتے ایسی ہی مصیبت پائی جاتی ہی جیسی انسانوں میں ہوتی ہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ مصیبت من حیث المعاشرت ایک دوسری قسم کی مصیبت اور ایک قدرتی اثر ہی جو مصیبت من حیث الٰہین سے بالکل ماحدہ ہی لیکن یہہ دونوں مصیبتیں باہم ایک دوسری کے مخالف اور ضد نہیں ہیں — ایک جوش مذہبی جو انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہی مصیبت من حیث الٰہین کو تو پیدا کردیتا ہی لیکن مصیبت من حیث المعاشرت کو جو فی نفسہ ایک جدا ہی ہی منقطع نہیں کرتا اور نہ اُس سے جوش مذہبی میں یہہ تاثیر ہوتی ہی کہ وہ کسی مصیبت من حیث المعاشرت کو ہم مذہبوں یا غیر مذہبوں سے منقطع کر سکے *

غالباً میرے اس اخیر بیان سے کہ جوش مذہبی مصیبت من حیث المعاشرت کو جو کسی غیر مذہب والے کے ساتھ ہو منقطع نہیں کر سکتا کتبہ شخص اتفاق کریں گے — اسوقت بیشتر لوگوں کی رائے یہی ہی کہ جوش ایمانی اسی مصیبت کو دل میں جگہ نہیں دے سکتا وہ لوگ جوش ایمانی اور مصیبت من حیث المعاشرت کو جو غیر مذہب والوں سے ہو دو مقتضات خاصتیں پتہ لاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک کے ایجاب سے دوسری کا سلب لازم آتا ہی لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہی اور جہاں تک مجھکو تجربہ ہوا ہی میرے نزدیک اُن کے اس دعویٰ کے لیئے کوئی دلیل موجود نہیں ہی — ایک جوش جو آج کل کے مسلمانوں کے اعتقادوں کے بموجب مصیبت من حیث المعاشرت کو غیر مذہب والوں سے منقطع کرتا ہی وہ حقیقت میں کوئی ایمانی جوش نہیں ہی وہ اُن متمہانہ خیالات کا جوش و غروش ہوتا ہی جنکو نور ایمانی سے کچھ لگاؤ نہیں ہوتا لیکن غلطی سے لوگ اُسکو مذہبی جوش سمجھنے لگے ہیں اور میں خود بھی پہلے ایک فرصت تک جب تک خدا کے احکام پر غور سے نظر نہیں کی تھی ایسا ہی سمجھتا تھا لیکن جب اُسکو غور سے اور انصاف سے دیکھا تو اس جوش و غروش کو دھرتے کے صرا اور کچھ نہ پایا اور ان لغو خیالات کی بنا ایک بڑی پارک غلطی پر نکلی چنانچہ اس مضمون میں ہم اُسی غلطی کو منقطع بیان کریں گے *

تک پہنچ جاوے اور یہی آخر خیال ہو کہ ایسا بے آرام کردیوے کہ ہم ایک لمحہ بھی کسی شخص کو غیر مذہب کی پیروی میں کرچھی نگاہوں بغیر نہ دیکھ سکیں *

یہ بے چین حالت اگر درحقیقت نور ایمانی اور جوش مذہبی سے کچھ علائقہ رکھتی تو ہماری یہ نسبت انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اس حالت میں مستغرق رہنے کے زیادہ سزاوار تھے حالانکہ خدا نے قرآن شریف میں اس حالت کو پسند نہیں کیا بلکہ اُس سے منع کیا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ عزوجل - وان کان ظہر علیک امراض فامنع من استماعہ ان یتغی نفعاً فی الارض او سلماً فی السماء فتا تہم بآیہ وارشاد اللہ لجمہم علی الہدی ولا تکون من الضالین یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم کو کانروں کا امراض کوڑا ناگوار ہی تو اگر تم سے ممکن ہو تو زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیدھی لگاؤ اور وہاں سے کوئی نشانی اُن کے واسطے لے آؤ - اور اگر اللہ چاہتا تو اُس سب کو ہدایت دیتا جس تم نادان نہ پتہ *

اس بے چینی کے علاوہ ایک بڑا سبب اس نفرت کا یہ بھی ہے کہ اکثر مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ ”ہم کو خدا تعالیٰ نے غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے کو قطعاً منع کر دیا ہے جس طرح فرمایا خداے پاک نے لا تتخذوا الیہود و النصارى اولیاء یا ارشاد اللہ عزوجل - لا تتخذوا عدوی و عداکم اولیاء - اسی طرح اور اکثر آیتیں اسی تاکید میں موجود ہیں جنکا صاف یہی مطالبہ ہے کہ مسلمانوں کو غیر مذہب والوں سے دوستی اور محبت کرنا بالکل منع ہے خواہ وہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا مشرک “ حقیقت میں یہ خیال بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں اثر کر گیا ہے اور علماء زمانہ نے اُس کو اور بھی غلط فہم کر دیا ہے سچی بات کہ زبان سے نکالنا تک پایہ مشکل ہو گیا ہے *

مسلمان اگر غرور اور انصاف سے دیکھیں تو وہ صاف اس بات کو معلوم کر لیں گے کہ اہل درحقیقت مذہب اسلام کے مسائل کا ایسا ہی حال ہے جیسا اُن کا خیال ہے تو مذہب اسلام سے زیادہ مسلمانوں کے حق میں کوئی دوسری آفت اور وبال نہیں ہے - جن غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کے ساتھ مسلمانوں کو ہمتانہ ضروریات بشری اپنا کاروبار جاری کرنا پڑتا ہے یا آئندہ پڑے گا جو غیر قومیں مسلمانوں پر حکمرانی کریں اُن کو مسلمانوں کی طرف سے رفاقت کی کیا امید ہوگی اور کس بہرہ و فائدہ پر وہ صفائی دل سے مسلمانوں کے ساتھ معاملات میں راستبازی کر سکیں اور وقت پر اُن کی ضرورتوں کے سرانجام میں اُن کی مددگار درگاہی - ہمارے عالموں نے ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک شرعی حیلہ نکال دیا ہے کہ ضرورت کے واسطے غیر مذہب

غیر مذہب والوں کے سر میں سینک نہیں ہوتے جنکی خلش سے ہم اُن سے نفرت کریں کوئی غیر مذہب شخص اگر علانیہ ہمارے مذہب یا ہمارے دین کے پیشواؤں کی نسبت دشنام دہی کرے تو بلاشبہ ہمارے دل کو سخت کڑوا ملامت ہوگا اور ممکن نہیں کہ ہم ایسے شخص سے محبت میں حیثالعمارت قائم رکھ سکیں لیکن یہ نفرت ہم کو اُس کی بے تہذیبی کی وجہ سے پیدا ہوگی نہ اُسکی مغایرت مذہبی سے - کوئی غیر مذہب شخص اگر فی الواقع ہم سے ذاتی نفرت کرتا ہو اور ہماری طرف سے اُس کو دلی عداوت اور تعصب ہو تو ہمارے دل میں بھی اُس کی طرف سے سچی محبت کا اثر نہیں ہو سکتا اور اس لیے ہم بھی اگر اُسے ساتھ دیکھیں رہا ہی رہتا کریں جیسا کہ ہمارے ساتھ کرتا ہے تو کوئی زمانہ یا قلم ہو کہ ملزم نہیں ہو سکتا اور اگر ہم سچائی اور راستبازی کا استعمال کریں اور اپنے ظاہری پورے کو اپنی دلی کیفیت سے مطابق کریں تو یہ نہایت بہتر اور مردانہ کارروائی میں داخل ہے و ان تصبروا و تقوا فان ذالک من مزم الامور ان جملہ مذکورہ بالا کیفیتوں میں سے جب کوئی کیفیت نہ پائی جاوے اور کسی شخص پر سوائے دوسرے مذہب میں ہونے کے اور کوئی الزام نہ ہو تو اُس سے بیٹھے بٹھائے کی ناحق عداوت کی وجہ اس کے ہو شاید اور کچھ نہ ہوگی کہ وہ ہمارے سچے مذہب کو چھوٹا سمجھتا ہے اور جس مذہب کو ہم برا جانتے ہیں وہ اُس کو اچھا جانتا ہے لیکن انصاف اور عقل کے نزدیک یہ وجہ ہرگز اُس سے نفرت اور عداوت کرنے کے واسطے کافی نہیں ہے - دوسرے شخص نے اگر ہمارے مذہب کو برا سمجھا تو ہم نے بھی اُس کے مذہب کو ایسا ہی خیال کیا ہے - ہم کو اگر یہ طیش ہے کہ اُس دوسرے نے ہمارے سچے مذہب کو برا خیال کیا ہے تو اُس دوسرے شخص کو بھی ایسا ہی طیش ہوگا - فرض کہ یہ ایک رائے کا اختلاف ہی عداوت اور دشمنی کی کوئی وجہ اُس سے پیدا نہیں ہوتی *

ایک شہر جس کی آب و ہوا درحقیقت نہایت عمدہ اور صحت بخش ہو کوئی دوسرا شخص اگر غلطی سے اُس کو ناص خیال کرے یا کوئی مریض کسی نہایت نافع دوا کے استعمال کرنے سے اس خیال خام سے باز رہے کہ وہ دوا مضر ہے تو ایسی نا سمجھیوں پر بلاشبہ اسوس پیدا ہوگا نہ عداوت اور بغض ہمارا یہ خیال کہ وہ نادان شخص اُس عمدہ آب و ہوا کے مقام کو کہوں ناقص پتا لگا رہا ہے اور وہ مریض کیوں ایسی اچھی دوا کو استعمال نہیں کرتا یا ہمارا یہ خیال کہ کوئی غیر مذہب والا شخص ہمارے اس عمدہ مذہب کی پیروی کیوں نہیں کرتا بالکل ایک سے خیالات ہیں پس کوئی وجہ نہیں کہ اول دو خیالوں سے ہم کو ایسی بے چینی پیدا نہ ہو جو عداوت کے درجہ

والوں سے ضروری ملاپ جائز ہی — یہ راز اگر اسرار تصرف کی طرح سینہ بسینہ چلا آتا تو شاید کچھ کام کا بھی ہوتا لیکن جب اُس سے کتابیں مرتب ہوئیں اور چھاپی گئیں اور اُس کی پنا قرآن پاک کی اِس آیت پر ٹایم ہوئی کہ اَلَا اِنَّ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَالُ تو اب وہ راز مخفی نہیں رہ سکتا — نہاں کے ماند آں رازی کزو سازند محفل — غیر قومیں کوئی احمق یا غافل نہیں ہیں جو ہمارے داڑ میں آجارینگی وہ ایسی اندھی نہیں ہیں کہ جب مسلمان اپنی ضرورتوں کے وقت اُنکے سامنے خوشامد اور چھوٹے اظہارات محبت اور دوستی سے پیش آویں تو وہ اُن کی اس منافقانہ کارروائی سے نفرت نہ کریں اور ہمارے اس خود غرض اور ذلیل طریقہ کے سبب سے ہم کو وہ ذلت کی نظروں سے نہ دیکھیں — یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک مسلمان صفائی قلب سے کسی قوم سے نہ ملینگے تب تک ہرگز وہ قوم ہمارے شریک حال نہیں ہو سکتی نہ وہ ہمارے کسی کام میں مدد کر سکتی ہی اور نہ ہم سے صفائی کے ساتھ مل سکتی ہی *

اب خیال کرنا چاہیئے کہ جو حالت مسلمانوں کی ہندوستان میں اور نیز اور ملکوں میں بالکل ہی وہ کس قدر غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کی امداد اور دستگیری کی محتاج ہی اور جب یہ بات بھی ہمارے ایمان میں داخل ہی کہ خدا کو یہ سب کیفیت جو مسلمانوں پر اب طاری ہی یا آئندہ ماری ہوگی سب کچھ روز ازل سے معلوم تھی اور اس پر بھی ہم ایمان لائے ہیں کہ اب اور کوئی نئی ہماری شریعت کی اصلاح کے واسطے یا کوئی دوسری شریعت لیکر نہ آویگا اور ہماری شریعت اب ہو طرح کامل اور مستقیم ہی اور اُس شریعت کے وہی احکام صحیح فرض کیئے جارہے ہیں جن سے ہم نے اوپر اختلاف کیا ہی تو گویا زبان حال سے ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا کو باوجود اس تمام مظہر و شان کے اتنی بھی لگائیت نہیں ہی جو وہ اپنے پیارے مسلمانوں کے واسطے ایسی شریعت مقرر کرتا جسکے احکام ہر وقت کی تبدیلیوں کے لحاظ سے اُنکی بقا عزت و آبرو اور اُنکی تمام ضروریات کے سرانجام کے واسطے کافی اور وافی ہوتے — اگر یہ نہیں تو دوسری بات یہ تسلیم کوئی بڑیگی کہ خدانے ہم کو دھوکہ میں رکھا اور ہم کو ایک ایسی شریعت میں بہانسا جسکے احکام خود بخود ایک وقت میں ہماری تباہی اور بربادی کا موجب ہو جاویں تمام اور قومیں ہماری دشمن ہو جاویں اور ہر شخص حقارت کی نظر سے ہمارے اوپر تھو تھو کرے — نہ وہ بالہ منہا *

مگر الحمد للہ کہ نہ ہمارا خدا ایسا بے وقوف ہی اور نہ ہماری شریعت غرہ مضطربہ ایسی مہمل شریعت ہی — ہرچہ ہمساز سازنی اندام ما اسف ورنہ تشریف تو پر پالے کس کو ذلہ نیست

اب خیال کرنا چاہیئے کہ جو حالت مسلمانوں کی ہندوستان میں اور نیز اور ملکوں میں بالکل ہی وہ کس قدر غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کی امداد اور دستگیری کی محتاج ہی اور جب یہ بات بھی ہمارے ایمان میں داخل ہی کہ خدا کو یہ سب کیفیت جو مسلمانوں پر اب طاری ہی یا آئندہ ماری ہوگی سب کچھ روز ازل سے معلوم تھی اور اس پر بھی ہم ایمان لائے ہیں کہ اب اور کوئی نئی ہماری شریعت کی اصلاح کے واسطے یا کوئی دوسری شریعت لیکر نہ آویگا اور ہماری شریعت اب ہو طرح کامل اور مستقیم ہی اور اُس شریعت کے وہی احکام صحیح فرض کیئے جارہے ہیں جن سے ہم نے اوپر اختلاف کیا ہی تو گویا زبان حال سے ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا کو باوجود اس تمام مظہر و شان کے اتنی بھی لگائیت نہیں ہی جو وہ اپنے پیارے مسلمانوں کے واسطے ایسی شریعت مقرر کرتا جسکے احکام ہر وقت کی تبدیلیوں کے لحاظ سے اُنکی بقا عزت و آبرو اور اُنکی تمام ضروریات کے سرانجام کے واسطے کافی اور وافی ہوتے — اگر یہ نہیں تو دوسری بات یہ تسلیم کوئی بڑیگی کہ خدانے ہم کو دھوکہ میں رکھا اور ہم کو ایک ایسی شریعت میں بہانسا جسکے احکام خود بخود ایک وقت میں ہماری تباہی اور بربادی کا موجب ہو جاویں تمام اور قومیں ہماری دشمن ہو جاویں اور ہر شخص حقارت کی نظر سے ہمارے اوپر تھو تھو کرے — نہ وہ بالہ منہا *

مگر الحمد للہ کہ نہ ہمارا خدا ایسا بے وقوف ہی اور نہ ہماری شریعت غرہ مضطربہ ایسی مہمل شریعت ہی — ہرچہ ہمساز سازنی اندام ما اسف ورنہ تشریف تو پر پالے کس کو ذلہ نیست

فرمایا اللہ پاک نے قرآن بزرگ میں لایٰنہاکم اللہ من الذین ام یقاتلکم فی الدین و لم یحزجو کم من دینار کم ان تجزوہم و تقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین انما ینہا کم اللہ من الذین قتلوکم فی الدین و اخرحکم من دینار کم و ظاہر علی اخر اخرجکم ان تولوہم و من یقولہم فاولئک ہم الظالمون ” یعنی اللہ تعالیٰ تم کو اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جو لوگ تم سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اُس کے ساتھ تم احسان اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف والوں کو دوست رکھتا ہی — اللہ جس بات سے تم کو منع کرتا ہی وہ یہ ہی کہ جو لوگ دین میں تم سے لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا یا تم کو تمہارے گھروں سے نکالنے میں اوروں کی مدد کی اُن

کندھا اور سینہ سے سینہ ملا کر لڑے اور جہاں ہمارا خون گرا وہاں
انہوں نے اپنے خروں کی بھی دھاریں بہادیں اور ہمارے دشمنوں کو
مغلوب کیا اور حرمیں شریفیں پر جنگا ڈام لے لیکو ہمارے عالم و جد
میں آجاتے ہیں ہمارا قبضہ قائم رکھا مگر یہ سب اس لیٹے ہوا کہ
سلطان روم خلد اللہ مالکہ اپنے ان مددگاروں سے نہایت صفائی اور خلوص
کے ساتھ دوستانہ ملا — پٹارا میں اس کے برخلاف اور علماء ناقصیت
اندیش کی مرضی کے مطابق کام ہوا غارت ہو گیا پھر کیا مسلمانوں پر
یہ فرض نہیں ہی کہ جب کبھی خدا نخواستہ اور نصیب امداد کوئی
موقع آوے تو جہاں ہمارے ان مددگاروں کے پسینا کرنے کا احتمال ہو
وہاں اپنے خون کے نالے بہادیں — اب ہم اپنے عالموں سے دریافت کرتے
ہیں کہ کیا ایسے ایسے معاملات کے بعد بھی دو مختلف قروں کے باہم
سچی محبت اور دوستی نہیں ہوسکتی مگر انسرس جو شخص یہ
بھی نہ جانتا ہو کہ انگلستان اور فرانس کی مدد کیسی اور کریمیا کیسی
جائز کا نام ہی یا کسی زبان کا لغت ہی اور کبھی روس اور کبھی مکہ
و مدینہ و کیا خاک ان باتوں کا جواب دے سکتا ہی — اس از صدرے
د از شمس بازفہ نمی آید *

خدا نے ہم کو اجازت دی کہ ہم اہل کتاب عورتوں سے نکاح کریں
پس جو اولاد اُن عورتوں سے ہوگی کیا وہ اپنی ماؤں سے دلی بیار اور
محبت نکرے گی مہذا جس قدر استحقاق بیبیوں کے خاوند پر ہماری شریعت
کے بموجب ہیں اور جیسی کچھ رعایت اور محبت اور حسن اخلاق
ہم کو مسلمان بیبیوں کے ساتھ برتنا چاہیئے وہ سب ہم کو اُن اہل
کتاب بیبیوں کی نسبت برتنا ضرور ہوگا ورنہ ہم گنہگار ہوئے پھر کیا
یہ ہوسکتا ہی کہ وہی خدا غیر مذہب والوں سے ایسے ایسے رشتوں اور
قربتوں کو جنہیں محبت ثواب اور ترک محبت گناہ ہو ہمارے لیٹے جائز
کرے اور خود ہی ہمارے واسطے اور قروں کو ہمارا دوست ٹہرائے اور پھر
وہی خدا ہم کو یہ حکم دے کہ تم اُن سے بغض اور عداوت کرو یہ خدا کی
کاہیکو ہی پوناؤں کی نلکیات یا لڑکوں کا کھیل ہی — و ہذا بہتان عظیم
گر مسلمان ہی میں سے کہ واعظ گریڈ * رائے گو در پس امروز بود نردائے
مسلمانوں کو یہ بات بولنا کہ چاہیئے کہ قرآن شریف تمام تنب
سماری کا مصدق ہی جسمیں انجیل کی اخلاقی ہدایتیں بھی شامل
ہیں اور یہ بھی اُن کو معلوم ہی کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ و سلم کی ہمت سے ایک بڑی قرض یہ بھی تھی کہ اخلاق انسانی
اپنے حد و کمال کو پہنچ جاوے مسلمان اُس نبی پر حق کی اُمت میں
ہیں جسکی تعریف میں خدا ارشاد فرماتا ہی * وانک لعلی خلق عظیم
اور جسکا خطاب رحمۃ اللعالمین ہی ہمارا مذہب تمام فیکوں کا
سر چشمہ اور ہر ایک قسم کے انسانی اخلاق کا مکمل اور متمم ہی پس
مسلمانوں کو چاہیئے کہ گذشتہ خیالات پر مصلحت کہہ کر آئندہ ٹھیک ٹھیک

سے دوستی کر اور جو لوگ اُن سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں یہ
آیت تمام آیات ترک موالا اور ترک رفاقت وغیرہ کی صاف صاف
تفسیر ہی جس کے سامنے کسی اور تفسیر کی حاجت نہیں ہی *

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مذہب والوں کے تعارف
قبول کیئے اُن کی دعوتیں منظور کیں جو بالکل محبت کے مقدمات
ہیں — خدا نے ہم کو یہ اجازت دی کہ جن غیر مذہب والوں سے
تمہاری دینی لڑائی نہیں ہی اُن سے ملو اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک
کرو — ہم کو اپنے مذہب کی رو سے لازم ہی کہ جہاں ہم مہکرم ہوں
وہاں اپنے حاکم کی اطاعت کریں اور جہاں غیر قروں پر حاکم ہوں
وہاں اپنے مہکرموں کی واجبی رعایت کریں اُن کی شراب کی ایسی
ہی حفاظت کریں جیسی اپنے سرکہ کی اور اُن کے سرور کی ایسی ہی
نگہداشت کریں جیسی اپنے دنیوں کی — ہم کو یہ بھی تاکید ہی
کہ جب ہم کسی سے عداوت کریں تو مضبوطی سے اُس پر قائم رہیں —
کہ یہ سب باتیں مجموعہ من حیث المجموعہ ہاں محبت اور دوستی
کو مستحکم کرتی ہیں *

خدا نے خود ہم کو اس بات سے مطلع فرمایا ہی کہ نصاری
تمہارے ساتھ زیادہ دوستی کریں گے کما قال ولتجدن اقربهم مودۃ الدین
آمنوا الذین قالوا نصاریٰ ذالک بان منہم تفسیرون رہبانا وانہم لایستکبرون
بعض دوستیاں اس قسم کی بھی ہیں کہ گو ایک فریق دوستی کا
اظہار کرے لیکن دوسرے فریق کو اُس سے کٹا رہی کرنا اولی ہی
لیکن خدا نے نصاریٰ کی اُس دوستی کی علت بھی بیان فرما دی تاکہ
کسی کو شبہ نہ رہے کہ وہ دوستی کس قسم کی ہوگی اور فرمایا کہ
وہ اس واسطے تمہارے دوستدار ہوئے کہ اُن میں عالم ہیں اور
درویش ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے یعنی اُن کی طرف سے یہ دوستی
تمہاری نسبت کمال تہذیب کے سبب سے ہوگی جیسا عام دستور ہی کہ
ایک مذہب انسان دوسرے مذہب انسان سے محبت اور دوستی سے
پیش آتا ہی پھر کیا مسلمان ایسے نامذہب اور وحشی ہو جائیں گے
کہ جو فرقہ اُن کا دوست ہو اور دوست بھی ایسا دوست جسکی
دوستی کی خبر خدا نے ہم کو دی اُس کے ساتھ بھی وہ نفرت سے
پیش آویں کیا مسلمان کبھی انگلستان اور فرانس کے نصاریٰ کے اُن
احسانات کو بھول سکیں گے جو کریمیا کی لڑائی میں اُن کی طرف
سے مسلمانوں کی سلطنت اعظم نہیں نہیں بلکہ مسلمانوں کی مذہبی
عزت برقرار رکھنے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اسلام کا
چھٹا قائم رکھنے کے واسطے پڑتی گئی — اس لڑائی میں ہمارے
یہ مددگار جن کو خدا جزائے خیر دے خاص اپنے ہم مذہب یعنی
درسیوں کے مقابلہ پر جنہوں نے ظلم پر کمر باندھی تھی کڈھے سے

حکیم اور عالم — ولی و ابدال — نیک و عقلمند — بہادر و نامور
ایک گنوار آدمی کی سی صورت میں چھپی ہوئے ہوتے ہیں مگر
اُن کی یہ تمام خوبیاں عمدہ تعلیم کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہیں
جب میں جاہل اور وحشی قوموں کے حالات پڑھتا ہوں تو اُن
نیکوں سے جو اُن میں ہیں مگر ناشایستہ اور اُس دلیری اور جرأت
سے جو اُن میں ہی مگر خوفناک اور اُس استقلال سے جو اُن میں
ہی مگر بے ڈھنگا اور اُس دانائی اور عقلمندی سے جو اُن میں ہی
مگر جانوروں کے سے مگر و فریب سے ملی ہوئی اور اُس صبر و قناعت
سے جو اُن میں ہی اور گریبا نا اُمیدیاں ہی اُس کی اُمیدیں ہیں
نہایت خوش ہوتا ہوں — سچ ہی کہ انسان کے دل کے جوش
مختلف طرح پر کام کرتے ہیں اور جس قدر کم و بیش عقل کی
ہدایت اُن کو ہوتی ہی اور جس قدر کہ عقل اُن جوشوں کو درست
کرتی ہی اُس قدر مختلف طور پر اُن سے کام ہوتے ہیں — امریکا
کے حبشی غلاموں کا جب ہم یہ حال سنتے ہیں کہ اپنے آقا کے جرنے
پر یا ایک کام پر سے چھڑا کر دوسرے کام میں لگانے پر جنگلوں کے درختوں
میں لٹک کر اپنی جان دے دیتے ہیں یا ایک ہندو عورت اپنے خاوند
کی لاش کے ساتھ زندہ جل کر سٹی ہو جاتی ہی تو کون شخص ہی
جو اُن کی وفا داری اور مصیبت کی تعریف نہ کریگا کہ یہی ہی
ناشایستہ اور نا مہذب طور سے ظاہر ہوتی ہی — اس قسم کی جاہل
اور وحشی قوموں کے دلوں میں یہی نہایت عمدہ باتیں پائی
جاتی ہیں گو وہ وحشی پنہ ہی کی حالت میں کیوں نہیں لیکن اگر
اُن کی مناسب طور سے اور عمدہ تعلیم سے درستی کی جاوے تو وہی
وحشیانہ نیکیاں کس قدر ترقی پا سکتی ہیں اور کیسے کیسے عمدہ کام
اور مہذب و ہایستہ نیکیاں اُن سے پیدا ہو سکتی ہیں *

مجھ کو اسی بات کا رنج ہی کہ میں اپنی قوم میں ہزاروں
نیکیاں دیکھتا ہوں جو نا شایستہ — اُن میں نہایت دلیری اور
جرأت پاتا ہوں پر خوفناک — اُن میں نہایت قوی استقلال دیکھتا
ہوں پر بے ڈھنگا — اُن کو نہایت دانا اور عقلمند پاتا ہوں پر اتنے
مکرو فریب اور زور سے ملے ہوئے — اُن میں صبر و قناعت بھی اعلیٰ
درجہ کی ہی مگر غیر مفید اور بے موقع پس میزا دل جلتا ہی اور
میں خیال کرتا ہوں کہ اگر یہی اُن کی عمدہ صفتیں عمدہ تعلیم و
ترقی سے آراستہ ہو جاویں تو دین اور دنیا دونوں کے لیئے کیسی کچھ
مفید ہوں *

میری یہی خواہش ہی کہ اس قسم کی تھوڑات سے نیکی کر
ترقی دین کو میری یہ خواہش پوری نہو مگر میں اس خیال سے
تو بہت خوش ہوں کہ میں ہر پندرہ روز میں انسان کے دل کی
درستی میں کچھ کچھ مدد کرتا رہتا ہوں *

راقہ —

اے قتی سید احمد

خدا اور رسول کی مرضی اور منشاء کے مطابق کام کریں — ہمارا کمال
اسی میں ہی کہ کوئی مسلمان ہو یا غیر مسلمان دوسرے ہو یا دشمن
سب کے ساتھ ہم سارک اور مصیبت سے پیش آویں اور جس مصیبت
سے اب تک ہم اپنی نا سمجھی کے سبب سے معذور رہے آئندہ اُس کے
حصہ کے واسطے بدل کوشش کریں اور اُس کھوبائی اثر کو کام میں
لاویں جو ہمارے سچے مذہب نے ہم میں غیروں کو اپنی طرف مائل
کرنے کی غرض سے رکھ دیا ہی — اب مسلمانوں کو ضرور ہی کہ جس
خ نہ پر انداز مصلحت کے اثر نے ہماری شریعت کے وسیع دائرہ کو دو
غیر مساوی حصوں میں تقسیم کر کے ایک بہت چھوٹا حصہ ہماری پسر
زندگانی کے قیدخانہ کے واسطے خاص کر دیا ہی کہ اُسی میں چاہیں ہم
مریں چاہیں ہم زندہ رہیں اُس مصلحت خلاف کو درمیان سے اُٹھا کر
اور تنگ قید سے آزاد ہو کر اپنی شریعت کے پورے دائرہ کی وسعت میں
خوشی اور خورمی سے گلگشت کریں اور ان خدا داد نعمتوں پر اپنے
خدا کا شکر ادا کریں *

راقہ —
مشفق حسین

نمبر ۱۱۵

تعلیم

میں سمجھتا ہوں کہ انسان کی روح بغیر تعلیم کے چمکے
مہنگ مرمو کے پہاڑ کی مانند ہی کہ جب تک سنگ تراش اُس میں
داغ نہ نہیں لگاتا اُس کا دھونڈلا اور گھردرا پن دور نہیں کرتا اُسکو
خواہش تراش کو سدول نہیں بناتا اُس کو پالش اور جلا سے آراستہ
نہیں کرتا اُس وقت تک اُس کے جوہر اُسی میں چھپی رہتے ہیں
اور اُس کی خورش نما نسیم اور دلربا رنگتیں اور خوبصورت خوبصورت
بیل پڑتے ظاہر نہیں ہوتے — یہی حال انسان کی روح کا ہی انسان
کا دل کیسا ہی نیک ہو مگر جب تک اُس پر عمدہ تعلیم کا اثر نہیں
ہوتا اُس وقت تک ہر ایک نیکی اور ہر ایک قسم کے کمال کی
خوبیاں جو اُس میں چھپی ہوئی ہیں اور جو بغیر اس قسم کی
مدد کے نمود نہیں ہو سکتیں ظاہر نہیں ہوتیں *

اوسط نے تعلیم کے اثر کو مجسم صورتوں کے بنانے کی تشبیہ
میں نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہی وہ کہتا ہی کہ موہنی
مورت ایک پتھر کے ڈھونڈے میں چھپی ہوئی ہوتی ہی مگر مورت
بنانے کا هنر صرف فضل چیزوں کو اُس میں سے گھڑ دیتا ہی —
مورت تو پتھر ہی میں ہوتی ہی مگر آذر صرف اُس کو نمود
کودیتا ہی — جو نسبت کہ مورت گھڑنے والے کو اُس پتھر کے ڈھونڈے
سے ہی وہی نسبت تعلیم کو انسان کی روح سے ہی — بڑے بڑے

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۸]

۱۵ شوال سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیشن کے منایہ فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بتارس بھیجا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیگندہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اختیار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجراء سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو قضا اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجراء و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۶

وحشیانہ نیکی

انسان وحشیانہ طور پر ایک نیک کام کرتا ہی اور جو کہ وہ اصل میں نیک ہوتا ہی لوگوں کے دل میں پیٹھ جاتا ہی اور اُس وحشیانہ پن کی پڑائی جس وحشیانہ پن سے وہ کام ہوا آنکھوں سے چھپ جاتی ہی مگر عمدہ تعلیم میں یہ اثر ہی کہ اُن وحشیانہ حرکتوں کو چھوڑا دیتی ہی اور صرف نیکی ہی نیکی وہ جاتی ہی *
قل ہی کہ ایک شخص کے پاس دو حبشی لڑکے تھے جو ان نو عمر اور اپنی قسم کے لوگوں میں نہایت حسین اور خوبصورت اور آپس میں اُن دونوں کے جانی دوستی اور دلی مصیبت تھی اُسی شخص کے پاس ایک حبش نو عمر لڑکی بھی تھی جو اُس قوم میں نہایت ہی خوبصورت سمجھی جاتی تھی اتفاقاً وہ دونوں جوان لڑکے اُس پر عاشق ہو گئے اور دونوں نے اُس کو شادی کا پیغام دیا جو کہ وہ دونوں نہایت خوبصورت بھی تھے اور دونوں کا مزاج بھی اچھا تھا اور ہم عمر بھی تھے وہ لڑکی دونوں میں سے جس کے ساتھ شادی ہو راضی تھی مگر اُس نے یہ نہ کہا کہ تم دونوں دوست آپس میں اس بات کا تصفیہ کرلو کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ شادی ہو — دونوں لڑکے دل و جان سے اُس پر عاشق تھے عشق اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ ایک تو اُس سے شادی کر لے اور دوسرا محروم رہے اور دوستی بھی اُن میں ایسی سچی تھی کہ ایک کو دوسرے کا رنج اور بغیر آپس کی صلاح اور بغیر آپس کی خوشی کے دونوں میں سے کسی کو شادی کر لینا پسند نہ تھا — آخر کار عشق اور دوستی میں جھگڑا ہوا وہ چاہتا تھا کہ میں غالب آؤں اور وہ چاہتی تھی کہ میں فتح پاؤں مگر کوئی جیت نہ سکا دونوں برابر رہے تب وہ دونوں لڑکے اپنی معشوق کو ایک دن جنگل میں لہگئے اور دونوں نے اُس کو چھوڑی مار کر مار ڈالا اور جب اُس کا خوب بھنے لگا تو دونوں اُسے چاٹنے لگے دونوں نے مردہ لاش کو خوب کُلے لگایا اور دلی مصیبت سے اُس کے دلغریب گالوں کا بے گناہ بوسہ لیا اور پھر اُس کی لاش کے گڑھ پیٹھے کو رونے اور پینٹنے لگے خوب ماتم کیا خوب چھاتی پیٹی اور پھر دونوں نے اپنے تئیں بھی مار ڈالا *

اس عجیب واقعہ سے انسان کے دل کے جوشوں کی جو تعلیم و تربیت سے شایستہ نہیں ہوئیں مصیبت و غریب حالتیں معلوم ہوتی ہیں جو واقعہ کہ میں نے ابھی بیان کیا وہ حیرت اور گناہ سے بالکل بھرا ہوا ہی تو بھی ایسے نیک دل اور دلی ایماندار ہی سے سرزد ہوا ہی کہ اگر اُس کی عمدہ طور سے تعلیم و تربیت ہوتی تو اُس سے نہایت عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوتے *

انسان کا ایسے ملک میں پیدا ہونا یا وہاں جا کر رہنا اور تربیت پانا جہاں تعلیم و تربیت کا چرچا ہو اور علم و شایستگی پھیلی ہوئی ہو نہایت خوش قسمتی کی بات ہی — گو اُن ملکوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اُن حبشی لڑکوں سے کچھ بہتر نہیں ہوتے مگر ایسے بھی ضرور ہوتے ہیں جن کو تعلیم و تربیت کے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں اور مختلف درجہ کا اُس میں کمال رکھتے ہیں *

شایستہ ملک کی مثال موریت بنانے والے سنگ تراش کے کاخانہ کی سی ہی کہ جب آدمی وہاں جاتا ہی تو دیکھتا ہی کہ ابھی تو کڑی پتھر اُسی طرح تھوڑے کا تھوڑا ہی رکھا ہوا ہی اور کسی میں صرف ابھی ٹانگیں ہی پنی ہیں اور کسی میں ہاتھ پاؤں منہ سب نک چکا مگر ابھی انگڑی ہی اور کسی میں انسان کے تمام اعضا دوستی سے بن چکے ہیں مگر صاف ہونے اور جلا ہونے باقی ہیں اور کڑی موریت نہایت خوبصورت اور دلربا بالکل بنکر طیار ہو چکی ہی اُس وقت انسان کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ وہ پتھر کا تھوڑا کھس تک ترقی پاسکتا ہی اور ہر ایک انگڑی صورت سولے شان و خادو کے آذر سے پت تراش کے ہاتھ سے نہایت خوبصورت یا قریب قریب خوبصورت کے ہو سکتی ہی *

نا مہذب ملک کی مثال منٹے پہاڑوں کی سی ہی جہاں بجز پتھر کے تھوڑوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا کڑی مثال ایسی نظر نہیں آتی جس سے انسان کو یہ خیال ہو کہ وہ کھس تک ترقی کر سکتا ہی اور اُس میں کیا چیز نہیں ہی جو وہ اب تک انگڑی پتھر کی مانند ہی — جو نیکیاں خود اُس میں ہیں اُن سے بھی وہ ناواقف ہی کیونکہ وہ نیکیاں مثل پتھر کے تھوڑے کے اُس کے جگر میں چھپی ہوئی ہیں اور بے تعلیم و تربیت کے وہ ظاہر نہیں ہو سکتیں *

یہی خیالات مجھ کو اس بات پر برانگیختہ کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کو مہذب قوم سے ملنے اور شایستہ ملک میں جانے کی ترغیب کرتا ہوں اور اس خیال سے ہمیشہ رنج میں رہتا ہوں کہ ہماری قوم میں جس قدر نیکیاں ہیں وہ بھی نا مہذب ہیں دنیاوی برتاؤ آپس کا ملاپ دوستوں کی دوستی دینداروں کی دینداری امیروں کی امیری نہایت ناشایستہ اور نا مہذب طور سے واقع ہوئی ہی اگر وہ عمدہ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو جاوے تو انسان کے لیئے اس زندگی میں اور آنے والی زندگی میں دونوں میں نہایت ہی مفید ہو *

راقہ —

اے - تی - سید احمد

مضمون نمبر ۱۱۷

امید

دنیا بے امید قائم ہے

موجودہ حالت گروہ کیسی ہے اچھی یا بری ہو انسان کے دل کے مشغلہ کو کافی نہیں ہوتی — موجودہ رنج و خوشی مصیبت و دوستی کی چیزیں انہی نہیں ہوتیں کہ انسان کے دل کی قوتوں کو ہمیشہ مشغول رکھیں اس لیے اُس بڑے کاریگر نے جس نے انسان کے پتلے کو اپنے ہاتھ سے اور اپنی ہی مانند بنایا اُس میں چند اور قوتیں دی ہیں جن کے سبب سے دل کے لیے کاموں کی کبھی کمی نہیں ہوتی اور ہمیشہ وہ وقت دل کے مشغول رہنے کا سامان مہیا اور موجود رہتا ہے — انہیں قوتوں کے ذریعہ سے گذری ہوئی باتیں پھر دل میں آتی ہیں اور آئندہ کی باتوں کا اُنکے ہونے سے پیشتر خیال ہوتا ہے *

وہ عجیب قوت جس کو ہم یاد کرتے ہیں ہمیشہ پیچھے دیکھتی رہتی ہے جب کوئی موجودہ چیز ہم کو شغل کے لیے نہیں ملتی تو وہ قوت پچھلی باتوں کو بلا لاتی ہے اور اُس کے ذکر یا خیال سے ہمارے دل کو بھلائے رکھتی ہے اُس کی مثال جگالی کرنے والے جانوروں کی ہے کہ وہ پہلے تو گھائس دانہ سب کھا لیتے ہیں اور جب ہو چکتا ہے تو ایک کونے میں بیٹھ کر پھر اُس کو پیٹ میں سے نکال کر چبائے جاتے ہیں *

جسطرح کہ یاد پچھلی باتوں کو خالی وقت میں ہمارے دل کے مشغلہ کو بلا لاتی ہے اسی طرح ایک اُور قوت ہے جو آئندہ ہونے والی باتوں کے خیال میں دل کو مشغول کر دیتی ہے اور جس کا نام اُمید و بیم یا خوف و رجا ہے — انہی دونوں قسم کے خیالوں سے ہم آئندہ زمانہ تک پہنچ جاتے ہیں اور جو باتیں کہ دور زمانہ میں شاید ہونے والی ہیں اور ظلمات کے پردوں میں چھپی ہوئی ہیں اور بڑے گہرے اندھیرے گڑھوں میں پڑی ہوئی ہیں اُن کو ایسا سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ دھبی ہیں — اُنکے ہونے سے پہلے اُنکی خوشی یا رنج اُٹھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ اُس زمانہ کا ابھی جب نہ یہ زمین ہوگی نہ آسمان اور ہر چہار طرف سے لعن الملک الیوم کی آواز آگئی ہوگی ابھی خیال کر لیتے ہیں — پھر کرن کہہ سکتا ہے کہ انسان کی زندگی صرف موجودہ وقت پر محدود ہے *

میرا ارادہ ہے کہ میں اس تھکریو میں صرف اُس کی کچھ پیان کروں جس کو اُمید کہتے ہیں — ہماری عرشیاں اس قدر کم و چند روزہ ہیں کہ اگر وہ قوت ہم میں نہ ہوتی جس سے انسان اُن عمدہ اور دل

خوش کن چیزوں کا اُن کے ہونے سے پہلے مزے اُرتھاتا ہے جن کا ابھی ہو جانا ممکن ہے تو ہماری زندگی نہایت ہی خراب اور بدمزہ ہوتی ایک شاعر کا قول ہے کہ ”ہم کو تمام عمدہ چیزوں کے حاصل ہونے کی اُمید رکھنی چاہیئے کیونکہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی اُمید نہ ہو سکے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو خدا ہم کو دے نہ سکے“ — فارسی زبان میں مشہور مقولہ ہے کہ ”تمنا را عیبی نیست“ — طریف نے کہا کہ دنیا میں مجھے کسی چیز کا رنج نہیں ہے کیونکہ اُمید مجھے ہمیشہ خوش رکھتی ہے — دوستوں نے پوچھا کہ کیا تم کو مرنے کا بھی رنج نہیں ہے اُس نے کہا کہ کیا مجھ ہی کے میں کبھی نہ مرون کیونکہ خدا اس پر بھی قادر ہے کہ ایک ایسا شخص پیدا کرے جس کو موت نہر اور مجھ کو اُمید ہے کہ شاید وہ شخص میں ہی ہوں — یہ قول تو ایک طرافت کا تھا مگر سچ یہ ہے کہ زندگی کی اُمید ہی موت کا رنج ہم سے مٹاتی ہے اگر ہم کو زندگی کی اُمید نہ ہوتی تو ہم سے زیادہ بدتر حالت کسی کی نہ ہوتی — زندگی ایک پیچھا چڑ کی مانند ہے جس میں کچھ حرکت نہیں ہوتی اُمید اُس میں حرکت پیدا کرتی ہے — اُمید ہی کے سبب سے انسان میں سنجیدگی اور بردباری اور خوش مزاجی کی عادت ہو جاتی ہے — کوئی اُمید انسان کی روح کی جان ہے ہمیشہ روح کو خوش رکھتی ہے اور تمام تکلیفوں کو آسان کر دیتی ہے — مصیبت پر رغبت دلاتی ہے اور انسان کو نہایت سفت اور مشکل کاموں کے کرنے پر آمادہ رکھتی ہے — اُمید سے ایک اور بھی فائدہ ہے جو کچھ کم نہیں ہے کہ ہم موجودہ خوشیوں کی کچھ بہت قدر نہیں کرتے اور اُس میں مصروف نہیں ہو جاتے سبب سے جب اپنا تمام مال اسباب اپنے دوستوں کو بانٹ دیا تو اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے لیے کیا رکھا اُس نے کہا کہ اُمید — اُس کی عالی طبیعت اُن چیزوں کی کچھ قدر نہیں کرتی تھی جو اُس کے پاس تھیں بلکہ ہمیشہ اُس کا خیال کسی بہتر چیز کی طرف رہتا تھا *

اگلے زمانہ کے لوگ بغیر اُمید کے زندگی کو نہایت ہی برا سمجھتے تھے نکل ہے کہ خدا نے انسان کے پاس ایک صندرتچہ پہنچوایا جب اُس کو کھولا تو اُس میں سے ہر ایک قسم کی بلائیں اور مصیبتیں اور بیماریاں جو انسان کو ہوتی ہیں سب نکل پڑیں اُمید بھی اُسی صندرتچہ میں تھی وہ نہ نکلی بلکہ ڈھکنے میں چمت رہی اور صندرتچہ ہی میں بند ہو گئی تاکہ مصیبت کے وقت انسان کو تسلی دے پس جس زندگی میں اُمید ہے اُس سے بڑے کو کوئی خوش زندگی نہیں ہے خصوصاً جبکہ اُمید ایک عمدہ چیز کی اور اچھی بنا ہے وہ اور ایسی چیز کی ہے جو اُمید کرنے والے کو حقیقت میں خوش کر سکتی ہے وہ اسباب

آنکے اس بیان سے کسی قدر اختلاف ہی — ہم اعتقادات اُن مسائل کو کہتے ہیں جن کا ہونا عقل و نیچر یعنی کارخانہ قدرت کے اصول پر ناممکن نہیں ہی الا ہم اُن دونوں کی بنا پر اُن کے ہونے کا یقین نہیں کر سکتے تھے وحی نے صرف اُن کے ہونے پر جب وہ ہوں ہم کو یقین دلایا ہی یا اُن کا ہونا بنالیا ہی — ہم نے اس مقام پر حرف تردید کو اس لیئے استعمال کیا ہی کہ ہم کو اس بات میں شبہ ہی کہ اُن مسائل پر جن کو ہم نے اعتقادات میں داخل کیا ہی یقین لانا جزو ایمان ہی یا نہیں — عملیات میں مسٹر اڈیسن نے اُن مسائل کو داخل کیا ہی جن کو عقل و نیچر کے مطابق مذہب نے بھی ہدایت کی ہی پس وہ پہلے حصہ کا نام عقاید رکھتے ہیں اور دوسرے حصہ کا نام اخلاق *

پھر وہ لکھتے ہیں کہ ہم انٹر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اعتقادات پر اس قدر خیال کرتے ہیں کہ اخلاق کو بالکل بھول جاتے ہیں اور بعضے اخلاق پر ایسے متوجہ ہوتے ہیں کہ اعتقادات کا کچھ خیال نہیں کرتے — صاحب کمال آدمی کو ان دونوں میں سے کسی بات میں ناقص نہ رہنا چاہیئے — جو لوگ اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ہو ایک سے کیا کیا فائدہ حاصل ہوتا ہی وہ دل سے ہمارے اس بیان کی تصدیق کریں گے *

اندرس ہی کہ اس مقام پر بھی مجھ کو مسٹر اڈیسن سے کچھ تہوڑا سا اختلاف ہی پچھلا حصہ اُن کے اس مضمون کا نہایت سچ ہی مگر پہلے حصہ میں کچھ غلطی ہی — میں سمجھتا ہوں کہ اعتقادات میں اور عملیات میں جس کو مسٹر اڈیسن اخلاق کہتے ہیں کچھ ملاتہ نہیں ہی انسان اعتقادات پر کتنا ہی زیادہ خیال کرے اُس کے اخلاق میں کچھ تفاوت نہیں ہر سکتا — اسی طرح اخلاق پر کیسا ہی متوجہ ہو اُس کے اعتقادات میں کچھ نقصان نہیں آسکتا کیونکہ یہ ہونو کام در جدا جدا آلوں اور دو جدا جدا شخصوں سے متعلق ہیں پہلا ہمارے دل یا ہماری روح اور خدا سے — دوسرا ہماری ظاہری حرکات اور جذبات اور انسان سے *

پھر وہ لکھتے ہیں کہ گو مذہب اخلاق اور اعتقاد پر منقسم ہی اور اُن دونوں میں خاص خاص خوبیاں ہیں مگر اخلاق کو اعتقاد پر انٹر پاتوں میں ترجیح ہی *

۱ کیونکہ اخلاق کی اثر باتیں نہایت صحیح اور بہت مضبوط ہیں یہاں تک کہ اگر اعتقاد بالکل قائم نہ رہے تب بھی وہ باتیں (یعنی اخلاق کے مسائل) بدستور قائم رہتی ہیں *

۲ جس شخص میں اخلاق ہی اور اعتقاد نہیں وہ شخص بہ نسبت اُس شخص کے جس میں اعتقاد ہی اور اخلاق نہیں انسان

کی حقیقت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ خردشال آدمی کے لیئے بھی زمانہ موجودہ میں کافی خوشی نہیں ہی *

میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ مذہبی زندگی میں عمدہ عمدہ چیزوں کی بہت سی امیدیں ہوتی ہیں اور ایسی چیزوں کی ہوتی ہیں جو ہم کو پورا پورا خوش کر سکتی ہیں دینی چیزوں کی امیدیں دنیوی چیزوں کی امیدوں سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط ہوتی ہیں کیونکہ اُن میں عقل کے علاوہ مذہبی اعتقاد کی بھی نہایت نوت ہوتی ہی اس قسم کی امیدوں کا خیال ہی ہم کو پورا پورا خوش رکھتا ہی بلاشبہ امید کے اثر سے انسان کی زندگی نہایت شیریں ہوجاتی ہی اگر وہ موجودہ حالت سے خوش نہیں رہتا تو اُس پر ضرور آجاتا ہی — مگر مذہبی امیدیں اس سے بھی زیادہ فائدہ مند ہیں تکلیف کی حالت میں دل کو سنبھال لیتی ہیں بلکہ اُس کو خیال سے خوش رکھتی ہیں کہ شاید یہی تکلیف اُس امید کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہو مذہبی امید گویا مردہ کو زندہ کر دیتی ہی اور اُس کے دل کو غایت درجہ کی خوشی بخشتی ہی انسان اپنی تکلیفوں میں خوش رہتا ہی اور روح اُس بڑی چیز کے لپک لینے کو اوجھلتی ہی جو ہمیشہ اُس کی نظر میں رہتی ہی اور آخر کار اس امید کی خوشی میں اس فانی جسم کو چھوڑ دیتی ہی کہ قیامت کے دن اُس سے مل جاوے گی *

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے نہایت مصیبت اور تکلیف کے وقت میں خدا کی مناجات میں اس مضمون کا گیت گایا تھا *

”میں ہمیشہ خدا کو اپنے سامنے رکھتا ہوں وہ میری دائیں طرف ہی اسی لیئے میں گھبراتا نہیں میرا دل خوش ہی میرا گروہ بھی اسی امید میں رہیگا کہ تو میری روح کو جہنم میں نہالے — تو اپنی چیز کو خراب ہوتے ہوئے ندیکھیگا — تو ہی مجھ کو زندگی کے طریق دکھلائیگا — تیری ہی حضور میں خوشی کا کمال ہی — تیری ہی دائیں طرف ہمیشہ کی خوشی ہی آہیں“ *

راقم

اے - تی - سید احمد

نمبر ۱۱۸

اخلاق

مسٹر اڈیسن کا قول ہی کہ مذہب کے دو حصہ ہوسکتے ہیں ایک اعتقادات دوسرا عملیات مسٹر اڈیسن کی غرض اعتقادات سے صرف وہ مسائل ہیں جو وحی سے معلوم ہوتے ہیں اور جو عقل سے یا کارخانہ قدرت پر غور کرنے سے معلوم نہیں ہوسکتے — مگر ہم کو

نتیجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اخلاق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا جب تک اخلاق کو عیسائی مذہب کا سہارا نہ ہو — یہ قول مسٹر اڈیسن کا ہے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی اعتقاد یا کوئی مذہب سچا ہو ہی نہیں سکتا جس کا نتیجہ اخلاق کی مددگی نہ ہو پس اخلاق کو کسی مذہب کا کچھ نہ سہارا درکار نہیں ہے بلکہ مذہب یا اعتقاد کے سچ سمجھنے کو اخلاق کا سہارا ہو کار ہے *

مسٹر اڈیسن اور بھی دو ایک اصول قائم کرتے ہیں جو اس گفتگو سے علائقہ رکھتے ہیں *

۱۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو ایسی بات کو اعتقاد کی جڑ نہ قرار دینا چاہیئے جس سے اخلاق کو استحکام اور ترقی نہ ہوتی ہو *

۲۔ کوئی اعتقاد صحیح بنیاد پر ہو ہی نہیں سکتا جس سے اخلاق خراب یا اُن میں تنزل ہوتا ہو *

یہ دونوں اصول مسٹر اڈیسن کے ایسے عمدہ ہیں کہ دنیا میں کوئی شخص جس کے دل کی آنکھ خدا نے اندھی نہ کی ہو اُن سے انکار نہیں کر سکتا *

اُس کے بعد مسٹر اڈیسن انہیں اصولوں پر ایک اور مسئلہ متفرع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام مشتبہ مقاموں میں ہم کو نہایت غور کرنی چاہیئے کہ اگر بالفرض وہ غلط ہو تو اُس سے کیا کیا بد نتیجے پیدا ہو سکتے ہیں — مثلاً اپنے ایمان کے مضبوط کرنے اور عیالی ثواب حاصل کرنے کی ارمگ میں لوگوں کو تکلیف دینا — لوگوں کے دلوں میں رنج اور نفرت غصہ اور سخت عداوت پیدا کرنا اور جس چیز پر اُن کو اعتقاد نہیں ہے بڑبڑہستی اُن سے قبول کروانا ایسے جذبات میں ہم اسی پر پس نہیں کرتے بلکہ ان سب باتوں کے سوا ہم اُن کو دنیا کے فائدہ اور خوشی سے بھی محروم کرتے ہیں — اُن کے جسم کو تکلیف دیتے ہیں اُن کی دولت کو خراب کرتے ہیں اُن کی ناموریوں کو خاک میں ملاتے ہیں — اُن کے خاندانوں کو برباد کرتے ہیں اُن کی زندگیوں کو تلخ کر ڈالتے ہیں — یہاں تک کہ آخر کار اُن کو مار ڈالتے ہیں — پس جب کسی مسئلہ سے ایسے بد نتیجے نکلیں تو سمجھ کر اُس مسئلہ کے مشکوک ہونے میں کچھ شبہ نہیں رہتا جیسے کہ علم حساب میں ہو اور دو چار ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہوتا پس ایسے مسئلہ کو اپنے مذہب کی بنیاد نہیں ٹھہرا سکتا اور نہ اُس پر عمل کر سکتا ہوں *

اس قسم کے معاملات میں ہم صریح اپنے ہمچسوں کو ضرور پہنچاتے ہیں اور جس مسئلہ سے ہم ایسا کرتے ہیں بلاشبہ وہ مشکوک اور قابل اعتراض ہی اخلاق اُس سے بالکل خراب ہو جاتے ہیں *

کے لیئے دنیا میں بہت زیادہ بہتری کر سکتا ہے — اور میں اس قدر اور زیادہ کہتا ہوں کہ انسان کے لیئے دین اور دنیا دونوں میں بہت زیادہ بھلائی کر سکتا ہے *

۳۔ اخلاق انسان کی فطرت کو زیادہ کمال بخشتا ہے کیونکہ اُس سے دل کو قرار و آسودگی ہوتی ہے دل کے جذبات اعتدال پر رہتے ہیں اور ہر ایک انسان کی خرابی کو ترقی ہوتی ہے *

۴۔ اخلاق میں ایک نہایت زیادہ فائدہ اعتقاد سے یہ ہے کہ اگر وہ ٹھیک ٹھیک ہوں تو تمام دنیا کی مہذب قومیں اخلاق کے پڑے پڑے اصولوں میں متفق ہوتی ہیں مگر کہ عقاید میں وہ کیسی ہی مختلف ہوں *

۵۔ کفر سے بھی بد اخلاقی زیادہ بدتر ہے یا اس مطلب کو یوں کہہ کر اثر لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایک نیک چلن ڈپٹ جاہل وحشی جس کو خدا کی باتوں کی کچھ خبر بھی نہیں پہونچتی نجات پاسکتا ہے مگر بد چلن معتقد آدمی نجات نہیں پاسکتا *

۶۔ اعتقاد کی خوبی اُسی میں ہے کہ اُس کا اثر اخلاق پر ہوتا ہے اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ اعتقاد کی معنی خدا کے دینے ہوئے مذہب پر ایمان رکھنے کی خوبیاں کیا ہیں تو ہم کو اس بات کی صحت جو ہم نے ابھی بیان کی بخوبی معلوم ہو جائیگی — میں سمجھتا ہوں کہ مذہب کی خوبیاں ان باتوں میں ہیں جن کو میں بیان کرتا ہوں *

۱۔ اخلاق کی باتوں کو سمجھنا اور اُن کو اعلیٰ درجہ پر پہنچانا *
۲۔ نیک اخلاق پر عمل کرنے کے لیئے نئے نئے اور قوی قوی اغراض کو بہم پہنچانا *

۳۔ خدا کی نسبت عمدہ خیالات پیدا کرنا اور اپنے ہمچسوں میں اچھا برتاؤ کرنا جس سے آپس میں محبت زیادہ ہو اور خود انسان اپنی سچی حالت کو کیا بلحاظ اپنے نیچر کی خوبی کے اور کیا بلحاظ اُس کی بدی کے بخوبی سمجھے *

۴۔ برائی کی برائیوں کو ظاہر کرنا *

۵۔ نجات کے لیئے نیک اخلاق کو عام ذریعہ ٹھہرانا *

مذہب کی خوبیوں کا یہ ایک مختصر بیان ہے مگر جو لوگ اس قسم کے مباحثوں میں مشغول رہتے ہیں وہ نہایت آسانی سے ان خیالوں میں ترقی دے سکتے ہیں اور مفید نتیجے ان سے نکال سکتے ہیں — مگر میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ان سب باتوں کا ظاہر

یہ مضمون مسٹر ادیسون کا غالباً عیسائی مذہب کے اُس زمانہ پر اشارہ ہے جب کہ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقہ میں دشمنی کی آگ بھڑک رہی تھی اور مرد اور عورت و بچے مذہب کے ماننے پر آگ میں جلائے جاتے تھے اور نہایت بد بخت خونیزیباں جو در حقیقت کوشچانٹی کے بالکل برخلاف تھیں ہو رہی تھیں *

لوگ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں بھی ایسا ہی غرضنواز اسرار اخلاق کے برخلاف جہاد کا مسئلہ ہی اگر وہ مسئلہ در حقیقت ایسا ہی ہو جیسا کہ بعض یا اکثر حقیقت تک نہ پہنچنے والے یا خود غرض لوگوں نے سمجھا ہے یا اکثر ظالم و مکار مسلمان حکمرانوں نے برتا ہے تو تو اُس کے اخلاق کے برخلاف ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے مگر ہمارا اعتقاد یہ نہیں ہے — بلکہ جو حقیقت جہاد کی درحقیقت مذہب اسلام کی رو سے ہے وہ اخلاق کے برخلاف نہیں ہے — اُس میں کسی قسم کا جبر یا کسی کے مذہب کو بھجور چھوڑنا یا مذہب کے لیئے کسیکا خون بہانا مطلق نہیں ہے وہ صرف ٹیشنل پر یعنی اُس قانون پر جو مختلف قوموں کو آپس میں برتنا چاہیئے مبنی ہے اور جو آج کل مذہب سی مذہب قوموں میں جاری ہے *

اس مسئلہ کا ذکر ہم نے اپنی متعدد تصنیفات میں کیا ہے اور اُمید ہے کہ کبھی اُس مضمون پر کوئی تحریر اس پرچہ میں بھی چھاپینگے *

مسٹر ادیسون اپنے اس مضمون کو کسی مصنف کے نہایت عمدہ اور دل میں اثر کرنے والے کلام پر ختم کرتے ہیں اور وہ کلام یہ ہے ”آپس میں نفرت پیدا کرنے کو تو ہمارے لیئے مذہب کافی ہے مگر ایک دوسرے میں مہبت پیدا کرنے کے لیئے کافی نہیں“ *

میں اسیات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جو برتاؤ مذہبوں کا اس زمانہ میں ہے وہ ایسا ہی ہے اور مسلمانوں کا برتاؤ سب سے زیادہ برا ہے مگر سچے مذہب کا یعنی اسلام کا سچا مسئلہ یہ ہے کہ ”خدا کو ایک جاننا اور انسان کو اپنا بھائی سمجھنا“ پس جو کوئی اس مسئلہ کے برخلاف ہے وہ غلطی پر ہے *

راقم

اے - ڈی - سید احمد

نمبر ۱۱۹

دیا

ہفتا میں ایسے لوگ بھی بہت ہیں جنکا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہے — دنیا دار اور رند مشرب آدمی جسقدر کہ در اصل

عام قاعدہ تو اس کے لیئے یہ ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اُن مذہبی اصولوں سے جو ہماری ہدایت کے لیئے مقدس کتاب اللہ میں لکھے ہیں جانچیں اور اپنی زندگی کو اُس پاک شخص کی زندگی سے مقابلہ کریں جس نے یہ نوما کیا کہ ”اَنَا بِشَرِّ مَثَلِكُمْ يٰوَحْيٰى اٰلِیْہِیْ اٰلِہِیْمُ الْوَاحِدُ“ اور جو اُس درجہ کمال تک پہنچا جہاں تک انسانیتا پہنچنا ممکن ہے — اور جسکی زندگی ہماری زندگی کے جلیئے نمونہ ہے اور جو اپنی پیروی کرنے والوں کے لیئے ہلکے تمام دنیا کے لیئے بڑا ہادی اور بڑا دانا استاد ہے — ان دونوں قاصدوں کے برتنے میں بڑی بڑی غلطیاں پڑتی ہیں کچھ تو لوگوں کی سمجھ

چاہیئے کہ جن کاموں کے سبب سے وہ تعریف کرتے ہیں وہ کام ہم عمدہ غرض سے اور نیک نیتی سے دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لیئے کرتے ہیں یا نہیں اور پھر ہم کو یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ وہ نیکیاں جنکے سبب ہماری تعریف کرنے والے ہماری تعریف کرتے ہیں دراصل ہم میں کہاں تک ہیں — ان باتوں پر انسان کو بشروطی غور کرنا نہایت ضرور ہی کیونکہ ہمارا یہ حال ہی کہ یہی تو ہم لوگوں کی راہیں کر جو ہماری نسبت میں پسند کر کر اپنے تئیں بہت برا سمجھنے لگتے ہیں اور کبھی اُن کو ناپسند کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دل نہتا ہی اُس کے مقابلہ میں اُن تمام راہوں کو نہیں مانتے *

ہم کو ایسی نیکی پر بھی جس کو ہم نے اپنے خیال میں نیک سمجھا ہی مگر درحقیقت اُس کی نیکی مشتبہ ہی زیادہ اصرار کرنا نہیں چاہیئے بلکہ اُن لوگوں کی راہوں کی بھی نہایت قدر و منزلت کرنی چاہیئے جو ہم سے اختلاف رکھتے ہیں اور جو عقلمند اور نیک دل ہیں اور جس طرح ہم نیک دلی سے بات کہتے ہیں اُسی طرح وہ بھی نیک دلی سے ہم سے متقابل کرتے ہیں — مگر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اُس اختلاف کرنے والوں نے صرف آزادی راے اور اُس دلی نیکی سے جسکے سرچشمہ کی سرت قدرت نے ہر ایک انسان کے دلوں میں بھری ہوئی ہے اختلاف کیا ہی یا کسی بیرونی دباؤ — پابندی رسم و رواج اور تعصب اور تقلید نے ان کے دل کو پھیرا ہی کیونکہ اگر یہ پچھلی بات اختلاف راے کا سبب ہو تو وہ نہایت پیقہر ہو جاتی ہی *

جہاں ہم کو دھوکا کھانے کا احتمال ہی وہاں ہم کو نہایت ہوشیاری اور بہت خبرداری سے کام کرنا چاہیئے — حد سے زیادہ سرگرمی اور تعصب اور کسی خاص فرقہ کو یا کسی خاص راے کے لوگوں کو برا اور حقیر سمجھنا یہ ایسی باتیں ہیں جس سے ہزاروں آفتیں پیدا ہوتی ہیں — وہ فی نفسہ نہایت بڑی ہیں مگر کہ وہ ہم سے کمزور دل آدمیوں کو اچھی معلوم ہوتی ہوں — مگر اس پر بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں جو دینداری اور نیکی کے لیئے نہایت مشہور ہیں مگر نہایت لغر اور نرے شیطانی اصولوں کو نیکی سمجھ کر اپنے دلوں میں اُس کی چڑ گاڑ دی ہی — میں اُس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نے آج تک کوئی ایسا عقلمند اور انصاف پسند شخص نہیں دیکھا جس میں پوری پوری یہ سب باتیں ہوں اور پھر بھی وہ گناہ سے پاک ہو *

اُسی طرح ہم کو اُن کاموں سے بھی قریا چاہیئے جو انسان کے کمزور دل کی قدرتی بنارت سے یا کسی خاص شوق سے یا کسی خاص تعلیم کے اثر سے یا کسی اور سبب سے ہوتی ہیں جس میں ہمارا دنیوی

میں غلطیاں ہوتی ہیں اور کچھ آپس میں اختلاف راے ہوتا ہی جو بن ہونے سے نہیں سکتا اور کچھ زمانہ کے گزرنے سے ٹھیک ٹھیک حال اور کیفیت اُن واقعات کی جو گذرے معلوم نہیں ہو سکتی اسلیئے پر خلاف اگلے مسلمان مصنفوں کے صرف انہی قاعدوں کے بیان کرنے پر میں انتفا نہیں کرتا بلکہ اور بھی قاعدے بیان کرتا ہوں جو انسان کو ٹھیک ٹھیک مطلوبہ راہ پر لے آتے ہیں *

اپنے پوشیدہ عیبوں کے معلوم کرنے کا ایک عمدہ قاعدہ یہ ہی کہ ہم اُس بات پر غور کریں کہ ہمارے دشمن ہم کو کیا کہتے ہیں — ہمارے دوست انٹر ہمارے دل کے موافق ہماری تعریف کرتے ہیں یا تو ہمارے عیب اُن کو عیب ہی نہیں معلوم ہوتے اور یا ہماری خاطر کر ایسا عزیز رکھتے ہیں کہ اُس کو رنجیدہ نہ کرنے کے خیال سے اُن کو چھپاتے ہیں یا ایسی نرمی سے کہتے ہیں کہ ہم اُن کو نہایت ہی خفیف سمجھتے ہیں — پر خلاف اس کے دشمن ہم کو خوب ثبوت ہی اور کرنے کرنے سے ڈھونڈ کر ہمارے عیب نکالتا ہی — کہ وہ دشمنی سے چھوٹی بات کو بہت بڑا کر دیتا ہی مگر انٹر اُس کی کچھ نہ کچھ اصل ہوتی ہی *

تا نبا شد چیز کے مردم نگریند چیز ہا

دوست ہمیشہ اپنے دوست کی نیکیوں کو بڑھاتا ہی اور دشمن عیبوں کو اس لیئے ہم کو اپنے دشمن کا زیادہ احسانمند ہونا چاہیئے کہ وہ ہم کو ہمارے عیبوں سے مطلع کرتا ہی اگر ہم نے اُس کے طعنوں کے سبب اُس عیبوں کو چھوڑ دیا تو دشمن سے ہم کو وہی نتیجہ ملے جو ایک حقیقی اُستاد سے ملنا چاہیئے تھا *

دشمن جو عیب صحیح یا غلط ہم میں لگاتا ہی ہمارے فائدہ سے خالی نہیں اگر وہ ہم میں ہوتا ہی تو ہم اپنے عیب سے مطلع ہوتے ہیں اور اگر نہیں ہوتا تو خدا کا شکر کرتے ہیں کہ وہ عیب ہم میں نہیں ہے کہ ”دشمن از دوست ناصح تراست ایں جز نکوئی“

پلوتارک کا دشمنی کے فائدوں پر جو مضمون ہی اُس میں اُس نے یہ بات لکھی ہی کہ ”دشمن جو ہم کو بدنام کرتے ہیں اُس سے ہم کو ہماری برائیاں معلوم ہوتی ہیں اور ہماری گفتگوں میں اور ہمارے چال چلن میں اور ہماری تحریر میں جو نقص ہیں وہ بغیر ایسے دشمن کی مدد کے کبھی معلوم نہیں ہوتے“ *

علیٰ هذا القیاس اگر ہم خود اپنے آپ کو سمجھنا چاہیں کہ ہم کیا ہیں تو ہم کو اس بات پر غور کرنی چاہیئے کہ جو لوگ ہماری تعریف کرتے ہیں اُس میں سے ہم کس قدر کے مستحق ہیں اور پھر یہ سچنا

اشتہار

معارضۃ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معارضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جو اخبار معارضہ میں ہمارے پاس آ رہے اُن سے صرف مجھ کو فائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور ممبروں کو اُن سے کچھ فائدہ نہ پہونچے گا — لیکن اب اکثر ممبروں کی رائے یہ ہے کہ معارضہ کرنا چاہیئے اسلئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جو مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معارضہ کرنا چاہینگے تو ہم بہت خوشی اور شکرگزاری سے معارضہ کو منظور کرینگے *

راقم

سید احمد

منیجر اور ممبر تہذیب الاخلاق

اطلاع

بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ معمر قریب آیا ہے اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم ہونے کو ہے اسلئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہے کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق پابست سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی مرحمت فرمائیں جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آجاریگا اُن کے نام پر یکم معمر سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ نہرگا *

راقم

سید احمد

از پٹارس

فائدہ ہے — ایسی حالت میں انسان کی سمجھ نہایت آسانی سے حق بات کی طرف سے پھر جاتی ہے اور اُس کا دل غلطی کی طرف مایل ہو جاتا ہے اور یہی باتیں ہیں جن کے سبب سے تعصب اور ہزاروں غلطیاں اور پوشیدہ برائیاں اور لامعالم عیب انسان کے دل میں گھس جاتے ہیں — جس کام کے کرنے میں عقل کے سوا اور جذبوں کی بھی ترقیب ہو اُس کے کرنے میں عقلمند آدمی کو ہمیشہ ڈرنا اور ہمیشہ اُس پر شبہ کرنا چاہیئے کہ ضرور اس میں کوئی نہ کوئی برائی چھپی ہوئی ہوگی *

ان اصولوں پر اپنے خیالوں کو جانچنا اور اپنے دل کو ٹٹولنا اور دل کے تاریک جذبوں کو دھندلانا ہمارے لیئے اُس سے بڑا بڑا کوئی چیز مفید نہیں ہے — اگر ہم اپنے دل میں ایسی مضبوط نیکی پٹھانی چاہیں جو قیامت کے دن ہمارے کام آوے — جس دن کہ ہمارے بھیدوں کا جائزہ والا ہمارے دل کو جانچے گا جسکی عقل اور انصاف کی کچھ انتہا نہیں — تو ان اصولوں پر جانے سے بہتر ہمارے لیئے کوئی راہ نہیں — ہمارے بانی اسلام نے جب ہم کو یہ سکھایا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ہمارے دل کے چھپے بھیدوں کو جانتا ہے تو اُس نے کس عربی اور عربی رتی سے اُس ریاکاری کی پرائی ہم کو پتلا دی جس سے انسان دنیا کو دھوکا دیتا ہے اور خود اپنے آپ کو ہی قریب میں ڈالتا ہے اور اُس نے بھی اپنی مناجات میں اُس ریاکاری کے خوف کو جس سے انسان خود اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے نہایت دلچسپ لفظوں میں ادا کیا ہے جہاں اُس نے کہا ہے کہ 'ای خدا مجھ کو جانچ' میرے دل کی تہ کو دھندلانا میرے خیالوں کو دیکھو، مجھ کو ٹٹول، مجھ کو بھڑکی پر کہہ، کہ مجھ میں کس برائی نے راہ کی ہے اور مجھ کو ایسی راہ پر لیچل جو ہمیشہ کو قائم رہے، سلا *

راقم

اے - قی - سید احمد

ہدقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۹]

یکم ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سذہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اختیار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دہار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جارہیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوات بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں سبب متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر پکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار اٹھ مہہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * سببوں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

A CHRISTIAN cum MAHOMMEDAN ENTERTAINMENT.

On the 26th November 1872, that fine old gentleman, Syed Ahmed, gave a public dinner at Benares to welcome his son, Syed Mahmood, who has just returned from a most successful career of four and a half years at Cambridge and Lincoln's Inn. A very noticeable feature in the evening's entertainment was the presence of a number of Mahomedan gentlemen, amongst them the Nawab of Sinwanea, Moulvi Mehdee Ally of Mirzapore, Moulvi Zianool Abadeen and others, all of whom ate at table in common with their European friends. This is, I believe, the first time in the history of these Provinces that Mahomedans in any number have sat down to dinner with Englishmen. This result is owing to the steady exertions of that excellent and talented man, the host on this occasion, who, although abused by some of his co-religionists and looked on askance by some of the European community, has nevertheless worked continuously and steadfastly, trusting to time and his exertions for his reward. He has long perceived how prejudicial it is to his race not to have that great social banner—a dinner, in common with men of every nation and every creed; and how contrary to his religion and to common sense is that custom prevalent amongst his race in India of not eating with Europeans—a custom entailed on his people by centuries of contact with Hindooism. He knows full well the aspect of the matter from both sides; how English gentlemen complain, and with reason too, that there are but a very limited number of Mahomedan gentlemen, whose habits and ways of thought would make it at all a pleasure to sit at the dinner table with; how native gentlemen complained, and with just as much reason, that many English gentlemen look upon them as intruders and take no trouble whatever to make them feel at ease. He knows also what difficulties the difference of language presents in the way of real social intercourse; how few natives know English sufficiently well to enable them to join thoroughly in that social chit-chat which is the very essence of good dinner conversation, and how few Englishmen there are, comparatively, who can keep up an ordinarily intellectual conversation in Oordoo. He does not, however, despair. There are signs in the times now that real social in-

مضمون نمبر ۱۲۰

مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ

۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء کو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سیس آئی نے جو ایک معقول اور در اندیش رئیس ہیں اپنے بیٹے سید محمد محمود صاحب کی اُس کامیابی کی خوشی میں جو ساڑھے چار بس کیمبرج یونیورسٹی اور لنکن ان کی تحصیل علم میں اُنکو حاصل ہوئی اور جو ایک مدید عرصہ کے بعد یہ نیک مرام اپنے وطن کو واپس شریف لائے بنارس میں ایک قنر دیا اس عمدہ جلسہ میں چند نامی در معزز مسلمان بھی شریک تھے جن میں سے ایک تو نواب صاحب سنواری اور دوسرے مولوی مہدی علی قنری کلکٹر مرزاپور اور مولوی زین العابدین منصف بلند شہر تھے میں یقین کرتا ہوں کہ ان اضلاع کی تواریخ میں یہ اہل ہی یادگار ہوگی کہ چند مسلمانوں نے انگریزوں کے ساتھ ایک جلسہ میں کھانا کھایا اور دوستانہ طور پر ایک جگہ باہم مل جل کر سب نے خوشی کی یقیناً یہ اُس مدبر اور مستقل مزاج شخص کی عمدہ کوششوں کا نتیجہ ہوا جو اس جلسہ کا میزبان تھا اس شخص کے استقلال کو یہاں تک رسوخ اور استحکام حاصل ہو گیا ہے اب کو اکثر اُس کے ہم مذہب بھی اُسکو برا بھلا کہتے ہیں اور انکو اہل یورپ بھی اُسکو ایک اکوڑ آدمی بتاتے ہیں مگر وہ صرف اس اُمید پر کہ کبھی نہ کبھی مجھکو میری کوششوں کا ضرر نتیجہ ملیگا ایسی باتوں کا خیال بھی نہیں کرتا اور اُسکی ثابت قدمی میں کام کو بھی لغزش نہیں آتی اُس دور اندیش شخص کے ذہن میں یہ بات بشربی جم گئی ہے کہ غیر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کا میل جول نہ ہونا اور اُن کے جلسوں اور دعوتوں میں اُنکا شریک نہ ہونا نہایت ہی مضر ہے اور مسلمانوں کا یہ اصرار کہ غیر قوموں کے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں ہے بالکل ایک اچھی سمجھنے کے برخلاف ہے ایسے خیالات ان میں صرف ہندوؤں کے پاس سدھا برس دھنے پہنے سے پیدا ہوئے ہیں وہ اسیات کو بھی خوب سمجھے ہوئے ہیں کہ انگریزوں کے ساتھ نہ نہانے سے انگریزوں کو اسیات کا کدقدر خیال نہی کہ ایسے مسلمان جن کے خیریت کی صدگی کے سبب سے ہمکو اُنکے ساتھ کھانا خوش معلوم نہ ہوتا ہے نہ ہیں اور وہ ہندوستانی شرفاء کی اس شکایت کو بھی خوب سمجھتے ہیں کہ انگریز ہمارے ساتھ ایسے نہیں مالتے جس میں ہمکو اُن کے ساتھ کچھ تکلف نہ ہو اور اُنکو ہمارے سبب سے کچھ تکلیف نہ ہو اور اُنکو یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ سب سے بڑا خلی انداز باہمی میل جول میں زبان کا اختلاف ہی جس کے لحاظ سے اس قسم کے ہندوستانی جو انگریزوں کے جلسوں میں مجتاسی گفتگو کر سکیں نہایت ہی قلیل ہیں اور نیز ایسے انگریز بھی بہت کم ہیں جو ایسے جلسوں میں اچھی طرح اُردو بول سکیں مگر چونکہ بالکل اس قسم کے سبب سے آہلہ کی نسبت مولوی سید احمد خاں صاحب کو کچھ

tercourse between the English and their native brethren is not very far distant, and certainly if all Mahomedans were like Syed Ahmed and Syed Mahmood that desirable consummation would be very close at hand.

At the dinner in question were Mr. Shakespear, A. G. G. and Commissioner; Colonel Walker, V. C.; "The Buffs," Mr. Maynard Brodhurst, C. S.; Colonel King, Commanding 18th N. I.; Mr. Lumsden, C. S.; Major Readon, R. A.; the Rev. Messrs. Nicholls and Sherring; Majors Mosely and Playfair, 18th N. I.; Captain Ballesly, "The Buffs," and about thirty residents of Benares, European and Native. After dinner Mr. Shakespear proposed the health of Syed Mahmood in a few well-chosen words, and requested him to give an account of his experiences in England. After the toast had been drunk with all the honors, Syed Mahmood gave the following, very fluently and feelingly:—

"MR. SHAKESPEAR AND GENTLEMEN,—It affords me the greatest satisfaction to find myself surrounded by a large number of the English community of this city, as well as by some of my own countrymen assembled here to-night to dine at the same table, as a mark of favor to me. It is the more pleasing to me to find myself thus situated so soon after my arrival, for the cordiality with which the toast has been drunk is far more than the fondest hopes I could possibly entertain. But, gentlemen, by whatever feelings of pride, of satisfaction, and of gratitude I may at the present moment be animated, I cannot help regarding this meeting of far greater importance than a matter of mere personal favor. I regard this as a demonstration of a feeling which has commenced, and I hope is daily growing, among the Anglo-Indian community—a feeling to unite England and India socially even more than politically. 'The English rule in India, in order to be good must promise to be eternal; and it can never do so till the English people are known to us more as friends and fellow subjects, than as rulers and foreign conquerors. The 26th of November 1872 will always be remembered, in the annals of Indian society, as the day on which Englishmen first joined at a public dinner with the Musulmans of India. It is in this fact that I am cheered to see the most healthy symptoms of our future prosperity and the best promises of a social amity between the Musulmans of India and

میسری نہیں ہی اسلئے انکو اپنے ارادوں میں پوری ثابت قدمی حاصل ہی اور اب زمانہ کی کیفیت دیکھنے سے بھی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جس زمانہ میں ہندوستانیوں اور انگریزوں کے باہم پورا میل جول ہوگا وہ زمانہ کچھ دور نہیں رہا اور اگر آج تمام مسلمان مولوی سید احمد خاں صاحب اور سید محمد محمود صاحب کی مثل ہو جائیں تو بہت جلد یہ کام انجام کو پہنچ جائے *

اس جلسہ میں مسٹر شیکسپیئر صاحب بہادر کمشنر اور کونیل وائر صاحب بہادر وی سی اور مسٹر ایم برادہرسٹ صاحب بہادر سی ایس اور کرنل کنگ صاحب بہادر انسر نامان نوج پیداکان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور مسٹر لوسٹن صاحب بہادر سی ایس اور میجر ریڈن صاحب بہادر آر اے اور ریورینڈ مسٹر نکلس صاحب اور مسٹر شیرنگ صاحب اور میجر موزلی صاحب اور میجر پلیفٹر صاحب متعلقہ پلٹن پیداکان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور کپتان بیلکسلی صاحب اور فریڈرک تیس آؤر ریورینڈ اور ہندوستانی رؤسا بنارس کے شریک تھے کہانے کے بعد مسٹر شیکسپیئر صاحب بہادر نے چند مختصر فقرے میں سید محمد محمود صاحب کی سلامتی کے گوشے کے بیٹے جانے کی تحریک کی اور درخواست کی کہ جو کچھ سید محمد محمود نے انگلستان میں عجیب بات دیکھی ہی اُس کی کچھ کیفیت بیان کریں چنانچہ جب سب لوگ اس گوشے کو دلی مسرت اور ہر طرح کی تعظیم کے ساتھ پی چکے تو سید محمد محمود صاحب نے تھوڑے تھوڑے فقرے نہایت فصاحت اور جوش کے ساتھ مندرجہ ذیل گفتگو کی *

اے مسٹر شیکسپیئر و دیگر صاحبزادے — مجھے اس بات کے دیکھنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ آج کی رات بہت سے صاحبان انگریز اور میرے بعض ہم وطن صرف میری خاطر سے ایک ہی میز پر کھانا کھانے کے واسطے بیٹھے ہوئے ہیں مجھے اس بات کے دیکھنے سے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی کہ میں نے اپنے واپس آنے کے بعد بہت ہی جلد یہ جلسہ دیکھا جس گرم جوشی کے ساتھ میری سلامتی کا گوشے پڑا گیا ہی وہ میری بڑی سے بڑی اُمیدوں سے بھی بہت زیادہ ہی اور اے صاحبزادے اگر اس وقت میرے دل میں کیسا ہی فخر اور خوشی اور احسانمندی کا اثر ہو مگر میں اس جلسہ کو قطع نظر اس سے کہ وہ صرف میری خاطر سے ترتیب دیا گیا فی نفسہ ایک بڑا معاملہ سمجھتا ہوں میں اسکو اُس خواہش کی ایک نشانی سمجھتا ہوں جو ہندوستان کے انگریزوں کی طبیعتوں میں آج کل پیدا ہوئی ہی اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ روز بروز ترقی پذیر ہوگی وہ خواہش یہ ہے کہ انگلستان اور ہندوستان کے باہم ملکی امور کی یہ نسبت اخلاقی معاملات میں زیادہ اتحد پیدا کیا جائے ہندوستان میں انگریزی حکومت اسی وقت عمدہ اور فائدہ مند ہوگی کہ وہ ہمیشہ کے واسطے رہے اور یہ اُس وقت تک ہو کر نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم انگریزوں کو بچاے

their Christian fellow-subjects. To me personally it is a matter of no ordinary pleasure, for I parted from England with feelings of a very mixed nature. It was not entirely with pleasure that I looked forward to returning to my native country and to my old friends. It was with pain that I looked forward to being separated, perhaps for many years to come, from a society in which I had spent four years of the most important portion of my life, with great happiness and advantage. When I left England I could not help feeling with anxiety that I was perhaps destined no longer to enjoy the advantage of the refined society of Englishmen; but the manner and friendly way in which we have spent this evening justifies a hope that, though separated by thousands of miles from the land of Britons, I may not altogether be deprived of the advantages which I had the good fortune to enjoy during my residence in England. Mr. Shakespear has asked me to give you some idea of what struck me most in your country. It is no compliment when I say that it was neither the great mechanical power of England, nor her extensive labour, nor even her wealth, that produced in me feelings of the greatest admiration. It was the refinement of the English society and its institutions that I took the greatest interest in, and admired most. The society in England, which at first appeared to me to be a network of the most complicated nature, is perfectly clear to me now, and it is only just to say that I cannot conceive a nobler human being than an English gentleman of good birth and good education. It is in this persuasion of mind that I recognize no rank in society higher than that of a gentleman. I am no republican in politics, but in social matters I certainly feel that there can be no rank higher than that of a gentleman, if the word is good enough to express my meaning. As a social republican, I attach no great importance to birth or any other matter of chance; but at the same time I cannot help saying that the disadvantage of having no family traditions is a disadvantage which education alone can very seldom overcome. I have dwelt thus much upon the social peculiarities of England, for I believe that to be by far the greatest secret of her prosperity and greatness.

"Gentlemen, I have already detained you long, and it is not my intention to give a lecture upon England in responding to your good wishes; I have only

فتح مند اور حاکم ہونے کے اپنا دلی دوست اور ہم عصر رعایا نہ تصور کرینگے ہندوستان کی تواریخ میں ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء اسباب کے لحاظ سے ہمیشہ یادگار رہیگی کہ اُس دن انگریز اول ہی مرتبہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ایک پبلک ڈنر میں شریک ہوئے اسی بات سے مجھکو اپنی قوم کی آئندہ بہبودی اور ہندوستان کے مسلمانوں اور اُن کی عیسائی ہم عصر رعایا کے درمیان باہمی میل جول کی نہایت قوی اُمید ہوتی ہی اور اُس کے عمدہ آثار نظر آتے ہیں میرے حق میں بھی خاص یہ معاملہ کچھ کم خوشی کا باعث نہیں ہی کیونکہ جسوقت میں انگلستان سے چلا تھا اُس وقت میرے دل میں طرح طرح کے خیالات تھے چنانچہ جس وقت میں نے انگلستان سے مفارقت کی تھی اس وقت مجھکو اپنے وطن میں پھرنے اور اپنے دوستوں سے ملنے کی اسقدر خوشی نہ تھی جسقدر کہ مجھکو اسباب کا رنج تھا کہ اب میں ایک ایسی عمدہ صحبت سے جدا ہوتا ہوں جس میں میں نے اپنی زندگی کے نہایت بے نظیر حصہ کو چار برس تک بڑی خوشی اور طرح طرح کے نڈرؤں کے ساتھ بسر کیا چہ مجھکو انگلستان سے جدائی ہوئی تھی تو مجھکو اسباب کی بڑی مگر تھی کہ دیکھئے اب مجھکو اہل یورپ کی مفید صحبت سے پھر بھی محظوظ ہوگا یا نہوگا مگر جس دوستانہ اور مخلصانہ طور پر اس جلسہ میں مجھکو اہالیانِ یورپ کی ملاقات نصیب ہوئی مجھکو اُسکے سبب سے قوی اُمید ہوتی ہی کہ گو میں انگریزوں کے ملک سے اب ہزارہا میل کے فاصلہ پر ہوں مگر تاہم میں اُن نژاد سے محروم نہ رہوں گا جو میں نے اپنی خوش قسمتی سے انگلستان میں حاصل کیئے مسٹر شیکسپیر نے مجھ سے یہ درخواست فرمائی ہی کہ جو بات میں نے انگلستان میں سب سے زیادہ پسندیدہ دیکھی ہو اُس کی میں کچھ کیفیت بیان کروں پس میری دانست میں گو ملک انگلستان باعتبار اپنی بڑی معتد اور دولت اور علم جو ثقیل کے لحاظ سے بھی بے نظیر ملک ہی مگر مجھکو انگلستان کی ان باتوں نے اسقدر حیرت اور تعجب میں نہیں ڈالا جسقدر کہ اُس کے باشندوں کی حسن معاشرت اور طریق تمدن نے متحیر کیا ہی سب سے زیادہ میرا خیال اس طرف جاتا تھا اور میرا دل بھی اسی بات کو بہت پسند کرتا تھا اور گو ابتداء میں مجھکو اُس کی حالت معاشرت ایک پیچیدہ چیز معلوم ہوتی تھی مگر اب میرے ذہن میں اُس کی اصلی کیفیت آگئی اور اب مجھکو یہی کلمہ انصاف کا معلوم ہوتا ہی کہ شریف اور تعلیم یافتہ انگریزی جنٹلمین سے بہتر دنیا میں کوئی آدمی نہیں ہو سکتا اور میں اپنے اسی خیال کی وجہ سے لوگوں میں کسی شخص کا رتبہ جنٹلمین کے رتبہ سے زیادہ نہیں سمجھتا ملکی معاملات میں تو میں رہتا لیکن نہیں ہوں لیکن معاملات معاشرت میں میری یہ تحقیق رائے ہی دنیا میں کسی شخص کا رتبہ جنٹلمین

attempted to say what I honestly feel, and of the truth of which I am sincerely convinced. But to express to you in a way at all adequate the intensity of my sensations upon the present occasion is beyond my power, and perhaps a needless task. I can only say that no language of mine can possibly do justice to my feelings, and that I regard this meeting as the beginning of a great revolution in the society of India, and a matter of equal satisfaction both to the English community and the native gentry of this country. And, gentlemen, because we are all assembled here at the same table, and because it is an occasion of more than mere personal interest, you will allow me to express in a public manner what I privately feel—the gratitude which I owe to my father for the liberal manner in which he has conducted my education. He has done for me far more than the most unreasonable wishes of a son could justify him to expect from his father, and I mention this as an especial point of satisfaction because I have sincere hopes that my father's example may be followed by other gentlemen of this country. It is not because I consider myself, or any attainments of mine, worthy of imitation; but because I firmly believe that so long as my countrymen do not see that education is the most important benefit that a father can confer on his son, there can be no hope for the regeneration of India. And, gentlemen, while talking of education and especially of the advantages that I have derived by my residence in England, it is hardly possible for me not to mention a name, which will ever be remembered by me with feelings of the greatest respect and gratitude. It is the name of our present Lieutenant-Governor, Sir William Muir, to whom, I may say, I owe all that I have gained by my education in England; for without the favor which I had the good fortune to receive at his hands, I think my intended voyage to England would have been very doubtful, and perhaps never accomplished. At an age when most young men are at school he nominated me to an appointment for which I have no doubt he could have got others of greater ability and greater promise. I have ever since tried my best to make myself worthy of the estimate which he made of me; and I only wish that he had a few years more to re-

سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور میرے نزدیک معاملات معاشرت میں کسی نسل یا اتفاقی امر کا بھی چنداں اعتبار نہیں ہی البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کسی خاندانی شہرت اور نام کے نہرنے کی قباحت ایسی چکڑ نہیں ہی کہ کوئی شخص اُسکو صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے رفع کر سکے اور چونکہ میرے نزدیک انگلستان کی اس عظمت اور شہرت کا پورا سبب اُس کی حسن معاشرت ہی ہی اس سبب سے میں نے اسی بات کو سب سے بہتر اور ذکر کرنے کے لائق خیال کیا ہی *

اے صاحبو میں نے آپ کی بہت کچھ سمع خراشی کی اور میرا یہ ارادہ ہوگیا کہ میں آپ کی عمدہ خواہشوں کی تعمیل میں انگلستان پر کوئی لکچر درس بلکہ میں نے صرف وہی بات بیان کی ہی جس کا مجھے سچے دل سے خیال ہی اور جسکے راست ہونے پر مجھے اعتماد کلی ہی جو کیفیت اس وقت میرے دل کی ہی اُس کو پورا پورا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہی اور شاید وہ فصول کام بھی ہی اس لئے میں اسی بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ میری کسی تقریر سے میرے خیالات پورے پورے ادا نہیں ہوسکتے اور میں اس جلسہ کو هندوستان کی حالت معاشرت کے انقلاب کا آغاز اور انگریزی قوم اور اس ملک کے ہندوستانی شرفاء درجوں کی بواب رضا مندی کا باعث سمجھتا ہوں اے صاحبو چونکہ اس وقت ہم سب ایک ہی میز پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس جلسہ سے کچھ ہماری ذاتی ہی فرض متعلق نہیں ہی بلکہ اس سے بہت سے عمدہ نتیجوں کی امید ہی اس وجہ سے جو خیال اس وقت میرے دل میں ہی اُس کو میں عام طور پر ظاہر کرتا ہوں یعنی جس فیاضی اور مالی ہمتی کے ساتھ میرے والد ماجد نے میری تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا اُس کا شکریہ ادا کرنا بہر کیف میری طاقت سے باہر ہی کیونکہ جو توقع ایک بیٹا اپنے باپ سے کرسکتا ہی اُس سے بہت ہی کچھ زیادہ اُنہوں نے میرے واسطے کیا ہی اور میں اس بات کو اس وجہ سے زیادہ رضامندی کا باعث بیان کرتا ہوں کہ مجھے والد کی امید ہی کہ اس ملک کے اور رُوسا بھی اس باب میں میرے والد کی پیروی کرینگے میں اپنے تئیں یا اپنی لیاقتوں کو اس پیروی کے قابل نہیں سمجھتا بلکہ مجھے یقین واثق ہی کہ جب تک میرے ہوطنوں کو اس بات کا خیال نہ ہوگا کہ جو فائدے باپ اپنے بیٹے کو پہنچا سکتا ہی اُن سب میں تعلیم کا نہایت بڑا فائدہ ہی اُس وقت تک ہندوستان کی تہذیب کی ترقی نہیں ہوسکتی اے صاحبو تعلیم و تربیت کے ذکر کے ساتھ اور خصوصاً اُن فائدوں کے ذکر کے ساتھ جو میں نے انگلستان میں پڑھنے سے حاصل کیئے ہیں ممکن نہیں ہی کہ میں ایسے نام کو بیان نہ کروں جس کو میں ہمیشہ نہایت تعظیم و تکریم اور

main amongst us in this country, when he could see whether his hopes, which he was good enough to entertain for me, were at all destined to be realized.

“And now, gentlemen, before I sit down, I must again remind you that our assembling here to-night in a friendly way foretells great things for India. The British rule in India is perhaps the most wonderful phenomenon the history of the world has ever seen; and I sincerely hope that the results which are destined to follow from it will be still more wonderful. I have heard it said that the English rule in India is for the sake of England. I have also been told that England rules India for the good of India. I for one am an advocate of neither of these opinions. I regard the British rule in India as a benefit both to India and to England, and the more we advance, the more clearly we shall see the advantages which both countries desire from this union. The prosperity of India is the prosperity of one of the most important and most intrinsic portions of the British empire, and it is my sincere conviction that any policy must be unsound which does not consider the interests of the two countries identical. I do not consider that the mission of England in this country is to educate it in order to leave it. On the contrary I hope a day may come when the people of India will regard England not as a greedy accumulator of wealth, nor as a foreign tyrant, but as a mother from whom they derive nourishment and support, both material and intellectual. That will be a day of the greatest prosperity to India, and of the greatest glory to England. The British rule in India will then be upon a basis of eternal strength—fearless of any foreign aggression or inimical policy. The more we advance in our political course, the stronger will become the ties of friendship between us, and the British rule will then be regarded, neither as a rule of conquest and of arms, nor as a calamity to India, but as a great blessing from Heaven.”

ہکر گزاری کے ساتھ یاد کرونگا وہ نام سر ولیم ڈیور ہمارے انٹنٹ گورنر حال کا نام ہی جو کچھ میں نے انگلستان میں اپنی تعلیم و تربیت کے باعث سے حاصل کیا ہی وہ سب حضور ممدوح کی ہی بدولت ہی کیونکہ جرمنی و کرم جناب ممدوح نے میرے حال پر کیا تھا اُس کے بغیر میرا انگلستان کا سفر ایک امر مشتبہ ہوتا اور شاید کبھی پورا نہ ہوتا جس زمانہ میں انٹر نوجوان آدمی مدرسہ ہی میں تعلیم پاتے ہیں اُس زمانہ میں جناب ممدوح نے مجھکو ایک ایسے کام کے واسطے منتخب فرمایا جس کے لئے حضور ممدوح کو مجھ سے زیادہ لائق آدمی مل سکتے تھے چنانچہ اُس زمانہ سے میں نے ہمیشہ اس باب میں کوشش کی کہ جرمنی جناب ممدوح نے میری ایقتوں کا کیا کیا اپنے تئیں اُس کے لائق بناؤں اور اب صرف میری یہ تمنا ہی کہ جناب ممدوح چند سال اس ملک میں اور رزق انورز رہیں تاکہ اُس کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ جو اُمیدیں اُنہوں نے از راہ مہربانی میری نسبت فرمائی تھیں آیا وہ پوری ہوئی یا نہیں *

میں چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ پر بیٹھنے سے پہلے مکرر یہ بات آپ صاحبوں کے روبرو بیان کروں کہ اس وقت ہمارا یہ دوستانہ جلسہ اور باہمی ارتباط و مصیبت کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنا ہندوستان کے حق میں بڑے بڑے فائدوں کی خبر دیتا ہے اور گویا ہندوستان کی آئندہ بھرتی کی عمدہ پیشین گوئی ہی اگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو ہندوستان میں انگریزی حکومت ایک ایسی عجیب و غریب شے ہی کہ دنیا کی تواریخ میں اُس سے زیادہ کڑی عجیب نہیں دیکھی گئی اور مجھکو دلی اُمید ہی کہ جو نتیجے اس نے ہندوستان میں پیدا ہونے والے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ عجیب و پر لطف ہونگے بعض لوگوں کا یہ قول ہی کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہونے کے سبب سے صرف انگلستان کا ہی فائدہ ہی اور بعض کی یہ رائے ہی کہ انگلستان جو ہندوستان پر حکومت کرتی ہی اُس سے صرف ہندوستان کا ہی فائدہ ہی مگر میرے نزدیک یہ دونوں رائیں صحیح نہیں ہیں اور اصل یہ ہے کہ ہندوستان پر انگلستان کی حکومت سے انگلستان اور ہندوستان دونوں کا فائدہ ہی اور جس قدر ہم کو ترقی کا خیال زیادہ ہوگا اُس قدر ہم کو وہ فائدے زیادہ معلوم ہوتے جارہے جو دونوں کو اس ربط و اتحاد سے متصور ہیں ظاہر ہندوستان کی ترقی ہندوستان کے ساتھ مخصوص معلوم ہوتی ہی مگر حقیقت میں ہندوستان کی ترقی سلطنت برطانیہ کے ایک بڑے حصہ کی ترقی ہی اسوجہ سے میرا یہ اعتقاد ہی کہ جس کام میں انگلستان اور ہندوستان دونوں ملکوں کے مفاصلہ کی مطابقت کا لحاظ نہ ہوگا وہ کام ہمیشہ ناکام رہیگا میری دانست میں ملک انگلستان ہندوستان کو اس غرض سے تعلیم و تربیت نہیں دیتا کہ ایک زمانہ میں اُسکو اصلاح دیکر اُس سے علیحدہ ہو جاوے بلکہ مجھکو یہ اُمید ہی کہ ایک دن نہ ایک دن ہندوستان کے دل پر یہ بات منقش ہو جاوے گی کہ انگلستان دولت کا لالچی اور اجنبی ظالم نہیں ہی وہ ہمارا ایسا مددگار ہے جسکی بدولت ہم عقل اور مال و دولت سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں اور جب ہندوستان میں ایسے خیالات پیدا ہو جائیں گے تو وہ ہندوستان کے لئے بڑی ترقی کا زمانہ اور

Captain Graham then proposed the health of the host, which was most warmly responded to. Syed Ahmed spoke in Oordoo to the following effect:—

He expressed his thanks to the assembly, and his great pleasure at finding himself in the company of so many Englishmen and Musulmans—all dining at the same table at his house. He said that he always held it as a truth that mankind were created to do good to one another and to enjoy each other's society in this world. To one who believed in this universal brotherhood of man how much satisfaction such a meeting would afford, where those so intimately connected in their political relations should join with feelings of mutual friendship and cordiality. He expressed it to be his opinion that the religion in which he believed taught no other feelings towards Christians than those of real friendship. If there is any nation in this world with whom the Musulmans ought to have friendly intercourse it is the Christians, who are styled in the Musulman Scriptures as the people of "the book." He also said that he had done his best to improve a feeling of friendship between the English rulers and the Musulmans of India, and that he did not entertain it as a mere opinion, but had sent his son, then present, to England for accomplishing his education. In doing this he hoped to establish an example for the Musulmans of India in order to impress upon them the importance both of a friendly intercourse between the English rulers and their Musulman fellow-subjects, and the importance of educating their children. He considered that being born or educated in a civilized country was a fortunate thing for a man, and in order to show the truth of it by practice itself he had done, as he believed, an act of the greatest friendship to his son by sending him to England for education. He then dwelt upon the object of his own visit to Europe, that it was not for any business that he went to England, but simply to study her

انگلستان کے لئے ایک نظر کا زمانہ ہوگا اور پھر اُس زمانہ میں انگلستان کی حکومت بھی ایسی مستحکم بنیاد پر قائم ہو جاوے گی کہ غیر ملکوں کے حملوں یا الکی مخالفتانہ تدبیر مملکت سے کچھ نہ آسکے۔ جنیش نہوگی جسقدر ہم اپنی ملکی حالت کو شکستہ کریں گے اُسقدر ہمارے اور انگلستان کے باہم اتحاد کا ازدیاد ہوگا اور اُسوقت لوگ انگریزی حکومت کو ایک خدا داد نعمت سمجھنے لگیں گے *

بعد اس کے کپتان گرہیم صاحب بہادر نے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی سلامتی کے دوست کی تحریک کی جس کو سب ارکروں نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور سلامتی کا پیرائہ پیا *

بعد اس کے سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے ارباب جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جو انگریز اور مسلمان اُس جلسہ میں موجود تھے اُن سب کو ایک میز پر کھانا کھاتے دیکھ کر اپنی نہایت خوشی ظاہر کی اور کہا کہ اس دنیا میں انسان صرف اسی واسطے پیدا ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاویں اور اُسکی صحبت اور جلسوں سے حظ اُٹھاویں پس جو لوگ اس عام برادرانہ تعلق کو سمجھتے ہیں وہ یقیناً ایسے جلسوں سے بہت خوش ہوں گے جنہیں ایسے لوگ دوستانہ طور پر شریک ہوں جنکے ساتھ ہر ملکی تعلقات کے لحاظ سے ایک بڑا ارتباط ہی اور سید احمد خاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے مذہب میں صاف اس بات کی ہدایت موجود ہے کہ مسلمان انگریزوں کے ساتھ سچی دوستی پیدا کریں اور دنیا میں کوئی قوم ایسی ہی جس کے ساتھ مسلمان دوستانہ راہ و رسم رکھ سکتے ہیں اور وہ قوم صرف عیسائی ہی ہیں جنکو خدا نے تعالیٰ نے توار پاک میں اہل کتاب کہا ہے مولوی سید احمد خاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان ربط و ارتباط پیدا کرنے اور انکے باہم صحبت کو ترقی دینے میں نہایت کوشش کی ہے اور میری یہ کوشش صرف زمانی ہی نہیں ہے بلکہ میں نے اسی غرض کی تکمیل کے واسطے اپنے بیٹے سید محمد محمود کو انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجا تھا میں نے اس کام کو اس امید سے کیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے یہ ایک نمونہ قائم ہو اور ان کے دلوں میں یہ بات پیٹھ جاری رہے کہ انگریزی حکام اور ان کی مسلمان رعایا کے باہم دوستانہ ربط و ضبط پیدا ہونا اور مسلمانوں کو اپنی اولاد کا اس طریقہ سے تعلیم دینا بڑی ضروری بات ہے جو لوگ کسی وابستہ ملک میں پیدا ہوں یا ایسے ملک میں تعلیم پاریں میری راہ میں وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں چنانچہ میں نے اپنے اسی عقیدہ کو صلہ کی رو سے ثابت کرنے کے لئے اپنے لڑکے کو انگلستان میں بھیجا اور درحقیقت میں نے اس کے حق میں یہ ایک بڑی دوستی کا کام کیا ہے اُس کے بعد مولوی صاحب نے اُن مقاصد کو بیان فرمایا جو انگلستان کے جانے سے اُنکو مد نظر تھے چنانچہ فرمایا کہ میں انگلستان کو صرف وہاں کے باشندوں کے ملحد و طریق دیکھنے اور اُنکے طریق معاشرت

خط

خط

people and their institutions. He then said that his son ought not to consider only one visit sufficient, but in future to take, if circumstances allow, other opportunities of visiting Europe, and that he himself had a wish and a hope to see England again, and spend a few months of happiness in Scotland in the neighbourhood of his old friend, Captain Graham.—Pioneer.

ضرور نہیں ہی مگر جو کہ یہ بات کہی جاتی ہی کہ میں نے ایک حکم خاص منصوص قرآنی کے برخلاف کیا اور کہا اس لیئے صرف اسی قدر لکھنا اور اسی بات کی تحقیقات کرنا کہ پروردگار منع فرمایا ہے کہ اس آیت منصوص قرآنی ہی یا نہیں کافی اور واقعی ہوگا *

میری تحقیق یہ ہے کہ پروردگار منع فرمایا ہے کہ اس آیت منصوص قرآنی نہیں ہی — وہ آیت جس میں منع فرمایا ہے کہ اس آیت منصوص قرآنی ہی یا نہیں کافی اور واقعی ہوگا *
والمرقودۃ والمتودیۃ، النطحة وما ازل السبع الامانکیم و ما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالالزام ذلکم نسق — اب غور کرو کہ اس آیت میں چار لفظ ہیں — المنطحة — الموقدة — المتودیۃ — النطحة ان چاروں میں حرف تاء قرآنی موجود ہے اور ہم کو بموجب مہاررہ زبان عرب کے اسبات کا قرار دینا باقی ہی کہ یہ تے کس قسم کی ہی اور جو کہ کسی دوسری آیت قرآن مجید سے قسم تے کا تعین جو نامہ منع فرمایا ہے نہیں پایا اس لیئے ہم کو اپنے اجتہاد سے اس کا تعین کرنا پڑتا ہے پس اب ہم اُس تے کو کسی قسم کا قرار دیں اور کسی جائز کی حرمت کا مسئلہ اُس سے نکالیں اُس کی حرمت منصوص نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہی کہ وہ تے اُس قسم کی نہ ہو بلکہ دوسری قسم کی ہو اور اُس قسم کے جائزوں کی حرمت پر حاربی نہ ہو *

مثلاً ہم قرار دیتے ہیں کہ ان چاروں لفظوں میں تاء ثابت ہی جیسا کہ انڈر مفسروں نے یہی قرار دیا ہے پس اس حالت میں بموجب مہاررہ زبان عرب کے ضرور ہی کہ یہ چاروں لفظ منع ہوں کسی مصروف معنی مرنے کے *

اب ہم کو دوسرا اجتہاد کرنا پڑا کہ وہ مصروف مرنے معنی کون ہی جس کو ہم قرار دیں بہر حال جس کو قرار دیں اُس کی حرمت البتہ اس آیت سے نکلے گی مگر اُس کی حرمت اجتہادی ہوگی نہ منصوبی کیونکہ ہم نے دو باتوں کو معنی قسم تے کو اور مصروف معنی کو نص قرآنی سے نہیں بلکہ صرف اپنے اجتہاد سے قائم کیا ہے — امام فخر الاسلام رازی فرماتے ہیں کہ یہاں مصروف مرنے معنی

کی حالت جانچنے کے واسطے کیا تھا اور میرے نزدیک سید محمد محمود کا ایک ہی دفعہ انگلستان میں جانا کافی نہیں ہی بلکہ اُس پر لازم ہی کہ جب اُس کو موقع ملے تو پھر وہ یورپ کو جاوے اور مجھ کو بھی یہ آرزو ہی کہ بہر میں ایک مرتبہ انگلستان کو دیکھوں اور مقام اسکات لینڈ میں اپنے پرانے دوست مسٹر گریہیم صاحب بہادر کے پیروں میں چند گھنٹے بسر کروں * پائیر پیر

نمبر ۱۲۱

خط

از طرف سید احمد

بنام

مولوی سید مہدی علی صاحب دہلی کلکٹر بہار مرزاپور

نسبت طہور منع فرمایا اہل کتاب

میرے عزیز مہدی — میں نے اپنا وعدہ پورا کرنے میں یعنی عیسائیوں کی گردن مروڑی ہوئی مرغی کی نسبت آپ کو خط لکھنے میں بہت توقف کیا آپ مجھے معاف کریں اب میں اس معاملہ میں آپ کو خط لکھتا ہوں اور اپنا وعدہ تیسرا خط لکھنے کا پورا کرتا ہوں *

میں نے آپ کی تصدیقات کو اور آپ کے معاذکہ منصہ ڈے کو جو رسالہ احکام حرام اعلیٰ کتاب اور امداد الاحساب پر اپنے ارقام فرمایا اور نیز ایک ناسی رسالہ مزیل الاوتام کو جسے میرے قدیم شفیق مولوی محمد علی صاحب نے نہایت خوبی اور متانت سے تحریر فرمایا ہے بغیر دیکھا — ان تمام تصدیقوں میں جو باتیں اور اوپر کی اور ادھر اور ادھر کی ہلم گولام تحریر ہوئی ہیں اُن کی نسبت لکھنا آپ بھی فرما ضروری سمجھتے ہوئے اور جو اصل بات اس مسئلہ میں ہی اُن کو لکھنا بہتر خیال فرماتے ہوئے اس لیئے میں اس خط کو مثال مباحثہ کرنے والے اور رد و قدح کرنے والے کے نہیں لکھتا بلکہ صرف اصل مطلب ہی کی تحریر دو قضاوت کرتا ہوں *

اصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہی جو کسی طرح ہمارے متنازع اور ترقی حسن و معاشرت کا خارج ہو — اگر کوئی شخص عیسائیوں کے ساتھ کھانا کھانے میں عیسائیوں کی گردن مروڑی مرغی کو کھادے اور اُس کو حرام سمجھے چشمہ ما روشن دوسری رکابی کا کھانا نوش فرمادے ہم یہی اُس کو معاذکہ کہیں گے اور اُس کے فعل کو اولیٰ سمجھیں گے — انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانے میں یہ ضرور نہیں ہی کہ جو چیز سامنے آئے خیرا نشو و اُس کو کھا ہی لے — پس ایسی حالت میں اس مسئلہ میں زیادہ پھنس کر بیٹھنا کچھ بھی

دیکھ کر تو خود خدا نے صاف بتا دیا ہے کہ وہ موصوف موصوفہ مصنف مصنفہ بہیمہ ہی تھے امام رازی صاحب کی بکری اور نہ ہماری تمہاری کوزی — اب کون شخص ہے جو اپنی ہائی سچائی سے اس بات پر کہ اس آیت میں پرند داخل ہیں دلی یقین کرتا ہوگا مگر تقلیداً خواہ تمصباً اُس کو منہ سے نہ نکالے *

دوسرے یہ کہ منجمہ صفت چہارگانہ کے جو اس آیت میں مذکور ہوئیں اخیر در صفتوں — توہی — یعنی اوروں سے گڑ گڑ مرجانے اور — نطح — یعنی لڑنے میں سینک کی چوٹ سے مرجانے کی صفت سوائے بہیمہ یعنی چوند کے پرند میں متعلق ہی نہیں ہوسکتی باقی رہا — و فذ — یعنی لکڑی سے یا لٹھ سے یا اور کسی چیز سے مار ڈالنا اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی ممکن ہے مگر جو لوگ اگلے زمانہ کی تاریخ سے اور جنگلی قوموں کے حالات سے اور خود عرب کے بیابان کے رہنے والوں کی عادات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ صرف چوپائے جانوروں کا اس طرح پر شکار ہوتا تھا کہ اُنکو گھیر کر اٹھوں سے مار ڈالتے تھے نہ پرند کا پس یہ صفت بھی درحقیقت مقتضی بہائم سے ہی نہ پرند سے — اب بھٹ طلب رہا — خنق — یعنی ٹلا گھونٹ کر مار ڈالنا — اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی شاید ممکن ہے مگر عرب میں چوپائوں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالنا مروج تھا جسکی حرمت میں یہ آیت نازل ہوئی پس نہایت افسوس ہے کہ انسان اپنے خیالات کے پھندے میں پڑے اور احکام الہی کے منشاء اور مواد کو نہ سمجھے *

امام فخرالدین رازی صاحب ؒ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ واعلم ان المنطق علی وجہ منہا ان اهل الجاہلیۃ کانوا یخفقون الشاة فاذا ماتت اكلوها ومنہا ما یخفق بعبد الصائد ومنہا ما یدخل راسہا بین عودین فی شجرة فتقتل ثموت الخ پس اس بیان سے بھڑکی ظاہر ہوتا ہے کہ جو احکام اس آیت میں مذکور ہیں وہ بہیمہ کی نسبت ہیں نہ پرند کی اسلیئے اس آیت سے ملہور منطقہ کی حرمت منصوص نہیں ہے البتہ ممکن ہے کہ قیاسی ہو *

اس تقریر پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اگر اس آیت میں اُس استثناء کی تفصیل ہے جسکا ذکر الا مایتی علیکم میں ہے تو یہ آیت من اولہا الی آخرہا بہیمہ الانعام ہی سے متعلق ہوگی پھر نہایت میتہ — دم — وما اهل لغير الله — وما اكل السبع — وما ذبح علی النصب — سے کیوں حرمت چوند و پرند کی لیتا ہے ہی چاہیئے کہ وہ بھی مخصوص یہ بہیمہ الانعام رہیں *

مگر یہ سوال صحیح نہیں ہے اسلیئے کہ اُن تمام کلموں کا مفہوم عام ہے مگر متعل خاص ہو اسلیئے پسب اپنے مفہوم عام ہونیکے

(شاة) ہی کہ وہی اثر کھانے میں آتی ہے اور باقی تمام جانوروں چوند و پرند کی حرمت کا اُسپر قیاس کیا جاتا ہے — قبول کرو کہ یہی اجتہاد صحیح ہے اس حالت میں اُس مرفی کی حرمت دو اجتہادوں اور ایک قیاس غیر منصوص العات سے قرار پارہیگی نہ نص قطعی سے *

مگر امام صاحب نے ناحق شاة کو موصوف موصوفہ مصنفہ مانا ہے ہم اُن کو اُس سے بھی عمدہ موصوف موصوفہ مصنفہ بتاتے ہیں جس میں تمام منطقہ جانوروں کی حرمت آجاتی ہے اور بکری کی حرمت پر باقی جانوروں کے قیاس کی حاجت نہیں رہتی اور وہ موصوف موصوفہ مصنفہ — نفس — ہی پس تقدیر کلام یہہ ہوگی کہ حرمت علیکم النفس المنطقۃ الخ اور اس میں تمام منطقہ جانوروں کی حرمت یہاں تک کہ مچھلی اور ٹڈی کی بھی داخل ہوجاریگی اب قبول کرو کہ یہی اجتہاد صحیح ہے تو بھی مرفی کی حرمت دو اجتہادوں مذکورہ بالا سے قرار پارہیگی نہ نص قطعی سے *

اب ہم اس تے کو قاء ثانیہ نہیں قرار دیتے بلکہ قاء ثقل و تعویل قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاری نے قرار دیا ہے اور جو کہ یہہ تے صفت کو اسم بنا دیتی ہے اس لیئے کسی موصوف موصوفہ کی تلاش کی حاجت نہیں رہتی اور چسپر اطلاق منطقہ اور متردبہ وغیرہ کا ہوگا اُس کی حرمت اس آیت سے ثابت ہوگی مگر اُس کی حرمت کا ثبوت ایک اجتہاد سے یعنی حرف تا کو قاء ثقل قرار دینے سے ہوگا نہ نص صریح قطعی سے — تقدیر *

اب میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ان چاروں کلموں میں تاء ثانیہ ہی اور موصوف موصوفہ مصنفہ ہی بمعنی مویشی یا چوپایہ یا چوند کے پس تقدیر آیت کی یہہ ہی کہ حرمت علیکم البہیمۃ المنطقۃ و البہیمۃ المرقذۃ و البہیمۃ المتودیۃ و البہیمۃ المظہیۃ پس پرند اس حکم میں داخل نہیں ہیں *

خود قرآن مجید سے بوجہات مفصلا ذیل ثابت ہے کہ یہاں موصوف مصنف بہیمہ ہی اول یہہ کہ خود قرآن مجید میں اسی آیت کے قبل شروع سورۃ میں خدا نے فرمایا ”احلت علیکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم“ یعنی حلال ہوئے تمہارے لیئے چوبائے مویشی مگر وہ جو آگے بتا رہیئے پس اسکے بعد جو حرام جانور باشارہ صفت موصوف بتائے وہ خود خدا کے فرمانے سے اُسی استثناء کی تفصیل ہیں جنکی نسبت فرمایا تھا الا ما یتلی علیکم نہ اور کسی کی اور موصوف موصوفہ مصنفہ بھی وہی بہیمہ ہی جسکی نسبت اور فرمایا تھا کہ احلت علیکم بہیمۃ الانعام پس اگر انصاف سے بغیر تمصب اور بغیر اُن خیالات کے جو تقلیداً بغیر تحقیق کے دل میں پیٹھے گئے ہیں

کی شادی ہڑینس مہاراجہ کے پور کے ہاں ہوئی تھی وہ اور اُن کے احباب کے پور بیاتنے کو گئے تھے اور چند رئیسوں نے پڑاس بھی اُن کے ساتھ تھے جب سب لوگ شادی کر کے واپس آئے تو دو صاحبوں نے جو نہایت عالی حذدان رئیس ہیں مجھے سے دعوت کا یہہ حال بیان کیا کہ وہاں کئی سو راجپوت نے جو نہایت عمدہ قوم کے ہیں اور جن میں مہاراجہ کے پور و مہاراجہ ویسے نگرام بھی شامل تھے اس طرح پر کچھ رسوئی کھائی کہ ایک نہایت پر تکلف مکان فرش نروش سے آراستہ تھا شطرنجی اور نہایت عمدہ دھڑی ہوئی سفید چاندنی بچھی ہوئی تھی اور اُس پر بہت بڑی لٹبی خوبصورت مہاگنی کی میز لگی ہوئی تھی اور ہر چہار طرف کرسیاں بچھی ہوئی تھیں تمام راجپوت اپنی پوشاک دستار و قبا پہنے ہوئے اور پاؤں میں جوتیاں پہنے ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے سب کرسیوں پر اُن بیٹھے میز پر سب کے سامنے اقراغ اقسام کا کھانا چنا گیا جس میں دال بہت بھی تھا اور سب نے بے تکلف ایک میز پر بیٹھے کو کھانا تناول فرمایا *

زیادہ تعجب یہہ ہی کہ چونکہ یہ بھی کچھ ٹیڈ نہ تھی کچھ رسوئی بھی چل کر بہت دور فاصلہ سے آئی تھی اور سب راجپوت بلا حذر کھاتے تھے *

اس بات کے سننے سے البتہ ہم کو انوسوس ہی کہ میز پر بجائے نفیس نفیس برتنوں کے پتوں کی رکابیاں تھیں جس کو ہندی میں پتل کہتے ہیں اور صرف یہی ایک چیز تھی جو اُس زمانہ کو یاد دلاتی تھی جب کہ دنیا کی قوموں کو برتن بنانے کا فن نہیں آتا تھا مگر ہم کو اُمید کرنی چاہیئے کہ ہمارے ہندو پھاٹی اپنے دھرم کو قائم رکھ کر بہت جلد تہذیب و شایستگی میں ترقی کر بیٹے *

در حقیقت ہمارے لیئے اور خصوص میوے لیئے یہہ بات نہایت خوشی کی ہی اِسی لئے کہ میں ہمیشہ یہہ خیال رکھتا تھا کہ ہمارے ہندو بھائیوں میں سوریلزیشن کی ترقی معہ قیام اُن کے مذہب کے نہیں ہو سکتی مگر اس حال کے سننے سے جو جیہور میں ہوا مجھے یقین ہو گیا کہ میرا یہہ خیال غلط تھا اور میں اپنے اِس خیال کے غلط نکلنے سے بے انتہا خوش ہوا ہوں اور خود اپنے کو آپ مبارکبادی دیتا ہوں *

میری یہہ سمجھہ ہی کہ ہندوستان میں دو قومیں ہندو اور مسلمان ہیں اگر ایک قوم نے ترقی کی اور دوسری نے نہ کی تو ہندوستان کا حال کچھ اچھا نہیں ہونے کا بلکہ اُس کی مثال ایک کانڑے آدمی کی سی ہوگی لیکن اگر دونوں قومیں برابر ترقی کرتی جاویں تو ہندوستان کے نام کو بھی عزت ہوگی اور بجائے اس کے کہ وہ ایک کانڑی اور بدھنی بال پھری دانہ ڈر گئی بیوہ کہلاوے ایک نہایت خوبصورت بیاری دامن بن جاوے گی *

او خدا تو ایسا ہی کر آمین *

واقم

سید احمد

چندر پرند، دونوں کو شامل ہیں برخلاف — منصفانہ — مرقورۃ و متودیۃ — واصلتہ کے کہ سبب صفت ہونے ایک موصوف مستخوف کے نہ اُنکا مفہوم عام ہی اور نہ متعل عام ہی اسی لئے وہ سوائے جنس مستثنیٰ منہ کے اور کسی سے متعلق نہیں ہو سکتی اور ایسے طور منصفانہ اہل کتاب کو ایہہ کریمہ و طعام الذین اوتوا الکتاب تلکم نے ہمارے لیئے حلال کر دیا ہی *

اگرچہ میں نے چاہا تھا کہ جو کچھ اسباب میں میری تحریر کی نسبت لوگوں نے لکھا ہی اور جو غلط فہمیاں میری تحریر کی نسبت کی ہیں یا جو مسامحتہ کسی تحریر میں خود مجھے سے ہوا ہی اور جو غلط استدلال تربیت مقدس سے اس معامہ میں لوگوں نے کیا ہی اُس سب کو بالتفصیل لکھتا مگر جیسا کہ میں نے ابھی التماس کیا [صرف اسی بات کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ آیت مذکورہ حرمہ

طیور منصفانہ کو شامل نہیں ہی پس اُسکو منصوص کہنا صحیح نہیں البتہ قیاسی غیر منصوص العتہ ہونا ممکن ہی نمونہ شامہ وسلم و شامہ لایسلمہ عیسائی مذہب کے بموجب جیسا کہ اُن کے رہبان اور قسبیس قبل نزول قرآن مجید سے سمجھتے آتے تھے طیور منصفانہ حرام نہیں ہیں اور اُس کے دلائل عیسائی مذہب کی کتب دینیہ میں مندرج ہیں پس جب کہ عیسائی وہ فعل مطابق اپنے مذہب کے کرتے ہیں

تو باستدلال و طعام الذین اوتوا الکتاب حل کم ہمارے لیئے حلال ہی میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیئے میرا یہہ اجتہاد کافی ہی دوسرا شخص خواہ اُس کو صحیح سمجھے خواہ نہ سمجھے — مگر آپ سے اتنی بات اور کہنی چاہتا ہوں کہ تم اپنے دل کو خوب تھولو کہ نہیں یہہ تمہارا اختلاف میرے ساتھ اُسی تقلید کا اثر ہے نہیں ہی جس سے انسان قبل تحقیق ہر ایک بات کا فیصلہ کر دیتا ہی اب میں اس نیازنامہ کو ختم کرتا ہوں اور اگر کبھی دل میں آیا تو ابو داؤد کی حدیث کی نسبت بھی آپکو خط لکھوں گا — واللہ *

واقم

سید احمد

۵ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ء

نمبر ۱۲۲

ہندوؤں میں ترقی تہذیب

یہہ ایک نہایت عمدہ قول ایک بڑے فلاسف کا ہی کہ زمانہ سب سے

بڑا رفاور یمنی مصالح امرات ہی *

ہندوؤں کا حال دیکھ کر ہم کو اس قول کی تصدیق ہوتی ہی —

انہی دنوں میں ہڑینس مہاراجہ صاحب ویسے نگرام کے بیٹے

بقیہ علیگندہ — مطابع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شائع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۲۰]

یکم دیکھجہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترمیم کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس پھینچا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر تصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اَنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۲۳

مخالفت

دشمنی اور عداوت حدود اور رنجش اور ناراضی کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہے جو خود اسی شخص میں کمینہ عادتیں اور ذلیل اخلاق پیدا کرتا ہے اور ہمیشہ اس کے کٹے ہوئے اپنے مخالف کو کچھتہ نقصان پہنچاتا ہے خود اپنا آپ نقصان کرتا ہے اس انسانی جذبہ کو ہم مخالف کہتے ہیں * ۲

دشمنی اور عداوت کا منشا اکثر اذلال حقوق کے سبب سے ہوتا ہے زن یا مرد، زمین یا حور، اُس جذبہ کے جوش میں آنے کے باعث ہوتے ہیں *

عسد کا منشاء صرف وہ اوصاف حمیدہ ہوتے ہیں جو محسوس میں ہیں اور حاسد اُن کا خواہاں ہی مگر وہ اُس میں نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں *

رنجش اور ناراضی اکثر باہمی معاشرت میں خلل واقع ہونے سے شوقی ہے *

مگر ان سب کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہے جو بغیر ان سببوں کے جوش میں آتا ہے اُس کا منشاء نہ زو و زمین و زن کی دشمنی الہی اور نہ مخالف کے اوصاف حمیدہ کی خواہش ہوتی ہے نہ کبر نہ یہ شخص اپنے مخالف کے اوصاف حمیدہ کو اوصاف حمیدہ ہی نہ توڑ کر اور نہ ہاتھی معاشرت کا خلل اُس کا باعث ہوتا ہے نہ اُس کو اُن دونوں میں ملائمت اور رافیت بھی نہیں ہوتی بلکہ اس کا منشاء صرف یہ ہوتا ہے کہ اُس کی مخالفت رائے یا عقل و سمجھ دوسرے ترقی کی راہ اور سمجھتے ہیں مخالف بدوتی ہے *

۱۔ جذبہ مخالفت قریباً ناک انسانوں میں ۱۰۰ فیصد ہوتا ہے مگر مذہب اور تربیت یا فتنہ اور نیک دل آدمیوں میں اُسکا ظہور اور مارجن کم ہوتا ہے اور نہ مذہب اور نہ تربیت یا فتنہ بد ذات آدمیوں میں اُسکا ظہور اور نہ مذہب اور نہ تربیت یا فتنہ اُس مخالفت سے ہر قسم کے فائدے پہنچاتا ہے اور دوسرا اُن فائدوں سے جس سے ضرر و ہمتا دی اور دنیا میں مجرم اپنے نہیں بد طریق اور ذلیل اور نہ مذہب ثابت کرتا ہے *

دنیا میں یہ بات قریباً ثابت ہے کہ تمام لوگ ایک راہ پر گزر رہے ہیں یہی صحیح و سچ ہو متفق ہو جائیں پس ضرور ہی کہ آپس میں اختلاف رائے تو نیک آدمی اپنے مخالف کی راہ کو نہایت نیک دلی سے سونپتا ہے اور ہمیشہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اگر اُس میں کوئی گنہگار ہو تو اُسکو چن لوں اور اگر مجھ میں کوئی غلطی ہو تو اُسکو صحیح کر لوں اور جب ایسی کوئی بات اُس میں نہیں پاتا تو اپنے

مخالف کی غلطیوں کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور اُن غلطیوں کو اس طرح ہر بتاتا ہے جیسے ایک دلسرز دوست بتاتا ہے کہیں کہیں طبعیت کو ترو تازہ کرنے کے لیئے نہایت دلچسپ طرائف بھی کر بیٹھتا ہے اور کہیں کہیں کوئی لطیفہ بھی بول اُٹھتا ہے اور باوجود مخالفت کے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے *

کمینہ طبعیت اور نا مذہب نا ہایستہ آدمی یہ رستہ نہیں چلتا وہ بات کی حسن و قبح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے مخالف کے عیوب ذاتی سے بہت کرنے لگتا ہے سخت کلامی درشت گوئی سب و شتم اپنا پیشہ کر لیتا ہے اپنے مخالف کے عیوب واقعی ہی کے بیان پر بس نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے بہتان اُس پر لگاتا ہے اور جھوٹی جھوٹی باتیں اُس کی طرف منسوب کرتا ہے اور خود مورد لعنت الہی علی الکاذبین بنتا ہے — اس راہ چلنے سے اور جھوٹ اتہام کرنے سے اور لعنت خدا کا مورد بننے سے اُس کا مطلب اپنے مخالف کو بدنام کرنا اور عام لوگوں میں چرچا اُس کے مخالف کے حال سے واقف نہیں ہیں ناراضی پیدا کرنا ہوتا ہے — مگر در حقیقت اُس کا یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس کے کہ اُس کا مخالف بدنام ہو خود وہی زیادہ رسوا اور بدنام ہوتا ہے اس لیئے کہ جب اُس مخالف کی برائی جو اُس نے بڑا کذب و اتہام اُس کی نسبت منسوب کی ہے مشہور ہوتی ہے تو کوئی تو اُس کو سچ سمجھتا ہے اور بہت لوگ اُس کی تصدیق کے درپے ہوتے ہیں اور جب اُس کی کچھ اصل نہیں پاتے تو ہمیشہ اُس کے مخالف کے خود اُسی کذاب پر لعنت اور تہورہ کرتے ہیں اور بقول شخصے کہ دروغ کو فروغ نہیں ہوتا تہورے ہی دنوں میں اُس کی قلعی کھل جاتی ہے اور وہ جھوٹا بد گو خود اُسی گروہ میں گرتا ہے جو اُس نے اپنے مخالف کے لیئے کھودا تھا پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے مخالف سے بھی مخالفت کرنے میں سچائی اور راستبازی نیک اور نیک دلی کو کام میں لاوے کہ یہی طریقہ اپنے مخالف پر فتح پانے کا ہے ورنہ ہمیشہ اپنے مخالف کے خود اپنے ڈبوں آپ رسوا کرنا ہے *

ہمکو بڑا افسوس ہے کہ ہمارے مخالف اس پچھلے طریقہ پر ہم سے مخالفت کرتے ہیں ہمکو اپنی مخالفت کا یا اپنے پر اتہام کرنے کا یا اپنی بدنامی کا کچھ اندیشہ نہیں ہے بلکہ اس بات کا افسوس ہے کہ انجام کو ہمارے مخالف ہی رسوا و بد نام ہوتے ہیں اور دنیا اُنہی کو دروغ گو و کذاب قرار دیتی ہے اگر اُن کو ہمارے حال پر رحم نہیں ہے تو خود اُن کو اپنے حال پر رحم کرنا چاہیئے — رہنا

تقبل منا انک انتہ السميع العليم *

واقم
سید احمد

نمبر ۱۲۲

خوشامد

دلکھی جسقدر بیماریاں ہیں اُن میں سب سے زیادہ مہلک خوشامد کا اچھا لگنا ہی — جسوقت کہ انسان کے بدن میں ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو وبائی اثر کے اثر کو جلد قبول کر لیتا ہے تو اُسی وقت انسان مہلک مہلک مرض گرفتار ہو جاتا ہے — اس طرح جبکہ خوشامد کے اچھا لگنے کی بیماری انسان کو لگ جاتی ہے تو اُس کے دل میں ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ہمیشہ زہریلی باتوں کے زہر کو چوس لینے کی خواہش رکھتا ہے — جس طرح کہ خوش گلو گانے والے کا داک اور خوش آواز بجانے کی آواز انسان کے دل کو نرم کر دیتی ہے اسی طرح خوشامد بھی انسان کے دل کو ایسا پگلا دیتی ہے کہ ہر ایک کانٹے کے چبھنے کی جگہ اُس میں ہو جاتی ہے *

اول اول یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی آپ خوشامد کرتے ہیں اور اپنی ہر ایک چیز کو اچھا سمجھتے ہیں اور آپ ہی آپ اپنی خوشامد کر کے اپنے دل کو خوش کرتے ہیں پھر رفتہ رفتہ اوروں کی خوشامد ہم میں اتر کرنے لگتی ہے — اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اول تو غم و غم کو اپنی مصیبت پیدا ہوتی ہے پھر یہی مصیبت ہم سے پائی ہو جاتی ہے اور ہمارے پیروں دشمنوں سے جا ملتی ہے اور جو مصیبت و مہربانی ہم خود اپنے ساتھ کرتے تھے وہ ہم خوشامدوں کے ساتھ کرتے لگتے ہیں اور وہی ہماری مصیبت ہم کو یہ ہمت دیتی ہے کہ اُن خوشامدیوں پر مہر پائی کرنا نہایت حق اور انصاف ہی ہے ہمارے ہاتھوں کو ایسا اچھا سمجھتے ہیں اور اُنکی اسقدر نڈر کرتے ہیں — جبکہ ہمارا دل ایسا نرم ہو جاتا ہے اور اس قسم کے پیروں سے اور نریب میں آ جاتا ہے تو ہمارے دماغ کے شامدیوں کے مکر و فریب سے اندھے ہو جاتی ہے اور مکر و فریب اور پیروں کی طبیعت پر بالکل غائب ہو جاتا ہے *

اگر کوئی شخص کہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ خوشامد کا اثر کتنے ناخوش کن اور کتنے سیڑوں سے پیدا ہوتا ہے تو بقیہ خوشامد کی خواہش کرنے والا شخص بھی ویسا ہی نالائق اور کمینہ متصور ہونے لگتا ہے — جبکہ ہم کو کسی ایسے وصف کا شوق پیدا ہوتا ہے جو ہم میں نہیں ہے یا ہم ایسے بنا چاہتے ہیں جیسے کہ درحقیقت ہم نہیں ہیں تب ہم اپنے انہیں خوشامدیوں کے حوالہ کرتے ہیں جو اوروں نے اوصاف اور اوروں کی خرابیاں ہم میں لگائے لگتے ہیں — گو بسبب اُس کمینہ شوق کے اُس خوشامدی کی باتیں ہم کو اچھی لگتی ہوں مگر درحقیقت وہ ہم کو ایسی ہی بد زب ہی جیسیکہ

دوسروں کے کپڑے جو ہمارے بدن پر کسی طرح ٹھیک نہیں — اس بات سے کہ ہم اپنی حقیقت کو چھوڑ کر دوسرے کے اوصاف اپنے میں سمجھنے لگیں یہ بات نہایت عمدہ ہے کہ ہم خود اپنی حقیقت کو درست کریں اور سچ سے وہ اوصاف خود اپنے میں پیدا کریں اور بعض چھوٹی نقل بننے کے خود ایک اچھی اصل ہو جاویں کیونکہ ہر قسم کی طبیعتیں جو انسان رکھتے ہیں اپنے اپنے موقع پر مفید ہو سکتی ہیں ایک تیز مزاج اور جسٹ چالاک آدمی اپنے موقع پر ایسا ہی مفید ہوتا ہے جیسے کہ ایک روتی صورت کا چپ چاپ آدمی اپنے موقع پر * خودی جو انسان کو برباد کرنے والی چیز ہے جب چپ چپ سوئی ہوئی ہوتی ہے تو خوشامد اُس کو چمکتی اور اربھارتی ہے اور جسکی خوشامد کی جاتی ہے اُس میں چھپنے سے اُن کی کافی لیاقت پیدا کر دیتی ہے — مگر یہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیئے کہ جس طرح خوشامد ایک بدتر چیز ہے اسی طرح مناسب اور صحیح تعریف کرنا نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب چیز ہے — جس طرح کہ لائق شاعر دوسروں کی تعریف کرتے ہیں کہ اُن اشعار سے اُن لوگوں کا نام باقی رہتا ہے جنکی وہ تعریف کرتے ہیں اور شاعری کی خوبی ہے خود اُن شاعروں کا نام بھی دنیا میں باقی رہتا ہے دونوں شخص خاص خوش ہوتے ہیں ایک اپنی لیاقت کے سبب سے اور دوسرا اُس لیاقت کو تمیز کرنے کے سبب سے — مگر لیاقت شاعری کی یہ ہے کہ وہ نہایت پڑے آواز سے ہر کی مانند ہو کہ وہ اصل صورت اور رنگ اور حال خط کو بھی قائم رکھتا ہے اور پھر بھی تصریح ایسی بناتا ہے کہ خوشنما معلوم ہو *

ایشیا کے شاعروں میں ایک بڑا نقص یہی ہے کہ وہ اس بات کا خیال نہیں رکھتے بلکہ جسکی تعریف کرتے ہیں اُس کے اوصاف ایسے چھوٹے اور ناممکن بیان کرتے ہیں جن کے سبب سے وہ تعریف تعریف نہیں رہتی بلکہ فوضی خیالات ہو جاتے ہیں *

ناموری کی مثال نہایت عمدہ خوشبو کی ہے جب خوشبو اور سچائی سے ہماری واجب تعریف ہوتی ہے تو اُس کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسے عمدہ خوشبو کا مگر جب کسی دم زور دماغ میں زبردستی سے وہ خوشبو بھرنے دی جاتی ہے تو ایک تیز بو کی مانند دماغ کو پریشان کر دیتی ہے — فیاض آدمی کو بدنامی اور ٹیکنامی کا زیادہ خیال ہوتا ہے اور عالیٰ طبیعت کو مناسب عزت اور تعریف سے ایسی ہی تعریف ہوتی ہے جیسی کہ غلام اور حاکم سے ہست ہستی ہوتی ہے — جو لوگ نہ مرام کے درجہ سے اوپر ہیں اُنہی لوگوں پر اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے جیسے کہ تھرماسٹر میں وہی حصہ موسم کا زیادہ اثر قبول دیتا ہے جو صاف اور سب سے اوپر ہوتا ہے *

رابطہ

ایس — ٹی — سید احمد

نمبر ۱۲۵

خط شکریت

سلامت

مسلمانوں کے پیارے مولوی سید احمد خاں صاحب آپ کی اُن دلی کوششوں کا شکریہ ادا کرنا جو مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کے لیے ملحوظ خاطر رہتی ہیں میرے امکان سے زیادہ ہی ۔۔۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ بڑے خیرخواہ اہل اسلام ہیں اور بیشک آپ اُن اوصاف کے مستحق ہیں جس کے امام غزالی اور امام رازی تھے اس وقت آپ کو پیشہراے اہل اسلام کہنا بجا اور نوبین انصاف ہی ۔۔۔ آپ نے وہ مردانہ کام کیئے ہیں جن کا ثواب میرے نزدیک کئی حج سے زیادہ ہی ۔۔۔ اسلام کی ترقی کے چاہنے والے زمانہ کے بعد آپ پیدا ہوئے اور بیشک اُن ٹیکوں کی جزا آپ کو خدا سے ملیگی جس کی آپ اُمید رکھتے ہیں ۔۔۔ جزاؤں میں رہم جنات عدن نفع اللہ پہا لساہی الطالبین الصادقین و ہو حسبی و نعم المعین و مہم الاحسان و علیہ التوکل والتکلیف زیادہ والسلام علی من التیم الہدی *

مستمد آباد ضلع اعظم گڑھ
۲۷ جون سنہ ۱۸۷۴ ع } آپ کا تابعدار
امجد اللہ

قصیدہ مدحیہ

قصیدۃ فی مدح مولانا مولوی سید احمد خاں بہادر سی ایس
آئی مریدانہ الصوفیہ ہند و بنجالتہ قلتم ارتجالانی بدوسنۃ الف
وہمان مائتہ رائنہ و سبعین من العیسویۃ *

الحمد للہ العالی الاجلک * والصلوۃ علی النبی الانضل
اخرولنا یاطیف لاتیقلینا * من الذی بین العوام تجمل
مید احمد اسمۃ المہدی * خان بہادر ہاسمۃ یتوصل
الفایۃ مشہورۃ بین الوری * نجم منیر الہنداماد ربی
یامن تجبر المسلمین حقیقۃ * من کل حزبان مہین خادل
انس مریدانہ الصوفیہ للسلام قا * طبقنا فی اخر و اول
تشرعارض الہند وجودہ * نکاتہا یسدا اسلام تابی
فوق اکرام من عظام زمانہ * لم یسمعوا من مثله المہتمل
واس کرام المسلمین بجمہم * خدملہ من بینہم فہو الوری
یاسیدی یامقصدی المتفضل * رحمۃ اللہ علیکم تشمل
اقبالکم اعزازکم ینموا علی * مرادہور والزمان الا ملول
متفضل الاشراف لازالکم * رائقا مترو کی ۔۔۔ متجمل

حررہا المفقور الی اللہ المعبود
محمد عبد البرودہ اسلام آبادی
فی دار الامارۃ المکتہ

نمبر ۱۲۶

پرچہ تہذیب الاخلاق

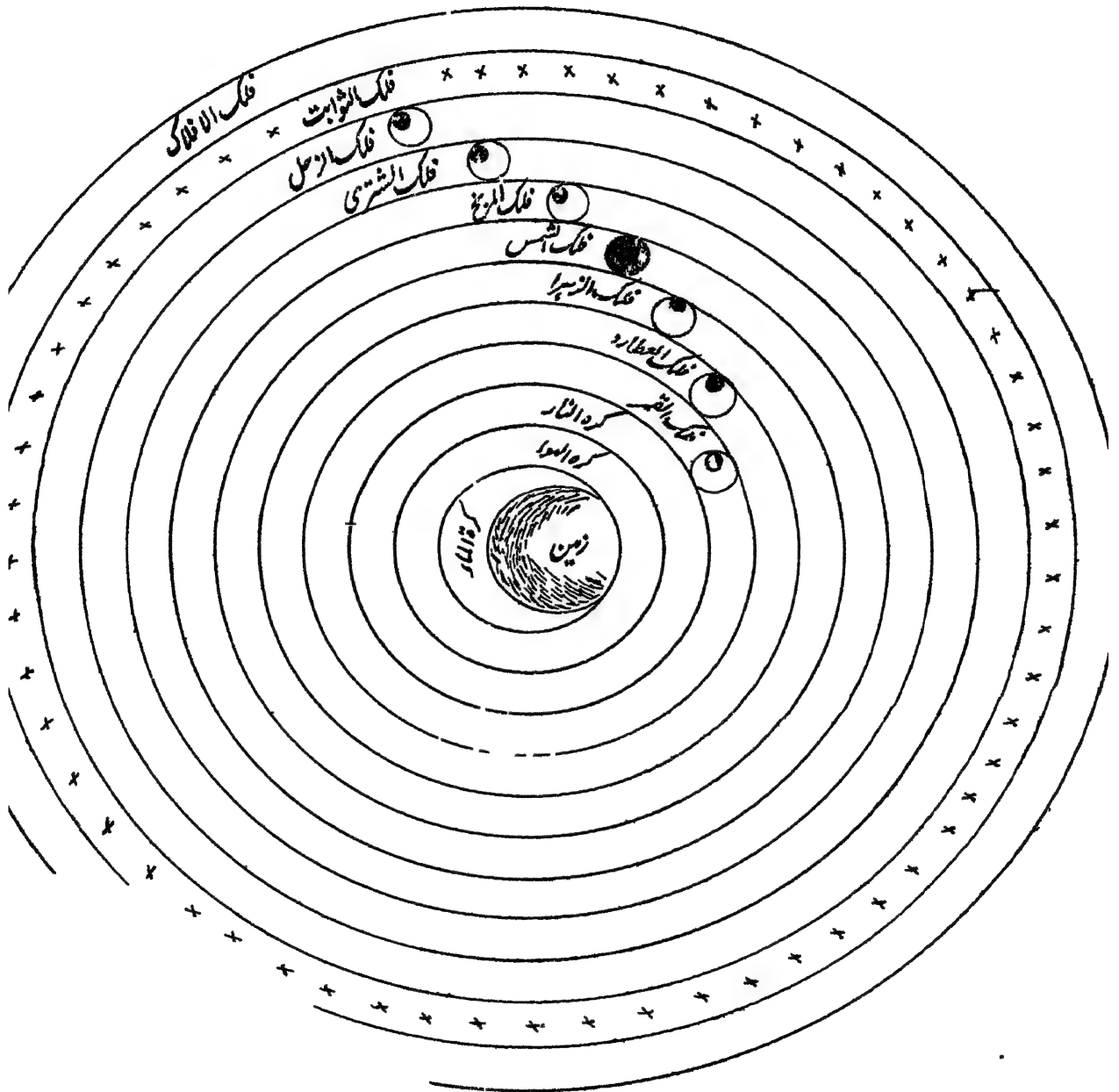
پرچہ تہذیب الاخلاق کو جاری ہوئے آڑھائی سال کا عرصہ گزر چکا اور مضامین طرح طرح کے اُس کے ذریعہ سے شایع ہوئے مگر نہایت انسوس ہی کہ ہنوز اُس کی اصل غرض اور مقصود پور ہمارے ہموطن اہل اسلام کو آگاہی نہیں ہوئی اور جو سمجھے تو یہ سمجھے کہ نہ کچھ تھے سمجھے کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی اور مولوی محمد مہدی علیگناں صاحب ایک ذہنی قسم کا فوہ اہل اسلام میں قائم کیا چاہتے ہیں اور کبھی تقلید سے آزاد حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور کبھی شیعوں کے مذہب کے مسئلہ اجتہاد کو سواتے ہیں اور مدح و تعریف فرماتے ہیں کبھی خائف قرآن کے وجود آسمان کا باطل ٹہراتے ہیں کبھی کتب اربعہ ساری سے مخالفت کر کے نفس انسان کو شیطان قرار دیتے ہیں اور وجود شیطان سے انکار کرتے ہیں کبھی قرآن کی آیتوں کی من مانی تائیدیں کرتے اور نقی و غلاموں کا رکھنا حرام اور ائمہ + معصومین اور خلفاء راشدین کے افعال کو غلط اہل علم ٹہراتے ہیں الغرض اپنے خیالات کے مخالف امور مندرجہ تہذیب الاخلاق کو پا کر ہنستے ہیں اور رکائت رائے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی و مولوی مہدی علی خاں صاحب پر ٹھٹے اُڑاتے ہیں المختصر ۔۔۔ اچھے کو برا برے کو اچھا سمجھے کتنی یہ بڑی سمجھے ہی اچھا ۔۔۔ سمجھے * انسوس یہ نہیں خیال کرتے کہ در حقیقت یہ صاحبین موصوفین جو دماغ سوزی کرتے ہیں اور علامہ اپنی اوقات عزیز کے زر کثیر بھی ضایع کر رہے ہیں اُس کا نتیجہ کیا ہی حاشا ان سب تمہیدات سے اُنکا وہ مقصود نہیں ہی جو ہمارے بھائی ہند سمجھے ہوئے ہیں ای برادران اسلام یقین جانو کہ اُن اہل اسلام کو جو اُس قوم سے کہ جسکو دعویٰ تہذیب و شایستگی ہی ملنے جلتے ہیں خوب معلوم ہی اور اُنہیں کا دل جانتا ہی کہ ان دنوں کیا کیا ملے و تشنیع اُن کو اپنے دین اسلام کی پابست سننے پڑتے ہیں اور اُن افعال کی بدولت جو کچھ جہالت اور کچھ سقاہت اور کچھ تعصب و بدعت سے مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں وہ قوم نہ جو مدعی تہذیب شایستگی ہی اُن امور رائجہ کر اصول شریعت میں داخل کرے اسلام کے خوبصورت چہرہ پر بڑائی کا داغ لگا رہی ہی اور اُنہیں

† نعرۃ باللہ راقمان تہذیب الاخلاق ائمہ معصومین علیہم السلام اور خلفائی راشدین کے افعال کو غلط نہیں ٹہراتے بلکہ اُن کے نزدیک اُن افعال کا ائمہ ہدی اور خلفائے مصطفیٰ سے سرزد ہونا ثابت ہی نہیں ہی اُن کی یقین ہی کہ ائمہ معصومین نے کسی صورت پر بطور ملک یمین تصرف نہیں کیا بلکہ سب سے نکاح فرمایا ہی ۱۲ ۔۔۔ مہتمم

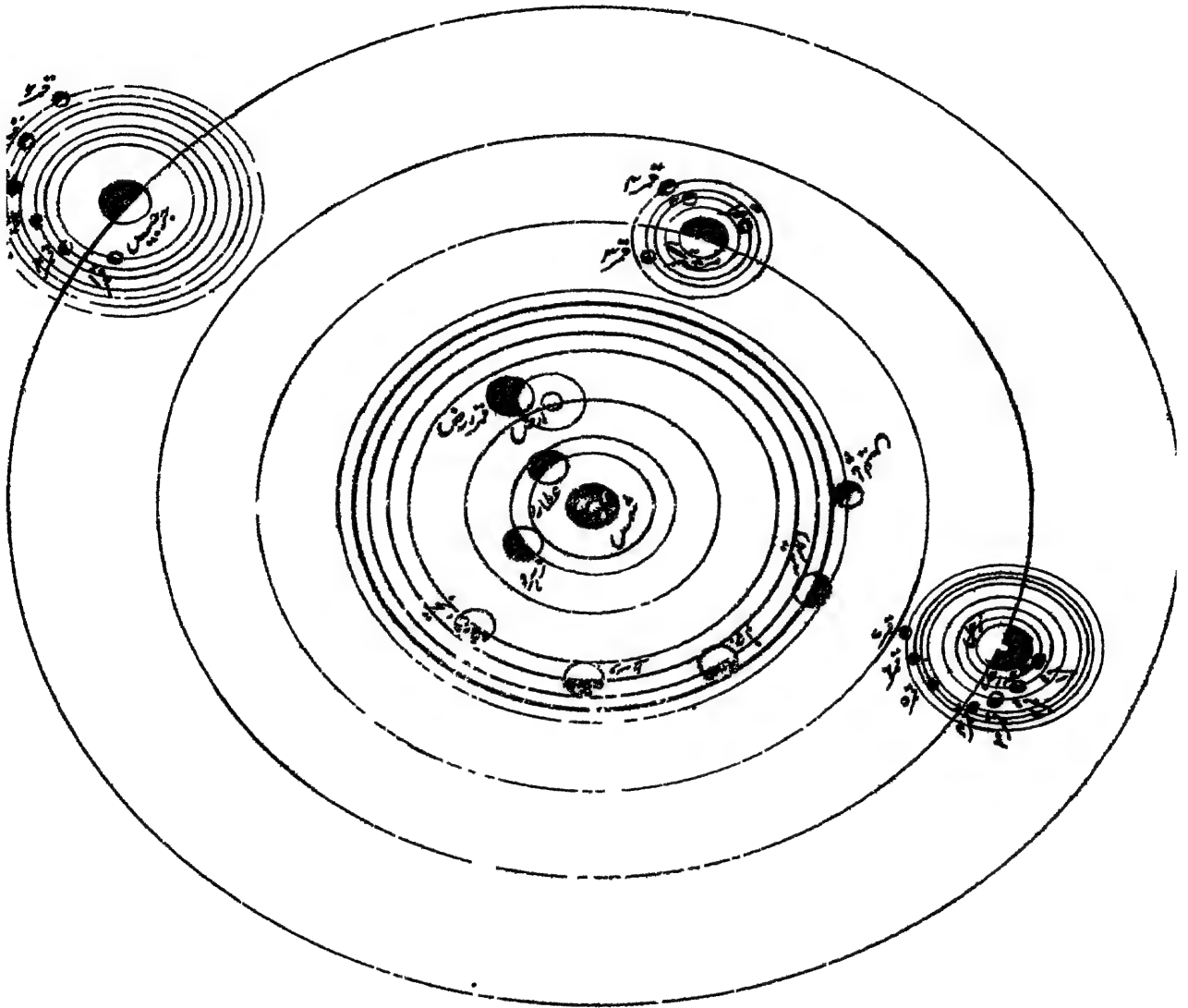
■

شکل اول

نظام عالم مطابق قیاس یونانیوں کو



شکل دوم
نظام عالم مطابق مشاہدہ بذریعہ دوربین



یہاں کی حلال جانکر کھائیں تو نہ کھانے والوں کے دشمن ہرجائیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ جو لونڈی و غلام کا رکھنا اچھا جانتے ہوں اُن کے بدخواہ بنیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ وہابی ہو کر اُن لوگوں سے جو وہابیوں کو اچھا نہیں سمجھتے عدوت کرنے لگیں وہ ایسے اہل سنت نہیں ہیں کہ معاذ اللہ شیعوں کو واجب القتل جانیں اور اُن سے مجالست و ملاقات میں اکراہ کریں بلکہ اُن کو خلاف اس کے عام معاملات میں جہاں تک اخلاق و تہذیب کی درستگی میں خرد متوجہ ہو گئے اپنا معین و مدد پاؤ گے اور ایک نہایت قوی اعانت اُن سے تمکو ملیگی جبکہ یہاں تک تمکو آگاہی ہو چکی اور یہ سمجھ چکے کہ مخالفت و ممانعت میں سراسر زلزل ہی اور مخالفت ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بہت سا کچھ نقصان آچکا ہے تو اب تم اپنی ہمت اور ضد چھوڑ کر اس پرچہ کے مؤید ہو اور مہربانی حاصل کرنے اور پرچہ کی اشاعت اور خریداری میں معین و موافق ہو اور خرد سوج سوچ کر جن امور کو دین و تہذیب سے علائقہ اور رسم و رواج پر مبنی پاؤ اور اُن کو مخالف تہذیب و شایستگی دیکھو اُس کی درستگی میں متوجہ ہو اور حتی الوسع تہذیب و شایستگی کو پھیلاؤ اور اپنے دین و احکام کو جیسا وہ قرار دیتی ہے کہ دھاڑا کر تمکو یہ معلوم نہیں ہے کہ تمہارے مذہب اور اسلام میں کون سے ایسے امور ہیں کہ جن پر وہ قوم کے جو تہذیب و شایستگی پر دم پھر رہی ہے اور تمہارے بعض ہموطنوں نے جنہر نے کسی وجہ سے یا جو تمہارے جی میں ہو اُسی سبب سے مذہب اسلام کو چھوڑ دیا ہے مخالف تہذیب و اخلاق کہتے ہیں تو اُسی کی بابت بشرکت مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر اُن امور غیر مذہب کے یکجا اور تنقیح کرنے کے لیئے خاص ایک مجلس مقرر کرو اُس میں اُن صاحبان عیسائی رولایت را اور ہندوستانیوں کو جو تہذیب و اخلاق کے دہویدار ہیں اور تعصب و غلو مذہبی میں ڈرپے ہوئے ہیں اور اپنے ہی یہودیوں کو شریک کرو اور اپنے علمائے قاسمی جو ہر مذہب اور رسالہ گرامی ذی رعب کو تکلیف دو اور اُس مجلس کے ذریعہ سے بلارن و قدح ٹھنڈے دل سے پہلے گردن نیچھی ٹیٹے ہوئے عیسائیوں اور یہودیوں کو اعتراض کرنے دو اور جو جو اعتراض وہ کریں اُن کو اس پرچہ میں چھوٹنے دو جب اعتراض تمام ہو جاویں تو سلسلہ وار جس جس فعل سے وہ متعلق ہوں یکجا کرائے اُن سب کو عربی اور انگریزی کردالو اور تب اُن پرچوں کو دوزخ و امریکہ کے عمدہ اور مشہور عالموں اور حکیموں کے پاس بھیج کر اپنے ملک و دین کے علماء قاسمی و گرامی ترک عرب مصر ایران کی خدمات میں بھی ارسال کرو اور سب کو تکلیف دو کہ پیرا مہربانی وہ اپنی اپنی رائے اُن اعتراضات کی پابست لکھیں

داغوں کے مٹانے کے لیئے یہ پورچہ جاری ہوا ہی اور جن امور کو تم اپنے خیالات کے مخالف پاتے ہو وہ مستبوری اُن دونوں صاحبوں کو لکھنے پڑتے ہیں اور مانا کہ اُن کی رائے ہمیشہ صائب نہیں اور جو امور کہ وہ نہیں بالکل لائق تسلیم کے نہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ اُن کی رائے یا مضمون کے سقے ہی بڑبانے لگو اور مضحکہ میں قاتل دو و چشم انصاف بند کر کے دیدہ تعصب کو دل پلکے اولاً پفکر و قائل اُن کے خیالات کے حسن و قبح کو جانچو اور اُس مضمون کو جو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے اول پورچہ میں درج کیا ہی اُس سے مطابق کر دو پھر جو چاہو کہو ہاں اگر تمکو اُس کی ہابست کچھ نہ کہنا ہی اور اُن کی رائے سے مخالفت کرنا منظور ہی تو تم میں سے جسکو توفیق اور اہل اسلام کی رعایت اور حمایت اور ہمدردی کا جوش ہو وہ اُس پورچہ کے متعلق معاملات کا ممبر ہو جائے اور اپنے خاطر خرافہ مضامین پورچہ مذکور کا انتظام کرے یہ پورچہ بہتر ہی یا وہ بہتر کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کی مخالفت ہو کہ باندھو اور ادھر ادھر کے اُن صاحبوں میں کہ جنہیں چند روزہ وارہ طرہ داری رسوم دینی اور حوش تائید خیالات مذہبی ہی شریک ہو کر بیکار روپیہ ضایع کرر اور اپنی ذیورہ اینٹ کی مسجد الگ بنا کر ذرا تم مسٹر ایڈورڈ ہنری پالمر صاحب بہادر کی سنجیدہ رائے کو جو اودہ اخبار مطبوعہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۶۵ء میں چھپی ہی غور سے پڑھو اور بقول خود صاحب مصروف کے بہت کہہ کر کہ ایک کافر نے لکھا ہی ایسے ہی جھٹ پٹ خفا ہو جاؤ جیسے نہ مولویں موصوفین کا نام سننے ہی بیزار ہوجاتے ہو — وہاں تک تو پڑھو کہ دو دل یک شرد یکدھند کرے را * پراگندگی آرد اتبورا * بعد اُس کے اُس ٹیک نہاد خیر خرافہ اہل ہند کے شقیانے اور پیغرضانہ مشورہ کو دیکھو اور ترک معاندت و مخالفت نیماہن کر دو کسواسلے کہ مخالفت ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بہت سے عجبیب و غریب فرقہ ہو گئے ہیں اور تمہاری پورٹ اور نراع ہی کے سبب سے یعنی جو اقوال مختلفہ اور احکام مؤلفہ تمہارے اسلاب کے ہیں، اُنہیں سے اسلام کے نورانی چہرہ پر غیروں کو دھبی لگانے کی گنجائش ملی اور ملتی جاتی ہی بخلاف اس کے جہاں تک تم لرگ دیکھو گے اور جانچو گے پورچہ تہذیب الاحلاق کے مطالب خالی تعصب و نفاق سے پڑ گئے اور شاید تم سب کو اس بات پر یقین ہوگا کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کو جہاں تک خود اُن کو اپنی ذاتی غرض دنیا اور عقبی نہیں ہی اپنا خیر خرافہ پاؤ گے اور چاہے تم مسلمانوں میں سے کسی فرقہ اور مذہب کے مقلد و مؤید و پابند ہو اپنے فرقہ و مذہب کا اُن کو دشمن نہ پاؤ گے وہ ایسے آدمی نہیں معلوم ہوتے کہ اگر وہ خود گردن مرزوی مرغی عیسائیوں کے

کہ جن مسلمانوں کی نسبت جانور و جاہل کا ازام لگایا جاتا ہے وہ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں آیا ترکی و مصری و غیرہ کی بھی یہی کیفیت ہے یا صرف ہندوستان ہی کے رہنے والے اس بلا میں مبتلا ہیں بعد تامل و غور کے معلوم ہوا کہ یہہہ ہر اُن کی صرف ہندوستان ہی کے حصہ میں آئی ہے دیکھو اُن لوگوں کو جو اب بھارت موجودہ موجود ہیں اور ہندوستان کے رسم و رواج کی پابندی کو مثل احکام شریعی فرض جانتے ہیں تحصیل علم و نسب فنون کی طرف مطلق توجہ نہیں دے مسائل دینی سے واقف نہ احکام شریعی سے ماہور قطع نظر اس کے اس جہالت کی بدولت ہزاروں طرح کی خرابیوں اور لاکھوں آدمیوں میں مبتلا ہوتے ہیں میوے نزدیک ہندوستان کے مسلمانوں کو اُن الفاظ سے برا ماننا اور اُن مسلمانوں کو جو اُن کی تہذیب کرتے ہیں برا جاننا بیجا ہے بلکہ اُن کے مافی الضمیر اور دلی مقصد پر غور کرنا چاہیئے وہ حقیقت میں خیر خواہ ہیں اُن بیچاروں کی ان الفاظ سے کچھہہ اُڑ رہی ہے غرض تھی اُن کو نہ مسلمانوں کے مذہب پر اعتراض نہ قواعد اصولی و فروعی کی نسبت بھٹک اور اختلاف وہ اُس مذہب کو دل سے نہایت سچا اور اچھا جانتے ہیں اور جہالتک اُن سے ہو سکتا ہے اپنی سمجھ کے موافق اُس کی بیرونی اور شایع کرنے میں کوشش کرتے ہیں معاذ اللہ اگر اُن کی نسبت ہم یہہہ سمجھیں کہ مذہب یا قواعد مذہب کی نسبت اُن کو اعتراض یا انکار ہے تو ہم سب سے زیادہ اُن کو برا کہیں اور برا جانیں اور جس قدر ممکن ہو ان لوگوں کو مسلمانوں کا سچا مذہب مثل آنتاپ کے چمکتا ہوا خدا نے بنایا ہے جس کی روشنی قیامت تک تمام عالم کو گھیرے دھیکہ اُس کے احکام قابل تبدیل و تغیر نہیں مگر قواعد معاشرت دنیوی اور اخلاق و عادات کی تبدیل و اصلاح سے کچھہہ قواعد مذہبی کی تبدیل و تغیر لازم نہیں آتی اور اگر کوئی اُس کی یعنی قواعد مذہبی کی تغیر و تبدیل کا قائل ہو جاوے تو پھر اُس کے کفر و النکاح میں کیا شک رہا نعرہ بالالہ من رساوس الشیاطین — بلکہ بیچارے نا سمجھوں کی اصلی غرض یہہہ ہے کہ مسلمان سستی و کالہی کو چھوڑیں اور دریاے جہالت میں جو توبے ہوئے ہیں اُس سے سر نکالیں بے علمی سے اُن کی حالت خراب ہے نہ کوئی فن اُن کو آتا ہے نہ کوئی پیشہ سیکھتے ہیں جہالت سے عقبی تو یوں خراب ہوئی کہ رسم نا مشروع اور بدعات کے پابند ہوئے اور دنیا یوں برباد گئی کہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہیں نہ عہدہ جلیلہ کے مستحق نہ حضوری حکام کے سزاوار اُن کے ارادے سست اور ہمتیں پست ہو گئی ہیں اگر خواب غفلت سے بیدار ہوں اصلاح معاش و معاد ہے ملاپگار ہوں تحصیل علم کا خیال رہے مد نظر کس کمال رہے تمام

نہ آیا موافق اخلاق تمام دنیا کے وہ اعتراض صحیح اور متغاف تہذیب و شایستگی ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو اُن کو تہذیب اسلام کی شریعت سے کیا تعلق ہے اور وہ ایسا تعلق ہے کہ جس کے ترک میں گناہ ہے یا نہیں جبکہ اس طرز سے جواب حکماء یورپ و علماء بلاد مختلفہ کے آلیں تب میوے مجلس اُن پر غرر کریں اور جو امور علی الاتفاق منافی اخلاق تھیں اور جن کے ترک میں گناہ نہ سمجھیں انہیں چھوڑ دیں اور ایسا چھوڑیں کہ پھر جو اہل اسلام میں سے اُس کے ارتکاب پر رفیت کرے اُس کو متغاف تہذیب سمجھکر معاشرت ترک کریں اور اس سامان کے مہیا ہونے میں جس قدر تاخیر ہو نہ گھبراہیں اور جب تک تصفیہ ہو جاوے چپ نہ رہیں یہہہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے کہ اس سے سارے اوصاف و ذمائم اخلاق کا شمس فی وسط اللہ سارے مسلمانوں پر ظاہر ہو جائینگے اور اُن کے رفع اور دمع کرنے کا ایسا ذریعہ ہاتھ آ رہا کہ اُس سے بہتر کوئی نہیں سکیگا *

رات —

سید غلام حیدر

از مقام لکھنؤ پور کھیڑی ملک اردہ

نمبر ۱۲۷

تہذیب

صحیحہ تعجب ہے کہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کو کس لیئے مذہب و شایستگی کہا جاتا تھا اور اب کس لیئے بعض قوموں کے ہاں اُن کو ایسے القاب ناملائم یعنی جاہل جانور وحشی سے پکارا جاتا ہے یہہہ بات غیر قوم ہی پر منحصر نہیں ہے بعض مسلمان بھی ایسے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی نسبت یہہہ القاب کہتے ہیں اگرچہ وہ کسی مصلحت یا درد برادری سے ہی کیوں نہیں آرا، اثر مسلمان ان الفاظ کو سنکر برا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہہ جھوٹ اور اتہام ہے ہم ایسے نہیں ہیں جب اپنے بھائیوں کی نسبت یہہہ صدا میوے کان میں پڑی مجھکو نہایت ملال ہوا اور کہا کہ یہہہ تہمت ہے ہم مسلمان ہرگز ایسے نہیں ہیں لیکن جب اُس کا زیادہ فل مچتا تو مینے اپنے دل میں کہا کہ اس کو سوچو اور میزان عقل و انصاف میں توازن قصب و ناانصافی کو دخل نہ آتا یہہہ قول بالکل جھوٹ اور بہتان ہے یا کسی قدر اس میں سچ بھی ہے اور سچ ہی تو کس دلیل سے مدت تک میوے دل میں اس بات کی کاوش رہی اور طرح طرح کے خیالات گذرا کیئے جو خیالات آتے تھے اُن کو بدلائل و پراہین دمع کرتا رہا کوئی قول فیصل قرار نہ پاتا تھا ایک مرتبہ یہہہ خیال آیا

علوم پڑھیں جمیع دنوں سیکھیں نئی نئی نلیں ایجاد کریں نئے نئے آلات بنائیں ہر کام میں عقل درکاریں تو مقبول اہل جہاں ہوجائیں ہر محکمہ میں اعلیٰ اعلیٰ مہدے پادریں تھیں و آئیں کے سزاوار ہوں غیر قوموں کے دلوں میں جگہ پائیں شایستہ اور مہذب اہلائیں خدا نے عقل کو اس واسطے بنایا ہی کہ اس سے کام لیا جاوے اگلے مسلمانوں نے کیا کچھ نہیں کیا وہ بھی ہمارے واسطے نمونہ ہی مسلمانوں کے ہاں سوائے علوم دین کے جو اب مروج ہو رہے ہیں اور جس کی نسبت ہم یہ کہیں تو بچا ہی کہ پورانی لکیر بیگتے ہیں وہ اُن کے مذہبی دلم نہیں دیکھ وہ غیر زبان سے اُن کو حاصل ہوئے ہیں نہایت مشکل اور بڑی مہنتوں اور جان دشانیوں سے اُن کو سیکھا حالانکہ وہ غیر زبان میں تھے اول اُس زبان کو سیکھا پھر اُن کی کیفیت و ماہیت سے واقف ہوئے بعد اس کے اُس کا ترجمہ اپنی زبان عربی میں کرایا اور اپنے بھائی مسلمانوں کو سکھایا کون سا دن تھا کہ مسلمان نہیں جانتے تھے کون سا علم تھا کہ مسلمان نہیں پڑھتے تھے اب جو قرمیں مسلمانوں کو وحشی اور جانور پتاتی ہیں اُنہوں نے بھی تو مسلمانوں سے ہی سیکھا ہی لیکن اس میوہی تغیر کے سنے والے مجھے سے یوں فرماتے ہیں کہ جو مسلمان جاہل وحشی کہنے والے ہیں اور جس کی تاریل مطلب اس طرح ہمارے سامنے کی گئی اس کا یہ مطلب یہ طرز بیان نہیں ہی وہ نہایت سخت اور درشت الفاظ کہتے ہیں اور تہذیب اور شایستگی سے یہ قرض اُن کی نہیں جو اس وقت ہمارے درپور بیان کی گئی اور یہ ایسا مطلب ہی کہ ہم اُس کو دل سے اچھا جانتے ہیں اور اُسکو ہمارے دل نے مان لیا اور ہم نے سچ جان لیا ہے شک یہ سچ ہی ایسی تہذیب اور شایستگی ہم کو حاصل کرنی چاہیئے بحال اس قدر و تاریل کے اُن کا مطلب یہ ہی کہ جس طرح بعض قوم جن کو وہ مہذب کہتے ہیں آزاد ہیں ہم بھی ایسی ہی آزادی حاصل کریں جس طرح وہ کہتے ہیں ہم بھی اُسی طرح کہائیں جو اُن کا لباس ہی ہم بھی وہی لباس اختیار کریں جس طرح وہ پابند مذہب نہیں ہیں ہم بھی نہ ہیں بلکہ تمام معاملات میں اُنہوں نے اپنی عقل و آرام کو دخل دیا ہی ہم بھی دخل دیں جو بات دین کی ہماری سمجھ میں نہ آوے تو اس تاریل سے کہ لہذا امتداد و تغیر زمانہ کے اب قابل عمل نہیں ہی عمل نہ کریں اگر اسی کا نام شایستگی و تہذیب اور روشن ضمیری ہی تو ہم درگزرے ہمارا سلام ہی ہم کو جاہل و جانور وحشی رہنا قبول خدا تعالیٰ خسروالدین والا خیرہ نہ کرے مگر میرا یہ جواب کافی ہوتا ہی یہ آپ کے خیالات ہیں اُن ناصحین کا دلی مطلب ان الفاظ سے یہ نہیں ہی بلکہ وہی

ہی جو مینے اوپر بیان کیا الہٰہ اس قدر میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ طریقہ نصیحت کا برا ہی شیریں زبانی اور ملک گیری کی مثل مشہور ہی میٹھی باتوں سے غیر اپنے ہوجاتے ہیں اور سخت کلامی سے اپنے چہرہ جاتے ہیں اگر یہ کہا جاوے کہ نصیحت کڑی معلوم ہوتی ہی تو اُس کا بھی یہ موقع نہیں ہی کڑی نصیحت کیسے ہی میٹھے میٹھے بیان سے کیجاویں کڑی معلوم ہوگی اس کے الفاظ ہی کڑے ہیں جو لوگ اسکی حقیقت کو اچھا جانتے ہیں وہ بھی ان الفاظ اور اس طریقہ کو پسند نہیں کرتے کھانے اور نکل لینے کی ایک حقیقت ہی مگر افکار میں فرق ہی اگر کوئی ناصح طریق نصیحت سے ہمایش کرے بے شک اثر ہوگا مجھے اندیشہ ہی کہ اگر یہی طریقہ نصیحت ہی تو ساری محبت رانگیاں ہوجائیگی اگر یہ کہا جاوے کہ الفاظ اور طریقہ نصیحت اور برتاو ناصح ندیکھو اصل مطلب کو خیال کرو تو ایسے لوگ بہت کم ہیں جو ایسے ہیں حضرت اُنکو نصیحت کی کچھ حاجت نہیں ہی وہ خود تہذیب اور شایستگی کے خواہاں ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی ترقی اور رفاه عام میں کوشش کر رہے ہیں یہ نصیحت تو عام لوگوں کے واسطے ہی اور جب تک اُنکے دل خیال ناصح کی طرف سے درست اور تھیک نہونگے اُس کی بات ب اُن کے دل میں بیٹھتیگی یہ سب کچھ سچ مگر جو لوگ محبت اور عشق میں توبے ہوئے ہیں اُنکو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں اور کیا ہماری زبان سے نکلتا ہی اس طرح اُن بیچاروں ناصحین مسلمانوں کا حال ہی کہ وہ بھی مسلمانوں کی ایسی ترقی کے خواہاں ہیں اور اُن کی خیر خواہی کے جوش کے دریا میں توبے ہوئے ہیں اُنکو کچھ اصلا خبر نہیں ہی کہ کیا ہمارا مطلب ہی اور ہم کیا کہتے ہیں جب کوئی غیر قوم مسلمانوں کی نسبت کوئی نلمہ حقارت کا کہتی ہی یا جب مسلمانوں کو وہ تنزل کی حالت میں دیکھتی ہی تو اُن کا دل کباب کی طرح بھن جاتا ہی اور وہ خود متل ماہی بے آب بیچتا ہوتا ہی اور حو اُنکے دل میں آتا ہی سناتے ہیں ایسے خیرخواہوں کے الفاظ کو دیکھنا اور اعتراض کرتا اور اُس کے دلی شوق و خواہی کو چھوڑنا بالکل خلاف انصاف اور جادہ راستی و عدل سے منحرف ہوتا ہی *

واقم

محمد یوسف

وکیل عدالت دیوانی ملیکدہ

نمبر ۱۲۸

ہر وقت کی مصلحت

ہر زمانہ کی ضرورت اور ہر وقت کی مصلحت کا لحاظ ایک ایسی چیز ہے جس سے کوئی مسئلہ کسی شریعت کا یا کوئی حکم کسی مصلحت کا خالی نہیں ہو سکتا اور اُس کی پابندی بغیر کسی شخص کو کوئی چارہ نہیں رہتا مگر جس طرح اس چیز کی ضرورت عام ہے اور جیسی وہ ناگزیر ہے اُس طرح خدا تعالیٰ نے اُس کا علم عام نہیں کیا (جسمیں ایک بڑی باریک مصلحت ہے) بلکہ اُس کے علم کو صرف خاص ہی خاص طبائع کے تفریض کیا ہے اور جو مصلحتیں اُس میں مستور ہیں وہ خاص ہی لوگوں کو بتائی ہیں جب یہ بات معلوم ہو چکی تو اب اس بات سے کسی کو تعجب نہ رہے کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں جب کبھی دوراندیش اور خاص لوگ کسی ضروری انتظام یا مناسب تہذیب پر پیش کرتے ہیں تو مرام الناس کیوں اُس کی مخالفت پر کہہ پاندہ کر مستعد ہو جاتے ہیں اور کیوں اُس کے ذمہ اس بات کی تہمت لگانے لگتے ہیں کہ یہ شخص ایسی باتوں کو ایجاد کرتا ہے جو کبھی نہیں ہرگز بلکہ صریح شریعت کے خلاف ہیں حالانکہ یہ ایک ایسی مشکل بات ہے جس کو عام آدمیوں کی سمجھ بکھی دریافت نہیں کر سکتی اور نہ ایسے لوگوں کا یہ قول صحیح ہے کہ وہ شریعت کے خلاف ہی کیونکہ شریعت کے خلاف ثابت کرنا کسی ایسے ہی شخص کا کام ہو سکتا ہے جو اسرار دین پر شریعت کے ہی مضبوط طریقہ سے آگاہ ہو گیا ہو اور جس نے احکام شریعت کے مصالح کے خلاف ہونا پرمہ وجوہ ڈب کر لیا ہو اور جب تک یہ بات کسی کو میسر نہ ہو اس وقت تک کسیکے ادعا بعض اسباب میں ہو کر کارآمد نہیں ہو سکتا کہ زمانہ کی مصلحت اور وقت کی ضرورت کوئی چیز نہیں ہے خصوصاً اس حال میں جبکہ کسی شریعت نے چاہی ضرورت وقت کی خود بھی بڑی پرواہ کی ہو اور اپنے احکام کو ہمیشہ اُسکا تابع رکھا ہو پس یہی کیفیت فی زمانہ اُن تمام مسلمانوں کی ہے جو ایک ہندوستان کے گھیرے میں پڑے ہوئے ہیں اور جنکو وہ اپنے شریعت پر کامل اطلاع ہے کہ ضرورت اور مصلحت وقت کی خبر ہی صرف وہ ایک بات جانتے ہیں کہ جب کوئی بات اُن کے قیدی عادت اور اُن کی محدود معلومات کے خلاف معلوم ہو اسکو وہ دین میں ایجاد کہہ دیتے ہیں اور ایسے دور اندیش کو جو ضرورت وقت پر نظر کرے دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ جو شخص اسرار شریعت غرائے اسلامیہ سے واقف ہیں بلکہ اسرار بھی نہیں بعض بعض احکام خاصہ سے بھی آگاہ ہیں وہ اسبات کو خوب سمجھتے ہوئے کہ خلفاء شریعت اسلامیہ بلکہ خود

رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم نے ضرورت وقت کی ایسی کچھ مراعات فرمائی ہیں ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت سے فرمایا کہ ذراں والے دشمن سے بچنے کے لیئے لڑائی کے وقت اپنے شہروں کے گرد خندقیں کھود لیتے ہیں تو آنحضرت نے اس تدبیر کو ضرورت وقت کے مناسب دیکھ کر یوم خندق میں خود خندق کھودائی اور ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ و سلم نے حضرت عاصم ابن ثابت سے فرمایا کہ من قاتل نلیقاتل کما یقاتل الخ پس لفظ (کما) سے جو تائید ہماری اس رائے کی ہوتی ہے وہ کیسی بھڑکے ہوئے علامہ اس کے خلاف کے زمانہ میں حضرت صدیق اکبر رض نے حضرت خالد سے لشکر کشی کے وقت صاف یہ فرمایا تھا یا خالد ملیک ہتھوڑی الاء و الریق یمن معک الی ان قال و العرف عند اهل الیمامة فان دخلت بلادہم ما العذر العذر ذم اذا لایق الامور فقاتلہم بالسلاح الذی یقاتلہم پس اب انصاف کرنا چاہیئے کہ جب ہماری شریعت نے ضرورت وقت اور مصلحت کی اس قدر مراعات کی ہو تو ہمکو یہ کب زیبا ہے کہ ہم اپنی نادانی سے اُس ضرورت کو نہ سمجھیں اور اُس کے موافق عمل نہ کریں اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان سب امور کو جو آنحضرت نے یا صحابہ کرام نے ضرورت کے موافق کیا احکام دین کی تغیر میں کچھ دخل نہیں ہے بلکہ ضرورت دنیاوی کے تغیر سے علاقہ ہے تو اول تو ہم یہ بات تسلیم نہ کریں گے اور اگر فرضاً تسلیم بھی کریں تو کچھ ہماری مشکل مطلب نہیں ہے کیونکہ ہمارا بھی اصلی مدعا یہی ہے کہ جس دنیاوی تہذیب اور ضرورت کو ہماری شریعت نے ہر زمانہ میں ضرورت کے موافق تصحیز کیا ہو اُسکو تم بھی جائز سمجھو اور اسبات میں ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ بلا شبہ تغیرات دین کو برا جانتے رہو مگر یہ بات سمجھنا کہ کس بات میں کچھ تغیر دین کا ہے کس میں نہیں ہے نہایت ہی مشکل اور ایک بڑے بے نظیر عالم کا کام ہے وہ ایسے لوگوں کا کام نہیں ہے جو صرف نزاع لفظی کو اپنی کامیابی اور واقفیت کا نشان سمجھتے ہیں اور جو سراسر اپنے پاس سختی کے غلام بنے رہتے ہیں ہم انکو اسبات کا یقین دلاتے ہیں کہ جب تک وہ ضرورت وقت کے موافق عمل در آمد نہ کریں گے اس وقت تک نہ انکی عزت ہوگی نہ انکے دین کی عظمت دیکھی بلکہ جو رہی سہی حرمات پائی ہیں اس میں بھی تزلزل آ جاوے گا پس اگر انکو اپنے دین کی کچھ ضرورت وقت کو ایک بڑی زبردستی بات سمجھیں اور جو ذلیل حالت اور قمریوں کے سامنے اُنکی ہی اسکا خیال کریں *

راقم
عبداللہ

بمقام علیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۲۱]

۱۵ ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد دوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون نمبر ۲۰۱

روایت تلک الخرائیق العلی

یہ روایت منقول ہے ابن جریر مفسر اور قتادہ اور مقاتل اور زہری اور کلبی سے اور منجمہ ان روایتوں کے ایک حدیث مرفوع ہے جو سعید ابن جبیر نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے اور باقی روایت کلبی کی ہیں صالح سے اور روایت ابن شہاب کی ابو بکر بن عبد الرحمن سے فیہ مرفوع ہیں اور جس طرح پر یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کانراں قریش کے سامنے سورۃ والنجم پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے کہ انرا یتیم اللات والعزی و منات الثالثة الاخری تو آپ نے یہ پڑھا کہ تلک الخرائیق العلی و ان شفاعتها لترتبی یہ سنکر کانراں قریش خوش ہوئے اور سمجھے کہ پیغمبر خدا بھی ان بتوں کی شفاعت کے قابل ہو گئے اور بعد ختم ہونے سورۃ کے جب آنحضرت نے سجدہ کیا تو کانراں مکہ بھی سجدہ میں شریک ہوئے *

یہ قصہ اور یہ روایت متحضرات نے اصل اور غلط اور یہ حدیث بالکل مرفوع ہے اور جنہوں نے اسے نقل کیا ہے اُن کو دعوت ہو گیا اور بطلان اس کا عقلاً و نقلاً و امتداداً ثابت ہے *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر رویت بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجراء و ترقی میں صرف کیا جاوےگا *

مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا *

یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ قعاق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اٹھ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

روایت تلک الغرائیق العلی

تہذیب الاخلاق
۱۵ ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ہجری
سنہ ۱۳۰۳ نبوی

کیا ہی کہ اسے ہم تفسیر کے مضمون میں بشری ثابت کرچکے ہیں *

اعتقاداً علمی اس روایت کی اس طرح ثابت ہی کہ ہم مسلمان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے معتقد ہیں اور اگر میاذ باللہ یہ روایت تسلیم کی جارے تو عصمت کا اعتقاد باقی نہیں رہتا پس قتادہ اور مقاتل نے جو روایت کی ہی اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا وقت پڑھنے اس سورۃ کے اونگھ گئے اور اُس حالت میں یہ کلمے بتوں کی تعریف میں زبان مبارک سے نکل گئے پس اگر یہ روایت مانی جارے اور وقت قرأت قرآن کے پیغمبر خدا پر خراب کا طاری ہونا اور اُس حالت میں بتوں کی تعریف کے کلمات زبان پر لے آنا تسلیم کیا جارے تو بلا شبہ پیغمبر خدا کی نبوت اور عصمت سے انکار کرنا پڑے و نعوذ باللہ من ہذا الہفوات *

اور کلبی نے یہ کہا کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثتہ فقال ذلک الشیطان علی لسانہ کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ کہہ دینے یہ ایک ایسی بات ہی کہ قطع نظر مسلمان کے کوئی دانشمند کانو بھی نہ مانے گا اور ہم تو کلبی کی صداقت اور ثقافت کے سبب سے جسکا ثبوت اکثر روایتوں سے ہو چکا ہی ایک جو کے برابر بھی اُنکی باتوں کو نہیں سمجھتے *

اس سے بڑھکر موسیٰ بن عقبہ نے اپنے فتاویٰ میں یوں تحقیق کی داد دی ہی کہ ان اسلمین لم یسمعوہا وانما الہی الشیطان ذلک فی اسماع المشرکین و قلوبہم کہ مسلمانوں نے یہ کلمہ نہیں سنا بلکہ شیطان نے صرف مشرکین کے کانوں اور اُنکے دلوں میں یہ بات ڈال دی اس روایت کو وہی لوگ مانیں جو شیطان کو ایسا قادر جانتے ہوں اور ایسی باتوں کو مانتے ہوں اس زمانہ میں تو ایک نادان بچہ بھی سوائے ہنسنے کے ایسی روایتوں پر کچھ توجہ نہ کرے گا *

یہو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو یوں روایت فرمایا ہی کہ وہ لفظ جو آنحضرت کی زبان سے نکلے وہ الغرائق العلی تھے اور پڑے پڑے مفسرین نے اسکی یہ توجیہ کی ہی کہ لا یبعد ان ہذا کان قرآنًا والمواد بالغرائق العلی وان شفاعتہن لتتجسی الملائکۃ کہ ان لفظوں کا قرآن سے ہونا کچھ بعید نہیں اور مراد اُن سے ملائکہ ہیں ورجاء الشفاعۃ من الملائکۃ صحیح اور اُنکی شفاعت صحیح ہی پھر بعد اس تاویل کے یہ فرمایا ہی کہ اب یہ لفظ جو قرآن میں نہیں ہیں اُسکا سبب یہ ہی کہ کلمات منسوخ التلاوة + میں داخل ہو گئے

+ میں اس مقام پر اس سے زیادہ بھٹ نہیں کرتا اس لیے کہ میرے نزدیک منسوخ التلاوة کوئی چیز نہیں ہی اور اس بھٹ کو میں نہایت تفصیل سے علحدہ لکھو گا —

عقل پطالان اس کا ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کی برائیاں اور اُن کی عبادت کرنے اور شفاعت پر اعتقاد رکھنے کو کفر و شرک فرماتے رہے اور ابتدا بعثت سے آخر تک اس وعظ پر ثابت قدم رہے کفار مکہ نے اسی وجہ سے طرح طرح کی تکلیف دی تو کیونکر قیاس میں اسکا ہی کہ آنحضرت کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہو — مردود یا نادان یا احمق ہی جو اس پر یقین کرے کبرت کلمۃ تخریج من انراہم ان یقرکون الانذبا *

پھر یہ کلمات ایسے بے ربط و بے ضبط ہیں کہ اول کو آخر سے کچھ نسبت نہیں اور پیغمبر خدا کی فصاحت و بلاغت مسلم تھی تو کیونکر خیال میں آسکے کہ ایک فقرہ پیچ میں ایسے کلام کے حضرت نے فرمایا ہو جس کو کچھ بھی مقام اور موقع سے مناسبت نہ ہو *
فقلاً اس کی موضوعیت ظاہر ہی دو طرح سے اول نفس روایت میں اس درجہ اختلاف ہی کہ وہ اختلاف ہی اُس کی موضوعیت پر شاہد ہی کوئی کہتا ہی کہ آنحضرت نے ان شفاعتہا لتتجسی فرمایا کوئی بکتا ہی کہ لتتجسی ارشاد کیا کوئی کہتا ہی کہ الغرائق العلی تلک الشفاعۃ ترتجی فرمایا کوئی کہتا ہی کہ انہا لم الغرائق العلی زبان مبارک سے نکلا پھر کوئی نادان کہتا ہی کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ پڑہ دینے کوئی کہتا ہی کہ شیطان نے لوگوں کے کانوں میں آواز ایسی کہہ دی کہ اُنہوں نے جانا کہ حضرت فرماتے ہیں اور حضرت کو خبر نہ ہوئی جب تک کہ جبرئیل امین آئے اور اُنہوں نے اس واقعہ کی خبر دی *

دوسرے اس روایت کا سلسلہ منقطع ہی اور رواۃ مشتبہ اور جھوٹے ہیں کلبی ایک جھوٹا ساری دنیا کا ہی گروہ مفسر ہو اور گو چند جہلا نے اُس کی تفسیر کو عمدہ تفاسیر سمجھا ہو مگر متحققین نے اُس کو کذاب اور ضعیف لکھا ہی جیسا کہ ابوبکر بن باز نے کہا ہی کہ اما حدیث الکلبی فہما لا یجوز الزاویۃ عنہ بقرة ضعفہ و کذبہ اور باقی روایتوں کے سلسلے منقطع ہیں کوئی متصل نہیں اور وہ حدیث جس میں روایت شعبۃ سے ہی وہ معنعن ہی کما روی شعبۃ عن ابی یصیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس اور اُس کی نسبت قاضی میاض نے لکھا ہی کہ ولم یسندہ عن شعبۃ الا امیۃ بن خالد و غیرہ یرسہ عن سعید بن جبیر اور یہ واقعہ عبداللہ بن عباس کی پیدائش یا ہوش سے پہلے کا ہی اور اُنہوں نے رادی کا نام نہیں پتایا مگر حقیقت میں یہ تہمت ہی عبداللہ بن عباس پر اور یہ امر تحقیقات سے ظاہر ہی کہ سلسلے روایت عبداللہ بن عباس کے اکثر جھوٹے اور غلط اور موضوع ہیں کیونکہ لوگوں نے اُن پر بہت سی تہمتیں کی ہیں اور انکو تفسیروں کی غلط روایتوں کو اُن سے منسوب

اجلاس شروع ہوا اور روڈاں اجلاس منعقدہ آٹھویں نومبر سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ جو بدستف سکرٹری مرتب اور کتاب روڈاں میں مندرج تھی ملاحظہ ہوئی *

جو راء کہ نسبت مقام مدرسۃ العلوم کے ممبران کمیٹی سے غالب ہوئی تھی اُس کے کاغذات پیش ہوئے جنکی کیفیت حسب تفصیل ذیل ہی *

پچیس ممبروں نے اس سے پہلے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ مدرسۃ العلوم علیحدہ میں قائم کیا جائے اُن کے علاوہ مفصلہ ذیل ممبروں نے بھی اُسی جگہ کو پسند کیا ہی *

۲۶ مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

۲۷ سید میر بادشاہ صاحب *

۲۸ حافظ محمد نظام الدین صاحب *

۲۹ مولوی محمد امانت اللہ صاحب *

۳۰ مولوی فضل احمد خاں صاحب *

۳۱ حضرت مولوی امداد علی صاحب *

۳۲ ثواب محمد احمد اللہ خاں صاحب *

۳۳ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب *

۳۴ حکیم محمد حکمت اللہ صاحب *

۳۵ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب *

۳۶ سید محمد احمد خاں صاحب *

۳۷ شیخ محمد فیاض علی صاحب *

۳۸ میر سید ثواب علی صاحب *

۳۹ مولوی محمد عثمان رسول صاحب *

۴۰ شیخ خیر الدین احمد صاحب *

۴۱ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *

۴۲ منشی محمد اکرام صاحب *

۴۳ مولوی نجم الدین صاحب *

۴۴ شیخ محمد جاں صاحب *

۴۵ ثواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی *

۴۶ منشی محمد صدیق صاحب *

۴۷ جناب مولوی محمد عثمان خاں بہادر نے اگرچہ کوئی صاف راء نہیں دی مگر علیحدہ کے پسندیدہ ہونے کو تسلیم کیا ہی *

ممبران مفصلہ نے اختلاف راء کیا

۱ مولوی محمد حیدر حسین صاحب نے الہ آباد تجویز کیا *

۲ میر سید ظہور حسین صاحب نے مراد آباد تجویز کیا *

مفصلہ ذیل ممبروں پاس سے جواب نہیں آیا

۱ محمد عبد الشکر خاں صاحب *

۲ مولوی عبدالاحد صاحب *

۳ منشی محمد الہی بخش صاحب *

۴۵ اسکا قاضی میاض بایں نصیحت فرماتے ہیں کہ رفع تلامذہ تلک

الغفلتین اللتین وجد الشیطان ہما سبیل اللباس کما نسخ کثیر من القرآن

رفع تلامذہ وکان فی انزال اللہ تعالیٰ لذلک حکمتہ و فی نسخه حکمتہ

فضل بہ من یشاء و یمدی من یشاء و ما یصل بہ الانفاسین جو شخص

را بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے رتبہ اور عزت اور مرتبہ

ور منزلت سے واقف ہوگا وہ کبھی ایسی باتوں کو نہ مانیک نہ وہ

یسی تاویلیں کریکہ مگر ہمارے بعض عالموں کو راویوں کی مصمت

نے خیال نے اس بلا میں ڈالا کہ اُنہوں نے براہ حسن ظن ہر شخص

ی روایت کو حتی الوسع تسلیم کیا اور ذلین کو معصوم جانا اور جہاں

ک ہو سکا اُنکی مصمت کو بچایا مگر افسوس کہ اُنہوں نے پیغمبر خدا

ی مصمت کا ذرا بھی لحاظ نہ فرمایا اور قرآن اور تہذہ کے محفوظ

ہونے سے روایتوں کی مصمت کو مقدم سمجھا ورنہ ایسی بوج بیہودہ

روایتیں جسے کوئی غیر مذہب کا دانشمند آدمی بھی نہ مانیکہ ہماری

نایوں میں درج نہوتیں اور ہمارے یہاں کے حضرات علما ایسی باتوں

ی تاویلات ریکہ کرنے میں اپنی عمو عزیز کا حصہ ضایع نہ کرتے *

راقم

مہدی علی مغانہ

نمبر ۲۰۲

روڈاں

اجلاس ممبران مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسۃ العلوم للمسلمین

منعقدہ دسویں فروری سنہ ۱۸۷۳ء

نمبر ۱۰

صدر انجمن

ثواب محمد حسن خاں بہادر *

ممبران موجودہ

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

مولوی محمد عارف صاحب *

منشی سید علی حسن صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

سید محمد حامد صاحب *

سید محمد مصدود صاحب *

سکرٹری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

وہ تجویز میں مرتب کی ہی اور کمیٹی کے سامنے اس امید سے پیش کرتا ہوں کہ اگر اور ممبر بھی اُسکو پسند کریں تو اُس تجویز کے موافق عمل کیا جاوے *

اِس تجویز میں میں مدرسوں کو دو حصوں پر منقسم کر دیا ہی ایک صیغہ اسکول کا ہی جسکا نام مدرسہ رکھا ہی اور ایک صیغہ کالج کا ہی جسکا نام مدرسۃ العلوم رکھا ہی اور یہ دونوں صیغے علیحدہ علیحدہ قائم کیئے ہیں اور قبل قائم ہونے مدرسۃ العلوم کے اُردو مدرسوں کا جو اُس کے تھک میں ہونگے قائم ہونا ممکن ہی پس اگر ممبران کمیٹی اس تجویز کو پسند کریں تو میں یہ بھی تحریک کرتا ہوں کہ بہت جلد مدرسہ مقام مجبوزہ میں قائم کیا جاوے اور جبکہ روپیہ کافی جمع ہو جاوے گا اُسوقت مدرسۃ العلوم بھی قائم ہو جائیگا *

میری تجویز میں جو میں نے پیش کی ہی اُس میں میں نے یہ بھی خواہش کی ہی کہ اس کمیٹی کا نام بجائے کمیٹی مدرسۃ العلوم کے کمیٹی دارالعلوم رکھا جاوے اور میں تحریک کرتا ہوں کہ اس تہذیب سے تبدیل نام کے لیئے بھی اور ممبروں سے رائے طلب کی جائے *

بعد اس کے سید محمد محمود صاحب نے اپنی تجویز پیش کی جو روٹاں کے اخیر میں مندرج ہی اُس کے سننے کے بعد ممبران موجودہ نے اُس کو پسند کیا اور صدر انجمن نے اس بات کی تحریک کی کہ امور مذکورہ بالا کی نسبت ممبروں سے رائے طلب ہو اور یہ تجویز چھاپہ ہو کر جملہ ممبروں کے پاس اور نیز جن اخبار نویسوں کے پاس مناسب ہو اُن کے پاس بھی بھیجی جائے اور جو کہ گورنمنٹ شمالی مغربی اضلاع اور نیز گورنمنٹ ہندوستان نے بذریعہ اپنی چٹھیا کے اس مدرسہ کے لیئے گرینٹ ان ایڈ مرحمت کرنے کا وعدہ کیا ہی اس لیئے چند کانپیاں اُن دونوں گورنمنٹوں میں بھیجی جائیں اس امید سے کہ گورنمنٹ بھی یہ تجویز پسند فرمائیگی اور اگر اس تدبیر کے موافق کالج یا اسکول قائم ہو تو اُس کو گرینٹ ان ایڈ سے مدد دیگی *

مولوی محمد عارف صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے شکریدہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پرخاست ہوئی *

دستخط

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سکریٹری

صدر انجمن نے فرمایا کہ ہرگاہ ہاں ممبروں میں سے سینتالیس ممبروں نے علیگڈہ میں مدرسۃ العلوم قائم ہونے پر اتفاق رائے کیا تو اب اس بات کا تصدیق طعی ہو گیا کہ علیگڈہ میں مدرسۃ العلوم قائم ہوگا اور اس بات کی تحریک کی کہ سکریٹری کو اجازت دی جاوے کہ علیگڈہ میں خیرۃ اُس کے قرب و جوار کے اضلاع میں مدرسۃ العلوم کے لیئے جائداد خرید کریں *

مرزا رحمہ اللہ بیک صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکریٹری نے کہا کہ دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی میں ذر جائدہ سے صرف گورنمنٹ پرامیسری ٹوٹ یا روزیہ ہاے دوامی جنگا ذکر ایکٹ ۴۳ سنہ ۱۸۷۱ ع میں ہی یا بنگ آف بنگال کے حصہ یا اراضی معافی دوامی کے خریدنے کی اجازت ہی مگر سوائے پرامیسری ٹوٹ کے جسکو ہم خود اس وجہ سے کہ اُس سے منافع بہت قلیل حاصل ہوتا ہی خریدنا نہیں چاہتے اور کسی قسم کی جائداد اقسام جائداد مذکورہ بالا میں سے دستیاب نہیں ہوتی یا قدرے قلیل بہت گراں قیمت پر ملتی ہی *

تمام تجربہ کار آدمیوں کی یہ رائے ہی کہ دیہات زمینداری مالگداری کے خریدنے میں بھی کچھ نقصان و ہرج متصور نہیں ہی پس میں تحریک کرتا ہوں کہ دفعہ مذکورہ ترمیم ہو اور دیہات زمینداری مالگداری کے خریدنے کی بھی اجازت دی جاوے *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ واسطے ترمیم دفعہ مذکورہ کے جملہ ممبران کمیٹی سے حسب منشاء دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی کے رائے طلب کی جائے *

سید محمد محمود صاحب نے کمیٹی سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ جب میں ولایت میں تھا اور اس کمیٹی کے اس ارادہ کا حال سنا کہ بعد تحقیقات اسباب موانع ترقی تعلیم مسلمانان یہہ ٹھہرا ہی کہ مدرسہ خاص مسلمانوں کے لیئے بنایا جاوے جس میں تعلیم مسلمانوں کے حال کے مناسب ہو اور نیز اس بات کی اطلاع پاکر کہ کمیٹی نے مسجھو حرق مہدی سے مشرف کیا ہی میں نے اس بات پر توجہ کی کہ ولایت کے اسکولوں اور کالجوں اور پرنسپلوں کے انتظام اور طریقہ تعلیم کو دیکھوں اور ایک تدبیر جو کہ میری رائے میں ہماری قوم کے حالات کے مناسب ہو بصلاح و مشورہ ولایت کے نامی و قابل احباب کے اس مدرسۃ العلوم کے لیئے طیار کر کے کمیٹی میں پیش کروں چنانچہ

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

A SCHEME

FOR THE PROPOSED

MOHAMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE,

BY

SYED MOHD. MAHMOOD ESQUIRE,

Member of the Mohammedan Anglo-Oriental
College Fund Committee.

Before offering any remarks upon the scheme to be adopted at the proposed Institution, I may be allowed to bring to the notice of the Committee, a word which appears to me to have been used by mistake. This Committee calls itself "The Mohammedan Anglo-Oriental College Fund Committee." I think what we mean to found is not a *College*, but a *University*, and I hope the members will consent to my proposal, that instead of the word *College* the word *University* may be substituted.

I beg to lay before the Committee the following remarks, on the management and the course of study, to be adopted at the proposed University:—

1stly. I have to mention first of all that the management of this Institution should be perfectly free from any control of the Government, beyond mere supervision.

2ndly. That the University should secure for itself sufficient annual income to keep it independent of any external aid.

3rdly. That subjects which are not exactly of any practical importance, but which improve the mind, should also be taught.

طریقہ انتظام و سلسلہ تعلیم

جسٹن پر

مجوزہ مدرسہ العلوم مسلمانان میں ہونا چاہیئے

مجوزہ

سید محمد محمود ممبر مجاس خزانہ البصاعہ لتأسيس
مدرستہ العلوم للمسلمین *

قبل اسکے کہ میں اپنی رائے طریقہ تعلیم پر جو مجوزہ مدرسہ العلوم میں ہونا چاہیئے بیان کروں کمیٹی کو اسکے نام کی طرف توجہ دلائیگی آرزو رکھتا ہوں جس میں ایک لفظ میں سمجھتا ہوں کہ سہرا داخل ہوا ہے۔ اس کمیٹی نے انگریزی زبان میں اپنا نام محمدن اینگلو اورینٹل کالج فنڈ کمیٹی رکھا ہے اور کالج کی جگہ عربی نام میں مدرسہ العلوم ترجمہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری غرض صرف ایک مدرسہ یا کالج ہی قائم کرنا نہیں ہے بلکہ ایک یونیورسٹی قائم کرنا ہے اور جسکو دارالعلوم کہنا چاہیئے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ ممبران کمیٹی اس بات کو پسند کریں گے کہ بجای لفظ کالج کے لفظ یونیورسٹی کا اور بجای لفظ مدرسہ العلوم کے لفظ دارالعلوم کا داخل کیا جائے ⑤

دفعہ ۲— اب میں اس کمیٹی کے سامنے مفصلہ ذیل تجویزیں نسبت بندوبست اور سلسلہ تعلیم کے جو مجوزہ دارالعلوم میں ہونا چاہیئے پیش کرتا ہوں:—

۱— سب سے پہلے مجھکو یہ بیان کرنا چاہیئے کہ بجز اسکے کہ گورنمنٹ نگران حال رہے اور کسی قسم کی مداخلت گورنمنٹ کی اس دارالعلوم میں نہ ہونی چاہیئے ⑥

۲— اس دارالعلوم کے پاس مستقل آمدنی اسقدر ہو جائے چاہیئے کہ کسی بیرونی مدد کی محتاج نہ رہے ⑥

۳— وہ علوم بھی جو کہ روز مرہ کار آمد تو نہیں ہوتی مگر اونسے ذہن کو اور لیاقت اور استعداد کو ترقی ہوتی ہے اس دارالعلوم میں پڑھائی جائیں ⑥

۴— ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ جو طالب علم سلسلہ تعلیم

4thly. That success in the course of study, appointed by the University, should bring with it pecuniary advantages to the students.

5thly. That at the end of a successful course of study, emoluments should be offered to successful students without any special duties attached to them.

6thly. That residence within the precincts of the University and under its discipline, should be as indispensable as education in the course of study itself.

The above-mentioned six conditions I consider to be of the greatest importance to any Educational Institution, particularly to a University in India. I am so convinced of this, that I can without hesitation say, that unless these are adopted any attempt toward real education and enlightenment of my countrymen must be a failure.

With regard to the *first* condition, I have to state, that unless a sum, large enough to afford a revenue sufficient to cover the necessary expenditure of the University is raised, the thought of founding any thing like the Institution now proposed by the Committee should be at once discharged from the mind. As long as we depend upon Government for wants which are essentially of a domestic nature, as education necessarily is, we really expect to get what is simply impossible to obtain. The best Educational Institutions in Europe are either entirely or next to entirely free from any control of the Government of the country, and this, in countries where the rulers belong to the nation whose education is to be conducted. With how much greater force does this argument hold good in the case of India where the Government is almost wholly composed of persons belonging to a nation, totally different from us in language, in religion, and in mode of thought

میں کامیاب ہو اوسے کے ساتھ اوسکو انعام اور وظیفہ بھی ملے ۵

۵۔ سلسلہ تعلیم ختم ہونے کے بعد اگر کسی طالب علم کی عمدہ کامیابی تحصیل علوم میں ثابت ہو تو اوسکو بلا شرط خدمت صرف اوسکے ترقی علوم میں مصروف رہنے کے صلہ میں ایک معتدبہ وظیفہ ملنا چاہیئے ۵

۶۔ طالب علموں کا اور وظیفہ ترقی علوم پانے والوں کا دارالعلوم میں رہنا اور اوسکی قواعد کا پابند ہونا مثل تعلیم کے ضروری سمجھنا چاہیئے ۵

دفعہ ۳۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہہ امور ششگانه ہر ایک مدرسہ کے لیئے اور بالتخصیص ایک دارالعلوم کے لیئے جو ہندوستان میں مسلمانوں کے لیئے قائم ہو نہایت مقدم ہیں۔ اور مجھکو اِسبات پر ایسا یقین ہی کہ میں بلا قائل کہتا ہوں کہ جب تک یہہ باتیں نہ اختیار کی جاویں گی اوسوقت تک کوئی کوشش میرے ہموطنوں کی اصلی تعلیم و تربیت کی ترقی کے لیئے کامیاب نہو گی ۵

بیان امر اول

دفعہ ۴۔ نسبت پہلی امر کے مجھکو یہہ بیان کرنا ہی کہ جب تک اسقدر روپیہ اور جائیداد جسکی آمدنی ضروری اخراجات دارالعلوم کو کافی ہو جمع نہو جاوے اوسوقت تک اِس قسم کی شی کے قائم کرنے کا خیال دل سے نکالتی کر نکال ڈالنا چاہیئے۔ جب تک کہ ہم ایسی حاجتوں کی نسبت بھی جو ہمارے ذاتی بہتوں سے متعلق ہیں (جیسکے تعالیم) گورنمنٹ پر بھروسہ کریں گے تو در حقیقت اوس شی کے حاصل کرنے کی توقع کرتے ہیں جسکا حاصل کرنا بالکل ناممکن ہی۔ سب سے عمدہ مدارس تعلیم علوم کے یورپ میں بھی بالکل یا قریب اوسکے اوس ملک کی گورنمنٹ کی مداخلت اور انتظام سے علاحدہ ہیں اور یہہ بات اون ملکزمین ہی جہاں کی گورنمنٹ اوسے قوم کی ہی جسکی کہ تعلیم منظور ہی پس یہہ دلیل ہندوستان میں کسقدر زیادہ قوی ہو جاتی ہی جہاں کہ گورنمنٹ قریباً کل کے مرکب ہی اون ارگوں سے جو اوس قوم کے دیں جنکی زبان اور مذہب اور خیالات ہم سے بالکل مختلف ہیں۔ اِس بیان سے میری یہہ غرض نہیں ہی کہ میں اون تینوں چیزوں کے کچھہ برخلاف کہنا چاہتا ہوں یا اونہیں اور اپنے میں مجھکو کچھہ مقابلہ کرنا منظور ہی بلکہ صرف اپنی دلیل کو قوی کرنے کے لیئے کہتا ہوں کہ یہہ بات قریباً غیر ممکن کے ہی کہ برٹش گورنمنٹ ہمارے حاجتوں کو جو تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتی ہیں پورا پورا سمجھے یا اونکا کامل طرز پر بندوبست کر سکے۔ حد سے حد جو

By saying so, I simply mean to support my argument that it is next to impossible for the British Government in India to understand fully our wants with respect to education, or to superintend it in any perfect manner. The utmost that we can expect from an enlightened Government is to receive—what we in fact do receive from our Government,—encouragement and patronage. If our University is intended to give sound education, the English Government as a matter of course will patronize such an Institution, and if any direct pecuniary aid is given to us we should not be unwilling to put our University under the Government supervision, provided no interference is made in the management of the Institution. Under the liberal patronage of the Government, we can carry out our plans with far greater facility and success than the Government, under the existing circumstances, can possibly do. I therefore hope that the Committee will not refuse to concede this point which I consider to be of the greatest significance.

The *second* consideration hardly needs any elucidation. It is evident that no great project can be undertaken without first securing the means for its accomplishment. Colleges supported by mere annual or monthly subscriptions, have invariably failed in India, and it would simply be absurd to establish a University without a certainty of its continuance and prosperity hereafter.

But the *third* point, I am afraid, will call forth some opposition from you. You will perhaps say that the wants of our community in India, are chiefly of a practical nature, and it is useless to attempt to give what is not urgently needed at present. For my own part, I certainly think that our wants *at present* are more of a theoretical than of a practical nature. Any education must be unsound which does not enlighten the mind, and if we content

ایک تربیت یافتہ اور روشن ضمیر گورنمنٹ سے ہو سکتی ہی وہ اس شے کا حاصل کرنا ہی جو اب بھی ہمکو حاصل ہی یعنی دل بڑھانا اور مربی ہونا۔ اگر ہمارے دارالعلوم سے عمدہ تعلیم پانی مقصود ہی تو انگریزی گورنمنٹ خود بخود ہمارے دارالعلوم کی مربی ہوگی۔ اور اگر کچھ روپیہ کی مدد ہمکو گورنمنٹ دیگی تو ہمکو گورنمنٹ کی نگرانی کرنے پر کچھ عذر نہوگا بشرطیکہ ہمارے انتظام میں کچھ مداخلت نہو۔ گورنمنٹ کی مربیانہ اور فیاضانہ مدد سے ہم اپنے تدبیر کو بے نسبت اسکے جو گورنمنٹ موجودہ حالات میں کر سکتی ہی بہت زیادہ آسانی اور کامیابی سے انجام کو پہونچا سکتے ہیں۔ اسلئے میں اُمید کرتا ہوں کہ کمیٹی اس امر کے منظور کرنے میں کچھ بھی تامل نہ کرے گی جسکو میں سب سے زیادہ مقدم سمجھتا ہوں ۵

بیان امر دوم

دفعہ ۵۔ دوسرا امر جو میں نے بیان کیا کچھ تشریح کا محتاج نہیں ہی۔ ظاہر ہی کہ کوئی بڑا کام اختیار نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اسکے تکمیل کی وسیلے اول مہیا نہو جارہیں مدارس جو کہ سالانہ یا ماہوار چندوں سے جاری کیٹی جاتی ہیں انکی استحکام پر کچھ بھروسہ نہیں ہوتا اور نہ اس چندے کے بھروسہ پر کوئی عمدہ اور مستقل کام کیا جا سکتا ہی اور تجربہ سے ظاہر ہوا ہی کہ ہندوستان میں جسقدر مدرسے اسطرح پر جاری ہوئے بغیر کسی استثنا کے انجام کو ناکامیاب ہوئے اور یہ بات نہایت ہی بیہودہ ہوگی اگر ایسا بڑا عظیم الشان دارالعلوم اسکے ہمیشہ چلنے اور سرسبز رہنے کی طمانیت کے بغیر بنا کیا جاوے ۵

بیان امر سوم

دفعہ ۶۔ مجھے اندیشہ ہی کہ آپ اس امر کی نسبت مجھے کچھ مخالفت کریں گے شاید آپ یہہ کہیں کہ ہمارے قوم کی حاجتیں فی زمانہ روز مرہ کی بکار آمد چیزوں کی ہیں اور اسلئے اون چیزوں کے مہیا کرنے کی طرف کوشش کرنا جنکی بالفعل ہمکو ضرورت نہیں ہی بیفایده ہی۔ مگر میں یقیناً خیال کرتا ہوں کہ اب بھی ہمکو بے نسبت روز مرہ کے بکار آمد تعلیم کے اصولی تعلیم کی زیادہ تر حاجت ہی۔ جو تعلیم کہ دل کو روشن نہیں کرتے اور عقل اور اخلاق کو کامل ترقی پر نہیں پہونچاتی وہ ہمیشہ ناکامل متصور کیجاتی ہی اور اگر ہم صرف روز مرہ کی بکار آمد تعلیم پر قناعت کریں تو ہمارے قوم کے عمدہ سے عمدہ طالب علم اپنے قوم کے لیئے اون لوگوں سے جنہوں نے ہمارے اس دارالعلوم میں تعلیم نہ پائی ہو کچھ زیادہ فایده پہونچانے والے نہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں

ourselves with mere practical education, our best students will be of no greater use to the community than those who never go through the course of our University. I consider that, by far the greatest benefit, which ought to accrue from our University, is to change the mode of thought of our students, and thus to produce men who may afterwards prove as so many instruments in the hands of the University, for spreading enlightened notions amongst the people at large. If we fail in gaining this object, we must really consider the University as a failure too. But if the University succeeds in producing a class of young Musalmans, having enlightened and progressive ideas, I have no doubt, the result will be of unbounded benefit. Wherever a student of our University will go, there will also go with him the notions which it is the object of our endeavours to spread, and the Musalman community will every day become more alive to their present condition, and more zealous to further the cause of enlightened education. Mere practical education is really no enlightened education, and if the University does not afford sound and deep knowledge, it can hardly be supposed to be worthy of any great consideration.

Respecting the *fourth* and *fifth* points, I have only to say that pecuniary rewards are a great encouragement to study, even in the most civilized countries of Europe, and in India, where wealth and intellectual exertion seldom go together, they are more than encouragement. It often happens that those who wish to learn must have least to maintain themselves, and in such cases pecuniary emoluments can not fail to produce good scholars.

The *sixth* point is of the most vital importance. It is to be the chief distinctive feature between our own Institution and the Universities which already exist in India. The mode

کہ سب سے بڑا فائدہ ہمارے اس دارالعلوم کا یہ ہونا چاہیئے کہ مباحث علمی میں ہمارے طالب علموں کے طرز خیال میں تبدیلی اور ترقی ہو۔ اور اس تعلیم سے ایسے اشخاص پیدا ہوں کہ گویا وہ اس دارالعلوم کے لیئے عام لوگوں میں عام پھیلائے اور مہذب خیالات اور عمدہ اخلاق سکھانے کے لیئے مثل ارڈار کے ہوں۔ اگر اب ہم اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے پر نا کامیاب ہوں تو ہم کو اپنے اس دارالعلوم کو بھی ایک نا کامیاب شی تصور کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ دارالعلوم جو ان مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت پیدا کرنے میں کامیاب ہو چنکی خیالات مہذب اور ترقی کی طرف مایل ہوں تو مجھ کو کچھ شک نہیں ہے کہ اوسکا نتیجہ بے انتہا فواید سے مالا مال ہوگا۔ جہاں کہیں ہمارے دارالعلوم کا طالب علم چلا جاویگا اوسکے ساتھ ہی وہ عمدہ اور مہذب اور ترقی کرنے والی خیالات اور زندہ علم اور اصلی اخلاق بیاویں گی جنکا تعلیم دینا اور پھیلانا ہمارے دارالعلوم کا مقصد ہے اور مسلمان روز بروز زیادہ تر اپنی حالت موجودہ پر غور کریں گے اور روشن ضمیر تعلیم پھیلانے میں نہایت گرمجوشی سے کوشش کرنے لگیں گے۔ صرف روز مرہ کی بکرا آمد تعلیم جو ایک اوپری تعلیم ہوتی ہے کچھ روشن ضمیر تعلیم شمار نہیں کی جا سکتی۔ اور اگر یہ دارالعلوم نہایت عمیق اور مستحکم اور اعلیٰ علوم نہ بخشیں گے تو اوسکو ادب اور عزت اور فخر قومی کے لائق سمجھنا مشکل ہوگا ۵

بیڈان امر چارم و پنجم

دفعہ ۷۔ ان دونوں امروں کی نسبت مجھ کو إسقدر کہنا ہے کہ روپیہ ہی کا فائدہ علم سیکھنے پر بہت بڑا رغبت دلانے والا اور تعلیم کو ترقی کرنے والا ہے نہایت تربیت یافتہ ملکوں میں بھی اور ہندوستان میں بھی جہاں کہ دولت اور علم ایک جگہ بہت کم جمع ہوتا ہے روپیہ کا فائدہ تعلیم پر صرف رغبت دلانے اور تعلیم کی ترقی کرنے سے بھی زیادہ فائدہ مند ہوگا۔ یہ اکثر ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو بہت زیادہ علم حاصل کرنا چاہتے ہیں اونکے پاس اپنی گذران کرنے کے لیئے بھی بہت کم وسیلے ہوتی ہیں اور ایسی حالت میں روپیہ کا فائدہ ہمیشہ ترقی طالب علم پیدا کرنے میں خطا نہ کرینگا ۵

بیڈان امر ششم

دفعہ ۸۔ یہ امر سب سے زیادہ مقدم ہے اور وہ بڑا امتیاز ہے دینیان ہمارے معجزہ دارالعلوم کے اور ان یونیورسٹیوں کی جو کہ اب ہندوستان میں موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ طرز معشرت مسلمانوں کی اونکے تعلیم سے بھی زیادہ محتاج ترقی کی

of life amongst the Musalmans of India requires far greater reform than even their mode of education. And unless we bring a large number of students and able teachers together in one place, and form a society of their own, whose notions and objects should be different from the present society of Indian Musalmans, no educational project can be carried out to any considerable extent. The Government Educational Institutions have lost a great deal of their utility on account of the difficulty of introducing any change in the life of their students, and our University can do no better if residence of students within the precincts of the University and under its discipline, is not enforced.

If the Committee will consent to adopt the above-mentioned *primary* considerations, I have to submit to their notice the following scheme of the course of study to be pursued at the proposed University :—

The University should be divided into two departments :—

- I. THE SCHOOL.
- II. THE COLLEGE.

I. THE SCHOOL.

The object of the School Department is to secure for the College, a certain number of undergraduates properly prepared to go through the course of the University, and also to give facilities to boys, too young to reside within the precincts of the school, whose parents, residing in the University Town or where the University has established a school, should intend to send them afterwards to the College. These schools should be considered no more than a preparatory step for those who ultimately intend to join the University. In fact this Department will have no

ہی اور جب تک کہ ہم ایک بڑی گروہ طلب علموں اور اتالیقوں کو ایک جگہ جمع نہ کریں گے اور اونکو ایسی صحبت میں نہ رکھیں گے جسکی خیالات اور مقاصد مسلمان لڑکوں کی حال کی صحبت کی بُرائی اور خرابی اور عیوب سے پاک ہوں اوسوقت تک کوئی تدبیر تعلیم کی اور اپنے قوم کو اخلاق اور عادات نا ملایم سے محفوظ رکھنے کی نہیں چل سکتی ہے۔ گورنمنٹ کالجوں کا فائدہ اس وجہ سے کہ گورنمنٹ طرز معاشرت طلباء میں کچھ اصلاح نہیں کر سکتی کچھ بہت کامیاب نہیں ہوا ہے اور اگر ہمارا دارالعلوم طالب علموں کا اور اتالیقوں کا ایک جگہ ساتھ رہنا اور طالب علموں کا خراب صحبتوں سے علاحدہ کرنا اور اونکا دارالعلوم ہی میں سکونت اختیار کرنا اور اوسے قواعد کو بجالانا ضرور نہ تصور کریگا تو اس سے کچھ بہتر نتیجہ حاصل نہ ہوگا ۵

دفعہ ۹۔ اگر کمیٹی امورات مذکورہ بالا کو جو سب سے اقدم ہمیں منظور کر لے تو اون کے درپر مفصلہ ذیل تدبیر سلسلہ تعلیم کی جو ہمارے مقبوضہ دارالعلوم کو اختیار کرنی چاہیئے پیش کرتا ہوں ۵

دفعہ ۱۰۔ ہمارے دارالعلوم کی دو دپارٹمنٹ یعنی صیغے ہونی چاہیئیں ۵

اول۔ اسکول دپارٹمنٹ یعنی صیغہ مدرسہ ۵
دویم۔ کالج دپارٹمنٹ یعنی صیغہ مدرسۃ العلوم ۵

بیان صیغہ اول یعنی صیغہ مدرسہ

دفعہ ۱۱ ضمن ۱۔ صیغہ مدرسہ کا مقصد یہ ہے کہ دارالعلوم کی مدرسۃ العلوم کے لئے ایک گروہ طالب علموں کا جو دارالعلوم میں علوم سیکھنے کے لائق ہوں مہیا کرے اور یہ بھی غرض ہے کہ وہ لڑکے جنکی عمر مدرسہ میں رہنے کے لائق نہیں ہے اور جنکی والدین اوسے شہر میں رہتی ہوں جہاں دارالعلوم قائم ہو یا اوس شہر میں رہتی ہوں جہاں ہمارے دارالعلوم نے اپنا کوئی مدرسہ قائم کیا ہو اور اپنے لڑکوں کو مدرسہ کی تعلیم کے بعد دارالعلوم میں داخل کرنا چاہتے ہوں اس مدرسہ میں اپنے لڑکوں کو پڑھا سکیں اس مدرسہ کو اون لوگوں کے لئے جو دارالعلوم میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں آئندہ کے ترقی کی سیرت سے زیادہ نہ سمجھنا چاہیئے در حقیقت اس صیغہ کو بجز اسکے کہ دارالعلوم سے اوسکا اہتمام اور نگرانی ہو اور کچھ زیادہ تعاق نہ ہوگا ۵

۲۔ اس مدرسہ کے لئے مکانات اوس درپہ سے بننی چاہیئیں جو کمیٹی جمع کرے اور اوس میں پڑھانے کی کمرے اور

connection with the University beyond mere supervision and management.

The buildings for these schools should be erected from the funds raised by this Committee. And the buildings will consist of lecture rooms and a boarding house to hold a suitable number of boys.

The expenses of the establishments are to be paid partly from the University chest, and partly from the tuition fees. The expenses of the boarding-house should be paid by the boarders themselves. The University might only undertake to keep the school and boarding-house buildings in proper repairs.

Residence in the boarding-house should be quite optional since residence at the University will count only from the date of Matriculation.

The education given by these schools will be of an elementary nature, and the admission of boys will be left entirely to the judgment of the Head of the School.

The Head Master of the school may be a Fellow of the University.

The average age of a student entering the School may be not more than 10 years if he joins the lowest Form. But in exceptional cases the Headmaster will have power to admit boys above that age, after recording the especial reasons which induce him to make such an exception.

The School course is to extend over 5 years and will include :—

1. Persian,—*Language, Literature and Composition.*
2. Arithmetic.
3. Algebra. (*Elementary*).
4. Elements of Euclid.
5. History of India.

طالب علموں کے رہنے کی مکانات ہونی لازم ہیں جنہیں مناسب تعداد کے لڑکے رہ سکیں ۛ

ۛ—اس مدرسہ کے اخراجات کچھ دارالعلوم کی طرف سے دی جارہیں گے اور کچھ اوس فیس سے جو طالب علموں سے لیجاوے گی اور اخراجات سکونت ہر ایک شخص اپنا آپ دیکھا صرف مکانات کی درستی اور مرمت دارالعلوم سے متعلق رہیگی ۛ

ۛ—اس مدرسہ میں سکونت اختیار کرنا طالب علم کی مرضی پر منحصر ہوگا کیونکہ طالب علموں کا دارالعلوم میں سکونت پذیر ہونا اوسوقت سے شمار ہوگا جبکہ طالب علم مدرسۃالعلوم میں داخل ہوں گے ۛ

ۛ—اس مدرسہ میں صرف ابتدائی تعلیم ہوگی اور طالب علموں کا داخل ہونا مدرس اول کی راہ پر منحصر ہوگا ۛ

ۛ—اس مدرسہ میں مدرس اول جو شخص ہوگا وہ دارالعلوم کا فلو یعنی رفیق وظیفہ دار ہوگا ۛ

ۛ—نخبینی عمر طالب علم کی جو اس مدرسہ کی سب سے ادنی جماعت میں داخل ہووے دس برس سے زیادہ ہونے نہیں چاہیئے مگر خاص صورتوں میں مدرس اول کو اختیار ہوگا کہ کسی لڑکے کو جسکی عمر اوس سے زیادہ ہو مدرسہ میں داخل کر لے اور اوی خاص وجوہات کو کتاب داخلہ میں لکھدے جنکی سبب سے اوسکو داخل کیا ہی ۛ

ۛ—اس مدرسہ میں پانچ برس تک برابر پڑھنا پڑیگا اور مفصلہ ذیل علوم اوس میں پڑھائی جاویں گے ۛ

ۛ—فارسی زبان * اور فارسی کا عام انشاء ۛ

ۛ—حساب ۛ

ۛ—چمبر مقابلہ ابتدائی ۛ

ۛ—تکریر اقلیدس ۛ

ۛ—تاریخ ہندوستان ۛ

ۛ—جغرافیہ ۛ

ۛ—انگریزی زبان ابتدائی ۛ

ۛ—عربی زبان ابتدائی اور ضروری کتب مذہبی ۛ

* فارسی زبان کی تعلیم اسطرح پر ہونی چاہیئے جسکے ساتھ اردو زبان کی صرف نحو اور فرق معادرات فارسی و اردو معلوم ہوتا جاوے ۛ

6. Geography. (*General*).
7. English. (*Elementary*).
8. Religious Instruction.
9. Arabic (*Voluntary*).

There may be not more than five hour's attendance at the School.

Boarding students will have to observe the discipline which the Headmaster may think proper for the management of the school.

The Staff of Teachers may consist of:—

1. The Headmaster who will receive (besides his fellowship allowance,) $\left. \begin{array}{l} \text{Monthly Salary} \\ \text{of Rs., 200} \end{array} \right\}$
2. Teacher of English, 60
3. " Arabic and Mahomedan Theology, . $\left\{ \begin{array}{l} \text{Two,} \end{array} \right\}$ 60
4. " Mathematics, 30
5. " Persian, 20
6. " History and Geography, 20
7. " Hand writing, (*Persian*,) 20
8. " Do. (*English*,) 20

Total, Rs., 430

At the end of every year the University may appoint a Committee to examine the boys, and award prizes and scholarships to deserving students. There may be twenty Scholarships, each tenable for one year. At the end of the year, the student may be appointed a Scholar again, if the result of his examination deserves such a favour. The Scholarships may be:—

10	of Rs. 5, monthly,...	=	Rs. 50
6	" 7,	=	" 42
4	" 10,	=	" 40

Total, Rs., 132

۹—ہر روز پانچ گھنٹہ مدرسہ میں پڑھائی ہوئی چاہیئے
—یعنی اپنے مکان پر پڑھنے اور پڑھا ہوا یاد کرنے کے سوا ۵
۱۰—جو طالب علم کہ مدرسہ میں سکونت بھی اختیار کریں
اونکو اذن قواعد کی پابندی ضرور ہوگی جو مدرسہ اول
مقرر کرے ۵

۱۱—اس مدرسہ میں حسب تفصیل ذیل مدرس ہونی
چاہیئیں ۵

- ۱—مدرسہ اول جسکی تنخواہ علاوہ اس وظیفہ کے جو
بسیب رفیق دارالعلوم ہونے کے اوسکو ملیگا
ہوگی ۵
- ۲—مدرسہ انگریزی ۵
- ۳—مدرسہ عربی و مذہب شیعہ و سنی دو
مدرسہ ۵
- ۴—مدرسہ حساب و ریاضی ۵
- ۵—مدرسہ فارسی ۵
- ۶—مدرسہ تاریخ و جغرافیہ ۵
- ۷—خوش نویس فارسی ۵
- ۸—خوش نویس انگریزی ۵

میزان کل اسامہ

۱۲—ہر سال کے اخیر پر دارالعلوم کی طرف سے طالب علموں
کی امتحان کے لیئے ایک کمیٹی مقرر ہوگی اور لائق
طالب علموں کو انعام اور وظیفہ ملیگا ۵

۱۳—اس مدرسہ میں بیس وظیفہ حسب مندرجہ ذیل مقرر
ہوئی چاہیئیں جو کہ ہر ایک طالب علم کو ایک سال تک
مابین کے اخیر سال پر اگر نتیجہ طالب علم کے امتحان کا
اچھا ہو تو پھر وہ وظیفہ دار مقرر ہو سکیگا ۵

نفسد وظیفوں کی بہہ ہی

میزان	تعداد تنخواہ ماہواری	تعداد وظیفہ
۵	ص	۱۰
۷	مع	۶
۱۰	ع	۴
۱۳	ع	۲۰

The amount of Prizes will depend upon the funds of the school and the income arising from the tuition fees of the boys.

It is to be hoped, that benevolent persons may endow the school with money whose interest may be spent in awarding Prizes for merit in some especial subjects of study.

The Head Master will have power to hold my examinations before the Annual Examination above mentioned. But these examinations will be no test to the University nor any Prizes or Scholarships will be awarded for merit. But if the result of a Scholar's examination is very unsatisfactory the Head Master will have power to report accordingly to the University for withdrawal of the Scholarship from such student.

The examination held at the end of the five years' course at the School, will also serve to be the test for admitting boys to the College Department of the University. No student should be admitted to the College Department who fails to show sufficient proficiency in the subjects of Examination, or who has passed his 18th birthday.

In the School there will be an hour every day during the five years, for religious instruction in simple and necessary points of Mahomedan Theology. No controversial point of Theology should be included in the course, and strict regard should be paid to choosing books, which contain doctrines received in general by the Mussulmans of India.

Boys of the Imama persuasion will have to receive religious instruction from a teacher of their own persuasion.

A boy entering the College Department of the University is expected to be acquainted with the general principles and doctrines of the Mahomedan religion, to make it unnecessary

۱۲۔ مقدار انعاموں کی مدرسہ کی آمدنی اور فیس کی آمدنی پر منحصر ہونی چاہیئے •

۱۵۔ امید ہی کہ نیک دل آدمی اس مدرسہ کو اس قدر روپیہ دیں گے جسکی آمدنی سے خاص خاص مضمونوں میں لیاقت پیدا کرنے پر طالب علمین کو انعام مل سکے •

۱۶۔ مدرس اول کو اختیار ہوگا کہ سالانہ امتحان مذکورہ بالا سے پہلے بچے امتحان مناسب سمجھے لیوے مگر ان امتحانوں سے دارالعلوم کو کچھ غرض نہ ہوگی اور نہ اس امتحان کے نتیجوں پر امتحان یا وظیفہ دیا جاویگا لیکن اگر نتیجہ کسی وظیفہ دار طالب علم کے امتحان کا نہایت خراب ہو تو مدرس اول کو دارالعلوم میں اوسکی رپورٹ کرنیکا اختیار ہوگا تاکہ اوس طالب علم کا وظیفہ بند ہو جاوے •

۱۷۔ جو امتحان کہ پانچ برس کی پڑھائی کے بعد ہوگا وہ صیغہ مدرسۃ العلوم میں داخل ہونے کے لیاقت کی ثبوت کا وسیلہ بھی سمجھا جاویگا۔ کوئی طالب علم جو کہ اس امتحان کے مضامین میں کافی لیاقت نہ دکھائی گا یا اوسکی عمر اتھارہ برس سے زیادہ ہو گئی ہوگی کالج میں داخل نہر سکیگا •

۱۸۔ اس مدرسہ میں ہر روز پانچ برس تک ایک گھنٹہ مذہبی تعلیم کا ہوگا اور سیدھی سادی ضروری مسائل اسلام کی سکھائی جاوینگے مباحث مذہبی اور دقائق احکام اسلام جو علم کلام سے علافہ رکھتے ہیں اس سلسلہ تعلیم میں داخل نہونگی اور اسبات کا بہت لحاظ کیا جاویگا کہ جو کتابیں مذہبی پڑھانیکو انتخاب کی جاویں وہ ایسے ہوں جن کی تعلیم پر عموماً مسلمانان ہندوستان متفق ہوں لڑکے جو امامیہ مذہب کے ہوں گے اونکو اونہی کی مذہب کا مدرس مذہبی تعلیم دیگا •

۱۹۔ اس مدرسہ کی تعلیم کے بعد ہر ایک طالب علم جو مدرسۃ العلوم میں داخل ہوگا اوسکو بالضرور ایسی لیاقت ہوگی جو عام اور ضروری اصول اور مسائل اسلام سے واقف ہوگا اور اسلئے آئندہ مدرسۃ العلوم میں مذہبی علوم کے پڑھنے پر جبر کرنے کی ضرورت نہہیگی بلکہ جس طالب علم کو اور زیادہ دینیات کا پڑھنا اور اوسکو اعلیٰ درجہ کی تکمیل تک پہونچانا منظور ہوگا اوسکو پڑھے جائیکا اختیار ہوگا چہا کہ آئندہ اسکا بیان آویگا •

for the University to enforce any further compulsory religious instruction. Of course every student will have a perfect right to study the Theology of his religion in particular, as will hereafter be detailed.

II. THE COLLEGE.

The College may be divided into two Departments :—

- 1 The Lower.
- 2 The Upper.

The object of the Lower department is to afford instruction in the *general* branches of knowledge necessary for a liberal education.

The Upper Department is meant to afford sound and deep education in one *Special* branch of knowledge, at the choice of the student.

The course of the Lower Department will extend over 4 years. There may be not more than three hour's Lectures every day.

The course of study for the Lower Department of the College will comprise the following subjects :—

I Any two of the following languages :—

- | | | |
|---|---|-----|
| 1 | Arabic, (<i>language and literature</i>). | |
| 2 | English. | Do. |
| 3 | Sanskrit. | Do. |
| 4 | Latin. | Do. |
| 5 | Greek. | Do. |

II * MATHEMATICS :—i. e.

Algebra.
Theory of Equations.
Plane Trigonometry.
Spherical Trigonometry.

* This course is required for the B. A. Examination of the London University.

بیان صیفہ دریم یعنی صیفہ مدرسۃ العلوم

دفعہ ۱۲ ضمن ۱—مدرسۃ العلوم کے دو درجے ہونگے •

ایک—ادنی

دوسرا—اعلیٰ

۲—مدرسۃ العلوم کے درجہ ادنیٰ کا مقصد علوم کی عام شاخوں میں تعلیم دینا ہوگا جو ایک روشن ضمیر اور ذہن اور عقل کی کھول دینے والی تعلیم کے لیئے ضرور ہی •

۳—مدرسۃ العلوم کے اعلیٰ درجہ کا مقصد کسی خاص علم میں جسکو کہ طالب علم پسند کرے نہایت عمیق اور قوی اور انتہائی تعلیم دینا ہوگا •

۴—ادنیٰ درجہ مدرسۃ العلوم کی پڑھائی چار برس تک ہوگی •

۵—تین گھنٹہ سے زیادہ مدرسۃ العلوم میں سبق نہ پڑھائی جارہیگی •

۶—ادنیٰ درجہ مدرسۃ العلوم میں علوم مفصلہ ذیل پڑھنے ہونگے •

اول—کوئی دو زبانیں مفصلہ ذیل زبانوں میں سے •

۱—عربی—معہ زبان دانی و علم ادب •

۲—انگریزی ایضاً

۳—سنسکرت ایضاً

۴—لیٹن ایضاً

۵—گریک ایضاً

دریم—ریاضی جسمیں مفصلہ ذیل علوم شامل ہیں •

۱—الجبرا یعنی جبر مقابلہ •

۲—تھیوری آف ایکویشنز یعنی اصول مساویں معادلات •

۳—پلین ٹرگنومتری یعنی علم مثلث مستوی •

۴—اسفریکل ٹرگنومتری یعنی علم مثلث کروی •

۵—کانکس یعنی علم مخروطات •

۶—سالڈ جامتری یعنی علم مجسمات •

۷—ڈفرنشل کلوکس یعنی حساب الجبریات •

Conics.**Solid Geometry.****Differential Calculus.****Integral Calculus.****STATICS.**

Elementary Statics, including the Resolution of Forces, the Mechanical Powers, the Centre of Gravity, and simple cases of Equilibrium of bodies or systems of bodies under the action of Gravity.

DYNAMICS.

Elementary Dynamics including the Laws of Motion, and Propositions required for determining the Rectilinear Motion of a body whether free or along inclined planes.

Motion of Projectiles, and the simpler cases of motion round centres of force.

HYDROSTATICS, HYDRAULICS, AND PNEUMATICS.

Elementary Propositions respecting the nature, transmission, and intensity of Fluid Pressures and the Conditions of Equilibrium of floating bodies.

Nature and simple properties of Elastic Fluids; and the Pressures produced by them.

Specific Gravity and modes of Determining it.

The common Pump and Forcing Pump.

The Hydrostatic Press.

The Barometer.

The air-Pump.

The Steam-Engine.

(OPTICS. (Geometrical.)

Laws of Reflexion and Refraction :

Reflexion at plane mirrors, Reflection at spherical mirrors, and Refraction through lenses, the incident pencils being direct.

Separation of Solar light into rays of different colours; Description of the Solar Spectrum. Description of the Eye; Simple Optical In-

۸—انٹگرل ککولس یعنی حساب الکیاٹ ۵

۹—اسٹیٹکس—یعنی علم سکون—اس علم کے یہہ مضامین پڑھائی جاوینگے ۵

ابتدائی مسائل حل کرنے قوتوں کے—قواہی چرنقیل—مرکز ثقل—حالتیں میزان اجسام کی جو ثقل سے پیدا ہوتی ہیں ۵

۱۰—ڈینامکس—یعنی علم الحركت—اس علم میں سے مفصلہ ذیل مضامین پڑھائی جاویں گی ۵

ابتدائی مسائل معہ قانون حرکت اور اشکال جو کہ ایک جسم کی مستقیم حرکت قائم کرنے کے لیے ضرور ہیں خواہ وہ جسم بے کسی روک کے دکھا ہوا ہو یا تھلاو پر ہو—حرکت اشیاء مدفوعہ اور حالتیں حرکت کی گرد مرکز قوت کے ۵

۱۱—ہیڈرواسٹیٹکس یعنی علم ثقل المایعات ہیڈروالکس یعنی علم حرکات المایعات نیو میاتکس یعنی علم ثقل و حرکت ہوا ۵

ان علوم میں سے مفصلہ ذیل مسائل پڑھائی جاوینگے ۵
ابتدائی شکلیں نسبت خاصیت و انتقال اور مقدار دباو مایعات کے اور حالتیں میزان لبرتی ہوئی اجسام کی ۵
خاصیت لچک دار مایعات کی اور دباو جو اوتسے پیدا ہوئے ہیں ۵

ثقل اور طریقے اونکی مقرر کرنے کے ۵

عام پمپ اور زور دینے والا پمپ ۵

شکنجہ پانی کے دباو سے ۵

بیرو میٹر یعنی مقیاس المورسم ۵

ہوا کا پمپ ۵

دخانی کل ۵

۱۲—اپٹکس (جیومیٹریکل) یعنی علم مناظر بالہندسہ اس علم کے یہہ مضامین تعلیم میں ہونگے ۵

قوانین عکس و انعکاس—عکس مسطح اینہ پر—عکس کردی اینہ پر—انعکاس شیشہ میں ہوکر ۵

تفرق ضیاء شمس مختلف رنگ کی کرنوں میں—بیان آفتاب کی مجمع النور کا ۵

truments; Camera-Obscura; Reflecting and Refracting Telescopes.

ACOUSTICS.

Nature of Sounds; mode of Propagations; Musical Tones, and simple propositions respecting them.

OPTICS. (*Physical.*)

Fundamental Hypothesis of the Undulatory theory respecting the Origin and Propagation of light.

General explanation of Interferences; formation of Newton's Rings with the description of simple experiments which elucidate the effects of Interference.

Polarized Light, with the description of simple experimental modes of producing it.

ASTRONOMY.

Systems of Great Circles to which the positions of Heavenly Bodies are referred. Principal phenomena depending on the Motion of the Earth round the Sun, and its Rotatory Motion round its own axis.

General description of the Solar System.

General Explanation of Lunar and Solar Eclipses

III. LOGIC AND RHETORIC.

IV. MENTAL AND MORAL PHILOSOPHY.

V. POLITICAL ECONOMY.

VI. GENERAL HISTORY. (*Ancient and Modern.*)

VII. NATURAL SCIENCE. i. e. Chemistry and one of the following:—

1. Animal Physiology.
2. Geology and Mineralogy.
3. Botany.
4. Zoology.

بیان آنکھ کا۔ آلات متعلق علم مناظر۔ کمیرہ اسکورہ یعنی وہ تاریک خانہ جو ہر دیکھنے والی چیزیں میں ہی نور جسمیں شکلیں مبعورات کے معکوس منعکس ہوتی ہیں۔ درر بینیں عکسی اور انعکاسی ۵

۱۳۔ اکوستکس یعنی علم آواز۔ اس علم کے یہہ مضامین تعلیم میں ہوں گے ۵

خاصیت آوازوں کی۔ طریقہ منتشر ہونے آوازوں کا۔ پیدا ہونا موسیقی آوازوں کا۔ اشکال جو اوس سے متعلق ہیں ۵

۱۴۔ آپٹکس (فزیکل) یعنی علم مناظر طبعی اس علم میں مضامین مندرجہ ذیل تعلیم ہونگے ۵

اصولی مسئلہ نسبت اصلیت و پھیلاؤ روشنی کی ۵

عام بیان عوارض کا۔ بناؤ نیوٹن کے چھلوں کا معہ حال اونکے تجربوں کا جنسے کہ اون عوارض کی اثر ظاہر ہوتی ہیں ۵

قطبی روشنی معہ اون تجربوں کے حال کے جنسے وہ پیدا ہوتی ہی ۵

۱۵۔ استرانی یعنی علم ہئیتہ النجوم۔ اس علم میں مضامین مندرجہ ذیل درس میں ہونگی ۵

الانظام دواہر عظام کا جنسے کہ اجرام سماوی متعلق ہیں ۵

مقدم فنامنا یعنی تغیرات جوالسماء جو زمین کی حرکت گرد آفتاب پر منحصر ہیں۔ زمین کی مستدیر

حرکت گرد اپنی محور کی ۵

عام حال نظام شمسی کا ۵

عام بیان کسوف و خسوف کا ۵

سویہ لاجک اور رگورک یعنی علم منطق و علم بیان ۵

چہارم منزل اور مارل فلازفی یعنی فلسفہ ذہنی و اخلاقی ۵

پنجم پولیٹکل اکونمی یعنی اصول علم النظام و سیاست مدن ۵

ششم تاریخ عام قدیم و جدید ۵

VIII. MOHAMMEDAN THEOLOGY. (*Voluntary*).

The above-mentioned course will occupy the first four years of the student in the College Department. Out of the three daily Lectures, one is to be devoted to Languages, one to Mathematics, and one to the secondary subjects mentioned above.

The Secondary subjects may be taken in this order :-

1st year. General History (*Ancient and Modern*).

2nd „ Logic, Rhetoric, and Political Economy.

3rd „ Mental and Moral Philosophy.

4th „ Natural Science.

The Educational year will be divided into two Terms, each equal to four months and a half. About the end of each Term the students will be examined in the subjects which have engaged their attention during the Term. These examinations will be tests of their diligence, and if the result of the examination of a student holding a scholarship, is very unsatisfactory, the College authorities will have power to withdraw the scholarship from such student.

Besides these examinations, there will also be Annual Examinations, and Prizes and Scholarships will be awarded to deserving students.

At the end of the above-mentioned four years course, an examination will be held, which will correspond to the B. A. Examination in other Universities. It will be indispensable to pass this Examination before a student can be admitted into the Upper Department of the College.

After passing this Examination, the student

ہفتم نیچرل سائنس یعنی علوم طبیعی—اس علم کی مفصلہ ذیل شاخیں پڑھائی جارہیں گی

• کسٹری یعنی علم کیمیا

• اور ایک علم مفصلہ ذیل علوم میں سے

۱—انیمل فزیالوجی یعنی علم تشریح حیوانات

۲—جیالوجی—یعنی علم اندرونی حالات زمین

کا اور مٹرالوجی یعنی علم معدنیات

۳—ہائی یعنی علم نباتات

۴—زوالوجی یعنی علم الکیمیا

ہشتم دینیات یعنی فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ مذہب * اسلام

۷—مذکورہ بالا سلسلہ تعلیم میں طالب علم کو چار برس مدرسۃ العلوم میں صرف کرنے ہونگے اور روز مرہ ایک سبق زبانوں کا ہوگا اور ایک علوم ریاضی پر اور ایک باری باری سے دیگر علوم مختلف پر

۸—علوم مختلف مذکورہ باری باری سے اس ترتیب سے پڑھائی جارہیں گی

سال اول میں—تاریخ عام قدیم و جدید

سال دوم میں—منطق علم بیان و علم سیاست مدنی

سال سوم میں—فلسفہ ذہنی و اخلاقی

سال چہارم میں—علوم طبیعیات

۹—ہر سال دو تعلیمی زمانوں میں منقسم ہوگا اور ہر ایک زمانہ ساڑھے چار مہینے کا ہوگا اور اسکا نام موعدا لتعلیم رکھا جائے گا—قریب ختم ہونے ہر موعدا کی طالب علموں کا امتحان ان علوم میں ہوگا جو اس موعدا میں اولہوں نے پڑھی ہونگے ان امتحانوں سے اوتکی محنت کا حال معلوم ہوگا اور اگر کسی وظیفہ دار طالب علم کے امتحان کا نتیجہ نہایت خراب ہوگا تو منتظمین مدرسۃ العلوم کو اسکے وظیفہ کے بند کر دینے کا اختیار ہوگا

* اسلام میں دونوں فرقے شیعہ و سنی داخل ہیں جو اپنی اپنی مذہب کے مدرسوں سے پڑھیں گے

will have a right to enter the Upper Department of the College, and prosecute his studies in one particular branch of knowledge, in order to take Honours. The course for the Honour Examination will extend over two years, but a student may, at his choice, be a candidate for Honours after the expiration of only one Academic year, if he thinks himself prepared for the Examination. If a student failing to take Honours in his first chance, appears again and succeeds in taking Honours, his name will not stand in the list of successful candidates in order of merit, but at the bottom of the list separate from the names of other successful students.

The student may choose one of the following branches of knowledge :—

I. LANGUAGE. i. e. one of the following :—

1. *Arabic* with Hebrew and Syriac and Comparative Philology of the Semetic Languages.
2. *English* with Anglo-Saxon and Comparative Philology of the Teutonic Stock of languages.
3. *Sanskrit* with Zend, Persian, and Philology.
4. *Sanskrit* with Prakrit and Pali, and Philology.
5. *Greek* and *Latin* with Philology.

II. MORAL SCIENCE. i. e. one of the following :—

1. *Logic, Rhetoric, Mental and Moral Philosophy.*
2. *Political Economy, Political Philosophy and Science of History.*

۱۰—علاوہ ان امتحانوں کے سالانہ امتحان بھی ہونگے جنکے نتیجوں کی مطابق انعام اور وظیفے مستحق طلباء کو عطا کیئے جارہیں گے ۵

۱۱—اس سلسلہ تعلیم کی چوتھے برس کے اخیر میں تمام علوم میں جو اس سلسلہ تعلیم میں پڑھے ہونگے ایک امتحان لیا جائے گا جو کہ سمجھا جائے گا اور یونیورسٹیوں کے بی لے کی امتحان کے مانند اور ہر طالب علم کو درجہ اعلیٰ مدرسۃ العلوم میں داخل ہونے سے پہلے اس امتحان میں کامل نکلنا ضرور ہوگا ۵

دفعہ ۱۳ میں ۱—اس امتحان کی تکمیل کے بعد طالب علم کو مدرسۃ العلوم کے اعلیٰ درجہ میں داخل ہونے اور کسی خاص علم کو مفاخرت کا امتحان دینے کے ارادہ سے بدرجہ کامل تحصیل کرنے کا حق حاصل ہوگا امتحان مفاخرت کے لیئے دو برس تک پڑھائی ہوگئی مگر طالب علم کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ اگر وہ ایک ہی برس کی پڑھائی کے بعد اپنے تئیں مفاخرت کا امتحان دینے کے قابل سمجھے تو امتحان دینے کو بیتھے—مگر وہ طالب علم جو ایک دفعہ امتحان میں نا کامل نکل کر دوسری امتحان میں کامل نکلے گا تو اس کا نام فہرست میں اوں کامیاب طالب علموں کے ساتھ جو پہلے ہی امتحان میں کامل نکلے ہیں بے ترتیب لیاقت مندرجہ نہوگا بلکہ فہرست کے اخیر میں اور ان کامیاب طالب علموں کے نام سے علاحدہ لکھا جائے گا ۵

۲—مفاخرت کا امتحان دینے کے لیئے طالب علم کو اختیار ہی کہ مفصلہ ذیل علوم میں سے ایک علم جو نسا چاہے پسند کر لے ۵

اول ردان یعنی کوئی ایک قسم مفصلہ ذیل میں سے

۱—عربی معہ عبری و سریانی معہ علم اونکی مطابقت کی ۵

۲—انگریزی معہ اینگلو سیاکسن اور معہ علم اونکی مطابقت کی ۵

۳—سنسکرت معہ ژند و فارسی اور معہ علم اونکی مطابقت کی ۵

۴—سنسکرت معہ پراکرت و پالی اور معہ علم اونکی مطابقت کی ۵

۵—گریک و لیتن معہ علم اونکی مطابقت کی ۵
دویم علوم اخلاق یعنی کوئی ایک قسم مفصلہ ذیل میں سے ۵

III. NATURAL PHILOSOPHY. i. e, one of the following :—

1. Mathematics (*Pure and Mixed*.)
2. Natural Sciences.

IV. MAHOMEDAN LAW, JURIS- PRUDENCE AND THEOLOGY.

The application for permission to appear in the Honour Examination, must be accompanied by a Dissertation on some important point of the subject in which the Candidate wishes to take Honours. The permission to appear in the Examination will depend on the approval of the Dissertation. The Candidate will have to aver by a written statement that he wrote the Dissertation without any one's assistance. This Examination will correspond to the M. A. Examination of other Universities.

Towards the end of the Term succeeding the one in which the Honour Examination is held, successful Candidates may compete in an examination held for awarding Fellowships. Each Candidate will be examined in his own particular branch of knowledge. The Examination for Fellowships may consist only of writing Essays in the Hall of the College. The examination may last three days. On each day the Candidate will be required to write an Essay on one of a number of subjects given by the Examiner. Six hours may be allowed for each Essay.

After the result of this examination is known, the Examiners will submit to the authorities of the College the number of marks which each Candidate has obtained in the examination. The marks thus gained by each Candidate, added to the marks which he obtained in his examination for Honours, will decide his election to a Fellowship.

There may be 30 Fellowships, each of the

۱۔ منطوق معہ علم بیان و فلسفہ ذہنی و اخلاقی *

۲۔ علم النظام و سیاست مدن معہ فلسفہ متعلق بہ
سیاست و فن تاریخ *

سویم فلسفہ طبعی یعنی ایک مفصلہ ذیل میں سے *

۱ علوم ریاضی *

۲ علوم طبعی *

چہارم دینیات * اسلامی یعنی فقہ حدیث و تفسیر وغیرہ *

۳۔ درخواست امتحان مفاخرت کے ساتھ طالب علم کو
ہمیشہ اپنا تصنیف کیا ہوا رسالہ پیش کرنا ہوگا جو اوسنے
اوس علم کے کسی مشکل مسئلہ پر تصنیف کیا ہو جس میں
کہ وہ امتحان مفاخرت دینا چاہتا ہے امتحان میں داخل
ہونے کی اجازت اس رسالہ کے پسند ہونے پر منحصر ہوگی
اور طالب علم کو تحریر پر یہ اقرار کرنا پڑیگا کہ اس رسالہ
کے تصنیف میں کسی دوسرے شخص سے مدد نہیں لی
ہی *

۴۔ بہ امتحان اور یونیورسٹیوں کی ایم اے کے امتحان
کی مانند تصور کیا جاویگا *

دفعہ ۱۲ ضمن ۱۔ اوس موعد کی ختم ہونے کے قریب جو اوس
موعد کے بعد آئے جس میں مفاخرت کا امتحان ہوا تھا امتحان میں
کامل نکلے ہوئے طالب علموں کا واسطے عطا کرنے فلو شپ یعنی
وظیفہ رفاقت دارالعلوم کے پھر امتحان لیا جاویگا اور ہر طالب علم
کا امتحان اوس علم میں ہوگا جو اوسنے اختیار کیا ہے اور یہ
امتحان بیان مضمونوں کی لکھنے کے ذریعہ سے لیا جاویگا جو
مدرسۃ العلوم کی ایوان میں ممتحنوں کے سامنے لکھنے ہوں گی تین
دن تک برابر یہ امتحان ہوگا اور ممتحن متعدد مضمون طالب علم
کو لکھ کر دے گا اور اوس میں سے ایک کا بیان مضمون طالب علم
کو ہر روز لکھنا ہوگا اور چھ گھنٹہ اوس بیان مضمون کی لکھنے
کو مہلت دی جاویگی *

۲۔ اس امتحان کے ختم ہونے پر منتظمان مدرسۃ العلوم
کے سامنے ممتحن لوگ اور نمبروں کی تعداد پیش کریں گے
جو ہر طالب علم کو اس امتحان میں ملی ہیں۔ یہ نمبر
اور نمبروں کے ساتھ جمع کیتی جاویگی جو ہر ایک طالب

* اسلامی اس لفظ میں دینیات شیعہ و سنی دونوں داخل
ہیں *

value of Rs. 600 a year. A Fellow of the University will receive board and rooms in College free.

Every Fellow of the University will be required to reside within the precincts of the University or in the University Town. But this obligation may be dispensed with in the case of those who leave the University Town with the express intention of prosecuting study in any other place of education.

A Fellow will also have to make a promise, not to receive any pecuniary compensation for teaching privately any student who belongs to the College.

Of the 30 Fellowships the number allotted for each subject will be as follows :—

Languages,	8
Mathematics,	5
Logic, Rhetoric and Philosophy. ...	4
Political Economy, Political Philosophy and Science of History,	4
Natural Sciences,	4
Mohamedan Law and Jurisprudence, ...	5

Besides these Fellowships, there may be sixty scholarships varying from Rs. 120 to 300 a year.

The annual amount of money spent in Fellowships and Scholarships will be as follows :—

30 Fellowships at Rs. 600 =	Rs. 18,000
20 Scholarships „ 120 „ „	2,400
20 „ „ „ 180 „ „	3,600
14 „ „ „ 240 „ „	3,360
6 „ „ „ 300 „ „	1,800

Rs. 29,160

علم نے امتحان مفاخرت میں پائی تھی اور اس طرح پر جمع کرنے سے اس بات کا فیصلہ ہو جاوے گا کہ وظیفہ رفاقت پانے کا کون کون طالب علم مستحق ہی ۵

۳۔ تیس وظیفے رفاقت دارالعلوم کے ہونی چاہئیں اور ہر وظیفہ چھ سو روپیہ سالانہ کا ہو۔ اور رفیق دارالعلوم کو علاوہ اس وظیفہ کے کھانا اور رہنے کا مکان مفت دارالعلوم سے ملے گا ۵

۴۔ ہر رفیق دارالعلوم کو حدود دارالعلوم میں یا اس شہر میں جہاں دارالعلوم ہی رہنا پڑے گا مگر یہ شرط ایسی حالت میں موقوف ہو سکتی ہے جبکہ طالب عام اس پر مطمئن کر دے کہ وہ درحقیقت دارالعلوم کو چھوڑ کر کسی علم کے تحصیل کو دوسری جگہ جانا چاہتا ہے ۵

۵۔ رفیق دارالعلوم کو یہ بھی اقرار لکھ رہی کرنا پڑے گا کہ وہ مدرسۃ العلوم کے کسی طالب علم سے جو بطور خانگی اوس سے پڑھتا ہو کچھ معاوضہ نہ لے گا ۵

۶۔ تیس وظیفے رفاقت دارالعلوم کے مفصلہ ذیل علوم کی کامیابی پر طالب علموں کو دی جا رہی ہیں ۵

- ۱۔ زبانوں کے تکمیل کی کامیابی کے لیے .. ۸
- ۲۔ علوم ریاضی کے تکمیل کی کامیابی کے لیے .. ۵
- ۳۔ علم منطق و بیان و فلسفہ کے تکمیل کی کامیابی کے لیے .. ۲
- ۴۔ علم انتظام و سیاست مدن و فن جغرافیہ و تاریخ کے تکمیل کی کامیابی کے لیے .. ۲
- ۵۔ علم طبعی کی تکمیل کی کامیابی کے لیے .. ۲
- ۶۔ فقہ و حدیث و دینیات اسلامی* کے تکمیل کی کامیابی کے لیے .. ۵

میزان ۳۰

دفعہ ۱۵ ضمن ۱۔ رفاقت دارالعلوم کے وظیفوں کے سوا ساتھ رہنے اور طالب علموں کے لیے ہونی چاہئیں جنکی مقدار ایک سو بیس روپیہ سالانہ سے تین سو روپیہ سالانہ تک ہو ۵

۲۔ پس سالانہ خرچ رفقای دارالعلوم کی وظیفوں اور طالب علموں کے وظیفوں کا حسب تفصیل ذیل ہوگا ۵

* لفظ دینیات اسلامی میں دونوں فرقے شیعہ و سنی داخل ہیں ۵

A Fellowship will be tenable for seven years, and a Scholarship only for one year. But at the end of every year, a scholar who has done well in his Annual Examination will be elected to another scholarship of an equal or higher value.

A Fellow should not be elected again at the end of the seven years of his fellowship, unless for some extraordinarily especial reason.

If a Fellow is appointed to a Lecturership in the College, he will cease to receive his yearly allowance from the Fellowship Fund, but will continue to be an Honorary Fellow of the University with the rest of the privileges of a Fellowship, as long as he remains a Lecturer in the University. There will be as many Lecturerships in the College as may be necessary for instruction in the different branches of knowledge above-mentioned. The allowance to each Lecturer will vary in amount, and the office will be tenable for life unless there is any special reason against such a course. In case of infirmity either on account of age or any accident which unfits the Lecturer for the performance of his duties, the University may give a pension and appoint a new Lecturer instead. A retired Lecturer who also held an Honorary Fellowship, will continue to hold it for life.

The Fellows will form the governing body of the University. They will meet at least once a Term in the Combination Room to decide points concerning the management of the University. The Senior Fellow will be considered as the President of the Meeting, and will have the casting vote. He will also be considered as the Head of the College.

Whenever the Fellows meet for deciding any point concerning education, the Lecturers who at the same time are not Honorary Fellows, will also have a right to appear in the Combination

وظیفہ های رفقای دارالعلوم

نعداد وظیفہ	ماہواری	سالانہ	میزان
۳۰	ص	سما	یک
وظیفہ های طالب علمی			
۲۰	ع	ماعہ	ایک
۲۰	ع	ماس	سما
۱۲	ع	مارعہ	سما
۶	ع	سا	ال
۶۰	ع	سما	سما

۳—وظیفہ رفاقت دارالعلوم سات برس تک جاری رہے گا اور وظیفہ طالب علمی ایک سال تک لیکن ہر سال کے اخیر میں جو طالب علم سالانہ امتحانی اچھا دیکھا اوسکو اوسقدر یا اوس سے بھی زیادہ وظیفہ پھر ملیگا •

۲—رفیق دارالعلوم سات برس کے بعد بجز کسی نہایت خاص حالت کے دوبارہ مقرر نہو سکیگا •

۴—اگر کوئی رفیق مدرستہ العلوم میں مدرس مقرر ہو جائے تو اوسکو سالانہ وظیفہ رفاقت ملنا موقوف ہو جائیگا مگر اعزازی رفیق دارالعلوم کا متصور ہوگا اور وظیفہ کے سرا جو اور حقوق رفقای دارالعلوم کے لیئے ہیں جب تک کہ وہ مدرس رہے بحال و قائم رہینگے •

دفعہ ۱۶—علوم مذکورہ بالا کی تعلیم کے لیئے جسقدر مدرسوں کی ضرورت ہوگی نوکر رکھے جائینگے اونکی تنخواہیں مختلف ہونگی اور وہ عہدہ اونکے لیئے بجز کسی خاص حالت کی اونکے زندگی بھر کے لیئے ہوگا اگر کوئی مدرس ناطاقت یا ضعیف ہو جائے یا کوئی ایسا صدمہ پہونچے جس سے کہ وہ اپنے عہدہ کا کام انجام نہکر سکے تو دارالعلوم سے اوسکو ایک پنشن مناسب ملنی چاہیئے اور نیا مدرس اوسکے جگہ مقرر ہوگا اور پہلا مدرس اگر اعزازی رفیق بھی ہو تو بدستور اپنے زندگی تک اعزازی رفیق رہیگا •

دفعہ ۱۷—بہی رفقای دارالعلوم منتظمان دارالعلوم بھی ہوں گے اور ہر موعہ میں کم سے کم ایک دفعہ دارالعلوم کے ایوان میں امور متعلق دارالعلوم کی انتظام و تصفیہ کرنیکو اجلاس کیا کریں گے سب سے پہلا رفیق دارالعلوم کا مہر مجلس ہوگا اور اوسکو ترجیح

Room, and give votes like the Fellows of the University.

Under the superintendence of the Senior Fellow, the Fellows of the University will write Annual Reports to this Committee, and receive their sanction as to the expenditure for the succeeding year.

Any person desirous of joining the University, without an intention to pursue exactly the fixed course, but only for the study of some especial subject, may, on receiving the especial permission of the College authorities, enter the University; but he will be barred from obtaining any pecuniary rewards offered by the University. He will however have to reside within the precincts of the University and under its discipline.

The College authorities will also have power to allow persons desirous of attending lectures only upon some especial subjects, to do so on payment of fees. But such persons will not be considered students of the University, nor will they be required to reside within its precincts or under its discipline.

The College should be situate, as has been decided by this Committee, at Allygurh. But the School Department of the University will comprise schools, similar to the one above-mentioned, situate in other towns wherever it will be possible to establish a school for preparing students for the College Department of the University.



S. M. M.

This rule gives an opportunity to the Hindoos of availing themselves of the University Lectures.

۱۳۸۴/۱	داخلہ نمبر
۱۳۸۴	فن نمبر

ایک دای زیادہ دینے کا حق ہوگا اور وہ مدرسۃ العلوم کا افسر
پ بھی سمجھا جاویگا ۵

دفعہ ۱۸۔ جبکہ رفقای دارالعلوم کسی امر متعلق بہ تعلیم کی
مصال کے لینے جمع ہوں تو وہ مدرس بھی جو اعزازی رفیق نہیں
ہیں ایوان اجلاس میں آنے اور مثل رفیق دارالعلوم کی دای دینے
پر مجاز ہونگے ۵

دفعہ ۱۹۔ رفقای دارالعلوم بذریعہ اوس رفیق کے جو میر صاحب
ہی سالانہ رپورٹ کمیٹی خزانۃ البضائعہ لتاسیس مدرسۃ العلوم
لسمیں میں (جسکو میں لتاسیس دارالعلوم لسمیں کہنا چاہتا
ہوں) پیش کریں گے اور اخراجات سال آئندہ کی منظوری کمیٹی سے
پس گئے ۵

دفعہ ۲۰۔ کوئی شخص جو کہ اس دارالعلوم میں کسی خاص
نام کی تحصیل کرنے کو داخل ہونا چاہے اور اس تمام سلسلہ تعلیم
کو جو دارالعلوم میں مقرر ہو پڑھنا نہ چاہے تو اجازت خاص منتظام
دارالعلوم سے حاصل کرکر مدرسۃ العلوم میں داخل ہو سکتا ہی لیکن
سی رطبت کے یانیکا جو دارالعلوم سے ملت ہی مستحق نہوگا تاہم
وسکو اندرون حدود دارالعلوم اور بہ تبعیت قواعد معینہ دارالعلوم
پر رہنا ہوتا ۵

دفعہ ۲۱۔ منتظامان مدرسۃ العلوم کو یہہ بھی اختیار ہوگا
۵ ایسے اسخاص کو جو کہ مدرسۃ العلوم میں کوئی خاص عام یا
لوم پڑھنا چاہیں باذای قیس پڑھنے کی اجازت دیں لیکن یہہ
شخاص طالب علم دارالعلوم کے متصور نہونگے اور نہ اونکو حدود
دارالعلوم میں اور بہ تبعیت قواعد دارالعلوم کے رہنا پڑیگا ۵

دفعہ ۲۲۔ دارالعلوم کا بلا شبہہ علیگڈہ میں مقرر ہونا چاہیئے
جیسا کہ کمیٹی فیصل کر چکے ہی مگر مدرسے دارالعلوم کے مختلف
مقاموں اور شہروں میں بھی جہاں کہیں کہ ممکن ہو مقرر ہونی
چاہیئیں اور جو مدرسہ مشابہ مدرسہ مجوزہ دارالعلوم کے ہوں
ونکو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہیئے تاکہ مدرسۃ العلوم کے لینے
ہت سے طالب علم ہر ایک مقام سے طیار ہو سکیں ۵

العبد المقتدرالی اللہ الود

محمد محمود

* اس قاعدہ سے ہندونکو بھی مدرسۃ العلوم میں پڑھنے کا موقع
ہاتھ آجائے گا ۵

4

1

